مخصوص کارڈ۔

مصنف :- انشاء اللہ (مدیر)۔

عنوان :

ترتیب :

عثمانیہ سلطنت ۔ تاریخ۔

سلطنت عثمانیہ

اور

اوسکی باجگذار ریاستونکی موجودہ حالت

مع موازنہ حالت سن ۱۸۹۶ء

جسمیں سلطنت عثمانیہ اور مصر۔ قبرص۔ بلگیریا۔ ٹیونس۔ ساموس اور بوسنیا وہرزی گوینا کے ہر ایک ملکی صیغہ تجارت رقبہ وآبادی فوجی بحری طاقت طرز آئین وحکومت سررشتہ تعلیم ریلوے قرضجات قومی اور صنعت وحرفت کی موجودہ کیفیت شرح وبسیط کے ساتھ درج کیگئی ہی اور ساتھ ہی آج سے دس سال پیشتر یعنے ۱۸۹۶ء کی اعداد وشمار بھی دکھائے گئے ہیں

مرتبہ

مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ ایڈیٹر وطن لاہور سابق ایڈیٹر وکیل

جو بار دوم بیشمار اضافوں اور ترمیموں کے ساتھ
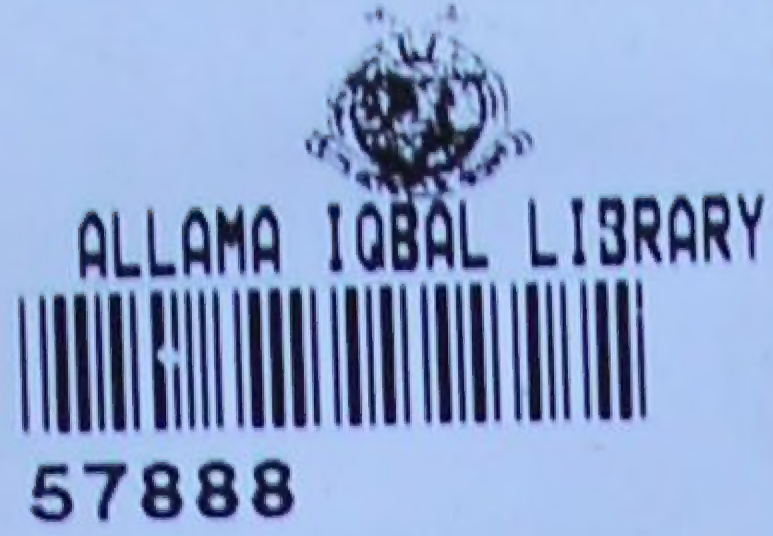
سنہ ۱۹۰۶ء میں

حمیدیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ طبع ہوئی

بار دوم

التماس

دیباجہ طبع اوّل

اِس رسالہ کو جسمیں سلطنت عثمانیہ کے تمام ملکی صیغوں تجارت و صنعت و حرفت و قومی قرضونکی موجودہ کیفیت جیسی کہ وہ ۱۸۹۶ء میں تھی درج ہے۔ علاوہ مصر و شہر سویز ٹیونس۔ بلگیریا۔ قبرص و بوسینا۔ ہرزی گوینا و ساموس کی باجگذار و ماتحت ریاستوں اور صوبوں کی موجودہ حالت بھی بیان کردیگئی ہے۔ ٹیونس اسوقت فرانس کی زیر حفاظت ہے۔ اور بظاہر اوسکا کوئی تعلق سلطنت عثمانیہ سے نہیں رہ گیا۔ لیکن میں نے اوسکو باجگذار ریاستوں کی ذیل میں شمار کرنیکی وجوہات اصل کتاب کی حاشیہ متعلق ٹیونس میں بتادی ہیں۔ اس رسالہ کو جیسا کہ تبت سلطنت و حکومت سلطان عبد الحمید خان کا اکثر حواشی سے معلوم ہوتا ہے کتاب مذکور کے ساتھ بطور ضمیمہ ملحق کرنیکا ارادہ تھا مگر دونوں کتابوں کا اپنی اپنی جگہ اس قدر حجم بڑھ گیا کہ اسکو علیحدہ کتاب کی شکل میں شایع کرنا ضروری ہوگیا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ اس رسالہ کو میری دوسری کتابوں کے ساتھ پڑھنے سے ناظرین کو سلطنت عثمانیہ کی متعلق کامل آگاہی اور واقفیت ہو جائے گی۔ والسلام۔ مرقومہ ۱۸۹۶ء

خاکسار۔ بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ اڈیٹر اخبار وکیل امرتسر

دیباجہ طبع دوم

یہ ظاہر ہے کہ دس سال کے بعد اعداد و شمار ہرگز قایم نہیں رہ سکتے تھے۔ جو ۱۸۹۶ء کی حالت و کیفیت ظاہر کرتے تھے مثلاً اڈیشن ختم ہوجانے پر اس کتاب کو بعینہ چھاپ دینے سے "موجودہ حالت" کا لفظ اوسپر کسیطرح صادق نہ آسکتا تھا۔ اور اگر صرف سن حال کے اعداد و شمار پر اکتفا کیا جاتا۔ پرانی اعداد و شمار حذف کردیے جاتے۔ تو معلومات پڑھنے والوں کو یقین ایک دلچسپ نتیجہ سے محروم رہجاتے۔ بنا بریں گو اس سے ضخامت بڑھ گئی ہے میں نے اصل کتاب کو بحالہا قایم رکھکر پرانی ہر جدول کے بالمقابل یا بعد یا ذیل کے اندر تازہ اعداد و شمار بڑھا دیے ہیں اور جسطرح اور ہر قسم کی تبدیلی۔ یا اضافہ کو بھی درج کردیا ہے۔ جو اس دس سال کے عرصہ میں سلطنت کی مختلف صیغوں اور شعبوں میں واقع ہوئی ہے۔ با اینہمہ قیمت وہی رکھی ہے جو پہلے تھی یعنی ایک روپیہ۔ تاکہ خاکسار کی جو اصل غرض ان کتابوں کی تالیف و اشاعت سے ہے وہ فوت نہو نے پائے۔ یہ کتابیں محض اسلئے تالیف کیگئی ہیں کہ مسلمانان ہندوستان دیگر اقطاع عالم کی مسلمان اقوام اور سلطنتوں کے حالات سے بالعموم اور خاصکر مسلمان اقوام کی سرتاج قوم و حکومت یعنی سلطنت عثمانیہ و آل کے کو الیف سے باخبری و آگاہی کا شوق پیدا ہو۔ تاکہ ایک تو وہ بھی اسیطرح ترقی کرنیکو دوڑیں اور قومی ضروریات و مشکلات کو محسوس کریں اور دوسرے رشتہ اتحاد و ائتلاف باہم مضبوط ہو۔ واللہ المستعان علی ما تصفون۔ یہ اڈیشن حضرت خلافت پناہی کی ۶۶ ویں سالگرہ ولادت مسعود کو شایع کیا جاتا ہے۔ ۵ ستمبر ۱۹۰۶ء

بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ اڈیٹر وطن لاہور

سلطنت عثمانیہ

اور

اوسکی باجگزار ریاستوں کی موجودہ حالت اور دہ سالہ ترقی

(ماخوذ از اسٹیٹسمین ایر بک بابت ۱۸۹۶ء و ۱۹۰۶ء)

فرمانرواء سلطان

اعلیٰحضرت فلک قدرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی جو ۲۲ ستمبر ۱۸۴۲ء مطابق ۱۶ شعبان ۱۲۵۸ ہجری بالمقدس متولد ہوئے۔ سلطان عبد المجید کے خلف ثانی ہیں اپنے بڑے بھائی سلطان مراد خامس کے معزول ہونے پر ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو جلوہ افروز مسند خلافت ہوئے۔

اولاد و احفاد امیر المومنین

۱۔ محمد سلیم آفندی۔ ۱۱ جنوری ۱۸۷۰ء کو متولد ہوئے۔

۲۔ زکیہ سلطانہ[1]۔ ۱۲ جنوری ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئیں۔ ۲۰ اپریل ۱۸۸۹ء کو نور الدین پاشا فرزند اکبر غازی عثمان پاشا کو بیاہی گئیں۔

۳۔ نعیمہ سلطانہ۔ ۵ اگست ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئیں۔ ۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو محمد کمال الدین پاشا فرزند دوم غازی عثمان پاشا کو بیاہی گئیں۔ مگر کمال الدین جب اپنے والد کی وفات سے چند سال بعد ینگ ٹرکش پارٹی میں شامل ہوکر مفرور ہوگیا تو بروئے شریعت شاہزادی صاحبہ کا نکاح جون ۱۹۰۴ء میں فسخ ہوگیا۔ اور کچھ عرصہ بعد کمال بک نائب وزیر مال سے ۱۹۰۶ء میں بیاہی گئیں۔

۴۔ عبد القادر آفندی۔ ۲۰ فروری ۱۸۷۸ء کو متولد ہوئے۔

۵۔ احمد آفندی۔ ۱۴ مارچ ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپکا چند سال ہوئے انتقال ہوگیا۔

۶۔ نعیلہ سلطانہ۔ ۸ جنوری ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئیں۔ انکا بھی انتقال ہوچکا ہے۔

۷۔ محمد برہان الدین آفندی۔ ۱۹ دسمبر ۱۸۸۵ء کو متولد ہوئے۔

۸۔ شادیہ سلطانہ۔ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئیں۔

۹۔ عایشہ سلطانہ۔ ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئیں۔

[1] زکیہ سلطانہ کے مفصل حالات کتاب بست سالہ عہد حکومت امیر المومنین میں درج ہیں۔ مؤلف

۱۰۔ رفیعہ سلطانہ۔

۱۱۔ عبدالرحیم آفندی ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۸۹۷ء میں فوت ہوگئے اور انکی یادگار میں اوس سال عالیشان مجیدیہ شفاخانہ بنابر اطفال و عورات سلطانی خرچ پر قسطنطنیہ میں قایم کیا تہا۔

۱۲۔ محمد بدر آفندی۔ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے +

۱۳۔ خدیجہ سلطانہ ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئیں اور بعمر ۹ ماہ فروری ۱۸۹۸ء میں فوت ہوگئیں +

برادران و خواہران خلیفۃ المسلمین کے

۱۔ محمد مراد آفندی۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو اپنے چچا سلطان عبدالعزیز شہید کے عزل پر تخت نشین ہوئے۔ مگر بعد میں کونسل وزراء نے مرض دیوانگی کا مریض قرار دیکر ۳۱۔ اگست ۱۸۷۶ء کو معزول کردیا ۲۹ اگست ۱۹۰۴ء کو بہ مرض ذیابیطس فوت ہوگئے +

۲۔ جمیلہ سلطانہ۔ ۱۸۔ اگست ۱۸۴۳ء کو پیدا ہوئیں ۳۰ جون ۱۸۵۸ء کو محمود جلال الدین پاشا خلف احمد فتحی پاشا سے بیاہی گئیں۔ اب بیوہ ہیں۔ ۱۸۹۲ء میں انکا خاوند فوت ہوا تھا +

۳۔ محمد رشاد آفندی ۳۔ نومبر ۱۸۴۴ء کو پیدا ہوئے۔ ولیعہد یہی شہزادہ ہے +

۴۔ کمال الدین آفندی ۳۰ دسمبر ۱۸۴۷ء کو پیدا ہوئے +

۵۔ سنیہ سلطانہ۔ ۲۱ نومبر ۱۸۵۱ء کو پیدا ہوئیں۔ اور محمود پاشا مرحوم پسر خلیل پاشا سے بیاہی گئی تہیں ایک البانوی نے قتل کردیا +

۶۔ مدیحہ سلطانہ ۱۸۵۷ء میں پیدا ہوئیں۔ پہلی ۱۸۷۹ء میں نجیب پاشا سے بیاہی گئیں ۱۸۸۵ء میں بیوہ ہوئیں۔ پہر دوبارہ ۳۰۔ اپریل ۱۸۸۶ء کو فرید پاشا سے بیاہی گئیں +

۷۔ سلیمان آفندی ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے +

۸۔ وحید الدین آفندی ۱۲۔ جنوری ۱۸۶۱ء میں پیدا ہوئے +

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی خاندان عثمان کے ۳۵ ویں سلطان او

ف کتاب لبت سالہ عہد حکومت کی صفحہ ۲۰ کی حاشیہ پہ ۱۲ بہائی اور بہنوں کے نام درج ہیں اور وہاں تاریخیں بھی بعض جگہ مختلف ہیں یہ نام اور تاریخیں ۱۸۹۶ء کی اشٹیٹمین ییر بک سے لیگیئی تہیں۔ آلمی ۱۸۹۹ء کی سالانہ کتاب میں باقی ۵ بہائی بہنوں کے نام درج نہ ہوئے یہ قیاس ہوتا ہے کہ وہ جوار رحمت الٰہی میں جابسے ہوں گے۔ اور کہ اختلاف تواریخ مزید احتیاط سے جو پچہلی سالانہ کتابوں میں ملحوظ رکھی گئی نہ قصد ہوا ہے۔ اس کتاب کے پہلے اڈیشن میں صرف ۸ بیٹے بیٹیوں اور ۷ بہائی بہنوں کے نام درج تھے۔ مگر اس اڈیشن میں اولاد کی تعداد ۱۳۔ اور بہائی بہنوں کی ۸ درج کی جاتی ہی۔ مؤلف +

فتح اسلامبول کے بعد ۲۸ ویں شہنشاہ ہیں خاندان عثمانیہ میں قانون وراثت اولاد ذکور کی عمر کے کم بیش ہونے کے مطابق ہے۔ تمام اولاد جو حرم سلطانی میں خواہ آزاد یا کنیزک کے بطن سے پیدا ہو جائز اور مساوی حقوق رکھتی ہے۔ بیٹا اوسی صورت میں باپ کا جانشین ہوتا ہے جبکہ کوئی چچا یا عمزاد بھائی اوس سے بڑا عمر میں موجود نہ ہو۔

سلاطین عثمانیہ کئی صدیوں سے باقاعدہ ازدواج نہیں کرتے حرم سرا کی خاتونیں جو خواہ زرخرید ہوں یا برضی خود آئیں۔ زیادہ تر اون اضلاع کی ہوتی ہیں جو قلمرو عثمانیہ سے باہر ہیں۔ اور خاصکر سرکیشیا سے زیادہ آتی ہیں۔ ان خواتین میں سے سلاطین عموماً سات کو منتخب کرتے ہیں جو قادین یعنی بیگمات حرم کہلاتی ہیں۔ اور باقی اوالیک پکاری جاتی ہیں۔ اور قادنیوں کی خادمہ متصور ہوتی ہیں۔ حرم سرا کی منتظمہ ایک معمر قادین ہوتی ہے۔ اوسکا خطاب خزندار قادین ہوتا ہے اور وہ خواجہ سراؤں کے سردار کی وساطت سے بیرونی دنیا سے تعلق رکھتی ہے یعنی محلسرا کے لئے تمام خرید و فروخت اوسکی ذریعہ سے کرتی ہے یہ سردار قزلر آغا کہلاتا ہے۔ اور وزیر اعظم کے برابر رتبہ رکھتا ہے بلکہ شاہانہ جلوس میں وزیر اعظم سے بھی فایق مرتبہ پر ہوتا ہے۔

ترکوں کا نام پہلے پہل ۱۲۴۰ء میں یورپ میں سنا گیا۔ جبکہ وہ تاتار سے نقل وطن کر کے آرمینیا میں پہونچے۔ مگر اونکی شہرت ۱۳۰۰ء کے قریب شروع ہوئی۔ بانی خاندان عثمانیہ یعنی عثمان غازی کی زیر حکومت اونہوں نے ایشیا کے کئی مقامات کو فتح کیا۔ شہر نیسیا پر قبضہ کیا اور ۱۳۲۶ء میں بروصہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔

یورپ میں ترک اولاً ۱۰۸ء (۱۳۲۸ء) میں داخل ہوئے۔ جبکہ اونکی ایک فوج نے جسمیں دو ہزار سپاہی تھے قیصر بوطونیا طلیس کو اوس کے رقیب کے برخلاف مدد دینے کے لئے باسفرس سے عبور کیا۔ چودھویں صدی کی اختتام پذیر ہونے تک اونہوں نے تھسلی مقدونیہ اور بلغاریا کو فتح کر لیا۔ اور تقریباً تمام مغربی ایشیا کی حکمران تسلیم کر لیے گئے۔ قسطنطنیہ کا پہلے ترکوں نے ۱۳۹۲ء میں محاصرہ کیا مگر وہ فتح ۱۴۵۳ء میں ہوا۔ اور اوسوقت سے لیکر اب تک سلطنت عثمانیہ کا دار الخلافہ ہے۔

محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ نے اوسکی فتح کے بعد طرابزن۔ والیشیا۔ بوسینیا۔ سردیا۔ اور موریا کو فتح کیا۔ بایزید دوم اور سلیم اول کیوقت مصر قطعی طور پر فتح کیا گیا۔ اور شام۔ سرکیشیا۔ اور مالڈیویا قلمرو عثمانیہ میں شامل کئے گئے۔ ۱۵۲۲ء میں سلیمان اول نے رہوڈس کو فتح کیا۔ ۱۵۲۵ء میں ہنگری پر حملہ کیا۔ اور وائنا کا محاصرہ کیا مگر یہ محاصرہ اٹھا لینا پڑا۔ اور اوس سے بعد زمانہ کی ناہنجاریوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اوسوقت صرف یورپ میں دو لاکھ بتیس ہزار مربع میل ملک ترکوں کے ماتحت تھا۔ مگر اوسیوقت سے سلطنت کی شوکت میں تنزل آنے لگ گیا۔ ۱۵۹۵ء میں ترک بالائی ہنگری اور صوبہ ٹرین سلونیا سے نکالدیے گئے۔ اور کچھ عرصہ کیلئے والیشیا اور مالڈیویا (فلاق وبغدان) بھی اونکو خالی کرنا پڑا۔ ۱۷۶۹ء میں روس سے جنگ شروع ہوئی۔ جسکا خاتمہ اسپر ہوا کہ ترکوں کو کریمیا چھوڑنا پڑا۔ روسی سرحد دریائے بگ و نیسپر تک بڑھ آئی۔ صوبجات دریائے ڈنیوب یعنی والیشیا و مالڈیویا کو جزوی آزادی ملگئی۔ اور روسیونکو آبنائے ڈارڈینلز سے اپنی بیڑہ کو بلا روک ٹوک گذرانے کا استحقاق حاصل ہو گیا۔

سنہ ۱۸۰۹ء میں روس سے پھر جنگ ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ سنہ ۱۸۱۲ء میں روسی سرحد اور شہر دریائے پروتھ تک آگئی یونانیوں کی بغاوت جو سنہ ۱۸۲۲ء سے سنہ ۱۸۲۹ء تک رہی اجنبی دول کی مداخلت سے یونان کی آزادی پر ختم ہوئی۔ سنہ ۱۸۳۳ء میں روس نے ٹرکی کا معاون ہو کر محمد علی پاشا گورنر مصر کی پیشقدمی کو جو قسطنطنیہ پر بڑھا چلا آتا تھا کامیابی کے ساتھ روکا۔ مگر ٹرکی کا اقتدار اوس وقت سے مصر پر برائے نام رہگیا۔

سنہ ۱۸۴۱ء کے معاہدہ کے رو سے ٹرکی حقیقتاً دول عظام کے زیر حفاظت ہوگئی۔ اور اوسکی آزادی و سلامتی کی ذمہ داری کیگئی۔ سنہ ۱۸۵۳ء میں روس نے اعلان جنگ کیا۔ اور گو انگلستان و فرانس نے ٹرکی کی مدد کی۔ اور وہ خود بھی جنگی معرکوں میں کامیاب رہی۔ مگر اوسکو اس جنگ سے کوئی فایدہ نہ حاصل ہوا۔

سنہ ۱۸۵۹ء میں بالشیا اور بالڈیونا نے متفق ہو کر ایک سرے سے اپنی کامل آزادی کا اعلان کر دیا۔ سنہ ۱۸۷۶ء کی جنگ روس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بلغاریا مشرقی رومیلیا تھسلی۔ اور مشرقی آرمینیا کا کچھ حصہ قبضہ سے نکل گئے۔ رومینیا۔ سرویا اور مانٹی نیگرو قطعی آزاد ہوگئے۔ اور صوبجات بوسینیا اور ہرزی گوینا سلطنت آسٹریا ہنگری کو۔ اور قبرس انگلستان کو انتظام کے لئے دیئے گئے۔

(اسمائے سلاطین آل عثمان معہ سنہ جلوس)

نام	سنہ جلوس	نام	سنہ جلوس	نام	سنہ جلوس
۱-عثمان	سنہ ۱۲۹۹ء	۲-ارخان	سنہ ۱۳۲۶ء	۳-مراد اول (خداوندیار)	سنہ ۱۳۶۰ء
۴-یلدرم بایزید	سنہ ۱۳۸۹ء	۵-سلیمان اول	سنہ ۱۴۰۲ء	۶-چلبی محمد اول جامع	سنہ ۱۴۱۳ء
۷-مراد ثانی	سنہ ۱۴۲۱ء	۸-محمد ثانی فاتح	سنہ ۱۴۵۱ء	۹-بایزید ثانی	سنہ ۱۴۸۱ء
۱۰-یاوز سلیم	سنہ ۱۵۱۲ء	۱۱-سلیمان ثانی صاحبقران	سنہ ۱۵۲۰ء	۱۲-سلیم ثانی	سنہ ۱۵۶۶ء
۱۳-مراد ثالث	سنہ ۱۵۷۴ء	۱۴-محمد ثالث	سنہ ۱۵۹۵ء	۱۵-احمد اول	سنہ ۱۶۰۳ء
۱۶-مصطفی اول	سنہ ۱۶۱۷ء	۱۷-عثمان ثانی	سنہ ۱۶۱۸ء	۱۸-مراد چہارم فاتح بغداد	سنہ ۱۶۲۳ء
۱۹-ابراہیم	سنہ ۱۶۴۰ء	۲۰-محمد چہارم شکاری	سنہ ۱۶۴۹ء	۲۱-سلیمان ثالث	سنہ ۱۶۶۷ء
۲۲-احمد ثانی	سنہ ۱۶۹۱ء	۲۳-مصطفی ثانی	سنہ ۱۶۹۵ء	۲۴-احمد ثالث	سنہ ۱۷۰۳ء
۲۵-محمود اول	سنہ ۱۷۳۰ء	۲۶-عثمان ثالث	سنہ ۱۷۵۴ء	۲۷-مصطفی ثالث	سنہ ۱۸۵۷ء
۲۸-عبدالحمید اول	سنہ ۱۷۷۴ء	۲۹-سلیم ثالث	سنہ ۱۷۶۸ء	۳۰-مصطفی چہارم	سنہ ۱۸۰۷ء
۳۱-محمود ثانی	سنہ ۱۸۰۸ء	۳۲-عبدالمجید	سنہ ۱۸۳۹ء	۳۳-عبدالعزیز	سنہ ۱۸۶۱ء
۳۴-مراد پنجم	مئی سنہ ۱۸۷۶ء	۳۵-امیرالمومنین عبدالحمید خان ثانی الغازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ			۳۱-اگست سنہ ۱۸۷۶ء

ہر ایک سلطان کی اوسط ایام حکومت سترہ سال ہیں۔

سلطان سلیم اول عظیم الشان نے ۱۵۱۷ء میں مصر فتح کیا۔ اور اسی سال میں محمد دوازدہم خلیفہ بنو عباسیہ نے خلافت سلطان سلیم کے سپرد کی۔ اور تلوار علم اور عبائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وبارک وسلم اسکو عطا کی +

سلطان المعظم کی سول لسٹ (صرف خاص کی رقم) مختلف بیان کیجاتی ہے۔ کوئی دس لاکھ پونڈ کہتا ہے اور کوئی بیس لاکھ۔ اور کوئی ان دونوں کے بین بین۔ سرکاری املاک کا حصہ کثیر شاہی خاندان کے سپرد ہے۔ اور اونکی آمدنی اوس کے مصرف میں آتی ہے۔ چند برسوں سے سول لسٹ کی مدات آمدنی کا انتظام درست کیا گیا ہے۔ مگر اب بھی وہ حرم اور دربار کے اخراجات کو مکتفی نہیں بتائی جاتیں۔ حرم اور دربار کے متوسلین کا شمار پانچ ہزار سے متجاوز ہے ۱۸۸۰ء کے بجٹ (موازنہ) میں محلسرائے سلطانی کے اخراجات کی بابت ۲۷۴۷۱۱۶ پیاستر (سو پیاستر برابر ہیں ایک پونڈ ترکی کے) اور شہزادگان کی وظائف کی بابت ۲۳۷۵۰۲۱۲ پیاستر یعنے فی الجملہ سات لاکھ ۸۵ ہزار پونڈ ترکی درج کئے گئے تھے۔ اور ۹۸-۱۸۹۷ء کے بجٹ میں آٹھ لاکھ ۸۲ ہزار پانسو پچاس ترکی پونڈ +

آئین حکومت

سلطنت کے تمام بنیادی قوانین احکام قرآنی پر مبنی ہیں سلطان کا اختیار غیر محدود ہے بشرطیکہ اوسکا حکم اصول اسلام اور احکام قرآن کے نقیض نہ ہو۔ قرآن کریم کے بعد قوانین ملتقی واجب التعمیل سمجھے جاتے ہیں۔ یہ احادیث و اقوال پیغمبر سرور کائنات اور اون کے خلفائے راشدین کے فیصلہ جات اور اجتہادات کے مجموعہ کا نام ہے۔ انکی پابندی بادشاہ اور رعایا دونوں پر مساوی ہے۔ انکے علاوہ ایک اور بھی مجموعہ قوانین ہے جسے قانون نامہ کہتے ہیں۔ اور جسکو سلیمان عظیم الشان نے اپنے اور اپنے سے پہلے سلاطین کے قوانین سے مرتب کیا۔ اس قانون نامہ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر ویسی ہی عزت کی نگاہ سے جیسی کہ قوانین ربانی کے مقابلہ میں انسانی حکومت کی احکام کو دیکھا جا سکتا ہے۔

سلطان کی شاہانہ نگرانی میں عاملانہ اختیار اور اختیار وضع قوانین کو دو اعلیٰ عہدہ دار یعنے صدر اعظم جو دنیاوی حکومت کا صدر ہے۔ اور شیخ الاسلام جو مذہب کا افسر اعلیٰ ہے برتتے ہیں۔ دونوں کو سلطان مقرر کرتا ہے مگر آخر الذکر کی تقرری میں علماء یعنے عدالتی عہدہ داروں اور مذہبی اماموں کی نام نہاد منظوری حاصل کیجاتی ہے۔ شیخ الاسلام جماعت علماء کا صدر نشین ہوتا ہے لیکن وہ بذات خود امامت وغیرہ کا کام نہیں کرتا۔ علماء کے ساتھ ہی مفتیوں یعنے شارحین قرآن کی جماعت تعلق رکھتی ہے۔ تمام بڑے بڑے جج مفسرین معلمان قانون اور علم وادب کے بڑے بڑے اساتذہ علماء ہی ہوتے ہیں۔ اور مفتی اونکو اپنے حضور طلب کر سکتا ہے۔ بڑے بڑے ملکی عہدہ داروں کے خطاب آفندی۔ بے۔ اور پاشا ہیں۔

مغربی یوروپ کی ریاستوں کے نمونہ پر چند عثمانی گورنمنٹوں نے مختلف ازمنہ میں طرز حکومت و آئین کی

تجاویز تیار کیں سب سے اول سلطان عبد المجید نے اونکو اپنے خط ہمایون میں درج کر کے ۱۸ فروری ۱۸۵۶ء کو مشتہر کیا۔ اور سب سے آخر سلطان عبد الحمید نے نومبر ۱۸۷۶ء میں اس کے متعلق فرمان نافذ فرمایا مگر تجاویز اصلاح کا عملدرآمد سلطنت عثمانیہ کی موجودہ حالت میں ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

وزیر اعظم گورنمنٹ کا صدر اور بادشاہ کا قائمقام ہوتا ہے۔ اور کاروبار سلطنت کے انصرام میں مجلس خاص یا پریوی کونسل جو انگریزی کیبینٹ (مجلس وزراء) کے مشابہ ہے اوسکی معین ومددگار ہوتی ہے۔ مجلس خاص میں مندرجہ ذیل اراکین ہوتے ہیں۔

(۱) وزیر اعظم (۲) شیخ الاسلام (۳) وزیر صیغہ اندرونی (۴) وزیر صیغہ جنگ (۵) وزیر اوقاف (۶) وزیر سررشتہ تعلیم (۷) وزیر تعمیرات عامہ (۸) کونسل آف سٹیٹ (مجلس شوریٰ) کا میر مجلس (۹) وزیر صیغہ جبیہ (۱۰) وزیر محکمہ مال (۱۱) وزیر صیغہ میر بحری (۱۲) وزیر عدالت عامہ (۱۳) وزیر سول لسٹ (صرف خاص)[1]

تمام سلطنت ۳۱ ولایتوں یا گورنمنٹوں میں منقسم ہے اور پھر یہ سنجقوں (صوبوں) قضاؤں (اضلاع) ناحیہ (تحصیل یا حصہ ضلع) اور قریوں (دیہات) میں منقسم ہیں۔ ہر ولایت پر ایک والی یا گورنر جنرل متعین ہے جو سلطان کا نائب ہوتا ہے اور اوسکی مدد کے لئے پراونشل کونسل (مجلس صوبہ) موجود ہوتی ہے۔ صوبوں۔ اضلاع۔ تحصیلوں اور دیہات پر گورنر کے زیر فرمان متصرف۔ قائمقام۔ مدیر اور مختار مقرر ہیں۔

ولایتوں کی حدود پولٹیکل وجوہات کی بنا پر اکثر ترمیم ہوتی رہتی ہیں۔ اسی وجہ سے سلطنت کی چھ سنجقیں گورنروں کے ماتحت نہیں رکھی گئیں۔ اونپر سلطان المعظم براہ راست متصرف مامور فرماتے ہیں اور وہ سنجقیں متصرفات کہلاتی ہیں۔ تمام رعایا خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ حیثیت کی ہوں سلطنت کے اعلیٰ ترین عہدے بھی اونکے لئے مسدود نہیں اور وہ اونپر مامور ہو سکتی ہیں۔ تمام مسلمان قانون کی نگاہ میں مساوی ہیں۔

معاہدات کے روسے وہ اجنبی جو ٹرکی میں رہایش پذیر ہوں اپنے اپنے ممالک کے قوانین کے تابع ہوتے ہیں اور اونکے ایسے مقدمات جنمیں ترکی رعایا کا تعلق نہو۔ اوس عدالت میں پیش ہوتے ہیں جسکا حاکم خود اونکا اپنا قونصل ہو۔ جو اجنبی ٹرکی میں جائداد غیر منقولہ کے مالک ہوں اونکے ایسے مقدمات جو ملکیت ارضی کے متعلق ہوں عثمانیہ دیوانی عدالتوں میں منفصل ہوتے ہیں۔ اور جو مقدمات ترکی رعایا اور اجانب کے درمیان ہوں وہ بھی عثمانیہ عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں مگر ایسی صورت میں اجنبی قونصل کا ترجمان یہ دیکھنے کے لئے کہ تجویز مقدمہ بروئے قانون ہوتی ہے کہ نہیں۔ عدالت میں موجود رہتا ہے۔ اور اگر فیصلہ (خواہ دیوانی ہو یا فوجداری) اجنبی کے برخلاف ہو۔ تو اوسکی تعمیل اجنبی کی قونصل کی معرفت ہوتی ہے۔ جو مقدمات مختلف قومیت رکھنے والے

---

[1] اب یہ وزیر مجلس خاص کا ممبر نہیں رہا۔ مؤلف

سلطنت عثمانیہ اور روس کی

دو اجنبیوں کے درمیان ہوں وہ مدعا علیہ کی عدالت میں رجوع ہوتے ہیں۔ اگست سنہ ۱۹۰۴ع کی ایک قرارداد کے رُو سے وہ مدارس جو سلطنت عثمانیہ میں امریکن پادریوں کے زیر اہتمام ہیں اور نیز انکی طلبا امریکا کی زیر حمایت تسلیم کیے گئے ہیں۔ یہ قرارداد دراصل آرمینیا کے امریکن مدارس سے تعلق رکھتی ہے۔ امریکن پادریوں کی کرتوتوں اور انکے مدارس کی اصل کیفیت کتاب واقعات روم میں مشرح درج ہے۔

	سنہ ۱۸۹۶ع میں		سنہ ۱۹۰۶ع میں
(۱) وزیر اعظم	خلیل رفعت پاشا	۷ نومبر سنہ ۱۸۹۵ع کو مقرر ہوئے۔	فرید پاشا ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۳ع کو مقرر ہوئے
(۲) شیخ الاسلام	جمال الدین آفندی	ستمبر سنہ ۱۸۹۱ع میں مقرر ہوئے۔	جمال الدین آفندی
(۳) وزیر صیغہ اندرونی	محمود جلال الدین پاشا	۷ نومبر سنہ ۱۸۹۵ع کو مقرر ہوئے۔	ممدوح پاشا
(۴) وزیر صیغہ خارجیہ	توفیق پاشا	۷ نومبر سنہ ۱۸۹۵ع کو مقرر ہوئے۔	توفیق پاشا
(۵) وزیر صیغہ مال	ناظف پاشا	۲۹ جنوری سنہ ۱۸۹۶ع کو دوبارہ مقرر ہوئے۔	ناظف پاشا[ل]
(۶) وزیر عدالت عامہ	عبد الرحمن پاشا	۷ نومبر سنہ ۱۸۹۵ع کو مقرر ہوئے۔	عبد الرحمن پاشا
(۷) مجلس شوریٰ کے میر مجلس	سعید پاشا	ایضاً	سعید پاشا
(۸) وزیر جنگ	رضا پاشا	"	رضا پاشا
(۹) وزیر بحریہ	"	"	جلال پاشا
(۱۰) وزیر اوقاف	"	"	طرخان پاشا
(۱۱) وزیر تعلیم	"	"	ہاشم پاشا
(۱۲) وزیر تجارت و تعمیرات عام	"	"	ذہنی پاشا
(۱۳) وزیر معادن و جنگلات	سلیم پاشا	"	سلیم پاشا

رقبہ و آبادی بروئے سالانہ کتاب سنہ ۱۸۹۶ع

سلطنت عثمانیہ کا کل رقبہ (معہ باجگذار ریاستوں کے) تقریباً[ب] سولہ لاکھ نو ہزار دو سو چالیس مربع میل

ل ناظف پاشا کہ مقرر ہوئے سنہ ۱۹۰۰ع سے سنہ ۱۹۰۶ع تک شاید پاشا وزیر صیغہ مال رہے تھے۔ مؤلف

ب مسٹر سکاٹ کیلٹی مرتب کنندہ کتاب سٹیٹسمنز ایئر بک نے سنہ ۱۸۹۶ع کے رقبہ آبادی کی اعداد میں جزیرہ قبرص کا نام اور اسکا رقبہ آبادی درج نہیں کیے شاید وہ میراث جدید ہم سمجھتے ہیں مگر اسکی بابت انگلستان کو ۹۲ ہزار پونڈ سالانہ خراج دینا پڑتا ہے اور شاید اسکو عنقریب خالی بھی کر دینا پڑے اور اسکا رقبہ ۳۵۸۴ میل مربع اور آبادی ۲۰۹۲۸۶ ہے۔ اسطرح ٹیونس کو بھی جسکا رقبہ ۴۵ ہزار مربع میل اور آبادی ۱۵ لاکھ ہے میں مصر کی ماتحت ...

نصیر کا بحران - مؤلف

آبادی	رقبہ مربع میل میں	ملک
		اور کل آبادی تخمیناً تین کروڑ بانوے لاکھ بارہ ہزار ہے۔ بایں تفصیل۔
		(۱) براہ راست مقبوضات
۴۷۸۰۰۰۰	۶۱۳۰۰	یوروپ میں
۲۱۶۰۸۰۰۰	۶۸۷۶۴۰	ایشیا میں
۱۳۰۰۰۰۰	۳۹۸۷۳۸	افریقہ میں
۲۷۶۸۸۰۰۰	۱۱۴۷۵۷۸	میزان
		(۲) باجگزار صوبے
۳۱۵۴۳۷۵	۳۷۸۶۰	بلگیریا معہ مشرقی روسیلیا
۱۵۰۴۰۹۱	۲۳۵۷۰	بوسینیا ہرزیگوینا اور نوی بازار جو آسٹریا کے زیر انتظام ہیں
۴۸۵۰۰	۲۳۲	جزیرہ سموس
۶۸۱۷۲۶۵	۴۰۰۰۰۰	مصر
۱۱۵۲۴۱۳۱	۴۶۱۶۶۲	میزان
۳۹۲۱۲۱۳۱	۱۶۰۹۲۴۰	میزان کل

سنہ ۱۹۰۶ء کی ییر بک میں حسب ذیل اعداد درج کئے ہیں

آبادی	رقبہ مربع میل میں	ملک
		(۱) براہ راست مقبوضات
۶۱۳۰۳۰۰	۶۵۳۵۰	یوروپ میں
۱۶۸۹۸۷۰۰	۶۹۳۶۱۰	ایشیا میں
۱۰,۰۰,۰۰۰	۳۹۸۹۰۰	افریقہ میں
۲۴۰۲۸۹۰۰	۱۱۵۷۸۶۰	میزان

سنہ ۱۹۰۶ء کی سالانہ کتاب میں تخمیناً چار کروڑ درج ہے۔ مگر تفصیل میں قلیل بیشی بھی پائی جاتی ہے اس خاص مقبوضہ کی آبادی الٹی اور کم کردی ہے مجھے انکی درستی میں شبہ ہے۔ اکثر ممالک عالم کی آبادی میں ہر سال اضافہ ہوتا ہے۔ اور ٹرکی کی نسبت یہ فقرہ معمولی اوسط بھی ٹھیک ہے۔ تیس سال سے سلطنت کو کوئی جنگ عظیم نہیں کرنی پڑی۔ کل ملک میں قحط اور وبا کا بھی اس عرصہ میں نام و نشان نہیں سنا گیا اور آبادی کی زیادتی کو روکنے کے یہی تین بڑے سبب ہیں۔ ترک اور مسلمان یوں ہی معمول سے زیادہ کثیر الاولاد ہوتے ہیں۔ ان بھی اسباب اضافہ کے علاوہ ہر سال لاکھ مہاجرین ملحقہ عیسائی حکومتوں کی جور و ظلم سے مجبور ہوکر سلطنت عثمانیہ میں آ رہتے ہیں۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھکر میری رائے ہے کہ سلطنت عثمانیہ مقبوضات خاص کی مردم شماری چھ کروڑ سے کسی طرح کم نہیں۔ مؤلف

ابھی وہ تکمیل کو نہیں پہونچی اوس کے نام کے ساتھ ستارہ کا نشان دیا گیا ہے۔

نام ولایت	رقبہ مربع میل ہیں	آبادی بموجب مردم شماری	اوسط آبادی فی مربع میل	کیفیت
یورپ:-				
قسطنطنیہ و مضافات بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۵۸۹۷ (۱) ۱۵۰۵	۸۹۵۴۷۰ ۱۲۰۳۰۰۰	۱۵۳ ۷۹۹	(۱) اس رقبہ میں سے ۴۷۰۹ مربع میل باسفورس کے ایشیائی ساحل پر واقع ہیں۔
متصرفیت چاتلجہ بروئے سنہ ۱۹۰۶ء ایدریانوپل بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۷۳۳ ۱۵۰۱۵ ۱۴۸۲۲	۶۰۰۰۰ ۸۳۶۰۴۴ ۱۰۲۸۲۰۰	۸۳ ۵۶ ۶۹	
سالونیکا بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۱۳۶۸۴ ۱۳۵۱۰	۹۹۰۴۰۰ ۱۱۳۰۸۰۰	۷۲ ۸۴	
مناسطر بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۷۶۴۳ ۱۱۰۰۰	۶۶۴۳۷۹ ۸۴۸۹۰۰	۸۷ ۷۷	
متصرفاتِ سرویا بروئے سنہ ۱۸۹۶ء	۲۸۹۵	۱۰۰۰۰۰	۳۴	
کسووا بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۹۲۶۴ ۱۲۷۰۰	۵۸۸۲۸۲ ۱۰۳۸۱۰۰	۶۳ ۸۲	
سقوطرا (البانیا) بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۴۵۱۶ 	۲۰۴۸۱۹ 	۴۵ ۷۰	
جنینیا بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۷۰۲۵ ۶۹۱۰	۵۰۹۱۵۱ ۵۲۷۱۰۰	۷۲ ۷۶	
میزان یورپی ٹرکی بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۶۵۹۰۹ ۶۵۳۵۰	۴۷۸۶۵۴۵ ۶۱۳۰۲۰۰	۷۳ ۷۶	
ایشیا:-				
ایشیائے کوچک:-				
متصرفاتِ اسمد بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۴۲۹۹ ۳۱۳۰	۲۴۶۸۲۳ ۲۲۲۷۰۰	۵۷ ۷۱	
* بروصا بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۲۶۳۴۸ ۲۵۴۰۰	۱۳۰۰۰۰۰ ۱۶۲۶۸۰۰	۴۹ ۶۴	
متصرفات بیغہ بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۲۸۹۵ ۲۵۵۰	۱۲۹۰۴۷ ۱۲۹۵۰۰	۴۴ ۵۱	
مجمع الجزائر بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۴۹۹۳ ۲۶۹۰	۳۲۵۸۶۶ ۳۲۲۳۰۰	۶۶ ۱۲۴	
* کریٹ سنہ ۱۸۹۶ء	۳۹۴۹	۲۹۴۱۹۲	۹۶	
سمرنا بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۶ء	۱۷۳۷۰ ۲۱۵۸۰	۱۳۹۰۷۸۳ ۱۳۹۶۵۰۰	۸۰ ۶۴	
* قسطامونی بروئے سنہ ۱۸۹۶ء " " سنہ ۱۹۰۵ء	۱۹۳۰۰ ۱۹۵۷۰	۱۰۰۹۴۶۰ ۹۶۱۳۰۰	۵۲ ۴۹	

ك سنہ ۱۸۹۶ء میں اسکا نام درج نہیں۔ ٢ سنہ ۱۹۰۶ء میں یہ درج نہیں۔ ٣ سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں اسی اس جدول میں درج نہیں کیا گیا۔

نام ولایت		رقبہ مربع میل میں	آبادی بروئے مردم شماری	اوسط آبادی فی مربع میل
سیریا و شام:-				
حلب	۱۸۹۶ء	۳۰۳۰۳	۹۹۴۶۰۴	۳۳
"	۱۹۰۶ء	۳۳۴۳۰	۹۹۵۸۰۰	۳۰
متصرفت	۱۸۹۶ء	۳۸۶۰۰	۱۰۰۰۰۰	۳
"	۱۹۰۶ء	۳۰۱۰۰	۱۰۰۰۰۰	۳
٭ شام یعنی دمشق	۱۸۹۶ء	۲۴۰۰۴	۶۰۳۱۷۰	۲۵
"	۱۹۰۶ء	۳۷۰۳۰	۷۱۹۵۰۰	۱۹
٭ بیروت	۱۸۹۶ء	۱۱۷۷۳	۳۰۰۰۰۰	۲۳
"	۱۹۰۶ء	۶۱۸۰	۵۳۳۵۰۰	۸۶
متصرفت یروشلم	۱۸۹۶ء	۸۲۳۲	۳۳۹۱۶۹	۴۱
"	۱۹۰۶ء	۶۶۰۰	۳۴۱۶۰۰	۵۲
لبنان (اس صوبہ کو مراعات کثیرہ حاصل ہیں)	۱۸۹۶ء		۳۲۷۵۰۰	۱۱۱
"	۱۹۰۶ء	۱۱۹۰	۲۰۰۰۰۰	۱۶۸
میزان (شام)	۱۸۹۶ء	۱۱۵۱۰۸	۲۶۷۹۹۴۳	۲۳
"	۱۹۰۶ء	۱۱۳۵۳۰	۲۸۹۰۲۰۰	۲۵
عرب:-				
حجاز (تقریباً)	۱۸۹۶ء	۹۶۵۰۰	۳۵۰۰۰۰۰	۳۶
"	۱۹۰۶ء	۹۶۵۰۰	۳۰۰۰۰۰	۳
یمن	۱۸۹۶ء	۷۷۲۰۰	۲۵۰۰۰۰۰	۳۲
"	۱۹۰۶ء	۷۳۸۰۰	۷۵۰۰۰۰	۱۰
میزان (عرب)	۱۸۹۶ء	۱۷۳۰۰۰	۶۰۰۰۰۰۰	۳۴
"	۱۹۰۶ء	۱۷۰۳۰۰	۱۰۵۰۰۰۰	ـ
میزان (ایشیا)	۱۸۹۶ء	۶۸۲۶۳۱	۲۱۶۰۸۰۵۵	۳۱
"	۱۹۰۶ء	ـ	ـ	ـ
افریقہ:-				
طرابلس (تقریباً)	۱۸۹۶ء	۳۹۸۷۳۸	۸۰۰۰۰۰	۳
و بنغازی "	۱۹۰۶ء	۳۹۸۹۰۰	۵۰۰۰۰۰	۳
میزان (افریقہ)	۱۸۹۶ء	۳۹۸۰۳۸	۱۳۰۰۰۰۰	۳
"	۱۹۰۶ء	۳۹۸۹۰۰		۳
میزان (سلطنت عثمانیہ)	۱۸۹۶ء	۱۱۴۰۵۷۸	۲۷۶۹۳۹۰۰	۲۴
"	۱۹۰۶ء	۱۱۵۷۸۶۰	۲۴۰۲۸۹۰۰	۲۱

[1] معلوم ہوتا ہے کہ حجاز کے لکھنے کے رقبہ آبادی کے ملانے سے ولایت نجد و یمن جو بیشی ہو گئی تھی وہ غالباً کسی مؤلف صاحب کو ناگوار گذرنے لگی۔ اور اس کی تلافی ایک گوشۂ قلم سے حجاز و یمن کی آبادی میں یکبارگی پچاس لاکھ کی کمی کرنے سے کر دی گئی۔ اب کل صوبہ حجاز کی آبادی ۳ لاکھ بتاتے ہیں۔ حالانکہ صرف مکہ و مدینہ دو شہروں کی آبادی اس سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ آپ سن چکے ہیں کہ یمن کی بھی تھوڑی سی دست اندازی کی ہے لیکن پھر بھی اس پر رحم ہی کیا گیا ہے۔ ۱۸۹۶ء و ۱۹۰۶ء کے اعداد میں بدیں اعداد صرف ۳ ہزار ہی کا فرق ہے ٭ مؤلف ٭

سلطنت عثمانیہ کی آبادی کی قومواری تفصیل ٹھیک معلوم نہیں۔ یورپ کے اون صوبوں میں جو ترکوں کو
براہ راست ماتحت ہیں، ترک (قسطنطنیہ) نابالغ کے یونانی اور البانی (ارنوط) مساوی تعداد میں بکثرت
آباد ہیں۔ اور کل آبادی کا ۵۰ فیصدی ہیں۔ دوسری قومیں جو انمیں آباد ہیں یہ ہیں۔ سروین۔ بلغاری
رومانی۔ ارمنی۔ سکیری جیپسی (خانہ بدوش جپسی) یہودی اور سرکیشین۔
ایشیائی ٹرکی میں غالب عنصر ترکی ہے۔ اور ارمنی۔ یہودی۔ یونانی۔ شامیوں۔ کردوں چرکیسی
اور بہت سی دیگر قوموں کے علاوہ چالیس لاکھ عرب ہیں۔ قسطنطنیہ کی آبادی مذہب وار ۱۸۸۵ء کی
مردم شماری کی رو سے حسب ذیل ہے:-
مسلمان ۳۸۴۹۱۰۔ یونانی ۱۵۲۷۴۱۔ ارمنی ۱۴۹۵۹۰۔ بلغاری ۴۳۷۷۔ رومن کیتھولک
(دیسی) ۶۴۴۲۔ یونانی لاطینی ۱۰۸۲۔ پراٹسٹنٹ (دیسی) ۸۱۹۔ یہودی ۴۴۳۶۱۔ اجنبی ۱۲۹۲۴۳
میزان ۸۷۳۵۶۵۔ (۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں ۱۱۲۵۰۰۰ آبادی درج کی گئی ہے۔ مگر بلا تفصیل۔ مؤلف)
دوسرے بڑے بڑے شہروں کی آبادی تخمیناً حسب ذیل ہے:-
سالونیکا ڈیڑہ لاکہ۔ اڈریانوپل ۸۸۰۰۰۔ مناسطر ۴۰ ہزار۔ سقوطری اتیس ہزار۔ جنینا بیس ہزار۔ سمرنا دو لاکہ
دمشق دو لاکہ۔ بغداد ایک لاکہ اسی ہزار۔ حلب ایک لاکہ بیس ہزار۔ ارض روم ساٹھ ہزار۔ قیصریہ ساٹھ ہزار۔
موصل ۶۱ ہزار۔ بروصہ ۷۶ ہزار۔ انگورا اٹھائیس ہزار۔ بیروت ۱۲۸ ہزار۔ مکہ معظمہ ۴۵ ہزار۔ طرابزون ۳۵ ہزار۔ اورفہ
۴۵ ہزار۔ دیاربکر ۳۴ ہزار۔ بروصہ ۷۶ ہزار۔ انگورا اٹھائیس ہزار۔ جدہ تیس ہزار۔ یروشلیم ۴۱ ہزار۔ قونیہ ۴۵ ہزار
چیوس ۲۵ ہزار۔ خانیا پندرہ ہزار۔ طرابلس ۳۰ ہزار۔ مدینہ منورہ تیس ہزار
۱۹۰۶ء کے اڈیشن کی فہرست حسب ذیل ہے:-
قسطنطنیہ ۱۱۲۵۰۰۰۔ سالونیکا ۱۰۵۰۰۰۔ اڈریانوپل یا ادرنہ ۸۱ ہزار۔ سمرنا ۲۰۱۰۰۰۔ بغداد ۱۴۵۰۰۰
دمشق ۲۲۵۰۰۰۔ حلب ۱۲۷۱۵۰۔ بیروت ۱۱۸۸۰۰۔ بروصہ ۷۶۳۰۳۔ قیصریہ ۷۲۰۰۰۔ کربلا
۶۵ ہزار۔ موصل ۶۱ ہزار۔ مکہ ۶۰ ہزار۔ مدینہ ۴۰ ہزار۔ ادانہ یا اطنہ ۴۵ ہزار۔ قونیہ ۴۴ ہزار۔ یہاں
مولانا جلال الدین رومی کا مدفن ہے۔ حمیداس ۴۴۰۰۱۔ یروشلیم یا قدس ۶۴ ہزار۔ ارض روم
۴۳۹۰۰۔ بطلس ۳۰۸۰۰۔ طرابزون ۳۵ ہزار۔ دیاربکر ۳۴ ہزار۔
صوبہ لبنان پر (جہاں میرونائٹ عیسائی اور ڈروس نیم کافر عرب آباد ہیں) ایک عیسائی متصرف متعین
ہے۔ اس صوبہ کو بہت رعایتیں ملی ہوئی ہیں۔ اور اوسکی گورنمنٹ خاص قسم کی ہے۔ اوسکی آبادی نو لاکہ
پینتالیس ہزار یعنی تقریباً ۲۱۱ کس فی مربع میل شمار کی گئی ہے۔

مذہب — ابتدائی مردم شماری کی رو سے ایشیا اور یورپ میں سلطنت عثمانیہ کی کل آبادی ۲ کروڑ ۵۰ لاکھ ہے جس میں مسلمان ایک کروڑ ساٹھ لاکھ اور عیسائی ۹۰ لاکھ۔ ایشیا میں مسلمان نسبتاً زیادہ آباد ہیں مگر یورپ میں ان کی آبادی نصف سے قریب ہے معتبر شہادت سے عرب اور افریقہ میں مسلمانوں کا شمار ایک کروڑ اکیس لاکھ قریب قیاس کیا گیا ہے۔ سلطنت عثمانیہ نے حسب ذیل غیر اسلامی مذاہب کو تسلیم کر لیا ہے۔ (۱) لاطینی فرقہ یا کیتھولک جو رومن کیتھولک عقیدہ کے مطابق نماز پڑھتے ہیں۔ یہ وہ جینوا اور وینس کے ان باشندگان کی اولاد ہیں جو قیام سلطنت سے پہلے قسطنطنیہ میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ اس فرقہ میں ارمنی، بلغاری اور دیگر اقوام کے رومن کیتھولک بھی شامل ہیں (۲) یونانی (جو کلیسا یونانی کے پیرو ہیں) (۳) ارمنی جن کا اپنا علیحدہ کلیسا ہے۔ قسطنطنیہ میں جب سے سلطان فاتح ہوا ہو (۴) شامی اور سقفہ خالدی (اس فرقہ کے عیسائی بھی اپنا علیحدہ کلیسا رکھتے ہیں) سنہ ۱۹۰۱ء سے اسقف مستقل طور پر بارگاہ سلطانی ہو گئے (۵) میرونائٹ عیسائی جن کا بطریق مقیم اور جن کا مقام جبل لبنان میں رہتا ہے (۶) پروٹسٹنٹ (اس عقیدہ کے زیادہ تر ارمنی لوگ امریکن اور انگریزی پادریوں کی کوشش سے پچاس برس سے معتقد ہو گئے ہیں) (۷) یہودی (از اڈیشن ۱۹۰۶ء) (۸) شامی (سقفہ خالدی) جن کا بطریق موصل میں رہتا ہے (۹) نسطوری یا اسیری عیسائی جن کا بطریق اسیریا (عراق) کے متصل کردستان کے مقام میں رہتا ہے۔ ان تمام مذہبی فرقوں کو سلطنت عثمانیہ نے پوری مذہبی آزادی دی ہے اور اپنے مذہبی حکومت علاحدہ رکھی ہے۔ بنابریں یونانیوں اور ارمنیوں، کیتھولکوں اور یہودیوں کے پیشوا (پاتری بطریق یا ربی) کو بڑا اقتدار حاصل ہے مسلمان شیخ الاسلام کے تابع ہیں۔ ان کا عہدہ موروثی ہے۔ اور صرف شہنشاہی فرمان کے رو سے موقوف ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ صحیح ہے کہ عیسائیوں میں پادریوں کا ایک علیحدہ فرقہ قائم ہو گیا ہے کہ ان کے سوا مذہبی عبادت کوئی اور نہیں کرا سکتا۔ برخلاف اس کے مسلمانوں میں اس کا وجود ہی نہیں۔ انہیں نہ صرف عہدہ داران سلطنت ہی عبادت کرا سکتے ہیں بلکہ ہر ایک مسلمان امام ہو سکتا ہے اور قرآن شریف کی آیات پڑھ سکتا ہے چونکہ قرآن کریم مذہبی رہنما ہونے کے ساتھ ہی مجموعہ قوانین اور سند حقوق العباد بھی ہے۔ اس لئے خادمان مذہب اور مفسران و شارحین قانون میں باہم تعلق ہے۔

قرآن شریف اور ملتی حصول تعلیم کا بہت شوق دلاتے ہیں۔ بنابریں ملک کے تقریباً تمام قصبات میں عرصہ سے مدارس جاری ہیں۔ اور بڑی بڑی مساجد کے ساتھ کالج اور کتب خانے قائم ہیں۔ مگر ان درسگاہوں میں جو تعلیم دی جاتی ہے وہ کسی قدر محدود ہے۔

(از اڈیشن ۱۹۰۶ء) قسطنطنیہ کی آدھی مستقل باشندے مسلمان ہیں۔ اور باقی نصف عموماً یونانی

ارمنی۔ یہودی۔ دیسی رومن کیتھولک اور یونانی لاطینی المذہب۔ ان مستقل باشندوں کی علاوہ مختلف
پیشہ ور ممالک غیر کے بھی بہ تعداد کثیر آباد ہیں۔ مجمع الجزائر کے ترکی جزیروں کے باشندے عموماً عیسائی ہیں
یعنے ۲۹۶۸۰۰ عیسائی ہیں اور صرف ۴۷۲۰۰ مسلمان۔ ایشیائی ٹرکی کے مختلف حصص کی مردم شماری
بہ روئے مذہب حسب ذیل ہے:۔ آشیا رکوچک مسلمان ۴۱۷۹۹۰۰۔ ارمنی ۵۷۶۲۰۰۔ دیگر عیسائی
۹۷۲۳۰۰۔ یہودی وغیرہ ۱۸۴۹۰۰۔ **آرمینیا** مسلمان ۱۷۹۵۸۰۰۔ ارمنی ۴۸۰۷۰۰۔ دیگر عیسائی
۱۶۵۲۰۰۔ یہودی وغیرہ ۳۰۷۰۰۔ ارمنی ۴۹ ہزار۔ صوبہ حلب مسلمان ۷۹۲۵۰۰۔ ارمنی ۴۹ ہزار۔
دیگر عیسائی ۱۳۴۳۰۰۔ یہودی ۲۰ ہزار۔ صوبہ بیروت مسلمان ۲۳۰۳۰۰۔ ارمنی ۱۱۰۰۔ دیگر
عیسائی ۱۶۰۴۰۰۔ یہودی وغیرہ ۱۳۶۹۰۰۔ صوبہ لبنان مسلمان ۳۰۴۰۰۔ عیسائی ۳۱۹۳۰۰۔
یہودی وغیرہ ۴۹۸۰۰۔

سلطنت عثمانیہ میں مساجد[1] کی تعداد ۲۱۲۰ اور صرف قسطنطنیہ میں ۳۷۹ ہے۔ اماموں کی تعداد ۱۱۶۰۰ ہے
مساجد کے ساتھ ۱۷۸۰ ابتدائی مکاتب ہیں جنمیں تعلیم مفت ملتی ہے۔ اوقاف (مساجد و خانقاہیں وغیرہ)
کی غیر سرکاری آمدنی ۱۸۷۷ء کی جنگ سے پہلے تین کروڑ دو لاکھ پیاستر یعنے دو لاکھ ۱۵ ہزار پونڈ انگریزی سالانہ
تھی۔ مگر اب یہ دو کروڑ پیاستر یا ایک لاکھ ۶۶ ہزار پونڈ رہ گئی ہے۔ اُنکا خرچ ایک کروڑ پچاس لاکھ پیاستر (سوا
لاکھ پونڈ) شمار کیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام کا وظیفہ جو ستر لاکھ ۳۱ ہزار ۵ سو ۲ پیاستر (۵۹ ہزار پونڈ) ہے۔ اور
مفتیوں اور نائبین کے وظائف جو ۸۷ لاکھ ۸۶ ہزار ۷ سو ۶۴ پیاستر (۶۶ ہزار پونڈ) ہیں۔ سرکاری خزانہ سے
ادا ہوتے ہیں۔ اوقاف کو زیادہ تر آمدنی ان غیر منقولہ جایدادوں کی فروخت سے حاصل ہوتی ہے جو انکو
ہبہ کیجاتی ہیں۔ اور وقف کہلاتی ہیں۔ سلطنت کے تمام شہروں کی متعلقہ جایداد کا تقریباً ۲/۳ حصہ اوقاف کی
ملکیت ہے۔ اس قسم کی جایداد کے خریدار اوقاف کو ایک نام نہاد سالانہ لگان ادا کرتے ہیں لیکن اگر وہ لاولد
مر جائیں تو جایداد پھر اوقاف کی ملک ہو جاتی ہے۔

۱۸۸۰ء میں سرکاری خزانہ سے اوقاف کو ۶۹۱۰۲۴۰ پیاستر (۵۷ ہزار پونڈ) دیئے گئے۔ اور اسی سال میں
سرکاری خزانہ سے مذہبی مقاصد پر مندرجہ ذیل رقوم خرچ ہوئیں۔

(۱) حاجیان مکہ معظمہ اور سالانہ تحائف پر جو بیت اللہ شریف کو بھیجی جاتی ہیں ۱۳۱۳۹۵۲۹ پیاستر

[1] ان مساجد سے مؤلف کی مراد جامع مساجد سے ہوگی۔ کیونکہ اماموں ہی کی تعداد بتا رہی ہے کہ کل مساجد کا شمار ۲۱۲۰ سے
بہت زیادہ ہے۔ چونکہ ۱۸۸۰ء کی اعداد دیئے گئے ہیں یہ وجہ بتلائی گئی ہے کہ اس سال سے کوئی باقاعدہ موازنہ تیار نہیں ہوا اگرچہ یہ
بالکل لغویات ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس سال کے بعد موازنے عام طور پر شائع نہ کئے گئے ہوں۔ مترجم ۱۲

(۹۰۰۰ پونڈ) (۲) درس و تدریس کلام اللہ پر ۹۵۳۴۷۲ پیاسٹر (۱۰۶۰۰ پونڈ) (۳) تکیوں اور خانقاہوں کی امداد ۵۰۰۶۲۷۷ پیاسٹر (۵۶۵۰۰ پونڈ)۔

(۱) ازادتیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سلطنت عثمانیہ میں ابتدائی تعلیم قانوناً ہر بچہ پر لازمی ہے۔ لڑکوں کے لئے ۶ اور ۱۱ سال کی عمر کے درمیان اور لڑکیوں کے لئے ۶ اور دس سال کی عمر تک لازمی تعلیم کا نصاب یہ ہے۔ ترکی زبان۔ قرآن۔ حساب۔ تاریخ جغرافیہ اور مختلف دستکاریاں۔ مگر چونکہ مذہبی اور دنیادی دونوں قسم کی تعلیم مسلمان مولویوں اور اماموں کی تحویل میں ہے۔ وہ کوئی عملی وقعت نہیں رکھتی۔ ۱۱ اور ۱۶ سال تک کی تعلیم مزید کے علاوہ فرنچ زبان۔ اقلیدس اور علم کیمیا و طبعیات کی مختلف شاخیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ہر قسم کے تقریباً ۳۶۲۳۰ مدارس سلطنت میں ہیں جنکے طلبا کا شمار ۱۳۳۱۲۰۰ ہے یعنی بروے مردم شماری ہر ۱۷ باشندوں پیچھے ایک طالب العلم ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک فرمان شاہی صادر ہوا کہ قسطنطنیہ میں ایک عالیشان یونیورسٹی قایم کیجائے۔ اور اوسمیں۔ فقہ و علوم اسلام۔ ریاضی فلسفہ۔ قانون و طب وغیرہ وغیرہ مضامین کے ۴۲ پروفیسر رکھے جائیں لیکن سنہ ۱۹۰۵ء تک یہ تجویز ابھی کاغذ تک ہی محدود تھی۔ قرۃ سوقتعل میں نہ آئی تھی سلطانی مدرسہ طبیہ باسفورس کے ایشیائی ساحل پر قصبہ سکودرا میں ایک عالیشان موقعہ پر واقع ہے۔ ایک سلطانی مدرسہ صنعت و حرفت بھی قسطنطنیہ میں موجود ہے۔ نیز یونانیوں کا ایک قدیم مدرسہ عظمیٰ جسمیں چار سو طالبعلم ہیں اور ایک یونانی مذہبی درسگاہ ہے نیز الملبا کے ہ جمیں مذہبی مکاتب۔ مدارس اوقاف۔ اور غیر مسلم درسگاہوں کے علاوہ کل سلطنت میں ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۶ء کو ۴۲۰۵ ابتدائی مکتب اور ۴۰۵ ہائی سکول سرکاری خرچ سے موجود تھے۔ جسمیں ۴۳ ہزار معلم اور تقریباً ۲۰ لاکھ متعلم تھے۔ اور انکا سالانہ خرچ ۳۱ کروڑ قرش تھا۔

صیغۂ مالی

سلطنت عثمانیہ کی گذشتہ مالی سال از ابتدائے مارچ سنہ ۱۹۰۸ء لغایت مارچ سنہ ۱۹۰۹ء کی آمدنی ایک کروڑ چار لاکھ پونڈ ترکی اور خرچ دو کروڑ چودہ لاکھ پونڈ ترکی ظاہر کیا

---

(۱) مسٹر سکاٹ کلٹی نے نہ صرف سالانہ تحائف کی قیمت ہی کم لکھی ہے بلکہ کل اوقاف کی آمدنی بھی اسقدر تھوڑی بتائی ہے کہ اوس سے اعداد درست ماننے میں شک پڑتا ہے۔ مسٹر بلنٹ صرف سالانہ رقم کی مقدار جو مدارس اوقاف صرف حرم اور خزانہ عامرہ سے حجاز کو روانہ کی جاتی ہے۔ اپنی کتاب فیوچر آف اسلام (اسلام کا آئندہ اقبال) کے صفحہ ۱۰۰ پر پانچ لاکھ پونڈ لکھتے ہیں اور مسٹر سکاٹ مدارس اوقاف کی کل آمدنی دگو اسکا غیر سرکاری حصہ بتایا گیا ہے) ایک لاکھ ۹۹ ہزار پونڈ اور سرکاری تحائف کی مالیت ایک لاکھ نو ہزار پونڈ بتاتے ہیں۔ ان دونوں بیانوں میں یہ حال ایک بھی صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ مترجم ۱۲

(۲) سلطنت کی مالی انتظام اور قرضوں کی تعداد سود وغیرہ کے متعلق واقعات و رقم اس میں مفصل بحث مندرج ہے۔

لاکھ پونڈ ترکی کیا گیا جسکو موازنہ میں اس طرح یعنی ۲۹ لاکھ پونڈ خسارہ ہوا۔ سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء کے خسارہ کا اندازہ ستر لاکھ پونڈ ترکی کیا گیا جسکو موازنہ میں اس طرح سے دور کیا گیا کہ صیغہ جنگ کا خرچ ساڑھے پانچ لاکھ پونڈ محکمہ توپ کا خرچ ۸ لاکھ پونڈ اور دوسرے محکموں کے اخراجات کے بجٹ (موازنے) ۵ فیصدی کم کر دیئے گئے۔ اور مقدم قرضوں اور دوسرے قرضجات کو چار فیصدی سود کے تمسکوں سے بدل دیا گیا۔

رانز اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء ترکی حکومت آمدنی و خرچ کا نہ بجٹ شایع کرتی ہے نہ واقعی حساب کتاب۔ ز یہ محض غلط ہے۔ اسی کتاب کے آخر میں ایک سال کا باقاعدہ بجٹ درج ہے۔ مؤلف) آمدنی محاصل عشر محاصل ارضی و جایداد و محصول پرمٹ اجارہ نمکی فیسوں۔ اور بعض دیگر ذرایع سے حاصل ہوتی ہے۔ اور خرچ کی بڑی مدیں فوجی مصارف اور قومی قرضہ کے واجبات ہیں۔ سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء میں ایک کروڑ ۵۸ لاکھ ۱۱ ہزار ترکی پونڈ آمدنی ہوئی اور ایک کروڑ ۴۸ لاکھ ۳۰ ہزار پونڈ خرچ ہوا۔

سلطنت عثمانیہ کی بتدریج مقروضی مندرجہ ذیل جدول سے ظاہر ہو جائے گی:-

سنہ اجراء قرضہ	اصلی مقدار قرضہ	شرح سود جس پر قرضہ لیا گیا	بھاؤ فیصدی	ابتدائی قرضہ کی کیا حیثیت ہے	کس سود اور کس مقصد کے لئے قرضہ لیا گیا
سنہ ۱۸۵۴ء	پچاس لاکھ پونڈ	۶ فیصدی	۸۵	سنہ ۱۸۹۳ء میں ۳½ فیصدی سود کے قرضہ سے تبدیل کیا گیا۔	لنڈن کے ساہوکاروں ڈنٹ پالمر کمپنی سے جنگ کریمیا کے اخراجات ادا کرنے کے لئے خراج مصر کی کفالت پر لیا گیا اور سالانہ اقساط سے سنہ ۱۸۷۹ء تک بیباق کر دینے کا اقرار ہوا۔
سنہ ۱۸۵۵ء	پچاس لاکھ پونڈ	۴ فیصدی	۱۰۲½	بدستور سابق البتہ حیثیت میں کسی نئی شکل میں نہیں لایا گیا سالانہ خراج قبرس بھی اسکی ادائیگی میں صرف ہوتا ہے یہ قرضہ تو سوا لاکھ دس لاکھ پونڈ ہوا تھا کیونکہ ترکی کی ساکھ اسوقت اچھی تھی اور اور قرضہ پیدا ہو گئے	یہ دوسرا قرضہ فرانس و انگلستان کی ضمانت پر لیا گیا اور پہلے قرضہ سے بچا ہوا حصہ خراج مصر کا اور شام کا محصول درآمد مکفول کیا گیا۔ اور سالانہ اقساط سے اگست سنہ ۱۹۰۰ء میں بیباق ہو جائے گا +

ت جبوقت کوئی سلطنت قرضہ لینا چاہتی ہے تو وہ اپنے ملک کے سکوں میں سو یا پانسو یا ہزار ہزار کے تمسکات یا پرامیسری نوٹ جاری کرتی ہے جنکو متمول لوگ یا ساہوکار خریدلیتے ہیں اور جیسی اوس سلطنت کی ساکھ ہوتی ہے اون نوٹوں کا نرخ کم و بیش ہوتا ہے جس ساکھ ہو تو سو کا نوٹ ایک سو دو ایک سو پندرہ تک جاتا ہے ساکھ بری ہو تو پچاس کو بھی کوئی نہیں پوچھتا۔ مترجم +

سنہ قرضہ	اصلی مقدار قرضہ کی	شرح سود فیصدی	وصول فیصدی	اب اس قرضہ کی کیا حیثیت ہے	کس غرض سے اور کس وقت کیلئے قرض لیا گیا
۱۸۵۸ء	پچاس لاکھ پونڈ یہ قرضہ ہو گیا۔	۶ فیصدی ۱۸۹۸ء	۸۵ میں بیباق	۱۸۸۱ء میں جب بیرونی قرضہ کا انتظام ہو کر اسوقتی تمام قرضے گھٹائی جا کر اسکو چار شقوں میں تقسیم کیا گیا تو یہ قرضہ شق الف میں داخل کر دیا گیا جب یہ بات طے کی گئی تھی اسوقت اسکو مساوی سالانہ اقساط میں ۱۸۹۳ء تک ادا کرنا تھا اور یہ ادا ہو چکا مگر انتظام ہی نیا ہو گیا ہے	یہ تیسرا قرضہ [illegible] اور عثمانیہ بنک سے قسطنطنیہ کے محصول رسوم اور آمدنی چنگی کی کفالت پر دو دفعہ کر کے یعنی ۱۸۵۸ء میں تیس لاکھ منفی ۱۵ فیصدی ۱۸۵۹ء میں بیس لاکھ پونڈ منفی ۱۵ فیصدی لیا گیا تھا۔
۱۸۶۰ء	۲۰۴۰۲۲۰	۶ فیصدی	۶۲ ½	۱۸۸۱ء میں شق ب میں داخل کیا گیا۔	یہ چوتھا قرضہ پیرس کے ساہوکار [illegible] کی معرفت سلطنت کی آمدنی محصول رسوم اور دیگر مد کی کفالت پر لیا گیا۔ ارادہ تو ایک کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ قرض لینے کا تھا مگر ۶۲½ فیصدی پر بھی صرف ۲۰۴۰۲۲۰ پونڈ کی رقم فراہم ہوئی۔
۱۸۶۲ء	۸۰ لاکھ پونڈ یہ قرضہ ۱۸۹۸ء میں بیباق ہو گیا ہے	۶ فیصدی	۶۸	۱۸۸۱ء میں شق الف میں داخل کیا گیا۔	یہ پانچواں قرضہ عثمانیہ بنک اور پیرس کے ساہوکاران مسٹر ڈیوڈ کی معرفت محصول شام تمباکو اور تمام آمدنی کی کفالت پر لیا گیا۔
۶۴-۱۸۶۳ء	۸۰ لاکھ پونڈ	۶ فیصدی	۷۲	۱۸۸۱ء میں شق ب میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ عثمانیہ بنک کی معرفت سرکاری آمدنیوں اور عشرات کی کفالت پر لیا گیا۔
۱۸۶۵ء	ساٹھ لاکھ پونڈ	۶ فیصدی	۶۵ ½	۱۸۸۱ء میں شق ج میں داخل کیا گیا۔	عثمانیہ بنک کی معرفت رومیلیا اور مجمع الجزائر کے محصول گوسفندان اور [illegible] کی پیداوار معادن کی کفالت پر لیا گیا۔

۱؎ مجتمع قرضہ کی شق الف ۱۸۹۸ء میں بیباق ہو گی۔ اور چند سال تک باقی تینوں شقوں کا حساب جدا جدا رہا۔ مگر ۳-۱۹۰۲ء میں جب قومی قرضہ کی مکرر تجدید ہوئی تو تینوں شقیں باہم ملا دی گئیں اور انکی مجموعی رقم لگا کر ایک مستقل رقم قرضہ قرار دی گئی۔

سنہ اجرائے قرضہ	اصلی مقدار قرضہ	شرح سود	اصلی فیصدی	ابکی قرضہ کی کیا حیثیت ہے	کس سے اور کس مقصد کیلئے قرض لیا گیا
۱۸۶۵ء	۳۳۶۳۳۶۳ پونڈ	۵ فیصدی	۴۷ ½	۱۸۹۱ء میں شق د میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ بظاہر اشد دفتی قرضوں کے ابتلاع و تبادلہ کے لئے پیرس اور لندن کے چند نامی بنکوں سے لیا گیا۔
۱۸۶۷ء	پچاس لاکھ پونڈ	۶	۶۵ ½	ایضاً	پیرس کی سوسائٹی ڈی جنرل اور میسرز لوئیس کوہین ولپیرا اور لندن کی ساہوکاران ڈنٹ پالمر کمپنی سے مختلف موجودہ و
۱۸۶۹ء	۴۰۰۰۰۰ پونڈ	"	"	اکتوبر ۱۸۷۳ء میں بیباق کیا گیا۔	مستقبلہ محاصل و عشرات کی کفالت پر قرض لیا گیا۔
۱۸۶۹ء	۲۳۱۷۷۱۳۰ پونڈ	۷ فیصدی	۶۰ ½	۱۸۸۱ء میں شق ج میں داخل کیا گیا	ایضاً
۱۸۷۰-۷۳ء	۳۱۶۸۱۰۰۹۹ پونڈ	۳ فیصدی	۵۴	۱۸۸۱ء میں شق د میں داخل کیا گیا	مطابق قرضہ ثانی ۱۸۶۵ء
۱۸۷۱ء	۵۷۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۷۳	۱۸۹۳ء میں ۳½ فیصدی سود کے قرضہ میں متبدل کیا گیا۔	خراج مصر کی کفالت پر لیا گیا
۱۸۷۲ء	۱۱۲۳۶۳۰۰ پونڈ	۹	۹۸ ½	۱۸۸۱ء میں قرضہ شق ب میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ اگست ۱۸۷۲ء میں لنڈن کے میسرز رافیل و پیران کی معرفت سابقہ قرضوں میں مکفول شدہ محاصل کی ضمانت پر جاری کیا گیا۔ اور اوسکی تمسکداران کے لئے یہ خاص رعایت کیگئی کہ وہ پانسو پچاس پونڈ کی تمسکوں کو پانچ فیصدی سود والے عام قرضہ مجریہ ۱۸۶۵ء و ۱۸۷۳ء کی ایکہزار پونڈ کے مالیتی تمسکات سے بدل سکیں گے۔
۱۸۷۳ء	۲۷۷۷۷۷۸۰ پونڈ	۶	۵۸ ½	۱۸۸۱ء میں شق ج میں داخل کیا گیا	یہ قرضہ ستمبر ۱۸۷۳ء میں جاری کیا گیا مگر اوسوقت اوسکا چھٹا حصہ بھی نہ بکا۔

سنہ اجراء قرضہ	اصلی مقدار قرضہ	سود فیصدی	وصول فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس سے اور کیوں لیا گیا
سنہ ۱۸۷۱ء	چار کروڑ پونڈ	۵	½ ۴۳	سنہ ۱۸۸۱ء میں شق دوم میں داخل کیا گیا	سنہ ۱۸۶۵ء کی قرضہ ثانی کی طرح اجتماع و تبادلہ قرضہ اندرونی کے لئے لیا گیا۔ اور اوسکا مع قرضہ سنہ ۱۸۶۵ء و سنہ ۱۸۷۰ء "عام قرضہ سلطنت عثمانیہ" نام رکھا گیا۔
سنہ ۱۸۷۷ء	۵۰ لاکھ پونڈ	۵	۵۲	سنہ ۱۸۹۱ء میں چار فیصدی سود کے قرضہ میں تبدیل کیا گیا	یہ قرضہ غلاطہ کے سوداگروں سے خراج مصر کی کفالت پر حفاظت ملک کے لئے لیا گیا۔
سنہ ۱۸۷۸ء	۷،۳۴۴،۲۶۰ پونڈ	ایضاً	ایضاً	سنہ ۱۸۹۰ء میں ۴ فیصدی سود کے قرضہ میں تبدیل کیا گیا۔	یہ قرضہ پہلی محاصل دہ آمد کی کفالت پر غلاطہ کے سوداگروں کی قرضوں کی اجتماع کے لئے لیا گیا مگر جب سنہ ۱۸۸۱ء میں بیرونی قرضوں کا انتظام ہوا تو اس قرضہ کو دین المقدم قرار دیکر مدت مکفولہ پر عاید کر دیا۔ چنانچہ کمیٹی انتظام قرضہ غلاطہ کے سوداگروں کو ملات مکفولہ کی آمدنی سے سب سے اول ۲۳۶،۵۳۶ پونڈ بابت سود و اصل کی خورد ادائیگی کے سالانہ ادا کرتی ہے سنہ ۱۹۰۴ء میں انکا قرضہ بیباق ہو جائیگا۔

جدول قرضہ جات جدید بعد انتظام سنہ ۱۸۸۱ء

سنہ اجراء	تعداد قرضہ	شرح سود فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس لئے لیا گیا
سنہ ۱۸۸۵ء	۹۱۳۰۰۰ پونڈ	۷	بدستور قایم ہے	تعمیر ریلوے کے لئے کیا گیا
سنہ ۱۸۸۶ء	۵۹۰۹۰۸۰ پونڈ	۵	ایضاً [1]	عثمانیہ بنک کا تقریباً ۴ لاکھ پونڈ و دیگر بیان قرضہ ادا کرنے اور خزانہ عامرہ کے لئے روپیہ حاصل کرنیکی واسطے قرض لیا گیا
سنہ ۱۸۸۸ء	۱۵ لاکھ پونڈ	۵	ایضاً [3]	یہ ادائے اس سے پہلا قرضہ غلاطہ کی قرضہ کی طرح دین مقدم ہے اسلئے سود کی علاوہ اصل رقوم سے ایک قسط بھی ادا کیجاتی ہے اگرچہ تمسک فدا عانت کہلاتے ہیں

[1] سنہ ۱۸۹۶ء کے قرضہ میں بیباق کیا گیا۔ [2] سنہ ۱۹۰۲ء میں جدید قرضہ کی صورت میں کمتر شرح سود پر بدلا گیا۔
[3] سنہ ۱۹۰۳ء میں جدید قرضہ کی صورت میں جسکا سود نسبتاً ہلکا ہے بدلا گیا۔

سنہ اجراء	تعداد قرضہ	شرح سود فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس لئے لیا گیا
سنہ ۱۸۹۰ء	۴۵۴۵۰۰۰ پونڈ	۴	ایضاً	برائے اجتماع قرضہ سابقہ و سود مندرجہ املیہ و سہیم۔
سنہ ۱۸۹۰ء	۸۲۷۲۳۴۰ پونڈ	۴	ایضاً	برائے تبادلہ قرضہ سنہ ۱۸۶۹ء
سنہ ۱۸۹۱ء	۶۳۱۶۹۲۰ پونڈ	۴	ایضاً	برائے تبادلہ قرضہ سنہ ۱۸۷۷ء
سنہ ۱۸۹۳ء	۹۰۰۰۰۰ پونڈ	۴	ایضاً	تمباکو کمپنی کو دینے کے لئے
سنہ ۱۸۹۴ء	۸۲۱۲۳۴۰ پونڈ	۳½	ایضاً	برائے تبادلہ قرضہ سنہ ۱۸۵۵ء و سنہ ۱۸۷۱ء
سنہ ۱۸۹۴ء	۱۶۰۰۰۰۰ پونڈ	۴	ایضاً	تعمیر ریلوے

(انزاڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۸۹۴ء کے آخری قرضہ سولہ لاکھ پونڈ کے بعد حسب ذیل قرضے لئے گئے۔

سنہ اجراء	رقم قرضہ	شرح سود فیصدی	اب کیا حیثیت ہے	کس لئے لیا گیا
سنہ ۱۸۹۶ء	۲۹۷۵۰۰۰ پونڈ	۵ فیصدی	قایم ہے	مالی اخراجات کے لئے
سنہ ۱۹۰۱ء	۱۱۴۰۰۰۰ پونڈ	۔	سنہ ۱۹۰۳ء میں نئے قرضہ سے بدلا گیا	ایضاً
سنہ ۱۹۰۲ء	۸۱۸۱۲۰۰ پونڈ	۴ فیصدی	قایم ہے	چند سابقہ قرضوں کی تبدیلی و ادائگی کے لئے
سنہ ۱۹۰۳ء	۲۴۰۰۰۰ پونڈ	۴ ″	″	″ ″
سنہ ۱۹۰۳ء	۲۹۷۶۲۵۲۰ پونڈ	۴ ″	″	بقیہ قرضہ جات مشمولہ شق پنجم و دیگر بقایا کو یکجا جمع کر کے نیا قرضہ قرار دیا گیا۔
سنہ ۱۹۰۳ء	۲۴۳۴۴۴۰ پونڈ	۴ ″	″	چند سابقہ قرضوں کی تبدیلی و تجدید کے لئے۔

سنہ ۱۸۵۴ء و سنہ ۱۸۷۱ء و سنہ ۱۸۷۷ء کے قرضوں میں مصری خراج مکفول تھا۔ اور سنہ ۱۸۹۰ء کے قرضہ میں جو غلطہ کے ساہوکاروں کے قرضوں کی اجتماع و یکجا کرنے کے لئے جاری کیا گیا تھا پہلے محاصل درآمد مکفول تھی۔ مگر بعد میں اوسکو اون بالواسطہ محاصل پر جو تصرف ان قرضہ سپردونی کو تفویض کئے گئے عاید کیا گیا۔ سنہ ۱۸۵۵ء کا قرضہ فرانس و انگلستان کی ضمانت پر ہے اور سنہ ۱۸۶۹ء کا قرضہ تعدادی ۴۲۸۰۰۰ پونڈ اکتوبر سنہ ۱۸۷۳ء میں بیباق کیا گیا۔ عثمانیہ گورنمنٹ نے قرضوں کے سود و اصل کی ادائگی کے ناقابل ہونے کی وجہ سے اپنے قرضخواہوں سے جدید انتظام کیا جو بعد کے

ملہ عثمانیہ گورنمنٹ نے ۶۔ اکتوبر سنہ ۱۸۷۵ء کو حکم نافذ کیا تھا۔ کہ کچھ عرصہ کے لئے مقررہ سود کا نصف ادا کیا جاویگا مگر نصف سود بھی تاریخہای مقررہ پر ادا نہ کیا گیا۔ بلکہ ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۶ء کو دوسرا فرمان جاری کیا گیا۔ کہ جبتک سلطنت کی اندرونی حالت درست نہ ہو لے۔ تب تک سود مطلقاً ادا نہیں کیا جاویگا۔ اس فرمان سے زبردست لیدرج میں جو تہلکہ برپا ہوگیا وہ کسی توضیح کا محتاج نہیں قصہ مختصر ۳۱۔ اگست سنہ ۱۸۷۶ء کو اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین تخت نشین ہوئے تو سلطنت بالکل دیوالیہ ہوچکی تھی۔ مترجم ۱۲

فرمان شاہی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۱ء منظور ہو گیا۔ اوس وقت جسقدر قرضے غیر سودی تھے (ریاست مستثنا۔ اون کے
جنکا جدول میں ذکر کر دیا گیا ہے) اونکو معہ سود کے بقایوں کے بہت کچھ گھٹا کر چار سلسلوں یا شقوں موسومہ
الف۔ ب۔ ج۔ د۔ میں تقسیم کر دیا گیا۔ قسطنطنیہ میں انتظام قرضہ و سود کے لئے ایک کونسل قایم کیگئی۔ اور تمسکداروں کو
سود و اصل کی جزو ادا کرنیکے لئے محاصل آبکاری۔ بلگیریا۔ مشرقی رومیلیا اور قبرس کا خراج اور ایرانی تمباکو کی
محصول کی آمدنی اوسکو تفویض کیگئی۔ ان آمدنیوں میں سے ۱۸۷۸ء کے قرضہ کے ۵ فیصدی سود اور اصل کی جزوی
ادائیگی کے لئے بائیس برس تک ۵۳۹۳۱۳ پونڈ کی رقم پہلے وضع کر لئے جانے کا اقرار ہوا۔ اور باقیماندہ آمدنی
کے لئے یہ قرار پایا کہ وہ قرضوں کے چاروں سلسلوں کے کام آئے۔ اس کا ۴/۵ حصہ سود کی ادائیگی میں خرچ ہو
اور ۱/۵ حصہ اصل کے ادا کرنے میں۔ سود چار فیصدی سے کبھی زیادہ ادا نہ کیا جاوے۔ اور اگر مدات مکفولہ کی آمدنی
اسقدر بڑھ جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ شرح سود یعنے چار فیصدی اور زیادہ سے زیادہ سالانہ شرح بیباقی قرضہ یعنے
ایک فیصدی جملہ ۵ فیصدی سے بڑھ جاوے تو فاضل رقم عثمانیہ گورنمنٹ کو ادا کر دیجاوے۔ اس مجلس نے
تخفیف شدہ مقدار قرضہ کو شق ہائے الف۔ ب۔ ج۔ د کے تمسکوں میں ۲۰ نومبر ۱۸۸۴ء کو جاری کیا۔ اور تبادلہ
کی یہ کارروائی ۱۳ مئی ۱۸۸۸ء کو بند کیگئی۔ جس تاریخ کو ۸۵۹۹۰۴ پونڈ کے تمسکات جو پیش نہ کئے جانے کیوجہ
سے نہ بدلے یا منسوخ کئے گئے۔ اور فقط ۱۲۲۲۹ پونڈ کے تمسکات نہ بدل سکے۔ اس کونسل میں اسوقت سات ممبر ہیں جو
انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ اٹلی کے تمسکداروں اور نیز عثمانیہ تمسکداروں و غلاطہ کے ساہوکاروں کی طرف سے
جو دین مقدم کے قرضخواہ ہیں نامزد ہوتے ہیں۔ انگلستان کے تمسکداروں کا نائب ہالینڈ اور بلجیم کے تمسکداروں
کی بھی نیابت کرتا ہے۔ انکے علاوہ عثمانیہ گورنمنٹ کیجانب سے ایک امپیریل کمشنر کونسل کے اجلاسوں میں شریک ہوتا
ہے مگر وہ مباحثوں میں فقط مشورہ دے سکتا ہے رائے دینے کا اختیار نہیں رکھتا۔ فرانس اور انگلستان کے ممبر
باری باری پریسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ سود اور اصل کی جزوی ادائیگی سال میں دو دفعہ ۱۳ مارچ اور ۱۳ ستمبر کو عمل میں آتی
ہے۔ اب تک سود فقط ایک فیصدی[1] کے حساب سے تقسیم ہوتا ہے مگر ریزرو فنڈ میں ۳۰۸۲۶۰ پونڈ[2] جمع ہو
چکے ہیں۔ کونسل انتظام قرضہ سوائے اون قرضوں کے جنمیں مصری خراج مکفول ہے اور ۱۸۸۵ء کے قرضہ ضمانتی اور ۱۸۸۶ء
کے قرضہ کے جنمیں محاصل وہ آمد مکفول ہیں۔ اور ۱۸۹۴ء کے (نو لاکھ پونڈ کے) قرضہ تنباکیہ کے اور سب ترکی قرضوں
کا اب انتظام و اہتمام کرتی ہے۔ (جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے شق الف کی دستاویزات ۱۸۹۸-۹۹ء میں بیباق ہو گئیں
اور شق ہائے ب ج د کی ۱۹۰۲-۳ء میں یکجا کر کے نئے قرضہ کی صورت میں بدل دی گئیں۔ اس تبادلے سے سلطنت
کو کئی لاکھ پونڈ کی بچت ہو گئی)۔

[1] ۱۹۰۲ء سے بشرح ۱۹ فیصدی ادا ہو رہا ہے [2] اب اس فنڈ میں ۱۳۳۰۶۷۵ پونڈ جمع ہیں۔

کونسل انتظام قرضہ کو مدات متکفولہ سے بعد وضع خرچ جو خالص آمدنی ہوئی وہ حسب ذیل ہے:-

سنہ	پونڈ	سنہ	پونڈ
۱۸۸۵-۸۶ء	۱۶۰۲۹۳۸	۱۸۸۶-۸۷ء	۱۶۰۴۲۷۷
۱۸۸۷-۸۸ء	۱۶۵۹۸۸۹	۱۸۸۸-۸۹ء	۱۷۳۲۵۱۰
۱۸۸۹-۹۰ء	۱۸۶۰۰۳۳	۱۸۹۰-۹۱ء	۱۸۰۸۲۹۴
۱۸۹۱-۹۲ء	۱۸۷۸۹۴۵	۱۸۹۲-۹۳ء	۱۹۸۹۸۳۸
۱۸۹۳-۹۴ء	۱۹۷۰۴۵۶	۱۸۹۴-۹۵ء	۱۹۷۶۶۸۷

۱۸۹۳-۹۴ء و ۱۸۹۴-۹۵ء میں جو رقوم وصول کی گئیں وہ حسب ذیل ہیں:-

نام مد	۱۸۹۳-۹۴ء	۱۸۹۴-۹۵ء
نمک، اسٹامپ، شکار ماہی، بقایا تمباکو	پونڈ ۹۹۴۲۴۵	پونڈ ۹۸۴۹۱۳
عشر تمباکو	۸۵۸۲۳	۹۲۸۰۴
اجارہ تمباکو	۷۰۸۳۷۵	۷۱۶۵۲۲
خراج مشرقی رومیلیا	۱۳۶۸۶۳ پونڈ	۱۳۶۸۶۳ پونڈ
خراج قبرس	۹۲۳۳۶	۹۲۳۳۶
محصول تمباکو	۴۵۰۰۰	۴۵۰۰۰
میزان	۲۰۶۲۵۰۳	۲۰۶۸۴۷۸
اخراجات	۹۲۰۳۸	۹۱۷۹۰
خالص آمدنی	۱۹۷۰۴۶۵	۱۹۷۶۶۸۶

(اس اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) ۱۹۰۲-۳ء و ۱۹۰۳-۴ء میں کونسل انتظام قرضہ کو مدات مفوضہ سے حسب ذیل آمدنی ہوئی:-

نام مد	۱۹۰۲-۳ء	۱۹۰۳-۴ء
پانچ مدات آمدنی محولہ بالا	۱۱۸۵۱۳۲ پونڈ	۱۲۹۵۹۳۵ پونڈ
عشر تمباکو۔	۱۶۵۶۶۶ پونڈ	۲۴۶۶۰۰ پونڈ
حصہ اجارہ تمباکو۔	۷۶۰۹۵۷ پونڈ	۸۰۸۵۸۵ پونڈ
جزیرہ قبرس کے پرمٹ کا حصہ معہ خراج۔	۱۰۲۵۹۶ پونڈ	۱۰۲۵۹۶ پونڈ
تمباکو کے پرمٹ کا حصہ۔	۵۰۰۰۰ پونڈ	۵۰۰۰۰ پونڈ
متفرقات	۲۱۳۹ پونڈ	۱۱۷۳ پونڈ
میزان	۲۶۰۸۵۴۹ پونڈ	۲۶۱۹۵۰۹ پونڈ

اس کونسل کی آمدنی کے سالانہ اعداد اور انکی تدریجی ترقی سے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہے کہ

سلطنت عثمانیہ کی تجارت صنعت و حرفت۔ زراعت اور رعایا کی خوشحالی میں کسقدر ترقی ہو رہی ہے۔ ۱۸۸۵ء میں کل ہم سترہ لاکھ پونڈ آمدنی ہوتی۔ اور ۱۹۰۳ء کچھ اوپر ۲۶ لاکھ یعنی ڈیوڑھے سے کچھ زیادہ ہوتی ہے یعنی ۱۸ سال میں سلطنت عثمانیہ کی ثروت اور طاقت میں ڈیوڑھی سے زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ للہ الحمد علی ذالک۔ اسیقدر اضافہ یقیناً سلطنت کی آبادی میں ہوا ہوگا جسکو سکات کلٹی پہلے سے بھی کم دکھاتا ہے۔ اور اسیقدر سلطنت کے ان محاصل کی آمدنی میں جو قرضہ میں مکفول نہیں طبعاً پیش ہونی چاہئیں۔ گویہ رستبانہ اسے بھی تقریباً اوسیقدر بتاتا ہے جسقدر کہ آج سے بیس سال پیشتر تھے۔

۱۸۹۵ء کے وسط میں عثمانیہ قرضہ کی حالت حسب ذیل تھی:۔

جن کا معاملہ لنڈن میں ہوا

سلسلہ الف۔ (جسکی مقدار ابتداءً یعنی ۱۸۸۱ء میں ۱۷۱۸۳۸۷۲ پونڈ تھی) باقی غیر سودی تھا ۱۱۲۲۱۷۶۲ پونڈ

سلسلہ ب۔ (جسکی مقدار ابتداءً یعنے ۱۸۸۱ء میں ۱۰۲۴۱۰۴۸ پونڈ تھی) باقی غیر سودی تھا ۸۴۶۰۳۰۵ "

سلسلہ ج۔ (ایضاً " " " ۳۰۸۴۳۲۵۱۱ ") ایضاً	۱۷۱۷۴۲۹ "
سلسلہ و۔ (ایضاً " " " ۴۳۹۶۸۴۹۶ ") ایضاً	۴۲۷۴۴۳۶۵ "
۱۸۸۶ء کا قرضہ ۵ فیصدی سود والا۔ - - - - -	۱۳۰۱۳۱۸ "
۱۸۹۰ء کا قرضہ تبادلہ - - - - - -	۷۴۱۷۳۱۸ "
۱۸۹۰ء کا قرضہ چار فیصدی سود والا۔ - - - - -	۴۲۸۰۷۶۰ "
۱۸۹۱ء کا قرضہ چار فیصدی سود والا۔ - - - -	۶۲۱۹۹۲۰ "
۱۸۹۴ء کا ساڑھے تین فیصدی سود والا قرضہ۔ - - -	۸۲۱۲۳۴۰ "
۱۸۹۴ء کا پیرس والا قرضہ (چار کروڑ فرنیک کا)۔۔ - - -	۱۵۸۴۰۰۰ "
میزان۔ - - - - -	۱۱۰۴۱۹۳۵۹

جن کا معاملہ لنڈن میں نہ ہوا

تمسکات لاٹری۔ - - - - -	۱۳۳۲۵۰۱۳
۱۸۸۵ء کا سات فیصدی سود والا قرضہ۔ - - - - -	۷۷۰۹۰۶
۱۸۸۶ء کا پانچ فیصدی سود والا قرضہ۔ - - - - -	۵۲۷۵۹۸۸
۱۸۶۲ء کے چار فیصدی سود کے تمسکات تدنباکیہ۔ - - - - -	۸۸۶۶۳۵
میزان	۲۰۲۵۸۵۴۲

(راش اڈیشن ۱۹۰۶ء) جو قرضہ ۱۹۰۶ء کے وسط میں سلطنت عثمانیہ کے ذمہ واجب تھا۔ اوس کی مجموعی میزان حسب ذیل ہے:۔

بکفالت مصری خراج۔	۱۹۲۵۹۷۶۸ ترکی پونڈ
بکفالت مختلف محاصل سلطنت۔	۶۶۲۹۱۳۰۶ ״
متفرق قرضے۔	۱۱۱۰۲۹۵۷ ״
میزان	نو کروڑ ۶۶ لاکھ ۵۴ ہزار اکتیس پونڈ ترکی

۱۸۹۵ء کے وسط میں سلطنت عثمانیہ کے ذمہ جیساکہ اوپر درج ہے تقریباً ۱۲ کروڑ ۷ لاکھ ترکی پونڈ قرضہ واجب تھا۔ یعنی نو سال کے عرصہ میں تقریباً ساڑھے تین کروڑ پونڈ ترکی (پینتالیس کروڑ روپیہ) کا بار سلطنت کے سر سے ہلکا ہو گیا ہے۔ اور محض حضرت خلافت پناہی کی تدابیر صائبہ اور لیاقت خداداد سے۔ یعنی یہ ظاہر ہے کہ فی الحقیقت اسقدر روپیہ نقد ادا نہیں ہوا۔ جو روپیہ عملاً ادا ہوا ہے۔ وہ نسبتاً بہت تھوڑا ہے۔ زیادہ تر حصہ تخفیف شدہ قرضہ کا اسطرح ادا ہوا کہ پرانے قرضوں کو جو بہت خسارہ پر لئے گئے تھے نئے قرضوں کی صورت میں بدل دیا جاتا رہا۔ اور اس تبادلہ میں معقول بچت ہو جاتی رہی۔

ہاں یہی نہیں کہ قرضہ کی تعداد ایک تہائی کم ہو گئی ہے۔ بلکہ شرح سود بھی اب بہت ہلکی ہو گئی ہے۔ اور محض سود کی مد میں سلطنت کو کئی کروڑ روپیہ سالانہ کی گنجایش نکل آئی ہے۔

ان رقوم کے علاوہ تین کروڑ بیس لاکھ پونڈ کا روسی تاوان جنگ ہے۔ جو بلا سود تین لاکھ بیس ہزار پونڈ کی سالانہ اقساط میں ادا کیا جاتا ہے۔ دسمبر ۱۸۹۸ء میں اس تاوان سے ابھی ۲۲۵۱۲۰۰۰ پونڈ ترکی واجب الادا تھے۔ ہر سال ۱۳ جنوری کو ۳ لاکھ بیس ہزار پونڈ ترکی واجب الادا ہوتے ہیں۔)

اندرونی قرضہ کی تفصیل اب حسب ذیل ہے:۔

گیارہ لاکھ چالیس ہزار پونڈ ترکی جو سیونگز بنکوں کے یافتنی ہیں۔ پانچ لاکھ پونڈ ترکی جو محکمہ پنشن فنڈ نے قرض دیئے ہیں۔ ایک لاکھ تیس ہزار پونڈ ترکی جو زراعتی بنکوں سے قرض لئے گئے ہیں آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار پونڈ ترکی کے تمسکات ہیں۔ اور پانچ لاکھ پونڈ ترکی قدیم جبریہ قرضوں کی بابت واجب الادا ہیں۔ ان قرضوں کا سود باقاعدگی سے ادا نہیں ہوتا۔ اب یہ تمام قرضے بیباق ہو چکے ہیں۔ اور مندرجہ بالا نو کروڑ ۶۶ لاکھ پونڈ ترکی کی رقم کے علاوہ سلطنت کے ذمہ اور کوئی قرضہ نہیں ہے۔ مؤلف)

حفاظت ملک

اوّل حدود} ٹرکی یورپ کے جنوب مشرقی کونہ اور ایشیا کے مغربی حصہ میں واقع ہے۔ ٹرکی کی حدود

کچھ برسوں سی بہت کچھ ترمیم ہوگئی ہیں[1]- یوروپی ٹرکی کے شمال میں ریاست ہائے مانٹی نیگرو (جبل اسود) بوسنیا۔ سرویا۔ بلگیریا اور مشرقی رومیلیا واقع ہیں۔ مشرقی سرحدیں پہاڑی ہیں۔ مگر کئی مقامات سی اُنپر عبور کرنا آسان ہے۔ مغربی سرحد پر بحیرۂ اڈریاٹک اور بحیرہ جزائر ایونین ہیں جنوبی حد پر متصلی بحیرہ مجمع الجزائر۔ ڈارڈنیلز۔ بحیرہ مارموا اور باسفرس ہیں جنکی سواحل پر بڑے مضبوط قلعے بنے ہوئے ہیں۔

ایشیائی ٹرکی کے شمال میں بحیرہ اسود۔ باسفرس۔ بحیرہ مارموا اور ڈارڈنیلز ہیں مغرب میں بحیرہ مجمع الجزائر۔ بحیرہ روم۔ سنگلاخ عرب اور بحیرہ قلزم۔ جنوب میں وسطی عرب اور خلیج فارس۔ مشرق میں ایران اور روس کا صوبہ ٹرانس کاکیشیا ہے۔

روسی سرحد کے نزدیک سب سے مضبوط قلعہ ارض روم ہے۔ ترکی صوبہ یمن اور انگریزی علاقہ عدن کی حدبندی ۱۹۰۵ء میں پہنچکر کردی گئی۔

دوم۔ فوج بری ٹرکی میں تمام مسلمان چوبیس برس سی اوپر فوجی خدمت کی مستوجب ہیں اور یہ ذمہ داری ۲۰ برس تک قایم رہتی ہے۔ غیر مسلم مستوجب نہیں مگر وہ بدل عسکریہ یا محصول بریت ادا کرتے ہیں جو ہر عمر کے مردوں سی فی کس چھ شلنگ (للعہ) کے حساب سالانہ سے لیا جاتا ہے۔ خانہ بدوش عرب گو مستوجب ہیں۔ مگر اون سی کوئی رنگروٹ حاصل نہیں ہوتا۔ اور اکثر خانہ بدوش کُرد بھی اِس خدمت سے پہلوتہی کرجاتے ہیں۔

فوج کی اقسام یہ ہیں۔ اوّل نظام یا فوج آئین اور اوسکا ریزرو۔ دوم۔ فوج ردیف۔ اور سوم فوج مستحفظ۔ نوبھرتی شدہ دو جماعتوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ جماعت یا ترتیب اوّل[2] والے چھ برس فوج نظام میں (یعنی چار برس مستعد خدمت اور دو برس ریزرو میں) آٹھ برس (یعنی چار برس صنف اوّل اور چار صنف ثانی میں) اور چھ برس فوج مستحفظ میں۔ یعنی جملہ بیس برس فوجی خدمت ادا کرتے ہیں۔ جماعت یا ترتیب ثانی والے

---

[1] اس کتاب کی اشاعت کے بعد دو مرتبہ اور ترمیم ہوتی ہی۔ ایک جنگ روم و یونان کے بعد ۱۸۹۷ء میں جسکی اختتام مو ٹرکی کو تھسلی کا کچھ سرحدی علاقہ ملا۔ دوسری یہ کہ ۱۸۹۸ء میں کریٹ کا جزیرہ نیم خود مختار حالت میں کردیا گیا۔

[2] اس ترتیب میں اب ترمیم ہوگئی ہے۔ ترتیب ثانی اور بعض ہر دو مختلف جماعتیں قرار دیگئی ہیں۔ ہر سال جن پر فوجی خدمت لازم ہوتی ہے۔ وہ سب کے سب فوج نظام میں نہیں لئے جاتے۔ اوسمیں صرف حسب ضرورت شامل کئے جاتے ہیں جو عموماً سالانہ تعداد کا تیسرا حصہ ہوتے ہیں۔ باقی دو ثلث نوجوان اپنے اپنے علاقہ کی چھاونیوں میں جمع کئے جاتے ہیں اور پہلے سال انکو ۶ سے ۹ ماہ تک چھاونی میں رکھکر قواعد سکھائی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد انکو ہر سال اپنے مساکن ہی میں ایک ماہ مشق کرائی جاتی ہے۔ یہ نوجوان اب ردیف فوج ہی میں بنام ترتیب ثانی شمار ہوتے ہیں

فوج میں شامل نہیں کئے جاتے۔ وہ معین ہنر کہلاتے ہیں۔ اور ریزرو فوج میں داخل کئے جاکر پہلے سال ۸ یا ۹ مہینے متواتر قواعد سیکھتے ہیں۔ اور پھر سالہائے مابعد میں ہر سال تین دن اپنے اپنے گھروں میں مشق کرتے ہیں۔ کل سلطنت سات جنگی اضلاع میں منقسم ہے۔ جنمیں سات کور ڈی آرمی یعنی اردو رہتے ہیں۔ اون اضلاع اور حصص فوج کے صدر مقام یہ ہیں۔ ۱ قسطنطنیہ - ۲ - اڈریانوپل - ۳ - مناستر - ۴ - ارزنجان - ۵ دمشق - ۶ بغداد - ۷ صنعاء (واقع یمن) ساتویں ضلع کی فوج چھٹے اور پانچویں ضلع سے اور کریٹ اور طرابلس الغرب کی فوجیں پہلے دوسرے اور پانچویں ضلع سے بھرتی ہوتی ہیں۔ مگر کریٹ کو اب محذوف سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہاں ۱۸۹۸ء کے بعد کوئی ترکی فوج نہیں رکھی جاتی۔ مولف)۔

نظام کی فوج پیدل کمپنیوں، پلٹنوں، رجمنٹوں، بریگیڈوں، اور ڈویژنوں پر منقسم ہے۔ اسمیں ۶۶ رجمنٹیں صف آرا ہیں۔ اور سوائے تین رجمنٹوں کے جنمیں تین تین پلٹنیں ہیں۔ اور سب میں چار چار پلٹنیں ہیں۔ منجملہ رجمنٹیں ذوالعوفونکی ہیں جنمیں دو دو پلٹنیں ہیں۔ ایک رجمنٹ چار پلٹنونکی آگ بجھانیوالے سپاہیونکی ہے۔ اور پندرہ پلٹنیں رائفل برداروںکی ہیں انکے علاوہ مقامی خدمت کے لیئے طرابلس الغرب کی بارہ ملیشیا (ردیفی) پلٹنیں ہیں ہر صف آرا باقاعدہ پلٹن اور رائفل برداروں اور اضافونکی پلٹنوں میں چار کمپنیاں ہوتی ہیں۔ صف آرا رجمنٹوں کا ایک بریگیڈ اور دو بریگیڈ اور ایک پلٹن رائفل برداروںکا ایک ڈویژن اور دو ڈویژنوں کا ایک اردو ہوتا ہے۔ ہر صف آرا یا رائفل برداروںکی ایک پلٹن میں بصورت کامل بوقت جنگ ۲۴ افسر ۱۲ نن کمیشنڈ افسر اور ۳۶ سپاہی۔ جملہ ۹۲۲ - آدمی ہر رتبہ کے اور ۱۵ گھوڑے ہوتے ہیں۔ بحالت امن مقام تعیناتی کی حیثیت کے مطابق ہر پلٹن میں ۲۵۰ سے ۵۵۰ تک آدمی ہوتے ہیں۔ بحالت جنگ یعنی بصورت کامل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸ + اور ان نوجوانوں کی طرح جو فوج نظام میں لئے گئے ہوں پوری میعاد تک سالانہ مشق کرتے اور فوجی خدمات ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔

جو نوجوان مستثنیات میں آجانے یا دیگر وجوہ سے فوجی خدمت سے مستثنیٰ کیئے گئے ہوں وہ معین ہنر کہلاتے ہیں مگر فوجی قواعد انکے لئے بھی پہلے سے ہی لازمی تھی۔ اب یہ اضافہ ہوا ہے۔ کہ وہ ردیف صنف ثانی میں داخل کر لیئے جاتے ہیں اور باقاعدہ پلٹنوں۔ رجمنٹوں۔ بریگیڈوں اور ڈویژنوں میں منقسم کئے جاتے ہیں۔ انکو ہر سال ایکماہ فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے۔ اور اگر بوقت ضرورت میدان جنگ کے لئے طلب کئے جاتے ہیں۔ انکی پلٹنیں پہلے "علاوہ" کے نام سے موسوم تھیں۔ مگر اب باقاعدہ ردیف قسم دوم کہلاتی ہیں۔ یعنی اسوقت سلطنت عثمانیہ کے ان مقبوضات کے مسلمانوں میں سے جنکا انتظام باقاعدہ ہوا ایک مسلمان بھی ایسا نہیں۔ جو فن جنگ سے بے بہرہ ہو اور ضرورت پر دین وملت کی قابل قدر خدمت نہ کر سکے +

چار پلٹنوں کی ہر رجمنٹ میں ۲۶۶۴ آدمی (کل مراتب کے) اور ۲۰ گھوڑے ہوتے ہیں۔ فوج پیدل **ہنری پی باڈی** (مارٹینی) رائفل سے مسلح ہے۔ دو لاکھ بیس ہزار ماؤزر قسم کی میگزین[۱] رائفلیں ۷۶۵/۳۰۱ انچ قطر کی نالی والیاں ذخیرہ میں موجود ہیں۔ مگر ان میں سے ابھی کوئی تقسیم نہیں کی گئی۔ البتہ ۳ ½ انچ قطر کی نالی والی ماؤزر میگزین رائفلیں تقسیم[۲] ہو رہی ہیں۔

فوج ردیف دو اصناف پر منقسم ہے۔ ان دونوں کو ملا دینے کی تجویز ابھی جزوی عملدرآمد میں آئی ہے۔ صنف اول میں چار چار پلٹنوں کی ۴۸ رجمنٹیں ہیں جو پہلے چھ اردوؤں سے آٹھ آٹھ رجمنٹوں کے حساب سے لیگئی ہیں صنف ثانی میں ۴۰ رجمنٹیں چار چار پلٹنوں کی ہیں۔ یہ پہلے پانچ جنگی اضلاع سے بحساب آٹھ رجمنٹ فی ضلع تیار کیگئی ہیں۔ جنگ کے وقت ردیف کی رجمنٹ میں بھی نظامیہ رجمنٹ کے برابر سپاہیوں کی تعداد رکھنے کی تجویز ہے۔ مگر ردیف کی پلٹنوں میں سردست بالعموم بارہ بارہ سو آدمی ہوتے ہیں۔

(انڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء تک) پہلے پانچ اردو یا جیوش ہیں سے ہر ایک میں ردیف فوج کے چار چار ڈویژن ہیں اور ہر ڈویژن سولہ پلٹنوں کا ہے۔ چار پلٹنوں کی ایک رجمنٹ اور دو رجمنٹوں کا ایک بریگیڈ اور دو بریگیڈ کا ایک ڈویژن ہے۔ ردیف قسم دوم کی ترتیب بھی یورپین ٹرکی میں اسیطرح ہے۔ اس قسم کے اڑھائی ڈویژن دوسرے اردو میں ہیں اور ساڑھے سات ڈویژن تیسرے اردو میں۔ ایشیائی ٹرکی میں ردیف فوج کی ترتیب عملاً ابھی پلٹنوں تک ہی محدود ہے۔ گو کاغذات میں اعلیٰ جماعت بندی (رجمنٹ بریگیڈ اور ڈویژن) کا بھی انتظام اور عملدرآمد دکھایا جاتا ہے۔ ردیف قسم اول میں ۳۷۴ اور قسم دوم میں ۲۶۴ پلٹنیں ہیں۔

نظام کی فوج سواران کی طاقت حسب ذیل ہے۔ ۳۸ رجمنٹیں صف آرا۔ دو رجمنٹیں گارڈ یا محافظین کی اور دو دستے گھوڑچڑھے فوج پیدل کے جو یمن میں تعینات ہیں۔ ردیف میں کوئی فوج سواران تیار نہیں کی گئی۔ باقاعدہ صف آرا اور محافظ رجمنٹ میں پانچ سکواڈرن (دستے) ہوتے ہیں۔ ہر پانچواں دستہ ڈپو کا کام دیتا ہے۔ محافظ رجمنٹیں قسطنطنیہ میں مامور ہیں۔ اور پہلے اردو سے متعلق ہیں صف آرا رجمنٹوں

۱؎ میگزین رائفل اوسے کہتے ہیں جس میں ایک ہی دفعہ پانچ سات یا نو کارتوس بھر سے جاتے ہیں۔ اور وہ ایک ایک ہو کر چلتے ہیں

۲؎ پہلے۔ دوسرے اور تیسرے اردو کی فوجوں میں یہ رائفلیں مارچ ۱۸۹۷ء میں بانٹ دی گئیں جو چھوٹی نالی کی تھیں۔ اس کے بعد جلد ہی چوتھے اور چھٹے اردو کی افواج کو بھی یہ رائفلیں دی گئیں۔ مگر بڑی نالی کی سنہ ۱۹۰۵ء تک تقریباً ساڑھے چار لاکھ میگزین رائفلیں سپاہ کے ہاتھ میں پہونچ چکی تھیں اور ساڑھے تین لاکھ قسطنطنیہ کے فوجی ڈپو میں تھیں جنکے علاوہ اڑھائی لاکھ اور حال میں خریدی گئی ہیں ٭

ہیں۔ ۲۴ چھ کیولری ڈویژنوں (مختص فوج سواران) میں منقسم ہیں۔ اور ہر ایک اردو میں ایک ایک ڈویژن متعین ہے۔ باقی دو رجمنٹیں طرابلس الغرب میں رہتی ہیں۔ پس کل رجمنٹ شمار میں ۲۰۲ ہیں جنمیں سے چالیس ڈیپو سکوئیڈرن ہیں۔

بحالت جنگ ہر رجمنٹ سواران میں ۲۹ افسر اور ۵۷۴ سوار جملہ ۶۰۳ آدمی اور اگر ڈیپو دستہ بھی شامل کیا جاوے تو جملہ ۵۰۷ آدمی کل مراتب کیے ہوتے ہیں۔ ہر رجمنٹ میں کل ۸۹۰ گھوڑے ہوتے ہیں۔ چوتھی۔ پانچویں اور چھٹے اردو میں ۴۸ رجمنٹیں ایشیا یعنی حمیدیہ عساکر کی تیار کرنے کی تجویز ہے۔ جنکے افسر اون بہادر کرد شریر ایلیں قبایل ہوں اور انکو باقاعدہ فوج میں شامل کیا جاوے۔ قبیلے سوار گھوڑے اور ساز و سامان مہیا کرینگے اور سرکار اسلحہ عطا کریگی۔ ہر رجمنٹ میں ۵۱۲ سے ۱۱۵۲ تک آدمی ہونگے اور دستہ چار سے چھ تک۔ یہ رجمنٹیں تقریباً سب تیار ہو چکی ہیں چند کردہ رسالے فوجی خدمت کے لئے ستمبر ۱۸۹۶ء میں قسطنطنیہ بھی آئے تھے جہاں سے جنوری ۱۸۹۷ء کو واپس کردستان کو گئے۔ مترجم)

(از اڈیشن ۱۹۰۶ء) نظامیہ کیولری میں ۳۸ رجمنٹیں فوج صف آرا کی۔ دو رجمنٹیں گارڈ سپاہ کی دو رجمنٹیں خاص حمیدیہ ہزار سوار ونکی جو ایڈریانوپل میں مامور ہیں۔ اور کچھ گھوڑ چڑھی پیدل فوج کے رسالے ہیں جو حلب۔ بغداد۔ سنجیہ۔ اور یمن میں متعین ہے۔ پہلے تین اردو یا جیوش ہیں کہ ہر ایک میں کیولری کی چار چار ریزرو رجمنٹیں بھی مرتب ہو چکی ہیں جنمیں سے ہر رجمنٹ چار چار رسالونکی ہے صف آرا اور گارڈ رجمنٹوں میں سے ہر ایک میں پانچ پانچ رسالے ہیں۔ گارڈ رجمنٹیں قسطنطنیہ میں رکھی جاتی ہیں اور پہلے اردو سے متعلق ہیں۔ صف آرا یا لائین رجمنٹوں میں سے ۳۶ چھ کیولری ڈویژنوں میں منقسم ہیں۔ اور ہر ایک ڈویژن ہر اردو سے مختص ہے۔ باقی دو رجمنٹیں طرابلس الغرب میں رکھی جاتی ہیں کلہم باضابطہ فوج کیولری میں ۲۰۳ رسالے ہیں۔ اور ہر رجمنٹ میں بوقت جنگ ۲۲۔ افسر اور ۷۵۴ سوار جملہ ۷۷۶ کس ہوتے ہیں۔ اور ۷۶۰ گھوڑے۔ چوتھے اور پانچویں اردو میں ایشیا کیولری کی ۶۳ رجمنٹیں بنام حمیدیہ مرتب ہو چکی ہیں۔ انکے افسر قبیلونکے سردار ہیں۔ مگر ان رجمنٹوں کو ہر جگہ باقاعدہ فوجکے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ عرب و کرد قبائیل ان رجمنٹوں کے لئے بلا معاوضہ سوار۔ گھوڑے۔ اور ساز و سامان بہم پہونچاتے ہیں۔ سرکار صرف اسلحہ دیتی ہے۔ ہر حمیدیہ کیولری رجمنٹ میں ۴ سے لیکر چھ تک رسالے اور چار سو سے لیکر آٹھ سو تک آدمی ہوتے ہیں میدانی توپ خانہ کا اوس تجویز کے مطابق جو ۱۸۹۱ء میں منظور ہوئی لازمی نو انتظام ہو رہا ہے۔ اس سے توپ خانہ مذکور کی طاقت بہت ہی مضبوط اور زبردست ہو جائے گی۔ (یہ انتظام مکمل ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آگے ظاہر ہو جاوے گا)۔

تجویز یہ ہے کہ پہلے پانچ اردوؤں میں سے ہر ایک میں ایک ایک پلٹن تین تین آہنی باتریوں کی اور چھ چھ رجمنٹیں کوہی اور میدانی توپ خانہ کی ہوں۔ جنمیں تیس باتریاں میدان اور چھ کوہی توپخانہ کی ہوں۔ اور ہر باتری میں بصورت کامل چھ چھ توپیں ہوں۔ ان چھ چھ رجمنٹوں کے ہر ایک مجموعہ کے تین بریگیڈ ہوں گے جنمیں سے ایک فوج نظام کے متعلق۔ دوسرا ردیف صنف اول اور تیسرا ردیف صنف ثانی کے متعلق ہوگا۔ چھٹے اردو میں دو رجمنٹیں توپخانہ یعنے بارہ میدانی اور دو کوہی باتریاں ہونگی ساتویں اردو میں ۳ میدانی اور ۳ کوہی باتریاں۔ کریٹ میں چار کوہی باتریاں اور طرابلس الغرب (ٹریپولی) میں چار میدانی اور دو کوہی باتریاں ہوں گی۔ اس طرح ترکی کے پاس پندرہ آہنی توپ خانہ کی باتریاں ۱۶۹ میدانی اور ۴۲ کوہی باتریاں معہ کل ۱۳۵۶ توپوں کے موجود ہو جائیں گی۔ پہلے اردو میں یا رودہائے حرب اوٹھانے کے لئے گاڑیوں کے دستے یا ٹرینیں ہیں اور دوسری پانچ اردوؤں میں ایک ایک۔ باربرداری کا کام عموماً بارکش جانوروں سے لیا جاتا ہے۔ بحالت جنگ یعنے بصورت کامل ایک میدانی باتری میں ۱۳۷۔ افسر اور آدمی اور سو گھوڑے ہوتے ہیں۔ قلعجاتی توپخانہ کی فوج ۳۸ پلٹنیں ہیں جنمیں سے ۱۸ قسطنطنیہ اور ارض روم کے اردوؤں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہیں محکمہ توپخانہ ہے۔ انمیں سے بارہ کمپنیاں باسفرس کی باتریوں پر۔ ۸ موضع بولیر (جو گیلی پولی کے قریب جنگی حیثیت سے ایک نہایت کارآمد مقام ہے) کے مورچوں پر اور باقی بحیرۂ روم کے قلعوں پر مامور ہیں۔

(انزاڈیشن ۱۹۰۶ء) میدانی توپخانہ کی تجدید و ایزادی ۱۸۹۱ء میں عمل میں آئی۔ اور ۱۹۰۲ء جدید ترین قسم اور کرپ ساخت کی جلد چلنے والی توپوں کی باتریوں بھی اسمیں بڑہائی گئیں۔ پہلے پانچ اردو میں سے ہر ایک میں آہنی توپخانہ کی ایک ایک پلٹن جنمیں تین تین باتریاں ہیں۔ اور چھ چھ رجمنٹیں میدانی و کوہی توپخانہ کی ہیں۔ ہر رجمنٹ میں پانچ باتریاں میدانی توپخانہ کی اور ایک باتری کوہی توپخانہ کی ہے۔ بوقت جنگ ہر باتری چھ توپ کی ہوتی ہے۔ ہر اردو کی چھ رجمنٹیں بوقت جنگ تین بریگیڈ میں منقسم ہو جاتی ہیں۔ ایک بریگیڈ فوج نظام کے ساتھ مختص کر دیا جاتا ہے۔ اور باقی دونوں ردیف فوج کے دونوں ڈویژنوں کے ساتھ چھٹے اردو میں توپخانہ کی دو رجمنٹیں ہیں جنمیں ۱۲ میدانی اور دو کوہی باتریاں ہیں ساتویں اردو میں تین میدانی اور چار کوہی باتریاں ہیں (تحریر ہذا کے وقت زیدی امام یحییٰ کی بغاوت کیوجہ سے یمن یعنی ساتویں جیش میں تقریباً پچاس ہزار فوج اور ایکسو توپیں موجود ہیں جنمیں چند قلعہ شکن ہیں۔ مؤلف) طرابلس الغرب میں چار میدانی اور دو کوہی باتریاں ہیں۔ الغرض ترکی کے پاس کل ۱۸ باتریاں آہنی توپخانہ کی۔ ۱۹۴ باتریاں میدانی۔ ۵۱ باتریاں کوہی۔ اور ۱۲ باتریاں ہوائٹزر (غبارہ توپوں) کی ہیں۔ جن کل میں

۱۶۵۰ توپیں ہیں۔ پہلے اردو کی فوج توپخانہ کے ہمراہ گولہ بارود کی باربرداری کے لئے گاڑیوں وغیرہ کی دو قطاریں ہیں اور باقی پانچ اردو کی افواج توپخانہ کے ہمراہ ایک ایک قطارہ گولہ بارود کی باربرداری کا کام بجائے گاڑیوں کے زیادہ تر بارکش جانوروں سے لیا جاتا ہے۔ بوقت جنگ ہر میدانی باتری میں ۱۳۰ افسر و توپچی اور ۹۰ گھوڑے ہوتے ہیں۔ قلعوں کے مقیمی توپخانہ کی ۴۰ پلٹنیں ہیں۔ جنمیں سے ۱۸ مندرجہ بالا جیوش سے متعلق ہیں۔ اور زیادہ تر قسطنطنیہ اور ارض روم میں مامور ہیں۔ اور باقی ۲۰ صدر محکمہ کے ماتحت ہیں۔ انمیں سے ۱۲ کمپنیاں باسفرس کی باتریوں پر مامور ہیں۔ آٹھ ڈارڈنلز کی بیرون ساحل کے عقب میں خط بولیر کے قلعوں میں اور باقی ساحل بحر روم کے قلعوں میں۔

۹ کمپنیاں انجنیروں کی اور چار[1] کمپنیاں سلسلہ تار برقی بچھانے والوں کی بھی سات اردوؤں میں بٹی ہوئی ہیں اور دوسرے اردو میں کشتیوں کا پل تیار کرنے والی ایک پلٹن بھی ہے جسکے پاس کل سامان مکمل ہے۔ بارہ کمپنیاں انجنیروں کی اور چار کمپنیاں تار بچھانے والوں کی بھی محکمہ توپخانہ کے ماتحت ہیں صیغہ رسد رسانی تقریبا بالکل ہی شان کے لئے ہے۔ اور کسریٹ کے گوداموں کے لئے زیادہ باربرداری کی ضرورت ہوگی صیغہ طبی میں صرف طبی افسر اور جراحین ہیں۔ نہ تو کوئی حمال موجود ہیں اور نہ میدانی شفاخانوں کے لئے کوئی انتظام ہے۔ مسلح جنگی پولیس کی ۱۷۰ پلٹنیں ہیں جو صلح و امن کے وقت ملکی حکام کی ماتحت رہتی ہیں۔ ترکی فوجکی قابل جنگ فوجی جماعت کی تعداد و طاقت حسب ذیل ہے:-

		بردی ۱۸۹۶ء	بردی سنہ ۱۹۰۶ء
فوج پیدل	۴۸۰ پلٹنیں	۵۸۳۲۰۰ آدمی	۸۵۶۵۰۰ آدمی
فوج سواران	۲۰۲ دستے	۵۵۲۰۰ "	۶۱۰۰۰ "
توپ خانہ	۱۳۵۶ توپیں	۵۴۷۲۰ "	۶۳۰۰۰ "
انجنیر	۹ کمپنیاں	۷۴۰۰ "	۷۴۰۰ "
میزان		۲۰۰۶۲۰۰ "	۹۸۷۹۰۰ "[2]

مستحفظ فوج علاوہ بریں ہے۔ جو چنداں قواعد دان نہیں۔

---

[1] اب آٹھ کمپنیاں ہیں [2] سلطنت عثمانیہ میدان جنگ میں ۱۸ لاکھ فوج بلا تکلف لا سکتی ہے۔ سکاٹ کلٹی نے مستحفظ فوج کو جبکا شمار نہیں کیا۔ صرف فوج نظام و ردلیف لی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ سلطنت کی جان پر آ بنے تو اسکا ہر مسلمان باشندہ جان دینے کو تیار ہوگا۔ اور اس طرح پچاس ساٹھ لاکھ جانبازوں کا سرفروشی کے لئے جمع ہو جانا بعید از قیاس نہ ہوگا + مؤلف

سوم بحری فوج[1]

ترکی بحری طاقت تقریباً بالکل بیکار ہے۔ اوسمیں جنگی قابلیت ایک طرح سے معدوم ہوگئی ہے۔ اور اوسکی موجودہ حالت پر بغور معائنہ کرنے سے تجدید طاقت سابقہ کی بہت کم شہادت ملتی ہے۔

چند برس ہوئے عثمانیہ بحری طاقت کے چند عمدہ ترین جہاز دیگر سلطنتوں کے پاس فروخت کردیئے گئے جس سے اوسکی طاقت بہت کمزور ہوگئی۔ اور پھر متواتر کئی برس اوسکی طرف سے تغافل شعاری برتے جانے کے بعد اب تھوڑے عرصے سے اوسکی درستی کیطرف توجہ کی گئی ہے۔ موجودہ جہازوں میں بجز چار کے اور سب ممالک غیر میں اور زیادہ تر انگلستان میں تیار ہوئے۔ اسوقت صرف تین جہازوں کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ سمندر میں دور دراز سفر کرنے والے اور جنگی قابلیت رکھنے والے زرہ پوش جہاز ہیں۔ باقیماندہ اس قدر کم وزن ہیں اور اتنے پرانے ہیں (سب سے نیا ۱۸۷۴ء کا اور سب سے پرانا ۱۸۶۴ء کا بنا ہوا ہے) کہ اب وہ مقامی حفاظت یا تجارتی بیڑہ کی حفاظت کرنیوالے جہازوں کے زمرہ میں شمار کیئے جانے کے قابل ہیں۔

ترکی بحری طاقت کیحالت یا زیر تعمیر جہازوں کی کیفیت کہ وہ کہاں تک مکمل ہوچکے ہیں مشکل معلوم ہوتی ہے۔ تاہم جسقدر اطلاع مل سکی اوسکی بناء پر مندرجہ ذیل جدول تیار کیگئی ہے۔ اسمیں جہازات شامل نہیں کیئے گئے۔ بڑا مغالطہ اس امر سے ہوتا ہے کہ اعداد و شمار ایک عظیم الشان طاقت و قوت ظاہر کرتے ہیں حالانکہ چھوٹے جہاز غالباً ناکارآمد ہیں۔

(۱) جنگی جہاز درجہ اول (یعنے جسکا وزن چھ ہزار ٹن سے اوپر ہو۔ بارہ برس سے زیادہ پرانا نہ ہو۔ اور ۱۷ میل فی گھنٹہ سے کم رفتار نہ ہو) دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر تھا۔ ۱

(۲) جنگی جہاز درجہ سوم (یعنے جسکا وزن پانچہزار ٹن سے کم اور ۲۷ برس سے زیادہ پرانا تھا اور رفتار ۱۳ میل فی گھنٹہ سے کم نہ ہو۔) تیار۔ ۱

کل ۲

(۳) جہازات محافظ بنادر۔ ۔ ۔ تیار ۷

(۴) زرہ پوش کمزور قسم کا جہاز درجہ اول شق الف {یعنے جسکا وزن پانچہزار ٹن اور رفتار ۱۷ میل فی گھنٹہ سے کم نہ ہو۔} دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر تھا۔ ۱

(۵) ایضاً ″ شق ب {موصوف بہ صفت بالا مگر جن کے ساتھ پرانی جنگی جہاز بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔} تیار ۹

کل ۱۰

ـ[1] مسٹر سکاٹ کلٹی بھی مسٹر سٹیڈ ایڈیٹر ریویو آف ریویوز کیطرح جیسا کہ اونکی تحریر سے معلوم ہوجائیگا عثمانیہ بحری طاقت کو کمزور و ناکارہ بتاتے ہیں۔ اس بے ثبات اتہام کی کتاب واقعات روم میں ہمنے مفصل تردید کردی ہے یہاں اسکا اعادہ فضول ہے۔ مترجم۔

(۶) کروزر جہاز درجہ دوم { جو زرہ پوش نہیں اور جنکا وزن دو ہزار ٹن سے کم نہ ہو اور رفتار ۱۸ میل فی گھنٹہ سے کم نہو۔ } دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر تھے۔ ۲

(۷) کروزر جہاز درجہ سوم شق الف { جنکی رفتار ۲۱ میل سے کم نہو۔ یہ زرہ پوش نہیں اور انمیں تارپیڈو گن بوٹ اور دوسری گن بوٹ بھی شامل ہیں } دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر تھے۔ ۸ } ۳۰
تیار۔ ۲۲

(۸) کروزر جہاز درجہ سوم شق ب { موصوف بصفت بالا۔ مگر رفتار بارہ میل سے کم ہو۔ } دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار تھے۔ ۲۹

(۹) تارپیڈو کشتیاں دمعہ تارپیڈو غرق کرنے والے جہازات درجہ اول کے۔ { یعنے جو طول میں ۱۱۵ فیٹ سے کم نہ ہوں } دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار تھیں ۱۹ } ۳۰
" زیر تعمیر۔ ۱۱

(۱۰) تارپیڈو کشتیاں درجہ دوم۔ { یعنے جنکی لمبائی ۱۰۰ فیٹ سے ۱۱۴½ فیٹ کے درمیان ہو۔ } دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار۔ ۷

(۱۱) ایضاً درجہ سوم (" ۸۶ و ۱۰۰ فیٹ کے درمیان ہو)

میزان ...... دسمبر ۱۸۹۵ء میں زیر تعمیر ۲۲۔ دسمبر ۱۸۹۵ء میں تیار ۹۵۔ کل ۱۱۷

(دسمبر ۱۸۹۴ء میں یہ تعداد ۱۰۷ تھی۔ یعنی ۱۸۹۵ء میں چھ تارپیڈو کشتیاں اور چار کروزر جہاز زیادہ ہوئے)

عثمانیہ آہن پوش جہازات کی جدول[1] حسب ذیل ہے۔ اسمیں پہلے بنادر کی حفاظتی جہاز پھر جنگی جہاز۔ اور بعد میں زرہ پوش کروزر جہاز تاریخ تعمیر کی ترتیب سے درج کئے گئے ہیں۔ توپوں کے خانہ میں ہلکی اور مشین (کلدار) توپیں نہیں درج کیگئیں۔

جدول آہن پوش جہازات

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷		۸	۹	۱۰
نمبر شمار	طرز ساخت۔ اور باتریاں کہیں موقعہ پر ہیں	نام جہاز	کب سمندر میں اتارا گیا	وزن بٹن[2]	دبازت زرہ کی	تعداد اقواپ وقسم		[illegible]	[illegible]	رفتار فی گھنٹہ
						تعداد	قسم توپ			
۱	زرہ پوش گن بوٹ	فتح الاسلام۔ بندرگاہوں کے حفاظتی جہاز	۱۸۶۴ء	۳۳۰ ٹن	۳ انچ	۲ سراوسٹرانگ	۷ انچ قطر کی	..	۲۹۰	۸ میل

[1] جو چند آہن پوش جہاز مسٹر سکاٹ کلٹی نے درج نہیں کئے وہ کتاب واقعات روم کی بحری طاقت کی باب میں جدول ہذا درجہ حاشیہ میں درج کردیئے گئے ہیں۔ مترجم

[2] جہاز کے وزن سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ معہ اپنے ذاتی وزن کے کل اسقدر بوجہ اٹھانیکی قابلیت رکھتا ہے

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷		۸	۹	۱۰
۱۴	ٹرٹ قسم کا (یعنے جن کی توپیں برج نما فصیلدار برج میں چڑھی ہوں)	حفظ الرحمن	سنہ ۱۸۶۹ء	۲۵۰۰	۵ ۱/۲	۲-آرمسٹرانگ ” ۱-کروپ	۹-انچ کی ۷-انچ کی ۵-انچ کی	..	۲۲۰۰	۱۲
۱۵	سنٹرل باٹری	عون الله	سنہ ۱۸۶۹ء	۲۳۱۰	۶	۴ آرمسٹرانگ	۹-انچ قطر	۱	۴۲۰۰	۱۲ ۱/۵
۱۶	ایضاً	اجلالیہ	سنہ ۱۸۷۰ء	۲۲۴۰	۶	۲ آرمسٹرانگ ۲ ” ۱ کروپ	۹-انچ کی ۷-انچ کی ۵ ۹/۱۰ انچ کی	-	۱۸۰۰	۱۱
۱۷	ایضاً	فتح بلند	سنہ ۱۸۷۰ء	۲۷۲۰	۹	۴ آرمسٹرانگ	۹ انچ قطر	۱	۴۲۰۰	۱۳
۱۸	ایضاً	معین ظفر	سنہ ۱۸۷۱ء	۲۳۳۰	۶	۴ ” ۱ کروپ	” ۶ ۳/۱۰ انچ	-	۲۲۰۰	۱۲ ۱/۲
۱۹	ایضاً	مقدم خیر	سنہ ۱۸۷۲ء	۲۶۸۰	۹	ایضاً	ایضاً	-	۳۰۰۰	۱۲ ۱/۲

جہازات عزیزیہ محمودیہ - ارخانیہ اور عثمانیہ (ہر ایک وزن فی ۶۴۰۰ ٹن) جو جدول بالا میں پرانے ہونے کے باعث بطور حفاظتی جہازات درج کئے گئے ہیں ایک ہی قسم کے پرانے جنگی جہاز ہیں - اب (بائیں امید کہ اونکو مقامی حفاظت سے بڑھکر کام دینے کے قابل بنایا جاوے) اونکی باٹریوں کے دونوں طرف گراں وزن کروپ توپوں کے لئے "باربیٹ ٹرٹ" (فصیلدار برج) بنائے جارہے یا بنائے جاچکے ہیں - آہن پوش حمیدیہ وزن فی ۶۷۰۰ ٹن خاص عثمانیہ سرکاری کارخانہ واقع قسطنطنیہ میں تیار ہوکر ۱۸۸۵ء میں سمندر میں اوتارا گیا - مگر عام خیال ہے کہ اوسکی تمام توپیں ابھی تک اوسپر نہیں چڑھیں - یہ جہاز اور مسعودیہ اور ناتکمل زرہ پوش کروز موسومہ عبدالقادر عثمانیہ جنگی بیڑہ کے سب سے بڑے جہاز ہیں مسعودیہ ۳۳۰ فیٹ طویل اور اوسکا درمیانی عرض ۵۹ فیٹ ہے - وہ سنٹرل باٹری کا اصول پر انگریزی جہاز ہرقلیس کے نمونہ پر بنا ہوا ہے - اوسکی درمیانی مرکزی منکسطرف بھرنے والی آرمسٹرانگ قسم کی اٹھارہ اٹھارہ ٹن وزنی بارہ توپونکی باٹری موجود ہے - اور اوس کی اطراف پر سطح آب پر بارہ انچہ دبیز فولادی چادریں منڈھی ہوئی ہیں - عبدالقادر ۸۰۰۰ ٹن وزنی اور ۳۴۰ فیٹ لمبا ہے - اور اوس کے انجن ساڑھے گیارہ ہزار گھوڑونکی طاقت کے ہونگے جس سے اوسکی رفتار بہت تیز ہوگی - اوسکی بڑی بڑی توپیں چار گیارہ انچہ قطر والی ہونگی -

جہاز خداوندگار اور ایک اور اوسی طرز وجسامت کا جہاز زیر تعمیر ہے - اونمیں سے ہر ایک کا وزن ۵۰۰ ۴ ٹن

ٹن ہوگا۔ اور رفتار فی گھنٹہ بارہ میل ہوگی۔ یہ کروزر قسم کے جہاز ہیں۔ اور اونکی صرف ڈیک (چھتیں) زرہ پوش ہونگی۔ کہا جاتا ہے کہ انہی جیسے دو اور جہاز عنقریب بننے والے ہیں۔ تین نسبتاً چھوٹے جہاز اور بھی اسی قسم کے (وزن فی سولہ سولہ سو ٹن) زیر تعمیر ہیں۔ ایک تیسرے درجہ کا کروزر چوب فولاد کا بنا ہوا موسوم لطف ہمایون فی وزنی تیرہ سو ٹن اور ایک تارپیڈو پکڑنے والا جہاز موسومہ شاہین دریا جسکی رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل ہے ۱۸۹۲ء میں سمندر میں اوتارے گئے تھے۔ جدید تارپیڈو کشتیاں اور تارپیڈو پکڑنے و غرق کرنیکے جہاز مقام البنگ (واقع جرمنی) میں تیار ہو رہے ہیں (انمیں سے کئی ایک تیار ہوکر قسطنطنیہ پہنچ چکے ہیں مترجم) مگر تارپیڈو والی کے بیڑہ کی قدر و منزلت مشتبہ ہے۔ گولڈن ہارن (قسطنطنیہ کا لنگرگاہ) میں تارپیڈوؤں کے لئے جو اسٹیشن قایم کیا گیا ہے۔ وہ ابھی تک نامکمل ہے۔ علم بردار جہاز آثار توفیق میں دو برسوں سے انجنوں کے بائلر ندارد ہیں۔

سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں مسٹر سکاٹ کلٹی سلطنت کی بحری فوج کے متعلق صرف چند سطریں لکھتے ہیں جو تفصیل اوپر درج ہے اوسی بالکل صاف کر دیا ہے۔ یہ چند سطور حسب ذیل ہیں:-

پچھلے تین سالوں میں ترکی بیڑہ جہازات کی اصلاح و تجدید بھی عمل میں آئی ہے۔ اور امریکن فیلڈلفیا اور انگریزی کارخانہ انسوک میں دو نئے جہاز تعمیر کرائے گئے ہیں یہ دونوں زرہ پوش کروزر ہیں۔ ہر ایک کا وزن ۳۲۵۰ ٹن ہے۔ جہازوں کے تختوں پر دو انچہ موٹی زرہ ہے۔ اور ہر ایک پر دو دو تین چھ انچہ قطر کی اور سات سات توپیں ۴.۷ انچ قطر کی ہیں۔ رفتار ۲۲ میل فی گھنٹہ ہے۔ پرانے آہن پوش مسعودیہ کی بھی اٹلی میں کامل مرمت و تجدید کرائی گئی ہے۔ اوسپر اب دو توپیں ۹½ انچہ قطر کی۔ بارہ توپیں چھ انچہ قطر کی۔ اور دس توپیں ۱۲ پونڈ وزنی گولہ چلانے والی نصب ہیں۔ بوقت امتحان اوسکی رفتار ۱۷ میل فی گھنٹہ پائی گئی۔ تین اور پرانے آہن پوشوں کی بھی ایک اطالین کارخانہ نے خاص[1] قسطنطنیہ کے سرکاری کارخانہ ہی میں مرمت و تجدید کی۔ ان آہن پوشوں پر بھی اسیقدر توپیں نصب ہیں۔ اور اس طرح اب جدید بیڑہ میں چھ کروزر کارآمد ہو گئے ہیں جنمیں سے ہر ایک کا وزن ۲۳[2] سو ٹن ہے ترکی بیڑہ میں علاوہ بریں اور بھی چند پرانے آہن پوش ہیں مگر وہ لڑائی میں کچھہ کام دینے کے قابل نہیں۔

---

[1] پہلے چند آہن پوش اٹلی بھیجے گئے تھے۔ بعد ترکی کاریگروں کو اس کام میں عملی مشق کرانے کی غرض سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ باقی جسقدر زرہ پوش ہیں۔ انکی درستی و اصلاح اطالین انجنیر اور کاریگر ترکی انجنیروں اور کاریگروں کی مدد سے خاص قسطنطنیہ ہی میں کریں۔ تاکہ آیندہ کے لئے بیگانہ محتاج نہ رہے۔

[2] وزن میں سکاٹ کلٹی کو سہواً یا عمداً مغالطہ ہو گیا ہے۔ ہر دو نئے جہازوں کا بیشک یہی وزن ہے مگر مسعودیہ۔ ارخانیہ۔ عثمانیہ۔ محمودیہ وغیرہ جن پرانے آہن پوشوں کی تجدید ہوئی ہے۔ اونکا وزن ساڑھے ۶ ہزار ٹن سے لیکر نو ہزار ٹن تک ہے۔

کروزروں کے علاوہ دو تارپیڈو گنبوٹ ہیں۔ جو سنہ ۱۸۹۰ء میں سمندر میں اوتارے گئے اور چار کلاں تارپیڈو کشتیاں جنمیں سے دو ابھی حال ہی میں تیار ہوئی ہیں۔ جنکے اسوا اکیس تارپیڈو کشتیاں پرانی بھی ہیں۔ مگر زمانہ حال کی ضروریات جنگ کو وہ پورا نہیں کر سکیں گی۔

بحری فوج میں بری فوج کیطرح لیجئے کچھ جبریہ قاعدہ ملازمت سے اور کچھ برضی خود رنگروٹ بھرتی ہوتے ہیں۔ بحری فوج میں میعاد ملازمت بارہ سال ہے۔ پانچ برس متعد ملازمت میں۔ تین برس اوس کے ریزرو میں اور چار برس ردیف میں۔ بحری فوجکی نام نہاد طاقت حسب ذیل ہے۔

اا کپتان واایس ایڈمیرل (نائب امیر البحر) ۶ ریر ایڈمیرل (دوسری طرحکا نائب امیر البحر جو عقب میں ہو) ۲۰۸ کمانڈر (کمانیر) ۲۸۹ لفٹنٹ ۲۲۸ انساین (لفٹنٹ سے چھوٹا عہدہ دار علم بردار ہو) ۱۸۷ ملاح ۳۰ ہزار۔ بحری سپاہی تقریباً نو ہزار +

پیداوار اور صنعت و حرفت

ٹرکی میں اراضی مندرجہ ذیل چار مختلف اقسام میں منقسم ہیں۔ (۱) میری یعنے اراضیات سرکاری (۲) وقف۔ اراضیات برائے مقاصد مذہبی و خیراتی (۳) ملکانہ یعنی عطیات شاہی (۴) ملک یعنی اراضیات لاخراج۔ ٹرکی کی اراضیات کا بہت سا حصہ تیمری ہے۔ اور وہ براہ راست سرکار سے برائے کاشت لیجاتی ہیں۔ گورنمنٹ غیر مقبوضہ یعنی خالی قطعات پر کاشت کرنے کا استحقاق بعض مقررہ رسوم لے کر عطا کر دیتی ہے۔ مگر اراضی مذکورہ پر اوسکا استحقاق ملکیت برابر قایم رہتا ہے۔ کیونکہ عطاء اراضی کی ایک یہ بھی شرط ہوتی ہے کہ اگر مالک (یعنی قابض) تین برس تک اوسے کاشت نکرے تو وہ ضبط ہو جائے گی۔ وقف کا طریقہ قایم تو ہوا تھا اس لئے کہ مساجد و مدارس کی تعمیر سے شاہی مذہب (اسلام) کی خدمت اور رعایا کی تعلیم کا انتظام کیا جاوے۔ مگر کئی پشتوں سے یہ مدعا پس پشت ڈالدیا گیا۔ یا اوس سے پہلو تہی کر دیا گیا ہے۔ اور اکثر اراضیات وقف کو سرکاری حکام نے ضبط کر لیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸۔ جیسا کہ جدول مندرجہ بالا سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ترکی سلطنت بیشک بحری طاقت کے لحاظ سے ابھی بہت کمزور ہے۔ اوس کے پاس اپنی ضروریات یا سلطنت کی شان کے مطابق ہی کافی جہازات نہیں۔ بلکہ دنیا کی عظیم بحری طاقتوں کے مقابلہ میں ابھی تک ترکی بیڑہ بالکل صفر کا حکم رکھتا ہے۔ مگر یہ کمی بھی انشاء اللہ العزیز اب جلد پوری ہو جائے گی جہاز ریلوے اور بغداد ریلوے کے بن جانے کی دیر ہے۔ پھر سلطنت کے تمام وسائل سے اس واحد کمی کو پورا کرنے کا یکسو ہو کر کام لیا جائیگا۔ تاہم گذشتہ دس سال میں اس صیغہ نے بھی کچھ کم ترقی نہیں کی۔ سنہ ۱۸۹۷ء کی جنگ روم و یونان میں ٹرکی ایک جہاز بھی کھلے سمندر میں نہ بھیج سکی تھی۔ اب اوس کے دو بیڑے بحیرہ روم میں مامور ہیں۔ اور سواحل عرب و خلیج فارس بھی ٹرکی جنگی جہاز ہر وقت گشت کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ مؤلف ۱۲

تیسری قسم یعنی ملکانہ قسم کی اراضیات وہ ہیں جو پچھلے زمانہ میں سپاہیوں کو فوجی خدمت کے عوض عطا ہوئی تھیں۔ وہ موروثی ہیں اور اداے عشر سے مستثنیٰ ہیں۔ چوتھی قسم (ملک) یا اراضی لاخراج کچھ بہت وسیع موجود نہیں۔ قصبات کی کچھ زیر عمارت اراضی اور آبادیہاتی دیہات کی متصلہ وملحقہ اراضیات جنکو دہقان وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سے خرید لیتے ہیں۔ ملک قسم کی ہیں۔

قابل زراعت اراضی کا بہت تھوڑا حصہ زیر کاشت ہے جسکی بڑی وجہ سڑکوں[1] اور وسایل بار برداری کی کمی ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں غلہ کے باہر لیجانے میں اتنا خرچ پڑتا ہے کہ کوئی فایدہ نہیں ہوسکتا علاوہ بریں چونکہ ہر پیداوار کا عشر[2] لے لیا جاتا ہے۔ اسلئے دہقان اپنی ذاتی یا بدرجہ غایت مقامی ضرورت سے زیادہ کاشت کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ان اسباب کے ماسوا زراعتی پیداوار کے بڑھنے میں یہ امر بھی مانع ہے کہ اگر غلہ ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں جائے توبھی محصول درآمد لے لیا جاتا ہے (اعلیحضرت نے یہ محصول معاف کردیا ہوا ہے۔ دیکھو واقعات روم۔ مترجم)

طریقہ کاشت نہایت ہی سادہ[3] اور وہی ہے جو صدیوں سے چلا آتا ہے زمین عموماً نہایت ہی زرخیز ہے۔ بڑی بڑی پیداواریں یہ ہیں۔ تمباکو۔ ہر قسم کی اجناس خوردنی۔ کپاس۔ انجیر۔ اخروٹ۔ بادام۔ انگور زیتون بادرنجانہ اقسام کے میوہ جات وپھل۔ قہوہ۔ مجیٹھہ۔ افیون اور مختلف گوندیں بمقدار کثیر ممالک غیر کو جاتی ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ یورپ وایشیا دونوں براعظموں میں سلطنت عثمانیہ کے چار کروڑ چالیس لاکھ ایکڑ زیر کاشت ہیں۔ جب سے مرض فلاکسورا (کرم انگور) نے فرانس میں انگوروں کی بیلوں کا ستیاناس کردیا ہے تب سے ترکی سے فرانس کو انگوری شراب بکثرت جانی شروع ہوگئی ہے۔ سال ۱۸۸۷-۸۸ء میں ۲۰۳۹۵۲۱ لیٹر[4] شراب گئی اور فی ہکٹولیٹر ۳۱ فرینک (۲۵ فرینک کا ایک پونڈ) قیمت وصول ہوئی۔ عثمانیہ قوانین جنگلات فرانس کے قوانین کے مطابق ہیں مگر انکی تعمیل کماحقہ نہ ہونے سے ملک کے قیمتی درخت اور

---

[1] اس نقص کو سبکرگرمی تمام رفع کیا جارہا ہے۔ تفصیلی حالات اخبار وطن لاہور میں شایع ہوتے رہتے ہیں۔ مؤلف۔

[2] اب یہ حالت نہیں رہی حتیٰ کہ کپاس ایسی قیمتی جنس کو عشر سے کچھ برسوں کے لئے مستثنیٰ کردیا گیا ہے۔ مزید برآں اکثر علاقوں میں عشر کی بجائے مستقل مالگذاری نقدی میں مشخص کردیگئی ہے۔ زمیندار خواہ کسی زمین سے سال بھر میں کتنی ہی فصلیں برداشت کرے۔ اوسے وہی مقررہ معاملہ دینا پڑتا ہے۔

[3] یہ فتوی بھی اب صحیح نہیں رہا۔ جابجا جدید آلات اور زرعی کلیں رائج ہوگئی ہیں۔ زرعی مدارس ہزاروں کی تعداد میں کھل گئے ہیں۔ اور حکومت اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ترقی زراعت وخوشحالی مزارعین کے لئے فروگذاشت نہیں کررہی ہے۔ مؤلف

[4] لیٹر ایک فرانسیسی پیمانہ ہے سو لیٹر کا ایک ہکٹولیٹر جو ۲۲ ½ گیلن کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم۔

لکڑی دن بدن کم ہو رہی ہے۔ محفوظ جنگلات کا رقبہ تقریباً دو کروڑ دس لاکھ ایکڑ ہے۔ جنمیں سے ۳۵ لاکھ
یورپین ٹرکی میں ہیں۔ ریشمی کیڑوں کی پرورش اور ریشمی پیداوار کیڑوں میں وبا پھیل جانے سے بہت کم ہو گئی تھیں
مگر اب پھر روبہ ترقی ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں بارہ کروڑ پیاستر (چار لاکھ پونڈ) کے ریشمی کوئے۔ اور دس کروڑ بیس لاکھ
پیاستر (دس لاکھ بیس ہزار پونڈ) کا ابریشم خام ملک سے باہر گیا۔ ریشم کی پیداوار کا بہت سا حصہ باہر جاتا ہے تاہم
مگر کسیقدر دیسی ریشمی پارچات بنانے کے لئے ملک میں بھی خرچ ہوتا ہے۔
سنہ ۱۹۰۰ء میں افیون کی پیداوار ۵۰۰۰ صندوق یعنی ۱۰۵۸۰۰ پونڈ (۸۲ پونڈ
(دانر اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء)
کا ایک من انگریزی) ہوئی سلطنت کے سرکاری جنگلات میں عموماً قیمتی لکڑی کے درخت پائے جاتے ہیں
(حجاز ریلوے کے لئے اب تک جسقدر سلیپر (شہتیریاں) لائین پر بچھانے کے لئے درکار ہوئے۔ وہ صوبہ سرنا کے
جنگلات سے ہی بآسانی بہم پہنچ گئے۔ اگر سلطنت عثمانیہ کو سلیپر خرید کرنے پڑتے۔ تو لائین کا خرچ بہت بڑھ جاتا۔ معلوم
سنہ ۱۹۰۳ء میں کل سلطنت میں انگور کی کاشت کرنے والونکی تعداد ۴۰۳۲۳۲ تھی۔ اور ۲۶۷۵۵۹۱۵ کیلوگرام
شراب انگریزی تیار ہوئی۔ اس سال شراب کشید کرنے والونکی تعداد ۱۵۸۵۵۶ تھی۔ جنہوں نے ۱۲۵۱۶۳۱
کیلوگرام مختلف قسم کی دیگر شرابیں کشید کیں۔ صرف دو صوبجات بروصہ و اسمد میں سنہ ۱۹۰۳ء میں ریشم کے
۹۰۴۴۳۴۷ کوئے قیمتی دس کروڑ ۵۴ لاکھ ۸ ہزار ۸۳ قرش تیار ہوئے۔ اور سنہ ۱۹۰۳-۴ء میں ریشم کے کیڑوں
کے انڈے ۹۸۹۴۳۰-۳۰ اونس کی مقدار میں ممالک غیر کو لغرض فروخت بھیجے گئے۔ (ایک زمانہ وہ تھا کہ یہ انڈے
باہر سے خریدے جاتے تھے۔ مؤلف) سنہ ۱۹۰۱ء میں ساڑھے پانچ لاکھ مثقال (۲۶۴۳۲ کیلوگرام) عطر گلاب تیار ہوا۔
مزارعین کی امداد اور زراعت کی ترقی کے لئے ٹرکی میں ایک زرعی بنک بھی موجود ہے۔ جس کی
سلطنت کے مختلف مقامات میں ۸۸ شاخیں ہیں۔ یہ بنک مزارعین کو عموماً جائیداد ارضی کی کفالت پر
روپیہ قرض دیتا ہے۔ شرائط بہت نرم رکھی گئی ہیں۔ بنک کا سرمایہ ۲۶۲۹۹۰۰ پونڈ (تقریباً چار کروڑ روپیہ)
ہے۔ جو زرعی اراضیات پر ایک نہایت ہی خفیف سا ٹیکس لگانے سے بہم پہونچایا گیا ہے۔ یہ ٹیکس اب بھی
موجود ہے۔ اور اس طرح اوسکی آمدنی سے بنک کا سرمایہ ہر سال بڑھتا رہتا ہے (اڈیٹر وطن نے عرصہ ہوا
گورنمنٹ ہند کو توجہ دلائی تھی کہ اگر وہ سرکاری روپیہ سے زرعی بنک جاری نہیں کر سکتی یا نہیں کرنا چاہتی
تو اس اصول پر اوسے قایم کر دے۔ اوسے کسی نئے ٹیکس کے لگانے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ خالصہ مالگذاری کی
علاوہ اوس کے ۲۵-۳۰ فیصدی کے برابر جو زائد محاصل بنام جبوب یہی وسواتی زمیندار ادا کرتے ہیں
اونمیں ایک مد بلایا کاون خرچ کی بھی ہے۔ جو عموماً مالگذاری کے ۴-۵ فیصدی کے برابر ہوتی ہے۔ مگر عموماً
مالگذاری کے ۴-۵ فیصدی کے برابر ہوتی ہے۔ مگر عموماً یا تو نمبرداروں کی جیب میں رہتا ہے۔ یا ادا نی

ملازمان کی نذر ہو جاتی ہے۔ کل ہندوستان کے مالیہ کی مقدار کے لحاظ سے ملبہ کی بالاتر مقدار تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ ہوتی ہے۔ اگر صرف دس سال کے لئے یہ ملبہ کی قسم سرکار اوس سے خود وصول کر کے اپنے پاس جمع کرتی جائے تو زرعی بنک کے لئے پندرہ کروڑ روپیہ کا سرمایہ بلا تردد جمع ہو جاتا ہے۔ بیشک یہ رقم زمینداروںکو واپس نہیں ملیگی۔ سرکار کو مفت حاصل ہوگی۔ مگر اس بنک سے زمینداروںکو جو بے انتہا فوائد حاصل ہونگے۔ انکے مقابلہ میں اس رقم کا مفت سرکار کی ملکیت ہو جانا کسی کو دوبھر نہیں گذر سکتا۔ زمینداروں کے نزدیک تو اب بھی یہ رقم یوں ہی ضایع جا رہی ہے۔ مزید برآں سرکار کی ملکیت سرمایہ بھی برای نام ہوگی۔ یہہ روپیہ دراصل تو زمینداروں کے ہی کام آتا رہیگا۔ مؤلف) عثمانیہ زرعی بنک نے ۹۹-۱۸۹۸ء میں ۹۰۵۳۶ دہقانوں کو بحساب اوسط فی کس چھ پونڈ روپیہ قرض دیا۔ ۱۳ مارچ ۱۸۹۹ء سے ۲۲ لاکھ ۸ ہزار ۷ سو پونڈ بنک کو مزارعین پر واجب ہے۔

گو عام ملک خاصکر ایشیائی مقبوضات معدنیات سے مالا مال ہیں۔ مگر قوانین کان کنی بہت سخت ہیں۔ کوئلہ تانبہ سیسہ۔ چاندی۔ لوہا میگنیشیا۔ رانگ۔ طوطیا۔ گندھک۔ نمک۔ پھٹکری اور خاصکر کوئلہ بافراط موجود ہے مگر ان کے نکالنے کے لئے چنداں کام نہیں ہوتا۔ جو دھات باہر جائے۔ اوسپر ۱ فیصدی محصول لیا جاتا ہے۔ ملکی ضروریات خانہ داری کے لئے پیتل اور تانبے کے برتن دیسی محنت سے بکثرت تیار ہوتے ہیں کارخانجات شیشہ آلات۔ کاغذ کی کلیں اور پارچہ بافی کے کارخانے بھی جاری ہو گئے ہیں۔ قالین جو سال میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ پونڈ کے باہر جاتے ہیں۔ دستی کرگھوں پر تیار ہوتے ہیں اسیطرح ملکی قسم کے پارچات پوشیدنی کا حصہ کثیر ہاتھ سے بنا جاتا ہے۔ ٹرکی میں مچھلی کی بڑی بڑی شکارگاہیں موجود ہیں۔ کیلی آبنائے باسفرس کی شکارگاہوں سے اڑہائی لاکھ پونڈ سے زیادہ مالیت کی مچھلی پکڑی جاتی ہے۔ بحیرہ روم کے ساحل پر نہایت عمدہ اسفنج پیدا ہوتا ہے۔ بحیرہ قلزم سے سیپ اور خلیج فارس سے موتی برآمد ہوتے ہیں*

(از ناڈیشن ۱۹۰۱ء) ۱۸۹۸ء میں تمام سلطنت میں ۴۸ کانوں پر کام جاری تھا۔ اب یہ تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ کوٹاہیہ کی کانوں سے دھات کروم ہر سال پندرہ ہزار ٹن برآمد ہوتی ہے۔ یہ تمام چینی بنانے کے کام آتی ہے اور رنگت بھی نکلتی ہے۔ نقرہ آمیز سیسہ ۲۰ ہزار ٹن سالانہ کی مقدار میں اسمدیواس۔ طارس۔ بروصہ وخداوندگار کی کانوں سے نکلتا ہے۔ آیدین اور سمرہ اسود کے بندرگاہ قرہ صو کی کانوں سے ۵ ہزار ٹن جست نکلتا ہے۔ سالونیکا۔ قونیہ اور آیدین میں ۴ ہزار ٹن دھات میگنیشیا برآمد ہوتی ہے۔ بروصہ کی کانوں طوطیا سے دو سو ٹن سالانہ سہاگہ برآمد ہوتا ہے۔ صوبہ آرمینیا کے کرہ طارس۔ ترپولی (قریب طرابزون) ارغانہ لیاوین (قریب دیاربکر) اور وادی چاح سالونیکا ریلوے سے ۴ ہزار ٹن زانتی کی کانوں سے ہر سال ۱۵ سو ٹن تانبا

حاصل ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ارغانہ کی کان مس۔ دنیا کی چند وسیع ترین اور زرخیز ترین معادن
میں سے ایک ہے۔ باندامہ کی کان سے سالانہ ۸ ہزار ٹن سوہاگہ ملتا ہے۔ وہ تامیر شام جس سے تمباکو
پینے کے پائپ بنائے جاتے ہیں اسکی شہر کی کان سے سالانہ ۵۰ اٹن برآمد ہوتی ہے۔ سالونیکا کے قریب
چقماق کی کانیں ہیں۔ اور سمرنا۔ آیدین۔ قونیہ۔ اطنہ۔ اور مجمع الجزائر میں کرنڈ پتھر کی۔ اور اذانیا۔ شام اور
کنار فرات پر معدنی ہال کی۔ ہرقلیہ (واقع بحیرہ اسود) کی کانوں سے سالانہ چار لاکھ ٹن کوئلہ نکل رہا ہے
مٹی کے تیل کے چشمے وادی وسط دجلہ۔ ایشیا کوچک کے مختلف مقامات اور بحیرہ مارمورا کے شمالی ساحل
پر برآمد ہو چکے ہیں ضلع سمرنا میں سونے اور چاندی کی کانیں ملی ہیں۔ پارہ کی کانیں صوبہ سمرنا میں۔ دہات
کاولن جس سے ظروف چینی بنتے ہیں۔ جزیرہ رہوڈس ینکھیا کی کان ضلع آیدین میں۔ ادہر کی کانیں صوبجات
آیدین۔ قونیہ اور ادانہ میں برآمد ہوئی ہیں۔ مگر انمیں سے اکثر پر ابھی جزوی کام شروع ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۶۰
افراد اور کمپنیوں کو مختلف کانوں پر کام کرنے کے اجارے عطا کیئے گئے تھے جنمیں سے صرف ساٹھ پر عملی کام جاری ہوا۔
بروصہ کے متصل جہانکہ پتھر کی وسیع کانیں ملی ہیں جنمیں سے اب یہ پتھر بکثرت نکالا جاتا ہے۔ تمام دہاتیں جو
ممالک غیر کو بھیجی جائیں حق شاہی ۵ سے لیکر ۱۵ فی صدی تک لیا جاتا ہے۔ خانگی ضروریات کے لئے پیتل اور تانبے کے ظروف بکثرت
بنتے ہیں۔ شیشہ۔ بلور۔ کاغذ سازی اور کتان وٹاٹ بنانے کے کارخانوں کی قیام واجراء کے لئے بھی کئی اجارے
عطا ہو چکے ہیں۔ صرف دمشق میں پانچ ہزار گھروں پر دس ہزار آدمی ریشمی۔ سوتی اور مادی کپڑے بننے کا کام کرتے
ہیں۔ قالین جو بافراط ممالک غیر کو جاتے ہیں دستی کرگہوں پر تیار ہوتے ہیں۔ ٹرکی کے سواحل پر مچھلی بھی بکثرت
پکڑی جاتی ہے۔ بحیرہ روم کے ترکی سواحل کے قریب نہایت اعلیٰ اسفنج حاصل ہوتا ہے۔ بحیرہ قلزم سے
صدف اور خلیج فارس سے موتی۔

تجارت تمام اشیاء درآمد پر بحساب مالیت ۸ فیصدی محصول لیا جاتا ہے۔ سوائے تمباکو اور
نمک کے جنکا حق فروخت فقط گورنمنٹ کو حاصل ہے۔ اور اوس نے ایک کمپنی کو دے رکھا ہے
جو ملکی پیداوار ممالک غیر کو جائے اوس پر ایک فیصدی محصول برآمد لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ایک صوبہ سے دوسرے
صوبہ میں لیجایا جائے تو ۸ فیصدی محصول لیا جاتا ہے۔ اس اندرونی محصول کو کلیتاً موقوف کردینے کا ارادہ ہے
اور سنہ ۱۸۹۳ء سے گندم اور دیگر اجناس خوردنی سے ہٹایا جاچکا ہے۔ جو اشیاء مدارس۔ گرجوں۔ سفارت خانوں
قونصل خانوں کے لئے آئیں اور نیز زراعتی کلیں اور سامان ریل محصول سے بری ہیں۔ مندرجہ ذیل جدول سے
جو ٹرکی پوسٹ خانوں کے نقشوں سے تیار کیگئی ہے۔ ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء لغایت ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء و ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء
لغایت ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء میں مختلف ممالک کے ساتھ ٹرکی کی جسقدر تجارت ہوتی اوسکی مالیت کا اندازہ معلوم

ہو جائے گی۔ مالیت سکۂ پیاستر میں درج کیگئی ہے۔

ملک	درآمد		برآمد	
	سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء	سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء
	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر
برطانیہ کلاں	۱۰۳۰۱۱۲۸۹۶	۹۷۸۱۵۰۸۰۴	۸۸۶۳۰۲۳۲۱	۷۰۱۹۳۹۲۲۳
آسٹریا	۴۵۹۷۱۸۱۳۰	۵۰۹۹۱۹۶۶۴	۱۲۳۲۲۶۹۹۷	۱۵۱۱۷۹۸۸۳
فرانس	۳۰۲۱۳۷۳۷۵	۲۹۶۲۹۰۹۷۴	۴۵۰۷۰۰۲۱۶	۳۸۰۰۳۵۷۷۸
روس	۱۸۶۸۹۸۹۲۵	۱۲۸۹۳۴۷۹۱	۲۵۳۳۱۳۳۱	۳۲۱۷۶۳۲۷
اٹلی	۵۷۶۹۸۷۲۰	۵۸۰۰۵۰۱۶	۵۴۳۶۵۴۴۱	۷۸۴۴۶۵۵۹
بلگیریا	۹۴۰۱۰۴۱۸	۱۲۴۴۸۴۳۹۸	۴۰۲۶۵۶۷۰	۴۲۹۷۴۵۶۴
ایران	۶۵۳۲۱۱۵۹	۵۵۸۶۳۶۹۹	۱۵۲۵۶۴۸	۲۰۲۵۳۸۸
یونان	۴۲۲۸۵۴۴۱	۳۷۲۸۰۲۷۷	۵۴۷۷۹۴۳۸	۴۱۳۷۱۳۳۵
بلجیم	۶۴۶۷۶۴۲۳	۶۶۷۹۰۲۸۲	۳۱۱۰۶۶۶	۳۸۸۲۳۳۴
رومنیا	۴۵۹۷۸۴۳۱	۵۷۷۰۳۲۲۲	۲۹۱۱۷۸۸۶	۲۳۶۲۴۸۸۶
صوبجات متحدہ امریکا	۳۲۴۵۳۹۲	۸۷۶۵۴۰	۲۳۲۸۱۳۳۳	۱۶۳۶۷۸۸۷
ٹیونس	۶۱۲۹۱۹۲	۶۱۷۲۷۷۶	۲۱۹۹۹۷۳	۷۱۷۰۷
سروِیا	۷۲۵۱۸۴۳	۷۰۵۰۵۳۸	۵۱۵۱۱۰۴	۷۴۶۲۸۸۸
ہالنڈ	۱۲۱۷۲۳۱۳	۱۲۴۸۳۳۱۳	۲۲۵۹۲۲۱	۴۲۹۴۲۶۶۶
جرمنی	۱۸۴۳۳۹۲۷	۲۷۹۷۸۴۹۱	۱۳۹۹۶۲۱۸	۳۶۷۷۲۲۰
مصر	۶۱۷۱۴۱۶۸	۶۶۴۲۶۴۶۸	-	-
سویڈن	۶۶۶۱۴۰۲	۸۰۶۴۲۶۵	۵۵۵	۰
مانٹی نیگرو (جبل اسود)	۸۳۲۱۶۵	۷۹۵۵۵۴	۴۶۷۴۹۷	۲۶۸۴۸۷
جزیرہ سموس	۱۰۱۷۳۷	۷۳۱۲۳	۲۸۶۵۰۱	۲۸۱۸۷۵
ڈنمارک	۱۳۳۴۷	۳۱۶۱۰	۳۱۸۲۲۱	۶۸۲۳۳۲

درآمد		برآمد	
۱۸۹۸-۹۹ء	۱۸۹۹-۱۹۰۰ء	۱۸۹۸-۹۹ء	۱۸۹۹-۱۹۰۰ء
پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر
۱۰۲۸۴۹۷۳۳۳	۸۳۲۰۰۱۴۰	۴۶۲۹۵۸۷۷۷	۵۵۱۴۶۸۳۳۲
۵۲۳۱۳۱۰۱۲	۴۸۰۱۹۷۷۳۵	۱۲۰۲۳۵۲۲۲	۱۴۸۱۷۷۳۳۲
۲۴۷۴۰۲۹۸۴	۲۹۶۹۵۱۷۳۷	۴۲۹۸۹۷۴۴۴	۴۷۶۲۳۲۶۶۶
۱۷۵۱۶۱۵۱۴	۱۹۹۱۷۷۹۸۶	۴۶۸۳۰۳۲۴	۵۴۵۴۲۰۰۱
۱۳۸۶۹۴۵۴۲	۱۳۲۸۱۱۷۲۳	۵۴۰۷۳۶۶۶	۷۰۹۱۵۶۶۶
۹۱۰۹۶۷۲۱	۱۱۱۴۴۱۲۷۷	۳۱۲۹۹۷۷۷	۲۵۸۸۹۰۰۲
۶۳۱۴۲۶۷۸	۶۲۵۵۴۸۵۹	۱۹۳۶۶۸۳	۱۰۳۳۴۵۱
۴۴۰۲۴۹۵۹	۳۴۲۶۱۷۶۴	۴۶۸۰۷۴۴۴	۴۰۵۵۶۳۳۵
۷۳۸۵۹۶۴۰	۶۶۰۳۶۴۴۵	۵۶۲۹۸۸۸	۹۲۱۴۷۷۸
۹۶۲۸۹۶۲۴	۷۶۱۳۲۰۴۳	۲۹۱۱۲۵۵۵	۲۵۶۲۳۲۲۲
۴۳۸۳۷۹۲	۳۱۰۱۷۲۱	۵۰۵۰۴۳۲	۵۷۲۱۳۶۶۶
۱۸۷۴۸۰۵	۱۰۷۱۱۲۵	۸۶۵۲	ـ
۸۲۷۴۸۰۵	۵۴۳۹۵۸۴	۵۵۶۴۳۳۴	۵۸۳۱۹۹۹
۳۱۹۵۹۲۶۳	۲۹۳۵۰۷۳۸	۲۸۲۷۳۸۹۰	۴۵۹۶۳۱۱۰
۴۳۶۴۶۶۹۴	۴۸۶۹۳۶۴۰	۲۷۵۰۷۷۷۷	۴۵۱۷۵۸۹۰
۷۵۰۲۴۹۰۳	۶۲۰۶۲۸۰۵	ـ	ـ
۱۲۷۶۴۶۹۴	۷۴۲۳۳۳۳	ـ	۵۸۳۱۹۹۹
۶۹۴۳۳۳	۶۹۱۰۰۱	۸۰۵۷۳۷	۵۰۴۸۴۷
۱۷۴۸۲۰	۱۲۹۵۹	۶۴۴۴	۵۴۲
۴۵۰۰	۳۵۹۷	۲۱۹۸۸۹	۷۷۷۷

نام ملک	درآمد سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	درآمد سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء	برآمد سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	برآمد سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء	درآمد سنہ ۱۸۹۸-۹۹ء	درآمد سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء	برآمد سنہ ۱۸۹۸-۹۹ء	برآمد سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء
ہسپانیہ	پیاستر ۵۸۴	پیاستر ۷۱۱۱	پیاستر ۴۰۶۳۳۳	پیاستر ۲۸۲۰۱۱۱	پیاستر -	پیاستر ۳۴۳۳۱	پیاستر ۸۶۵۰۰۰	پیاستر -
جاپان	-	۳۳۱۶۱۶۷	-	-	۲۰۱۱۶۳۹	۳۲۳۴۱۸۰	۶۱۱۰	-
میزان	۲۴۵۵۳۹۳۹۸۸	۲۴۴۶۶۹۸۵۴۲	۱۵۳۷۰۰۵۰۲۴	۱۵۵۷۲۰۴۲۰۰	۲۶۶۲۱۲۵۲۲۵	۲۴۴۹۶۵۳۷۹۳	۱۳۴۲۵۴۳۹۵۶	۱۵۵۹۱۴۰۶۱۶

سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء میں کل اسباب تجارتی ۲۴۵۵۳۹۳۹۸۸ پیاستر کا داخل ہؤا - اور ۱۵۳۷۰۰۵۰۲۴ پیاستر کا ممالک غیر کو گیا - جو مراعات بعض دیگر ممالک کو عطا کیگئی تھیں وہ سنہ ۱۸۷۵ء میں سلطنت عثمانیہ نے انگلستان کو بھی عطا کیں اور سنہ ۱۸۹۰ء میں اس عطیہ کی باضابطہ عہدنامہ سے تصدیق کیگئی۔

سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء میں کل سلطنت کے پرٹ خانوں میں محصول درآمد کی بابت ۱۹ کروڑ پچاس ۹ ہزار ۶ سو ۷ ۸ پیاستر داخل ہوئے جنمیں سے ۱۸ کروڑ ۸ لاکھ ۲۷ ہزار ۸ سو ۵۷ پیاستر محصول درآمد کی بابت تھے اور ایک کروڑ بیالیس لاکھ ۶۱ ہزار ۸ سو ۳۰ پیاستر محصول برآمد کی بابت تھے - سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء میں محصول درآمد سے ۱۷۸۸۰۲۶ پونڈ اور محصول برآمد سے ۲۴۲۶۶۵ پونڈ جملہ انیس لاکھ

ششش سالہ میزان درآمد و برآمد حسب ذیل ہے:-

سال	درآمد	برآمد	سال	درآمد	برآمد
	ترکی پونڈ	ترکی پونڈ		ترکی پونڈ	ترکی پونڈ
سنہ ۱۸۹۵ء	۲۴۰۷۵۴۹۰	۱۳۷۵۳۸۰۵	سنہ ۱۸۹۸ء	۲۳۴۳۴۰۳۵	۱۴۷۴۴۴۹۸
سنہ ۱۸۹۶ء	۲۰۵۷۵۶۷۰	۱۵۵۳۵۶۲۵	سنہ ۱۸۹۹ء	۲۶۶۲۱۲۵۲	۱۳۴۲۵۴۴۰
سنہ ۱۸۹۷ء	۲۱۳۵۹۷۰۶	۱۵۴۳۸۴۵۸	سنہ ۱۹۰۰ء	۲۴۴۹۶۵۳۸	۱۵۵۹۱۴۰۶

۳۰ ہزار ۸ سو ۲۹ پونڈ ترکی آمدنی ہوئی - ۱۱ ترکی پونڈ دس انگریزی پونڈ کے برابر ہوتے ہیں۔

سلطنت عثمانیہ کی تجارت درآمد میں سے ۳۹ فیصدی اور تجارت برآمد میں ۴۵ فیصدی برطانیہ کلاں کے ساتھ ہے ہر دو مندرجہ بالا جدولوں میں جنس تمباکو کی درآمد برآمد شامل نہیں۔ سال ۸۷-۱۸۸۶ء میں ایک کروڑ ۱۶ لاکھ ۸۸ ہزار باون کیلوگرام (کیلوگرام = ۲ ۴۱۶۳/۵۰۰۰۰ پونڈ = تخمیناً ایک سیر ۳/۴ ۶ چھٹانک) تمباکو باہر گیا۔ ۸۸-۱۸۸۷ء میں ایک کروڑ تین لاکھ ۷۳ ہزار ۲ سو ۷۱ کیلوگرام۔ سال ۹۰-۱۸۸۹ء میں ایک کروڑ چار لاکھ ۴۵ ہزار ۴ سو ۲۷ کیلوگرام۔ ۹۱-۱۸۹۰ء میں ایک کروڑ دو لاکھ ۷۳ ہزار ۴ سو ۹۰ کیلوگرام اور سال ۹۳-۱۸۹۲ء میں ایک کروڑ ۳۸ لاکھ ۲۶ ہزار ۱۲ کیلوگرام باہر گیا۔ ۱۹۰۰-۱۸۹۹ء میں ۴۹۳۷۵۲۴۲ سگاریا میں ۳۱۸۹۳۳ پیاستر- ۲۳۶۷ کیلوگرام سگاری تمباکو مالیتی ۱۷۳۰۸ پیاستر- ۹۹۳۵ کیلوگرام میں مالیتی ۲۰۵۰ پیاستر اور ۳۰۱۴۴ کیلوگرام عام تمباکو مالیتی ۳۴۰۰۲۳۱ پیاستر ممالک غیر سے ٹرکی میں آیا- اور ۴۴۷۹۸۶۹ کیلوگرام سلطنت کے اپنے ہی مقبوضات یا باجگذار ممالک کو اور ۶۷۶۴۴ کیلوگرام ممالک غیر کو گیا۔

۹۲-۱۸۹۱ء میں تجارت درآمد و برآمد کی بڑی بڑی اجناس یہ تھیں:-

درآمد ۹۲-۱۸۹۱ء		برآمد ۹۲-۱۸۹۱ء	
نام جنس	مالیت پیاستر میں	نام جنس	مالیت پیاستروںمیں
سفید پارچات چھینٹ وغیرہ	۲۲۷۳۵۲۱۳۵	گندم	۱۷۶۲۱۴۲۳۰
تورشک چادریں لحاف وغیرہ	۱۳۵۲۶۵۸۲۴	جو	۷۱۶۶۴۷۸۷
قند	۱۲۹۹۵۰۵۲۳	پیغمبری گندم	۲۱۵۳۴۷۷۶
سوت	۱۲۷۹۹۷۷۸۱	تل	۱۶۹۸۹۱۲۵
قہوہ	۹۷۷۲۶۷۷۸	جوار	۱۳۸۶۴۶۲۵
چاول	۸۷۷۶۴۴۸۸	مکی	۱۲۲۹۵۶۸۰
مدافولم	۶۸۳۲۲۶۹۴	اوسٹ (پیغمبری جو)	۱۳۴۵۰۷۹۱
مٹی کا تیل	۶۵۷۹۹۲۹۲۰	دیگر غلے	۱۹۹۷۸۵۵۴
سوجی	۶۳۸۰۴۶۷۵	خشک انگور کشمش و منقے	۱۶۶۴۹۰۹۴۱
اونی پارچات	۶۴۲۳۲۴۱۱	ریشم	۱۰۹۱۲۰۰۰۱
کپڑا	۴۴۱۷۴۸۲۰	ریشم کے کوئٹے	۴۴۴۲۹۸۸۸
لوہا	۴۳۹۰۶۵۴۳	زیتون کا پھل	[illegible]

درآمد ۹۲-۱۸۹۱ء		برآمد ۹۲-۱۸۹۱ء	
نام جنس	مالیت پیاسٹر میں	نام جنس	مالیت پیاسٹروں میں
چمڑا (دباغت شدہ)	۳۹۰۷۹۷۵	روغن زیتون	۲۳۵۴۸۰۸۴
قالین اور دریاں	۳۹۰۶۳۲۴۰	انجیریں	۴۴۳۸۴۱۳۴
کشمیرا	۳۸۳۷۲۵۸۴	خرما و کھجوریں	۲۳۷۳۲۲۴۵
گیہوں	۳۸۳۶۵۴۲۲	سنگترے و چکوترے	۱۰۹۶۵۰۴۹
مکی - جو - پیغمبری جو	۲۱۸۸۳۴۵۱	دیگر پھل	۵۰۶۶۶۸۴
سوتی و اونی پارچات	۳۶۳۲۶۰۱۳	اخروٹ بادام وغیرہ	۲۵۷۱۶۶۸۶
لکڑی	۳۱۹۶۶۵۶۴	موہیر بکریونکی پشم	۵۴۷۴۲۷۱۹
بھیڑیں اور بکریاں	۲۸۶۳۵۱۴۲	ولونیا (رنگنے کا مصالحہ)	۵۲۷۹۳۶۱۲
سلے سلائے کپڑے	۲۸۳۳۲۱۲۴	قہوہ	۵۲۲۵۱۰۱۳
آہنی اسباب	۲۷۸۱۹۹۸۹	اون	۴۶۹۳۸۷۳۷
ریشمی پارچات	۲۶۹۵۸۲۹۵	کپاس	۴۱۱۲۷۴۵۸
ریشم	۲۵۵۲۲۵۲۹	کہالیں بھیڑوں اور بکریونکی	۳۷۱۸۵۴۱۵
اسپرٹ (روح شراب)	۲۵۶۲۳۷۰۸	غیر مصفی معدنیات	۳۳۰۷۳۸۸۸
ادویہ (نباتاتی)	۲۴۷۸۹۱۰۵	دالیں	۲۸۷۵۰۶۵۱
بوریاں اور تھیلے (ٹاٹ کے)	۲۵۰۳۶۲۱۶	قالین	۲۵۲۹۹۰۸۲
چمڑا (کچا)	۲۳۸۵۴۱۴۶	سکھائی ہوئی مچھلی	۱۸۲۸۶۱۳۸
ٹوپیاں اور کلاہ	۲۳۰۵۵۴۴۱	گھوڑے و خچریں	۱۳۹۳۴۳۳۷
کاغذ مختلف اقسام کا	۲۲۶۹۳۷۰۹	شراب انگوری	۱۳۰۷۶۳۶۱
کاغذ سگریٹ بنانے کا	۱۰۷۵۰۵۰۰	علفی شراب	۱۲۲۶۸۶۵۳
کوئلہ پتھر کا	۲۲۲۵۵۶۵۴	مویشی	۹۴۱۱۴۹۳
مکھن	۲۲۱۰۲۶۳۵	الپست .	۹۲۲۸۳۳۳
ململیں	۱۸۶۲۴۷۳۲	بھیڑیاں و بکریان	۷۸۸۶۵۱۳
دھاگہ	۱۸۰۹۴۶۶۹	انڈے	۷۷۶۵۷۲۲

درآمد سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء		برآمد سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	
نام جنس	مالیت پیاسٹروں میں	نام جنس	مالیت پیاسٹروں میں
نیم سوتی	۱۸۳۳۵۲۰۸	مرغ وغیرہ	۷۶۲۵۵۵۳
آہنی اوزار	۱۷۶۲۹۹۶۶	مکھن	۷۱۴۷۲۱۰
تانبے کی چادریں اور نلیاں	۱۷۲۳۶۷۶۴	سنگھاڑے	۷۰۴۹۸۹۵
پولنڈ سے بانڈ ہنے کا کپڑا	۱۵۴۴۸۰۵۰	اسفنج	۶۸۷۲۲۲
روغن زیتون	۱۵۱۳۷۷۲۳	گوند	۵۳۱۷۷۸۹
تمباکو (ٹمبٹی)	۱۵۱۳۸۴۰۹	چاول	۵۴۳۷۲۷۰
پنیر	۱۳۸۰۲۱۷۴	دھاتی کاک بلوط اور پیپہ کے لٹھ	۵۷۹۹۴۴۵
مویشی	۱۳۵۱۷۴۲۰	مٹر	۶۲۲۰۵۵۵
نیل	۱۳۲۲۷۴۷۹	-	-

گزشتہ پانچ برسوں میں برطانیہ کلاں اور کل سلطنت عثمانیہ واقعہ یوروپ و ایشیا کے درمیان انگریزی تجارت کے نقشوں کے رو سے حسب ذیل مالیت کی تجارت ہوئی۔

	۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۵ء	سنہ ۱۸۹۹ء	سنہ ۱۹۰۰ء	سنہ ۱۹۰۱ء	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۱۹۰۳ء
ٹرکی سے برطانیہ کلاں میں داخل ہوا	پونڈ ۶۸۱۶۴۴۴	پونڈ ۵۷۶۸۷۸۱	پونڈ ۵۵۵۱۷۹۸	پونڈ ۶۹۷۴۷۸۱	پونڈ ۶۷۹۹۱۵	پونڈ ۶۹۵۵۵۵۱	پونڈ ۵۶۵۶۲۲۷	پونڈ ۵۶۲۷۴۸۲	پونڈ ۶۱۱۵۱۲۷	پونڈ ۵۸۶۸۰۳۷
ٹرکی میں برطانیہ کلاں سے گیا۔	۶۷۶۴۳۴۱	۶۵۵۳۴۷۶۸	۶۷۱۹۰۱۱	۵۶۷۸۴۳۴	۶۵۳۰۱۵۱	۵۲۶۵۸۱۲	۵۰۳۸۵۴۷	۶۷۶۹۷۵۵۶	۶۰۵۰۸۹۵۵	۵۵۳۴۷۶۱۴

ٹرکی سے سلطنت متحدہ (انگلستان۔ سکاٹ لینڈ۔ ویلز اور آئرلینڈ) میں بڑی بڑی اجناس حسب ذیل آئیں: غلہ[1] سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۷۱۵۰۸۵ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۱۵۳۶۱۰۴ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۳۸۱۲۴۲ پونڈ کا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲۲۸۵۳۶ پونڈ کا اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۱۹۷۸۰۳ پونڈ۔

اونی سامان۔ اون اور پشم سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۰۲۰۸۳۰ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۸۳۶۰۹۶ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۸۱۳۹۲۸ پونڈ کی۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲ لاکھ ۷۰ ہزار پونڈ کی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۳ لاکھ ۸۲ ہزار پونڈ کی۔

ولونیا (رنگنے کا مصالحہ) سنہ ۱۸۹۲ء میں ۴۴۹۲۳۴ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۸۳۶۰۹۶ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۴ء

[1] زیادہ تر ٹرکی سے انگلستان کو جاتا ہے۔

ہے ۸۱۳۹۲۸ پونڈ کی۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲ لاکھ ۶۰ ہزار پونڈ کی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۳ لاکھ ۹۲ ہزار پونڈ کی۔

(قونیا رنگنے کا مصالحہ) سنہ ۱۸۹۲ء میں ۴۴۰۹۳۴ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۳۹۴۸۷۹ پونڈ کا۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۲۹۱۰۸۷ پونڈ کا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۵۲۷۷۲۷۵ پونڈ کا اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۲۳۳۷۵۰ پونڈ کا۔

افیون۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں ۲۰۰۵۵۶ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۹۲۸۳۲۲ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۱۲۴۳۶۰ پونڈ کی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۷۹۷۶۳ پونڈ کی۔

پھل (جسمیں زیادہ تر انجیریں اور کشمش و منقے ہوتے ہیں) سنہ ۱۸۹۲ء میں ۷۳۹۰۸۶ پونڈ کے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۱۴۸۶۳۶ پونڈ کے۔ اور سنہ ۱۸۹۴ء میں ۸۴۳۰۲۳ پونڈ کے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۲۶۹۲۷ پونڈ کے۔ اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۲۳۲۲۸۸ پونڈ کے۔

برطانیہ کلان سے زیادہ تر کل کا بنا ہوا کپڑا جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں سوتی پارچات ۳۲۱۳۳۲۰۴ پونڈ کے جرابیں۔ موزے وغیرہ ۱۲۹۳۱۲۸۰ پونڈ کے۔ اونی کپڑے ۲۳۸۵۳۴۷ پونڈ کے۔ لوہا (گھڑا اور ان گھڑا) ۵۴۷۱۹ پونڈ کا۔ تانبا (گھڑا اور ان گھڑا) ۱۹۵۸۴ پونڈ کا۔ پتھر کا کوئلہ ۲۲۰۵۶۵ پونڈ کا۔ اور مشینری (کلیں) ۵۴۲۶۶ پونڈ کی گئیں۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ایڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) برطانیہ کلان سے سنہ ۱۹۰۲-۰۳ء میں حسب ذیل بڑی اجناس اشیائے ترکی کو گئیں۔

	سنہ ۱۹۰۲ء	سنہ ۱۹۰۳ء
کوئلہ۔	۳۰۹۵۸ پونڈ	۲۹۶۵۵۶ پونڈ
سوتی پارچات و سوت۔	۴۹۵۲۴۴۴ ”	۳۵۵۹۴۱۸ ”
اونی سامان۔	۳۳۲۴۵۹ ”	۳۸۸۴۴۹ ”
آہنی سامان۔	۱۱۵۴۰۶ ”	۱۱۶۱۲۲ ”
کلیں۔	۱۱۴۹۳۵ ”	۱۳۵۴۷۶ ”
تانبا۔	۱۰۹۵۱۸ ”	۱۰۸۴۰۲ ”

ایشیائی ترکی کے بندرگاہ طرابزون میں جو بحیرہ اسود پر واقع ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۵۲۴۹۹۰ پونڈ کا مال داخل ہوا جسمیں سے ۹۴۵۶۳۵ پونڈ کا ایران کو گیا۔ ۸۰ ۲۶۰۲ پونڈ کا مال اس بندرگاہ سے باہر گیا۔ جسمیں سے ۴۶۲۱۳۶۴ پونڈ کا ایران سے آیا۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں مقامات مندرجہ ذیل میں درآمد و برآمد حسب تفصیل ذیل ہوئی:۔

حلب میں ۱۸۲۸۶۶۷ پونڈ کا مال آیا۔ اور ۹۵۱۵۳۹ پونڈ کا وہاں سے گیا۔ جافہ۔ ۲۳۳۲۷۳ پونڈ کا آیا۔ اور ۳۶۰۲۸۵ کا گیا۔ بصرہ ۵۶۹۹۵ ۱۱ پونڈ کا آیا۔ اور ۵۶۱۲۶۱۷ پونڈ کا گیا۔ دمشق ۹۰۴۳۴۱ پونڈ

(مشین)

کا آیا۔ اور ۳۷۱۵۰۰ پونڈ کا گیا۔ جدہ۔ ۷۷۱۹۰۰ پونڈ کا آیا۔ اور ۷۵۷۴۷۰ پونڈ کا گیا۔ طریپولی الشام مغرب

۳۷۱۵۰۰ پونڈ کا آیا اور ۳۹۲۹۹۰ پونڈ کا گیا۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سنہ ۱۹۰۳ء میں ایشیائی ٹرکی کے مختلف بنادر و حصار کی تجارت درآمد و برآمد حسب ذیل

نام بندرگاہ	در آمد	بر آمد	نام بندرگاہ	در آمد	بر آمد
طرابزون جہاں ترکی علاقہ کے لئے آیا۔	پونڈ ۱۰۲۶۵۸۰	پونڈ ۵۳۰۹۴۰	یافہ	پونڈ ۴۳۹۷۷۵	پونڈ ۳۲۲۳۳۵
جہاں سوداروی ایران کو اس بندر کے راستہ گیا یا آیا	پونڈ ۶۸۲۱۴۰	پونڈ ۱۶۰۷۰۰	بغداد	پونڈ ۱۹۲۴۰۴۵	پونڈ ۷۲۳۲۳۵
سمسون	۵۹۴۵۰۰	۱۲۳۵۶۵۰	بصرہ	۱۲۵۵۴۲۳	۱۲۹۶۷۷۲
قراسون	۱۹۵۹۳۰	۲۲۱۱۴۰	ارض روم	۲۹۲۷۰۰	۱۹۵۳۱۰
ادانہ	۶۲۹۴۵۰	۱۸۰۲۳۹۴	وان	۱۷۵۲۹۰	۱۳۸۰۷۰
حلب و اسکندرونہ	۳۴۰۲۴۷۰	۱۳۲۱۷۲۵	بطلس	۴۱۴۵۰	۳۲۰۰۰
بیروت	۱۲۵۸۹۵۰	۶۹۲۲۷۵	دیاربکر	۲۷۴۵۶۵	۱۳۴۷۱۴

بندر سمرنا میں سنہ ۱۹۰۲ء میں ۳۷۷۴۲۸۰ پونڈ کا مال باہر سے آیا اور ۲۳۲۵۷۰۲۴ پونڈ کا وہاں سے ممالک غیر کو گیا

تجارتی جہازات اور جہازرانی

لائیڈ اجنبی کے رجسٹر کے مطابق سنہ ۱۸۹۴ء میں سلطنت عثمانیہ کے تجارتی بیڑہ میں ۹۸ دخانی جہاز (جنمیں سے ہر ایک کا وزن سو ٹن یا سو ٹن سے متجاوز ہے) وزنی ۷۱۳۵۸ ٹن اور ۹۰۰ بادبانی جہاز وزنی ۱۹۴۹۹۴ ٹن تھے۔

مارچ سنہ ۱۸۹۴ء سے فروری سنہ ۱۸۹۵ء تک ٹرکی کی کل بندرگاہوں میں ۱۹۲۲۶۹ جہاز وزنی ۳۶۱۸۵۴۹ ٹن کے آئے اور گئے۔ خاص قسطنطنیہ میں سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۰۸۵۷۲ جہاز ۱۳۵۵۹۲۸۸ ٹن وزن کے داخل اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ انمیں سے ۹۷۶۴ جہاز وزنی ۱۳۳۸۳۲۳۹ ٹن۔ بیرونی تجارت اور باقیماندہ ساحلی تجارت میں مصروف رہے۔ بیرونی تجارت کرنیوالوں میں سے ۲۸۹۴ جہاز وزنی ۷۰۱۷۸۶ ٹن بادبانی تھے۔ ۸۶۶۵ وزنی ۷۸۸۳۷۹ ٹن دخانی تھے۔ اور ۲۵۷ جہاز وزنی ۱۸۹۳۰۷۴ ٹن ایسی کمپنیوں کے تھے جنھوں نے باقاعدہ طور پر قسطنطنیہ سے سلسلہ آمد و رفت قایم کیا ہوا ہے۔ انگریزی جہاز تعداد میں ۱۲۵۱ وزنی ۱۵۰۴۳۶۸ ٹن تھے۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں ۲۳۹۳ جہاز وزنی ۷۶۹۸۶۵ ٹن جنمیں سے ۲۰۷ جہاز وزنی ۱۴۴۴۳۲ ٹن انگریزی تھے۔

سنہ ۱۸۹۵ء میں اس بیڑہ میں ہر دو قسم کے جہازات کی جو تعداد تھی وہ معہ وزن و تعداد رقم میں درج کر دیگئی ہے۔ مولف

سمرنا کے بندرگاہ میں داخل ہوئے اور ۱۳۰۳ جہاز وزنی ۷۵۳۵۹۷ ٹن (جنمیں سے ۵۱ جہاز وزنی ۱۰۹۴۴ ٹن انگریزی تھے) بیروت کے بندرگاہ میں داخل ہوئے۔ جو جہاز اس بندرگاہ میں داخل ہوئے اونمیں سے ۲۳۲۴۲ جہاز وزنی ۵۳۴۵۳۰۴۱ ٹن عثمانیہ تھے۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سلطنت عثمانیہ کے تجارتی بیڑہ میں سنہ ۱۹۰۱ء میں ۱۰۷ دخانی جہاز وزنی ۵۸۸۶۱ ٹن اور ۹۱۶ بادبانی جہاز وزنی ۱۷۹۸۸۲ ٹن تھی۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء سے فروری سنہ ۱۹۰۱ء تک ایک سال کے عرصہ میں سلطنت کی تمام بنادر میں جو جہاز تجارتی اسباب اور سواریاں لیکر داخل ہوئے اور وہاں سے گئے انکی تعداد ۱۸۸۰۴۳ تھی۔ اور وزن ۲۸۷۷۳۳۴۳ ٹن تھا۔ قسطنطنیہ کے بندر میں سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۰۷۹۶ جہاز وزنی ۱۶۲۴۶۵۱۷ ٹن داخل ہوئے اور روانہ ہوئے۔ انمیں سے ۲۲۱۴ جہاز وزنی ۷۷۴۶۳۲۱ ٹن انگریزی تھے اور ۲۰۷۳ جہاز وزنی ۲۲۸۴۱۸۳ ٹن یونانی میل سٹیمروں کی کمپنیوں کے جہازات باقاعدہ قسطنطنیہ پہونچتے ہیں وہ بھی تعداد مندرجہ بالا میں شامل ہیں۔

سلسلہ خط وکتابت و وسائل آمد و رفت اندرون ملک میں

سنہ ۱۸۸۸ء کی موسم بہار سے ٹرکی اور باقیماندہ یورپ کے درمیان براہ راست ریلوے لائن کے ذریعہ سے آمد و رفت کا سلسلہ قایم ہو گیا ہے۔ یورپ کی طرف جانیوالی بڑی بڑی لائنیں قسطنطنیہ اور سالونیکا سے شروع ہوتی ہیں۔ آخر الذکر بندرگاہ کا راستہ انگلستان سے مصر جانے کے لئے اب سب سے قریب تر ہے۔ مگر وہاں سے سٹیمروں کی باقاعدہ روانگی کا کوئی انتظام نہیں)

سلطنت عثمانیہ واقع یورپ و ایشیا میں ۱۳۔ اگست سنہ ۱۸۹۵ء تک جو لائنیں جاری ہو چکی تھیں اون کے نام حسب ذیل ہیں:-

نام لائن	کتنے میل جاری ہے	× نام لائن	کتنے میل جاری ہے
۱-قسطنطنیہ-ایڈریانوپل مصطفیٰ پاشا	۲۲۲	×۲-سالونیکا-اسکب-متروویزا۔	۲۲۷
۳-وادی آغاچ-ایڈریانوپل۔	۹۳	×۴-اسکب-زلسیفچہ۔	۵۳
۵-سالونیکا وادی آغاچ (معہ شاخونکی)	۲۰۸	×۶-سالونیکا-مناسطر۔	۱۳۶
۷-سمرنا-دینار (معہ شاخوں کی)	۳۲۴	×۸-سمرنا-الاشہر (معہ شاخوں کے)	۱۶۵
۹-مودانیہ-بروصہ	۲۶	×۱۰-مرسینا-ادانا۔	۴۰
۱۱-جافہ-یروشلیم۔	۵۴	×۱۲-حیدر پاشا-انگورا۔	۳۶۰
۱۳-بیروت-دمشق-حوران	۱۳۲	×۱۴-اسکی شہر قونیہ۔	۱۰۸
میزان کل			۲۱۴۸ میل

سالونیکا سے وادی آغاج تک ۲۸۶ میل لمبی ریلوے لائن تیار ہوگی۔ جو قسطنطنیہ اور وائینا کی درمیانی بڑی لائن کو بمقام کلیلی برغاس جا ملے گی۔

دانز اٹیشن ۱۹۰۳ء سے ۱۹۰۴ء میں سلطنت کے یورپین و ایشیائی مقبوضات میں جاری ریلوے لائنوں کی لنبائی حسب ذیل تھی:۔

(۱) یورپین ٹرکی:۔

اورینٹل ریلوے یعنی قسطنطنیہ ایڈریانوپل و مصطفےٰ پاشا مع شاخوں کے	۸۱۵ میل
سالونیکا مناستر (الف)۔	۱۳۷ میل
سالونیکا وادی آغاج (الف)۔	۳۱۷ میل
میزان	۱۲۶۹ میل

(۲) ایشیائی ٹرکی:۔

بغداد ریلوے کا حصہ از قونیہ تا ارگلی	۱۲۵ میل
اناطولین ریلوے (الف)	۶۴۳ میل
موودانیہ بروسہ۔	۲۵ میل
سمرنا۔ آیدین	۳۲۰ میل
سمرنا قصبہ (الف)	۳۱۳ میل
مرسینا۔ ادانہ۔	۴۲ میل
یافہ یروشلیم	۵۴ میل
دمشق مکہ ریلوے کا تیار حصہ (جون ۱۹۰۴ء میں معان تک مکمل ہوگئی)	۱۰۵ میل
بیروت دمشق	۹۶ میل
دمشق مزیریب (مکہ ریلوے کی جزو)	۶۴ میل
حیفہ درعہ (مکہ ریل کی شاخ)	۲۸ میل
میزان ایشیائی ٹرکی۔	۱۸۲۰ میل
میزان کل سلطنت۔	۳۰۸۹ میل

جرمن کمپنی کو بغداد ریلوے کا جو اجارہ ملا ہے اوسکا مقصود یہ ہے کہ اناطولین لائن کو قونیہ سے براہ ادانہ موصل۔ بغداد و بصرہ خلیج فارس کے ساحل تک بڑہایا جائے۔ کمپنی کو بڑی لین سے بہت سی شاخیں نکالنے کا بھی اختیار دیا گیا ہے۔ اور اناطولین ریلوے کا پرانا اجارہ بھی اس نئی کمپنی کو منتقل کردیا گیا ہے۔ یعنی پرانی کمپنی بھی اوسمیں شامل ہوگئی ہے۔ بغداد لائن کا پہلا حصہ از قونیہ تا ارگلی (۱۲۵ میل لنبا) اکتوبر ۱۹۰۴ء میں عام آمدورفت کے لئے کہل گیا تھا۔ بیروت دمشق ریلوے حمص وحما تک بڑہائی جاچکی ہے۔ اور حلب تک لیجانیکی اوسے تجویز ہو رہی ہے۔ (یہہ تجویز عمل میں آچکی ہے۔ اور ستمبر ۱۹۰۶ء تک حلب تک لائن مکمل ہوگئی ہوگی۔ مؤلف)
حیفا لائن کا اجارہ ترکی حکومت نے انگریزی کمپنی سے واپس خریدکر خود اسپر کام جاری کرادیا ہے۔ چنانچہ ستمبر ۱۹۰۴ء تک حیفہ کیطرف سے اس لائن کے ۲۸ میل عام آمدورفت کے لئے کہل چکے تھے۔ یہ لائن آخرکار مکہ دمشق لائن کو سٹیشن درعہ پر ملادی جائے گی۔ اور حیفا مکہ لائن کا گویا شمالی بندرگاہ ہوگا (یہ لائن دسمبر ۱۹۰۵ء کو بالکل مکمل ہوکر درعہ پہنچگئی۔ مؤلف) حمیدیہ حجاز یعنی مکہ دمشق ریلوے آغاز پر فرانسیسی کمپنی کی دمشق مزیریب لائن کی متوازی

جائے گی۔ جس سے فرینچ کمپنی کی لائین ایکطرح سے بیکار و معطل ہو جائیگی۔ مگر خیال ہے کہ سلطنت عثمانیہ اس لائین کو خرید کر مکہ ریل میں ملالے گی۔ اور دمشق سے مزیریب تک خود جدا لائین نہ بنائے گی۔ دبشیک سلطنت کا پہلے یہی خیال تھا اور اس لئے اوسنے مکہ ریل پر دمشق کی بجائے مزیریب سے کام شروع کیا تھا۔ مگر جب فرینچ کمپنی نے مناسب شرائط پر بیچنا منظور نہ کیا تو سلطان المعظم کے حکم سے دمشق سے مزیریب تک بھی جدا خالص ترکی لائین حجاز ریلوے فنڈ سے بنادیگئی۔ مؤلف) مکہ ریل یکم ستمبر ۱۹۰۴ء کو معان تک کہلگئی۔ اس تاریخ بڑی لائین کے تیار شدہ حصہ کی لنبائی ۵۰۴ میل تھی۔ ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سلطان المعظم نے بطور شاخ حمیدیہ حجاز ریلوے مکہ وجدہ کے درمیان لائین بنانے کی بھی منظوری صادر کردی۔

فہرست میں جن لائینوں پر الف کا نشان ہے۔ اونکی اجارہ داروں سے حکومت نے معاہدہ کر رکھا ہے کہ فی میل اگر اسقدر سالانہ آمدنی نہ ہو۔ تو کمی خزانہ سرکاری سے پوری کردیجائے گی۔ چنانچہ ترکی حکومت نے ۱۹۰۲ء میں یورپین ٹرکی کی ریلوے کمپنیوں کو ۱۹۵۱۳۳۳ ترکی پونڈ اور ایشیائی ٹرکی کی کمپنیوں کو ۸۱۸۴۴۳ ترکی پونڈ جملہ ۹۷۸۷۶۶ پونڈ ترکی کمی منافع کے عوضانہ میں ادا کئے۔ ۱۹۰۲ء میں کل ریلوے لائینوں کو ۱۵۰۱۱۲۱۷ پونڈ کرایہ وغیرہ سے آمدنی ہوئی۔

(از مؤلف) لنڈن کے اخبار مارننگ پوسٹ نے ماہ مئی ۱۹۰۶ء میں سلطنت عثمانیہ کے ایشیائی حصہ کی جاری و زیر تعمیر و زیر تجویز لائینوں کی حسب ذیل فہرست شایع کی۔

(۱) جاری لائینیں:۔

اجارہ داران لائین کی قومیت۔	نام لائین مع راستہ	لنبائی
جرمن	اناطولین ریلوے۔ از حیدر پاشا تا قونیہ و انگورہ۔	۵۷۴ میل
ایضاً	اناطولین ریلوے۔ انگورا۔	۲۶۶ میل
فرینچ	مدانیہ۔ بروسہ۔	۲۶ میل
ایضاً	سمرنا۔ قصبہ۔ عشاق	۳۵۱ میل
انگریزی	سمرنا۔ آیدین۔ چشمہ۔	۲۲۶ میل
ایضاً	مرسینا۔ ادانہ۔ طرسوس	۴۰ میل
فرینچ	بیروت دمشق وحما۔ ریاق وحمص	۲۲۵ میل
"	یافہ۔ الہ۔ یروشلیم	۵۱ میل
ترکی	حیفہ۔ درعہ۔ مزیریب	۱۴۴ میل

اجارہ داران لائن کی قومیت۔	نام لائن مع راستہ	لنبائی
ترکی	دمشق، معان، مدورہ۔ تبوک	۵۰۲ میل
	میزان	۲۴۰۵ میل
(۲) زیر تعمیر و زیر تجویز۔		
جرمن	انگورا۔ قیصریہ۔ تسکطاس۔	۲۴۶ میل
ایضاً	سمسون۔ یواس۔ اماسیا۔ ٹوکٹ۔	۲۲۵ میل
ایضاً	طرابزون۔ ارض روم و قرہ داغ۔	۳۵۷ میل
ایضاً	ارض روم۔ وان۔ خان حافلہ۔	۲۲۵ میل
ایضاً	سیواس۔ دیار بکر۔ خرپوت۔ ارغانہ۔	۳۰۹ میل
ایضاً	ارگلی۔ ادانہ۔ بغداد۔ نجف۔ بصرہ۔	۱۱۴۳ میل
فرانچ	حماتا حلب	۱۸۰ میل
ترکی	از تبوک تا مدینہ و مکہ۔	۶۲۰ میل
	میزان	۳۳۰۵ میل

سلہ حجاز ریلوے کی مفصل رپورٹ جو ۱۹۰۶ء کے شروع میں سرکاری طور پر شایع ہوئی تھی انا اونا طہ سا کے لئے اخبار وطن لاہور سے ذیل میں درج کیجاتی ہے:-

خدا جانے مسلمانوں کی قسمت میں آیندہ کیا کیا انقلاب ہونے لکھے ہیں۔ انہوں نے قعر ذلت میں گرنا ہے یا بام اوج پر پہونچنا ہے۔ مگر اسمیں شک نہیں انکی موجودہ حالت سخت ردی اور قابل افسوس ہے۔ مگر اس گردش کے زمانہ میں بھی اس قوم میں ایسے آثار پائے جاتی ہیں۔ جو ہونہار ہیں۔ اور بجھی ہوئی امید و نمیں جان ڈالدیتے ہیں۔ اور سب سے مبارک بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے قبضہ قدرت میں ابھی تک ایسے قدرتی وسایل موجود ہیں۔ کہ اگر وہ انکو ٹھیک طور پر استعمال میں لائیں تو پھر زمانہ سلف کی مسلمانوں کی طرح ترقی کے فلک الافلاک کے چمکتے ہوئے ستارے بنجائیں۔ اگر آجکل رونا ہے تو یہی۔ کہ مسلمان اون وسایل کو کام میں لانا نہیں جانتے۔ اور اونکے نہ جاننے کیوجہ ہے زمانہ کی رفتار سے بیخبر ہونا۔ اور اس بیخبری کا باعث لاعلمی ہے۔ جو اپنی حالت سے بے پروا ہونیکا نتیجہ ہے۔ قوم میں اپنی حالت کا احساس پیدا کرنا۔ اور پھر اوسمیں علمی روح کا پہونکنا۔ اور اسکے بعد اوسکا زمانہ کی رفتار سے باخبر ہوکر اپنی حالت کو سنوارنیکی کوشش کرنا کرانا۔ اور اون وسایل سے کام لینا دنوں۔ مہینوں سالونکا کام نہیں۔ بلکہ اس غرض کیلئے کئی صدیاں درکار ہیں۔ ایک بچہ ۲۵۔ ۳۰ سال سے پہلے جسطرح مرد نہیں بن سکتا اسیطرح قومیں صدیوں سے ادہر نہیں بن سکتیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اور بڑی مشکل یہ ہے کہ بیشتر اس کے کہ ہماری قوم قوم بنے

کل سلطنت میں ۱۳۳۲ اتر کی ڈاک خانجات ہیں۔ سنہ ۱۹۰۹ء میں ڈاک خانوں نے اندرون ملک میں ۹۴۵۱۰۰۰ لفافے اور پوسٹ کارڈ اور ۵۴۰۰۰۰ نمونے اور مطبوعہ کاغذ ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجے اور ۳۱۵۰۰۰ لفافے و پوسٹ کارڈ اور ۳۴۲۰۰۰ نمونے و مطبوعہ کاغذ ممالک غیر کو بھیجے یا وہاں سے آئے ہوؤں کو تقسیم کیا۔

ٹرکی میں سلسلہ تار برقی کا طول تقریباً ۳۴۰۰۰ میل اور اسکی تاروں کی لمبائی ۱۰۸۹۰ میل ہے ایشیائی اور یورپین ٹرکی میں ۱۶۰۰ تار گھر ہیں۔ سالانہ آمدنی پانچ کروڑ ۱۶ لاکھ پندرہ ہزار پانسو ۶ پیاسٹر اور تنخواہوں پر ایک کروڑ ۹۷ لاکھ ۱۶ ہزار ۴۰۰ پیاسٹر خرچ ہوتا ہے *

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا سنہ ۱۹۰۹ء) سلطنت میں اسوقت ۷۲۹ ڈاک خانے ہیں سال سنہ ۱۹۰۱ء میں ملک کے اندر محکمہ ڈاک نے ۱۱۹۴۰۰۰ خط اور پوسٹ کارڈ اور ۲۹۵۷۰۰۰ نمونے اور پیکٹ تقسیم کئے۔ اور ممالک غیر سے ۸۰۲۴۰۰۰ خطوط و کارڈ اور ۲۵ لاکھ ۳۰ ہزار نمونوں اور پیکٹوں کی آمد ہوئی۔ ترکی محکمہ ڈاک نے پارسلوں کی تقسیم و روانگی کا بھی کام شروع کر دیا ہے۔ جو عمدگی سے چل رہا ہے۔ اکثر بڑی بڑی ساحلی قصبات میں ممالک غیر کی تجارتی اقوام نے اپنے اپنے ڈاک خانے کھولے ہوئے ہیں (انگریزی حکومت کچھ عرصہ سے ان کے اٹھوا دینے کے درپئے ہے۔ مؤلف) *

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵) ایسا نہ ہو۔ یا دوگ ہمکو ان وسایل سے ہی محروم کر دیں جنکی ذریعہ ہمنے زندہ قوم کا درجہ حاصل کرنا ہے۔ زمانہ بری طرح مسلمانوں کی بیخکنی کے درپئے ہے۔ اور عرصہ روزگار ان پر تنگ ہو رہا ہے۔ پس یہ امر نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ کہ ہم سب سے پہلے کم از کم ان وسائل کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا انتظام کریں۔ پھر جوں جوں ہوش آتی جائیگی توں توں ان سے کام لیتے جائیں گے۔ ایک چیز پر قبضہ رکھنا اور بات ہے اور اوس سے کام لینا اور بات مگر قبضہ رکھنے کے بھی ڈھنگ ہوتے ہیں۔ اور مسلمان ہیں کہ یہ بھی نہیں جانتے اور جو جانتے ہیں اونکا کہنا نہیں مانتے۔ بہرحال ہم میں ایسے بھی ہیں۔ جو ان وسائل پر نہ صرف قبضہ رکھنا بلکہ ان سے کام لینا بھی جانتے ہیں۔ اور موجودہ صورت میں مسلمان اگر اپنی بھلائی چاہتے ہیں تو اونکا فرض ہے کہ اونکے پیچھے ہو کر چلیں۔ اور جو کچھ وہ کہیں کریں۔ اور آج کل اسلامی دنیا میں اگر کوئی ذات اس قابل ہے کہ عالم اسلام بے کھٹکے اوسکے اشاروں پر چلیں۔ تو وہ ذات سلطان عبدالحمید خان کی ہے اور کون ہے جو اس جامع الاصفات سلطان کی فہم و فراست۔ انکے قومی احساس اور زمانہ سے انکی باخبری کا قائل نہ ہو۔ اس عالی نسب سلطان نے مسلمانوں کو اس قابل کرنے کے لئے کہ وہ موجودہ وسائل پر ایک حد تک قبضہ رکھ سکیں بہت سے دیگر کاموں کے علاوہ ایک یہ بھی ہے کہ حجاز ریلوے کی تعمیر کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس لائن کے فوائد اب تو اظہر من الشمس ہو چکے ہیں اور جس شخص کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہے۔ وہ اس لائن کی اہمیت اور ضرورت پر کبھی بھی اعتراض نہیں کریگا بلکہ مسلمانوں کو ترغیب دیگا کہ جہاں تک ممکن ہو وہ ریلوے کو درجہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسلمین کا ہاتھ بٹائیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷)

سلطنت میں اسوقت سلسلہ تار کی لنبائی ۲۵ ہزار اکیسو میل ہے۔ اس سلسلہ پر جو تار ہیں اونکا طول ۳۹ ہزار ۸۰ میل ہے۔ (یہ تفاوت اسلئے ہے کہ بعض لائینو نپر ایک سے زیادہ تار ہوتے ہیں۔ اور بعض پر صرف ایک مؤلف) تارگھر تعداد میں ۹۰۷ ہیں۔ سال ۱۹۰۱ء میں ۷۰۶۰۷۰ ۹۴ پیغام تار بھیجے گئے۔

ترکی کے سکے۔ اوزان و پیمانجات

۳۱ جولائی ۱۸۹۵ء کو امپیریل عثمانیہ بنک کی مالی حالت حسب ذیل تھی:۔

رقوم یا جائیداد گرفتنی و جمع	ترکی پونڈ	بنک کی ذمہ داریاں یعنی رقوم دادنی	ترکی پونڈ
سرمایہ غیر وصول شدہ	۵۵۰۰۰۰	سرمایہ وصول شدہ	۱۱ ۰۰۰۰۰۰
نقدی اور بل (ہنڈیات)	۳۴۹۵۲۲۸	بنک کے جاری کردہ نوٹ	۱۰۸۵۳۲۷
سرکاری فنڈ۔	۹۷۹۰۴۴	بل قابل ادائیگی	۳۲۲۶۲۳۰
ضمانتیں اور کفالتیں۔	۳۷۱۴۵۱۸	مختلف چلتے حساب۔	۱۰۶۱۲۴۱۰
سرکاری خزانہ کا چلتا حساب	۱۵۹۳۳۵۲	مقررہ میعاد و نپر جمع شدہ رقوم	۱۴۸۰۷۵۷
دیگر مختلف چلتے حساب	۶۶۷۴۱۲۱	محفوظ سرمایہ بروئے قانون	۵۷۸۶۴۲
قرضے۔	۶۴۲۱۷۷۸	منافع حصہ داران قابل الادا	۷۲۵۷۰
املاک	۱۳۱۳۱۳	مختلف۔	۵۰۲۳۴۶
مختلف	۸۹۸۷۰		
میزان	۲۸۵۹۹۲۸۴	میزان	۲۸۵۹۹۲۸۴

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶) جس سے دنیا کی بھی عزت اور آبرو رہے۔ اور عاقبت کا بھی بھلا ہو۔

یہ لائین چار پانچسال سے زیر تعمیر ہے۔ اوسکا بہت سا حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ مگر زیادہ حصہ ابھی باقی ہے۔ اور اوسکا جلد یا دیر سے تیار ہونا مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر مسلمانوں نے کھلے دل سے حجاز ریلوے فنڈ میں چندہ دیا۔ تو ریلوے بفضلہ جلد تکمیل کو پہونچ جائے گی۔ اور اگر آئیندہ مسلمانوں کی نسلیں موجودہ نسل کے کسی کارنامے کو فخر سے یاد کرینگی۔ تو وہ حجاز ریلوے ہی ہوگی۔ اگر مسلمانوں نے مالی امداد میں سستی کی جیسا کہ اب کر رہے ہیں۔ تو یاد رہے خدا کو جو کام منظور ہے وہ انجام کو تو بہر حال پہونچکر رہے گا۔ مگر مسلمانوں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگ جائیگا۔ جو فدایان ملت اس کار خیر میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ وہ گویا مفت میں ثواب اور سعادت کے مستحق بنتے ہیں۔ ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل میں وہ رپورٹ درج کرتے ہیں۔ جو دنیا کے مشہور عالم جرمن انجنیر ہراوکو وان کیمپ کو (ملہ) نے حجاز ریلوے کے تیار شدہ حصہ کا ماہ نومبر ۱۹۰۵ء میں ملاحظہ کرنے کے بعد حجاز ریلوے کمیشن کو ارسال کی ہے:۔

(بقیہ بر صفحہ ۵۸)

ملہ ڈایرکٹر انجنیر سلطنت عثمانیہ۔

(انراڈیش سنہ ۱۹۰۶ء) عثمانیہ بنک کا سرمایہ ۱۱ لاکھ ترکی پونڈ ہے - ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کو بنک کے جاری کردہ نوٹ بالیتی ۱۳۲۳۳۹۰ پونڈ ترکی ملک میں مروج تھے - اور ۲۹ لاکھ ۳۰ ہزار ۵۰۷ پونڈ ترکی بنک کی تحویل میں نقد تھے -

سنہ ۱۸۹۱ء سے سنہ ۱۹۰۳ء تک سلطانی ضرب خانہ نے دہات یا پرانے سکے گلاکر بتفصیل ذیل سکے مضروب کئے - طلائی سکے بالیتی ۲۴۱۴۶۹۰ ترکی پونڈ - نقرئی سکے - ۵۹۳۱۴۲ بالیتی ترکی پونڈ مسی سنہ ۱۹۰۰ء سنہ ۱۹۰۳ء تک بالیتی ۲۴۵۸۹۰ ترکی پونڈ - جدید طلائی سکوں کی تیاری میں ترکی طلائی سکے بالیتی ۱۲۴۳۵۰ ترکی پونڈ اور انگریزی پونڈ بالیتی ۱۴ لاکھ ۶۹ ہزار ۹ پونڈ بھی گلائے گئے ہیں - تمام جدید نقرئی سکے پرانے مجیدی بالیتی ۲۰ قرش گلانے سے بنائے گئے - سلطنت میں جدید طلائی و نقرئی سکے موجود ہیں - انکی مالیت حسب ذیل اندازہ کیجاتی ہے - طلائی سکے بالیتی ۲ - ارب ۴۱ کروڑ ۶۶ لاکھ ۶ ہزار ۶ سو قرش - نقرئی سکے بالیتی ۹۶ کروڑ ۳۷ لاکھ ۱۳ ہزار پانسو پیاسٹر *

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷) میں نے ہز ایکسیلینسی کاظم پاشا ڈایرکٹر جنرل حجاز ریلوے اور ہر مسنر چیف انجینیر کی درخواست اور حجاز ریلوے کی ہائی کمیشن کے حکم اور والیئے بیروت کی اجازت سے حیفہ ریلوے اور حجاز ریلوے کے مکمل حصے (دمشق تا معان) کا ملاحظہ کیا - معان سے جنوب کیطرف ۱۰۵ کیلومیٹر کے فاصلہ پر جو کام ہو رہا ہے - اوسکو بھی دیکھا - اسطرح میں نے ۵۳۳ کیلومیٹر لائن کا معائنہ کیا - پچھلے دنوں سے لائن مدورہ تک تیار ہو گئی ہے - اور اسوقت بشمول حیفہ لائن ۷۳۳ کیلومیٹر پر ٹرینیں آتی جاتی ہیں - سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک شاہی فرمان حجاز ریلوے کے پہلے حصہ کی پیمایش کرنے - داغ بیل لگانے اور نقشجات تیار کرنے اور ہائی کمیشن کیطرف سے ایک مفصل رپورٹ پیش کرنے کے لئے صادر ہوا - دولت عثمانیہ میں تعمیر ریلوے کے ڈائرکٹر ہونیکی حیثیت سے میں نے ۱۸۸۹ء سے اب تک ۸۰۰ کیلومیٹر ریلوے تیار کی ہے - اور اپنے سابقہ تجربہ کی بناء پر میں کہتا ہوں کہ ریلوے کا کام نہایت تسلی بخش ہو رہا ہے - میں نے یہ خیال کرکے کہ حجاز ریلوے کے متعلق میری رائے اور مشاہدہ شاید کار آمد اور مفید ثابت ہو مندرجہ ذیل رپورٹ تیار کرکے ہائی کمیشن کے پیش کرنیکا ارادہ کیا - اصلی رپورٹ شروع کرنے سے پیشتر حجاز ریلوے کے انتظام کی بابت چند الفاظ حوالہ قلم کرنے مناسب معلوم ہوتے ہیں - قسطنطنیہ کی ہائی کمیشن کے انتظام مستعدانہ - دمشق کمیشن کی مستعدی - اور ہز ایکسیلینسی کاظم پاشا ڈائرکٹر جنرل حجاز ریلوے کی تندہی اور محنت اور ہر مسنر کی لیاقت اور قابلیت سے ریلوے کا کام شاہی منشاء کے مطابق باقاعدہ ہو رہا ہے -

لوکل کمیشن کی کشش و کوشش اور اوس کے پریزیڈنٹ کاظم پاشا کا جد و جہد ہر طرح قابل تعریف ہے مزید براں جس خوش اسلوبی سے سول انجنیر اور انکے افسروں کے ماتحت فوجی سپاہی کام کر رہے ہیں - اوس سے کاظم پاشا کی انتظامی قابلیت و لیاقت کا بین ثبوت ملتا ہے - حجاز ریلوے کا چیف انجنیر ہر میسنر میری تعریف کا محتاج نہیں - وہ میری ہدایات کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹)

عثمانی سکے

ترکی لیرہ یعنے طلائی مجیدی = ۸ اشلنگ - ۸/۱۲۵ پنس کے۔
مجیدی پیاستر (۱۰۰ پیاستر کا ایک لیرہ = - - ۲ ۴/۲۵ پنس کے۔
بیش لق التی لق (یعنی کاغذ کا) اور نیز تانبے کا پیاستر (۱۵ = - - ۲ ۳/۵ پنس کے۔
پیاستر = ایک لیرہ کے)

بڑی بڑی حساب اور سرکاری مصارف ۵۰۰ - ۵۰۰ مجیدی پیاستر و نکی تھیلیوں یعنے ۵ - ۵ ترکی لیروں میں تیار کئی جاتے ہیں - ایک ترکی تھیلی انگریزی سکہ کے ساڑھے چار پونڈوں کے برابر ہوتی ہے طلائی لیرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸ -) مطابق کام کرتا رہا ہے - اور میں اوسکے کام سے از بس خوش ہوں - حجاز ریلوے پر وہ نہایت جانفشانی اور قابلیت سے کام کر رہا ہے - ۵ سال متواتر اور پیچ در پیچ کام کرنے کے سبب اوسکی صحت میں فرق آگیا ہے - اور اب اوسکو کچھ عرصہ آرام کرنیکی ضرورت ہے - میں ریلوے کمیشن سے سفارش کرتا ہوں - کہ اوسے اگلے موسم بہار میں ضرور چند ماہ کی رخصت دیجائے - تاکہ وہ تازہ دم ہوکر پھر اوسی مستعدی سے کام کرنے کے قابل ہو جائے - ہر شروڈا جو بارہ سال تک میرے ماتحت کام کر رہا ہے - اوسنے چیف انجنیر کو نہایت قابل قدر مدد دی ہے - اور میرے خیال میں وہ ہر میسنر کی غیر حاضری میں چیف انجنیری کا کام بخوبی سر انجام دے سکیگا -

دمشق - قدم شریف - درعا اور معان کے ماسوائے دیگر اسٹیشنوں پر ابھی تک گودام گھر وغیرہ تیار نہیں ہوئے - مزدوروں کے لئے پتھر کی عمارتیں تیار کیگئی ہیں - اور وہ جرمنی کی ملٹری ریلوں کی عمارتوں کی طرح ہیں - ان عمارتوں میں سے ایک اسٹیشن ماسٹر کے لئے مخصوص ہوتی ہے - عمان سے پرے اس قسم کی مختصر عمارت ضروریات کے لئے کافی ہو جاتی ہے -

۵۸ ۔ ۴ کیلومیٹر کی مسافت پر ۲۰ اسٹیشن ہیں - دمشق اور درعہ کے درمیان ۱۰ اسٹیشن ہیں - اونمیں سے ایک ۱۰ کیلومیٹر تک کا فاصلہ ہے - اور جو درعہ اور معان کے درمیان ہیں - انمیں ۱۱ سے ۲۶ کیلومیٹر کا - مندرجہ ذیل اسٹیشنوں پر قدرتی چشمے موجود ہیں - دمشق - زرقہ - عمان - الحسا - معان اور مدورہ +

آجکل پانی گاڑیوں کے ذریعہ بہم پہنچایا جاتا ہے - جیسا کہ سنہ ۱۹۰۱ء کی رپورٹ میں ذکر کیا تھا - قلت آب کا انتظام اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہر پچاس یا ساٹھ کیلومیٹر کے فاصلہ پر چاہات تیار کئے جائیں - یا مسقف حوض بنائے جاویں ابھی تک اسطرف توجہ نہیں کیگئی - اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص کی کوشش یہی ہے کہ جہاں تک ہوسکے لائن عمارتیں اور دیگر ضروری کام جلد انجام کو پہنچیں - تاہم ہز امپیریل مجسٹی سلطان المعظم کی توجہ گرامی اسطرف منبدل ہے - اور امید ہے کہ یہ ضرورت جلد پوری کردیجائے گی - وہ کچے تالاب جنمیں سے خانہ بدوش لوگ اپنے اونٹوں کو پانی پلاتے ہیں اگر اونپر سایہ نہ کیا گیا تو وہ ریلوے کے کام نہیں آسکتے - مگر ان تالابوں میں پانی بہت کم ہے - اور وہ خود اسے اٹھلے اور

ٮ ہر جرمن مین مسٹر کا مرادف ہے +

وزن میں ۲۷/۱۲۵ ۷ گرام اور ۹۱۶/۱۰۰۰ حصہ یعنی ۶۱۴۷/۱۰۰۰۰ ۶ گرام اوسمیں خالص سونا ہوتا ہے۔ چاندی کے ۲۰ پیاستر والے سکّے کا وزن ۱۱/۱۰۰۰ ۲۴ گرام ہوتا ہے۔ اور اوسمیں ۹۶۵/۱۰۰۰ ۹ گرام خالص چاندی اور باقی آمیزش ہوتی ہے کمہوٹی چاندی کے سکّے بھی بمقدار کثیر رائج ہیں۔ مگر یہ بتدریج خزانہ میں لئے جاکر گلائے جارہے ہیں۔ ۱۸۷۶ء۔ اور ۱۸۸۱ء کے درمیان ساٹھ کروڑ پیاستر کی مالیت کے کرنسی نوٹ جاری کئے گئے جنکا نام قایمہ تھا مگر کساد نرخ کے باعث گورنمنٹ نے اونکو خزانہ میں لینے سے انکار کردیا۔ اور آخر میں اونکی قیمت صرف برائے نام رہگئی۔ اور باہمی لین دین میں انکا چلن موقوف ہوگیا۔ تانبے کے سکّے بھی کساد نرخ کے باعث ایک طرح سے چلنے بند ہوگئے اور گورنمنٹ نے کاغذی (کرنسی نوٹ) اور تانبے کے سکّوں کی قیمت مضروبی مالیت سے نصف کردی۔ اوّل الذکر تو ۱۸۸۹ء میں کلہم خزانہ میں واپس لئے جاکر تلف کردیئے گئے۔ چاندی ضروریات تجارت سے وافر موجود ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹) فراخ ہیں کہ اونپر سایہ کرنے میں بہت سا روپیہ صرف ہوجائیگا پس اگر ہر چھ یا سات کیلومیٹر کے فاصلہ پر حوض بنالئے جائیں تو فایدہ رہیگا۔ قطران کے تالاب ۔۔۔۔ ۶۳ مکعب میٹر۔ اور جنیزہ کے ۔۔۔۔ ۷ مکعب میٹر پانی رکھہ سکتے ہیں مگر چونکہ وہ کھلے ہیں۔ تمازت شمس سے اونکا پانی جلد بخارات بنکر اڑ جاتا ہے۔ اور وہ کئی مہینوں تک خشک پڑے رہتے ہیں۔

۶ نومبر ۱۹۰۵ء کو لائن ۷۰۲ کیلومیٹر تک مکمل اور ۷۶۰ کیلومیٹر تک نقشے تیار ہوگئے تھے یکم جنوری ۱۹۰۶ء کو ۷۹۰ کیلومیٹر تک پٹری بچھ چکی تھی۔ اور امید ہے ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء تک ۹۰۰ کیلومیٹر یعنی تبوک تک کام مکمل ہوجائیگا۔ دہر کیپ تبوک تک کہتے ہیں۔ مگر ہمارا خیال ہے اس وقت تک لائن مداین صالح تک تیار ہوجائے گی۔ (اڈیٹر لیوانٹ ہیرلڈ)

حیفہ شاخ۔ حجاز ریلوے کی ایک شاخ[1] سمندر تک بنوا دینے کی تجویز کا یہ اثر ہوا کہ جو اجارہ پہلے دیا جاچکا تھا۔ اوسکو منسوخ کرکے واپس خرید لیا گیا۔ یہ خیال کرکے کہ یہ ریلوے مزیریب سے مفارق تک قومت بحر بیداور قطعہ رستہ بنائی جائیگی لیکن اپنی ۱۹۰۱ء کی رپورٹ میں بتایا تھا کہ اسکو براہ آرمتہ بحر بید اور وادی عرب حیفہ سے ملانا چاہئے۔ اسطرح ۶۵ کیلومیٹر کی بچت ہوجائے گی۔ یعنی مزیریب سے مفارق تک ۸ + ۱۴ + ۲۳ = ۱۰۱ اور آرمتہ سے بیبن تک ۴۰ کیلومیٹر علاوہ بر آن وادی عرب بھی ۲۵ میلی میٹر (میلی میٹر میٹر کا ہزارواں حصہ ہوتا ہے) سے زیادہ سطح میں ڈھال ہو رہا ہی فی کیلو نہیں ہے۔ مگر حیفہ لائن پہ مکمل ہی سے ہو کر گذری کیونکہ کام اُسی نرخ پر شروع ہوچکا تھا۔ ادہر دو دریا عبور کرنے پڑے۔ ۲ میلی میٹر نشیب و فراز میں اور بعض بعض جگہ ۱۲۵ سے ۱۰۰ میٹر تک کے خم دینے پڑے۔ وادی یرموک کو عبور کرنے کیلئے دو آہنی پل بنائے گئے جو پچاس پچاس میٹر لمبے ہیں۔ چند پتھر کے پل بھی تیار کئے گئے جنکے چار چار شہتیر ہیں۔ اور اونکا طول ۳۰ + ۵۰ + ۳۰ میٹر اور مجرا ہیں ۲ میٹر ہیں۔ اون پلونکی پتھر سے بنیادیں بنانے پر بہت روپیہ خرچ کیا گیا۔ اور پانی نکلنے کیلئے دو مخراج الماکلون کی ضرورت پڑی۔ آٹھ سُتل ۱۰۰ میٹر طویل بنائے گئے۔ ایک اخیری آہنی پل کے سوا سب عمارتیں اڈیڑہ ماہ کے عرصہ میں مکمل ہوئیں یکم ستمبر ۱۹۰۴ء اور یکم ستمبر ۱۹۰۵ء کے درمیان حیفہ شاخ

[1] تعمیر ریلوے کا اجارہ ایک کمپنی کے پاس تھا جس سے ترکی حکومت نے ادسے معاوضہ دیکر واپس لیا۔

اور بالعموم ۸۰ فیصدی گھٹوتی پر بکتی ہے۔ اس کمی کی ایک یہ بھی بڑی وجہ ہے کہ تجارت کا موازنہ ٹرکی کے برخلاف ہے۔ تجارت درآمد زیادہ اور برآمد اوس سے کم ہے۔ اور تجارت درآمد کے فاضلہ حصہ کی قیمت سونے کے سکہ میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ علاوہ بریں بیرونی قرضہ کے سود اور جزوی ادائیگی اور نیز جنگی سامان کی قیمت کی بابت ہر سال سونے کی کثیر مقداریں ملک سے باہر جاتی ہیں +

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰) پر ۶۵۰۰۰ مکعب میٹر پتھر کی عمارت کا کام کیا گیا۔ اور معان لائن پر ۳۰۰۰۰ مکعب میٹر پتھر کا اور ... مکعب میٹر پشتے کا کام تیار کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کام نہایت پھرتی سے کیا جا رہا ہے۔ حیفہ لاین کی اہمیت کا خیال کر کے اسکا کام ٹھیکہ داروں کے سپرد کیا گیا۔ اور جب اونہوں نے اپنا کام پورا کر لیا۔ اونکا کوڑی کوڑی حساب چکا دیا گیا۔ ریلوی کا پہلا حصہ اسدریلون سے گذرتا ہے اور ۶۰ کیلومیٹر لمبا ہے۔ دوسرا حصہ وادی الشبریا میں سے گذرتا ہے۔ اور ۴۰ کیلومیٹر لمبا ہے۔ تیسرا حصہ وادی یرموک میں سے ہو کر جاتا ہے۔ اور طول ۷۰ کیلومیٹر ہے۔ اس حصہ میں نشیب و فراز ہے۔ چوتھا حصہ معان کی سنجق میں سے گذرتا ہے۔ اگرچہ حیفہ بندر میں چھوٹے چھوٹے جہازوں کی گنجایش ہے۔ مگر اس کے گھاٹ کو وسیع کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ جو ۶۹۰ میٹر لمبی ہوگی۔ اور اسکا سنگین محافظ پشتہ ۵۰۰ میٹر لمبا ہوگا۔ اور اسپر ۸ لاکھ فرینک خرچ ہوں گے۔

جدہ مکہ ریلوی۔ درعہ اور حیفہ یا معان اور عقبہ کے درمیان اس غرض سے جنکشن بنانا کہ بڑی لاین سمندر سے ملحق ہو جائے۔ بڑی روپیہ کا کام تھا اور ہے۔ مگر مکہ کو بحیرہ قلزم کے بندرگاہ سے ملانا چنداں مشکل نہیں۔ احمد مختار بے انجنیر کے قول کے مطابق اس لاین کے رستہ میں ۲۰ ملی میٹر نشیب و فراز[1] رہیں گے۔ اور ۳۰۰ میٹر سے خم ہوں گے۔ اوسکا طول ۷۵ کیلومیٹر ہوگا۔ اس لاین کے ہر کیلومیٹر پیچھے ۵۰۰۰ مکعب میٹر پشتہ ہوگا۔ ۳۰۰ مکعب میٹر پشتہ پر عمارتیں بنانی پڑینگی۔ ۱۰۰۰ مکعب میٹر روڑا کنکری کے لئے درکار ہوں گے۔ پشتوں اور کنکری کا کام پانسو جوانوں کی دو پلٹنیں ۸ ماہ میں کر لیں گی۔ مع عمارتوں کے اس لاین پر ۱۵۰۰۰ فرینک فی کیلومیٹر خرچ ہونگے۔

گویا کہ ساری لاین پر ۱۱۲۵۰۰۰ فرینک صرف ہوں گے۔ اسکے علاوہ مندرجہ ذیل مدوں پر مزید خرچ یہ ہوگا:۔

لاین کا خرچ ۱۱۲۵۰۰۰ فرینک۔ ایک سال کے عام اخراجات ۲۰۰۰۰۰ فرینک۔ دو پتھریلی پل اور تین تالاب ۱۲۰۰۰۰ فرینک۔ جدہ کی گھاٹ کی وسعت کا خرچ ۱۲۵۰۰۰ فرینک +

ریلوے میٹیریل (سامان) لوہا۔ لکڑی وغیرہ کا خرچ ۲۰۰۰۰ فرینک فی کیلومیٹر کے حساب سے ۱۵۰۰۰۰۰ فرینک + ۴ ٹن کے چار انجن ۱۶۰۰۰۰ فرینک + ۱۵ ٹن کے پچاس چھکڑے ۲۰۰۰۰۰ فرینک + پچاس گاڑیاں۔ فی ہزار فرینک۔ ۲۴۰۰۰۰ فرینک + میزان ۳۷۵۰۰۰۰ فرینک۔ (فرنک = ۱۰؍)

ان تخمینہ جات کے مطابق فی کیلومیٹر ۵۰۰۰۰ فرینک خرچ ہونگے۔ اور ماہرین فن نے بہت سی سوچ بچار کے بعد اندازہ لگایا ہے کہ کرایہ وغیرہ سے ۸ فیصدی کے قریب سالانہ منافع ہو جائے گا +

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۶۲)

[1] یعنی فی کیلومیٹر ۲۰ ملی میٹر کی ڈھال ہوگی۔ میٹر = ۳۹ انچ۔ کیلومیٹر = ہزار میٹر یا تخمیناً ۵/۸ میل +

پرانے اوزان اور پیمانے

اوقیہ (وزن کرنے کا بانٹ) = چارسو ڈرام (درہم)	= ۲۶ ۸۳/۱۰۰۰۰ پونڈ
المد (سیال اشیا ناپنے کا پیمانہ)	= ۱۵۱/۱۰۰۰ گیلن امپیریل
کیسلہ (غلہ ناپنے کا پیمانہ)	= ۹۱۲/۱۰۰۰ بوشل (بوشل = ۸۰ پونڈ = یک من)
قنطر یا قنطال = ۴۴ - اوقیہ	= ۱۲۵ پونڈ -
۳۹ ۱۱/۲۵ - اوقیہ -	= ایک ہنڈرڈ ویٹ (ہنڈرڈ ویٹ ۴/۵ من)
چقی = ۸۰ - اوقیہ	= ۱۱۵ ۱۹/۵۰ پونڈ
کیلہ = ۲۰ - اوقیہ	= ۱۹/۲۵ امپیریل کوارٹر (۸ بشل = ایک کوارٹر)
۱۱۶ کیلہ -	= ۱۰۰ - امپیریل کوارٹر (۴ کوارٹر = ایک ہنڈرڈ ویٹ)
اندازہ - (کپڑے ناپنے کا پیمانہ) -	= ۲۷ - اِنچ
عرشین - (زمین ناپنے کا پیمانہ)	= ۳۰ اِنچ
دونیم (ایضاً)	= ۴۰ مربع قدم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱) جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے - یکم جنوری ۱۹۰۶ء تک ٹری لاین ۵۹۰ کیلومیٹر تیار ہو جائیگی - چونکہ دمشق مداین صالح سے ۵۹۰ - مدینہ سے ۱۴۰۰ - اور مکہ سے ۱۸۰۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے - اِس فاصلہ کا خیال کرکے مندرجہ ذیل ریمارکس کئے جاسکتے ہیں - ریلوے کا کام جنوری ۱۹۰۱ء میں جب ہر میسٹز دمشق میں پہونچا شروع ہوا - اور یکم جنوری ۱۹۰۶ء تک ۵۹۰ کیلومیٹر ٹری لاین اور ۱۶۰ کیلومیٹر حیفہ لاین - گویا کل ۷۵۰ کیلومیٹر لاین تیار ہوئی - گویا کہ ایک سال میں ۱۵۰ کیلومیٹر لاین بالاوسط مکمل ہوئی - اور بمقابلہ دوسری ریلوں کے یہ سالانہ اوسط نہایت ہی تسلی بخش ہے - اِس لائن پر جس سرگرمی اور تندہی سے کام ہو رہا ہے - اوسکو دکھانے کے لئے میں ان ریلوں کی فہرست درج کرتا ہوں - جو میری زیر نگرانی دولت عثمانیہ میں جاری ہوئیں -

نام	طول	مدت تکمیل	سالانہ اوسط
اسمد انگورا ریلوے	۴۸۶ کیلومیٹر	۴ سال	۱۲۱ کیلومیٹر
سالونیکا مناستر	۲۲۰ "	۳ "	۷۳ "
سالونیکا ذاد یغاچ	۵۱۰ "	۳ "	۱۷۰ "
اسکشہر افیون قرہ حصار	۲۵۲ "	۲ ½ "	۱۰۰ "
ریاق حلب "	۳۳۲ "	۲ ½ "	۱۳۳ "
	۱۸۰۰	۱۵	۱۲۰

کیلہ غلہ ناپنے کا عام مروج پیمانہ ہے - اس سے چھوٹے پیمانے بجائے پیمانہ ہونے کے زیادہ تر بندہے ہوئے اوزان ہیں۔
ایک سو چالیس کیلہ $\frac{128}{1}$ ۱۲ - انگریزی امپیریل کوارٹر یا $\frac{266}{1000}$ ۵۳ ہیکٹو لیٹر کے برابر ہوتے ہیں -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲) پہلی چار لائنیں جنوری ۱۸۸۹ء میں شروع ہو کر بارہ سال میں ختم ہوئیں - اور کام کی سالانہ اوسط ۴۴ کیلومیٹر رہی - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حجاز ریلوے کی ۱۵۰ کیلومیٹر سالانہ اوسط کافی اور تسلی بخش ہے - اور یہ خیال کہ سالانہ ۲۰۰ کیلومیٹر لائن تیار کیجائے - ابتک جو نتائج حاصل ہوئے ہیں - اونکے برخلاف ہے - مختار بے کی رپورٹ کے مطابق حجاز لائن کے رستہ میں بڑی رکاوٹیں حائل نہیں - مگر جوں جوں لائن دمشق اور حیفہ سے دور ہوتی جائیگی تعمیر کے کام میں زیادہ مشکلات پیش آئیں گی - اور قلت آب سے سخت تکلیف ہوگی قدرتی چشمے ملجائیں تو خیر ورنہ چاہات تیار کرنی پڑیں گے - جیسا کہ معان کے شمال میں مل گئے - یکم جنوری ۱۹۰۶ء کو مندرجہ ذیل کام کرنا ابھی باقی تھا -

حجاز لائن کے حصوں کے نام	طول	مدت تکمیل	تاریخ تکمیل
مداین صالح	۳۶۰ کیلومیٹر	۲ سال	یکم جنوری ۱۹۰۸ء
مدینہ	۸۰۰ "	۵ سال	" ۱۹۱۱ء
مکہ	۱۲۰۰ "	۸ سال	" ۱۹۱۴ء

دمشق تا معان و حیفہ تا درعہ لائنوں کی فی کیلومیٹر خرچ کا اندازہ لگانا سخت مشکل ہے - کیونکہ حیفہ شاخ کا رستہ ناہموار تھا - اور اوسط سے زیادہ خرچ کرنا پڑا تھا - اور کل لائن کے خرچ پر اوسط نکالنے سے ٹھیک نتیجہ نہیں نکلتا -

حجاز ریلوے سے متعلق اسوقت حسب ذیل انجن اور گاڑیاں ہیں - تین دُہروں والے کراس قسم کے انجن - ۱۱ فی وزنی ۳۰ ٹن کا - چار دُہروں والے ۹ - انجن - ہر ایک چالیس ٹن کا - ۴ - بی قسم کے انجن $\frac{1}{2}$۲ ٹن وزنی - دو دُہروں کے کئی چھکڑے ہیں جو ۱۵ ٹن بوجھ اوٹھا سکتے ہیں - ۱۵ تیسرے درجہ کی - ایک پہلے درجہ کی اور ایک نماز پڑھنے کی گاڑی ہے - جو بحری کارخانہ میں تیار ہوئی ہے کمیشن نے ۶ - انجنوں کے لئے جنکی رفتار ۴۵ کیلومیٹر ہے اور تیرہ مال گاڑیوں کے انجنوں کے لئے فرمایش کی ہے - اگر انکو ملالیا جاوے تو حجاز ریلوے سے متعلق ۴۳ - انجن ہیں جنمیں ۳۹ نئی قسم کے ہیں اور ۴۶۰ چھکڑے ہیں -

آجتک اس لائن پر فی کیلومیٹر ۵۰۰۰ فرینک کی حساب سے خرچ ہوا ہے - مگر اسمیں سپاہیوں کا سرکاری مشاہرہ شامل نہیں ہے - ریلوے کمیشن سپاہیوں کو نصف راشن اور کبھی کبھی کپڑوں کے لئے کچھہ روپیہ دیدیتی ہے - اس کے علاوہ سپاہیوں اور افسروں کو فی مکعب میٹر کے پیچھے ۵۴ پارہ[1] دیئے گئے - نیز اونکو فی کیلومیٹر کے حساب سے بھی کچھہ انعام دیا گیا - (یہہ رقوم ریلوے کے اخراجات میں شامل کرلیگئی ہیں) اس مندرجہ بالا خرچ سے آیندہ خرچ کا باسانی تمام اندازہ لگ سکتا ہے ۱۹۰۶ء کے آغاز پر ۱۱۰۰ کیلومیٹر لائن مکہ تک باقی رہجائے گی - اور اسپر ۵۰۰۰ فی کیلومیٹر کے حساب سے ۶۰ ملین فرینک خرچ ہوں گے - فی سال ۱۵۰ کیلومیٹر لائن تیار کیجائے تو ۸ سالوں تک فی سال $\frac{1}{2}$۷ ملین فرینک خرچ ہونگے - پہلی پانچ سالوں

[1] پارہ = دو پیسہ دو قرش = ۴۰ پارہ

مارچ ۱۸۸۲ء سے ترکی پیمانے اور بٹے میٹرک سسٹم (یعنی فرانسیسی پیمانوں وغیرہ) کے مساوی کردیئے گئے ہیں مگر اونکے نام وہی پرانے رہنے سے بڑی دھاندلی مچتی ہے۔ اور ابھی تک نئے قاعدہ کا بالعموم رواج بھی نہیں ہوا۔ اوقیہ کو کلوگرام کے برابر بنایا گیا ہے۔ تیمن کو دس کیلوگرام کے برابر۔ قنطر = کیلوگرام۔ چقی = ... اکیلوگرام۔ شق = مٹریکا۔ (۱۰) لیٹر کیلہ = ہیکٹا (۱۰۰) لیٹر (یعنی ۲۲ ¾ شل انگریزی کے)۔ اولق = ایر کے۔ جریل = ہیکٹر (یعنی سو ٹیر کے جو انگریزی ۲ ۴۷/۱۰۰ ایکڑ کے برابر ہے)۔ عرشین = میٹر کے۔ نل = کیلومیٹر (۱۰۰۰ اٹیر) کے۔ فرسنگ = ۱۰ کیلومیٹر کے۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں اجناس خوردنی کے لئے میٹرک سسٹم کے اوزان وبٹے لازمی کردیئے گئے اور ۱۸۹۲ء میں ہر ایک چیز کے وزن کے لئے اونکو لازمی کردیا گیا لیکن اس حکم کی ابھی تعمیل نہیں کرائی گئی +

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٣) میں حجاز ریلوے فنڈ میں ۷ ½ ملین یا ۳۵۰۰۰۰ سالانہ رقم چندوں سے وصول ہوتی۔ مزید برآں عید الضحی کی قربانی کی کھالوں اور حجاز ریلوے کے خاص ٹکٹ شام سے چار سالوں میں ۱٦۰۰۰۰ فرینک سالانہ ۴۰۰۰۰۰ فرینک وصول ہوئے یعنے ریلوے فنڈ کی سالانہ آمدنی ۷ ½ ملین فرینک ہوئی۔ گویا کہ سالانہ خرچ کے برابر آمدنی ہو رہی ہے۔ جن چھکڑوں کی اوپر تعداد بتائی گئی ہے۔ اونمیں سے بعض کھلے اور بعض بند ہیں۔ چونکہ ۸ سالوں تک ریلوے سامان کی ہی بھرمار رہے گی۔ لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰ ٹن کی چھکڑے خریدے جائیں۔ ان چھکڑوں پر دوسرے چھکڑوں کی نسبت مقابلتاً زیادہ خرچ نہیں آئیگا۔ اور مرمت پر اُتنا ہی صرف ہوگا۔ جو پندرہ ٹن وزنی چھکڑوں پر خرچ ہوتا ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ جو چھکڑے پہلے آئے۔ وہ بیروت۔ دمشق۔ حوران لاین کی چھکڑوں جیسے نہ تھے۔ مگر یہ نقص جلد معلوم ہو گیا اور نئے چھکڑوں کے لئے فرمایش کی گئی۔ اور نئے چھکڑے تیار ہو کر آرہے اور پرانوں کی جگہ لے رہے ہیں۔

دمشق:۔ اس کے متعلق اختلاف آراء کی خبر سنکر کہ آیا ہیڈ آفس بڑا کارخانہ اور شیڈ دمشق میں ہونے چاہئیں یا کہ درعہ اور حیفہ میں۔ میتی اپنی رائے کو ظاہر کرنا مناسب سمجھا ہے۔ اس بات کو زیر نظر رکھکر کہ اس لاین کے منیجر کو صوبہ کے افسروں اور بیروت دمشق ریلوے کے حکام اور سوداگروں سے ہمیشہ سابقہ پڑتا ہے میں رائے دیتا ہوں کہ دفاتر اور شیڈ دمشق میں قایم ہونے چاہئیں (حجاز ریلوے بورڈ کی بھی یہی رائے ہے۔ حیفہ میں عارضی طور پر دفاتر قایم کئے گئے ہیں) کارخانہ اور شیڈ کے لئے ... مکعب میٹر کی ضرورت ہوگی۔ اور اونپر مع مشینوں کے ایک ملین (۱۰ لاکھ) فرینک کے قریب صرف ہوں گے حیفہ کی آب وہوا اچھی نہیں۔ اور درعہ میں کاریگروں کو اشیائے خوردنی اور پارچات کے حسب منشا نہ ملنے سے سخت تکلیف ہوگی۔ ہاں چھوٹے چھوٹے شیڈ جیسے کہ اب بھی معان۔ حیفہ اور درعہ میں ہیں۔ مدائن صالح۔ مدینہ اور مکہ میں بھی بنانے چاہئیں۔

الغرض یہ کہ حجاز ریلوے نہایت عمدہ بنی ہے۔ اور سالانہ ۱۵۰ کیلومیٹر لاین کا تیار ہونا تسلی بخش اوسط ہے۔ ہائی کمیشن نے ۱۵۰ کیلومیٹر لاین سال میں تیار کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ اور حجاز ریلوے ۸ سالوں میں بہمہ وجوہ مکمل ہو کر ہزار میل

سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں مسٹر کلٹی طرابلس الغرب کا جدا عنوان قایم کرکے اس ترکی صوبہ کے متعلق حسب ذیل معلومات ایزاد کرتا ہے :-

طرابلس معہ صوبہ بنغازی سولہویں صدی میں ترکی سلطنت میں شامل ہوا۔ اور گو ۱۷۱۴ء میں وہاں کے عرب باشندوں نے کسیقدر آزادی حاصل کرلی۔ مگر ۱۸۳۵ء میں ترکی حکومت نے مکرر اپنا دخل مضبوط کرکے اسے باضابطہ طور پر سلطنت عثمانیہ کا ایک صوبہ قرار دیدیا۔ اس کے اندازاً چالیس سال بعد بنغازی (سابقہ بارضہ) کو طرابلس کی گورنری سے نکالکر ایک جُدا گورنر کے ماتحت کردیا گیا۔ طرابلس میں سول اور فوجی دونوں صیغے والی یا گورنر جنرل کے سپرد ہیں۔ جو متصرفوں (کمشنروں)، قایمقاموں (ڈپٹی کمشنروں) اور مدیروں (تحصیلداروں) کے ذریعہ دیگر صوبجات کی مانند ملک کا انتظام کرتا ہے۔ مگر عرب شیوخ تاحال اپنے اپنے قبایل میں خاصہ اقتدار رکہتے ہیں۔ اور بربر قبایل سے اونہی کے مشایخ کے ذریعہ محاصل جمع کئے جاتے ہیں۔ بنغازی ایک متصرف (کمشنر) کے ماتحت ہے۔ جو براہ راست بابعالی کے تابع ہے۔ تمام ذمہ داری کی عہدے ترکوں کے ہاتھ میں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴) سلطان المعظم کے اون کارناموں میں شمار ہوگی۔ جو کبھی نہیں مٹنے والے ہونگے۔ یہ ریلوے جلالتمآب کے نام کو تا قیامت نیکی اور عزت سے یاد کرائیگی۔ اور اونکی ایک دیرپا یادگار رہجائے گی۔

شاہی فوجوں نے جو کام کیا ہے۔ وہ از بس تسلی بخش ہے۔ اور اوسپر کسی پہلو سے کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔ اگر سپاہی ہمت نہ کرتے تو ایسے بڑے کام کا درجہ تکمیل کو پہونچنا ناممکن تھا۔ اس مہتم بالشان ریلوے لائن کی تکمیل ہمارے شہنشاہ نامدار ہزامپیریل مجسٹی کے سر پر شہرت دوامی کا تاج رکہدیگی۔

مختار بے جو پہہ سال تک میرے ساتھ کام کرتا رہا ہے۔ اور جسنے مکہ تک پیمایش کا کام ابھی ابھی مکمل کیا ہے۔ اوسنے نہ صرف فن انجنیرنگ میں مہارت تامہ رکہنے کا ثبوت دیا ہے۔ بلکہ اپنے آپکو ایک قابل اور کارگذار انسپکٹر ثابت کردکھایا ہے۔ چند اور ترک انجنیر بھی میرے ہمراہ تھے۔ اور میں نہایت خوشی سے اسبات کا اظہار کرتا ہوں کہ ترکی سول سکول آف انجنیرز کے گریجوایٹوں میں ایسے نوجوان بھی ہیں۔ جو اسسٹنٹ انجنیر کے فرائض بخوش اسلوبی ادا کرسکتے ہیں۔ اور ڈویژنوں کے چیف انجنیر کا کام بھی کرسکتے ہیں۔ کچھہ تجربہ حاصل کرلینے کے بعد وہ بہترین انجنیر بنجائیں گے۔ اس لاین پر سپاہیوں سے نہایت ہی قابل قدر مدد ملی ہے۔ بیشکیہ اگر عمان اور معان تک تو مزدوروں سے کام لے سکتے تھے۔ مگر ان مقاموں کے بعد انکو مزدور دنکا ملنا ناممکن تہا۔ لاین پر اتنی سرعت سے کام ہونیکا سارا کریڈٹ سپاہیوں کو حاصل ہے۔ اونکو آزوقہ۔ وردی اور تنخواہ فوجی صیغہ ہی سے ملتی ہے۔ جس پہلے سے دیکھا جاوے۔ یہ ریلوے قابل تعریف ہے۔ عمارتوں کا کام تسلی بخش طور پر ہوا ہے۔ اور سامان مصالح عمدہ قسم کا لگایا گیا ہے۔ چونکہ لائین ہموار ملک میں سے گذرتی ہے ٹنل اور پل

طرابلس کی مغربی سرحد ملحقہ ٹونس کی تعیین سے شمال میں ساحل بحر روم سے لیکر جنوب میں مقام غدمس تک ۱۸۹۲ء میں فرانس اور ٹرکی کے مابین کمیشن کے ذریعہ سے کیگئی۔ مگر جنوبی سرحد ابھی غیر معین ہے۔ فرانس کا دعوی ہے کہ تمام صحراء اعظم اوس کے دایرہ اقتدار میں ہے مگر ٹرکی نے اسے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ حال میں طرابلس سے چار مختلف ترکی مہمیں بھیجی گئیں۔ جنہوں نے صحراء اعظم کو عبور کر کے ایک طرف بجانب مشرقی شرقی سوڈان مقام کفرا پر اور دوسری طرف بجانب غربی سوڈان ۔ مغربی افریقہ جھیل چاڈ کے ریاست پر ترکی علم جا نصب کیا ہے۔ کہا جاتا ہے فرانس نے اعتراض کیا ہے لیکن پھر اسکے متعلق کچھ سننے میں نہیں آیا۔ جولائی ۱۹۰۶ء مترجم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵) نسبتاً تھوڑی ہیں۔ تاہم عمان کے پرے عین الزرقا کی ڈھلوان پر ۲ میلی میٹر کی ڈھال رکھنی پڑی اور ۰۰ امیٹر کے خم دینے پڑے۔ ۳ کیلومیٹر طلاشی ڈاکر پر کٹے گئے۔ ۰۰ امیٹر بلند دس دس محرابوں والے تین پل بنائے گئے ہیں۔ کہ لائن کا لیول ٹھیک ہے۔ لائن کے اس حصہ پر تین گنا زیادہ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور دوسرے حصوں کی نسبت وقت بھی زیادہ لگا ہے۔ معان کی دوسری طرف ۵۰ امیٹر ڈھال رکھنے والا علاقہ ہے جسکو بطن الغول کہتے ہیں یہاں ۲ میلی میٹر کی ڈھال قایم کرلی اور ۰۰ امیٹر کا چکر دینا پڑا۔ اور ۲ کیلو میٹر تک سطح ہموار کیگئی مٹی کا کام سپاہیوں نے کیا۔ اونہوں نے دو ماہ میں ۰۰۰ مکعب میٹر زمین بھی کھودی۔ یہ اتنا کام ہے کہ عام انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ کام کی رفتار کا انحصار سپاہیوں۔ انجینروں۔ کاریگروں اور مزدوروں کو خوراک اور پانی پہونچانے پر ہے۔ چونکہ یہ چیزیں اونٹوں کے ذریعہ پہونچانی مشکل ہیں۔ یہ کام ریل سے لیا جاتا ہے۔

ریلوے لائن چند وادیوں میں ہو گذرتی ہے۔ اور لیول کو ٹھیک رکھنے کے لئے ۳ سے ۹ میٹر تک لمبے پل بنائے گئے ہیں مگر چونکہ پلوں کی بنیاد چٹانی زمین پر ہے۔ اسبات کا خطرہ نہیں کہ طغیانی میں انکی بنیادوں کو پانی کوئی نقصان پہونچائیگا چنانچہ پل بغیر دقت کے تیار ہو گئے۔ اور اونکے لیے زیادہ جد وجہد نہیں کرنی پڑی۔

اسی رپورٹ کے متعلق یہ تازہ خبر بمسرت تمام پڑھی جائیگی کہ جلالتماب خلیفۃ المسلمین حامی حرمین الشریفین سلطان الغازی عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کا فرمان قضا توامان یکم محرم ۱۳۲۴ھ کو دن انجمن عالیہ تعمیر حجاز ریلوے کے نام بدیں مضمون صادر ہوا ہے کہ اس دن سے پوری ایک سال کے اندر جسطرح ممکن ہو ریلوے کی تکمیل مدینہ منورہ تک کردی جائے یعنی ۱۳۲۴ھ میں جسقدر حصہ مدینہ منورہ تک پہونچنے میں باقی رہ گیا ہے۔ اور جسکی مسافت ۰۰ ۳ میل ہے کچھ ہی کم ہے وہ ہر طرح مکمل ہو جائے۔ گویا جتنا کام تین سال سے زاید مدت میں ہوا ہے اب اتنا ہی ایک سال میں کیا جائے۔ انجمن کے کارکنوں نے اس فرمان کو منظور کر لیا ہے۔ اور نہایت سرگرمی سے تمام کام جاری کردیئے۔ مدد بڑھا دی گئی۔

لہ وطن کا قیاس ہے کہ مصری اخبارات نے جو اس خبر کے ماخذ ہیں مداین صالح کو غلطی سے مدینہ سمجھ لیا ہے کیونکہ ایک سال میں ۳ سو کیلومیٹر جو دو سال کا کام ہے تیار ہونا محال ہے۔ ہاں دو سال کا کام ایک سال میں بمشکل جو مکمل ہو سکتا ہے ۔

طرابلس ۔ بنغازی ۔ اور صوبہ فزان تینوں کا رقبہ چار لاکھ میل مربع ہے ۔ فزان طرابلس کا جنوبی صوبہ ہے اور اسکی جنوبی سرحد آجکل کچھ خط سرطان پر قرار دیگئی ہے ۔ آبادی ان تینوں کی ۸ لاکھ سے لیکر ۱۳ لاکھ تک قیاس کیگئی ہے ۔ اس مردم شماری کا ⅔ حصہ بنغازی میں آباد ہے ۔ باشندے عموماً بربر قوم کے ہیں مگر یہودی بھی بکثرت آباد ہیں ۔ یورپین آباد کار و تاجر جو زیادہ تر اطالین اور یونانی ہیں ۵ یا ۶ ہزار ہیں ترک عہدہ داروں کے سوائے اور کوئی ترک وہاں مقیم نہیں ۔ عام زبان عربی ہے ۔ لیکن سرکاری زبان ترکی ہے ۔ اب سے کچھ عرصہ پہلے ایک فرقہ سنوسیہ کا صدر مقام اس صوبہ کے قصبہ جرابوب میں تھا ۔ (چند سال ہوئے سنوسی شیخ وسط افریقہ کے علاقہ کفرا کو چلا گیا تھا جہاں سے وہ آجکل مغربی افریقہ کیطرف جانیکا قصد کر رہا ہے ۔ بدین غرض کہ سلطنت عثمانیہ کے اثر کو وہاں بھی پھیلائے ۔ جولائی ۱۹۰۶ء مؤلف) ساحل پر حسب ذیل بڑے قصبے ہیں ۔ طرابلس ۳۰ ہزار باشندے ۔ بنغازی ۱۵ ہزار ۔ درنہ اور خمیس ۔ اندرون ملک میں غدمس ۔ مرزوق اور غاط بڑے قصبے ہیں ۔ اور عموماً کاروان یہاں ٹھہرتے ہیں ۔

طرابلس الغرب اب قسطنطنیہ سے ڈاک کی تار برقی سے ملا دیا گیا ہے ۔ طرابلس الغرب میں اوسکا اسٹیشن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶) حجاز ریلوے کی شاخ تیار ہو جانے سے سامان تعمیر بہت جلد موقع پر پہونچ جانا آسان ہو گیا ہے ۔ اور خدا کو منظور ہے تو یکم محرم ۱۳۲۵ھ کی تاریخ یہ روح پرور مژدہ سنادیگی کہ زایرین دیار رسول کے واسطے بندرگاہ بیروت سے مدینہ منورہ تک ۴ دن میں ریلوے کے ذریعہ سفر کرنا معمولی بات ہو گئی ہے ۔ اہل اسلام اور فدایان اسلام اسموقعہ کو غنیمت تصور کریں ۔ اور جسطرح حامی دین حضرت سلطان المعظم بعجلت تمام اونکی زیارت کا رستہ کو آسان بنا رہے ہیں ۔ وہ بھی جلد سے جلد اس کار خیر میں مالی امداد پہونچانے سے دریغ نہ کریں ۔ جلالتمآب نے یہ بھی حکم صادر کیا ہے کہ جدید محصولات کے جو ٹھیکے دیئے گئے ہیں اونکی آمدنی مصارف حجاز ریلوے کیلئے خاص کی گئی ہیں ۔ اسپر جلد تر کام شروع ہونا چاہیئے ۔ گذشتہ ماہ جنوری میں حجاز ریلوے فنڈ کو ۱۲۰۰۶۹ اقروش کی امدادی رقمیں موصول ہوئیں (یعنی ۲۲۳۶۰ روپے تخمیناً) سلطان المعظم نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ حجاز ریلوے کے سامان جو بروئے آرڈر یورپ میں بن رہے ہیں جلد بتاکید تیار کرائے جائیں ۔ اور ضروری مقامات پر پہونچائے جائیں ۔ یہ خبر بھی چھپ کر شایع ہو چکی ہے کہ جدہ و مکہ کے درمیان بھی کام شروع ہونیوالا ہے ۔ اور ایک جرمن انجینیر جدہ پہونچ گیا ہے ۔ آسایش و سہولت حجاج اور مالی منفعت کے لحاظ سے یہ ٹکڑا ایک جتنی جلدی تیار ہو انسب ہے مگر پولیٹیکل مشکلات و خطرات شاید اس لائن کو جلد اور اصل لائن سے پہلے تیار کرنے کی اجازت ندیں ۔

بندر داانہ پر بنایا گیا ہے۔ درمیانی سٹیشن بجیرہ روم میں جزیرہ رہوڈس میں ہے۔ اور تیسرا اسٹیشن ایشیاء کوچک کے ساحل پر ہے۔ جہاں سے قسطنطنیہ تک معمولی تار موجود ہے۔ اور داانہ سے خاص طرابلس الغرب تک اور طرابلس سے خزان وبنغازی تک معمولی تار کے سلسلے موجود ہیں۔ چار سال سے طرابلس الغرب کی باشندوں پر بھی فوجی خدمت اسلحہ سے لازمی کردیگئی ہے۔ کہ وہ باضابطہ فوج میں لئے جاتے۔ بلکہ قواعد سکھا کر گھروں کو واپس کردیئے جاتے ہیں۔ اور والینٹر بھی جاتے ہیں۔ اور اب ایک بالغ مسلمان نہیں جو فوجی قواعد سے بخوبی آگاہ نہ ہو۔ مرد تو مرد۔ ہزارہا عورتوں تک نے کمال ذوق وشوق سے مرہم پٹی اور تیمارداری کے فن میں کافی دستگاہ حاصل کرلی ہے۔ کہ بوقت ضرورت اپنے ملک کی حفاظت کرنیوالے شوہروں بھائیوں اور بڑے بزرگوں کی میدان جنگ میں خدمت ادا کرسکیں۔ اب خاص سلطانی فوج کے علاوہ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لئے تقریباً ایک لاکھ جانباز خود ملک سے بہم پہونچ سکتے ہیں۔ اٹلی کا مدت سے طرابلس پر دانت ہے۔ اوسکی روک تھام کے لئے یہ انتظام ہورہا ہے۔ تمام ساحل پر مضبوط قلعے اور توپخانے قایم ہوچکے ہیں۔ اسلحہ کا کافی ذخیرہ ہر وقت جمع رہتا ہے اور اونکی تیاری و مرمت کے کارخانے بھی جاری کردیئے گئے ہیں۔ مؤلف) کونسل انتظام قرضہ کو جو پانچ مدیں تفویض ہوچکی ہیں۔ ان میں سے طرابلس الغرب میں بھی جو آمدنی ہوتی ہے۔ وہ کونسل ہی کو ملتی ہے۔ انکے علاوہ آمدنی کی بڑی مدیں یہ ہیں:۔ پرمٹ۔ عشر۔ اور شخصی خراج موسومہ داغی یا ویرکو جو فی کس آنہ فی مرد پچیس سالانہ لیا جاتا ہے مگر متمولین کو اس سے زیادہ دینا پڑتا ہے۔ (اس ٹیکس کو انکم ٹیکس یا جزیہ کے مثابہ سمجھنا چاہیئے۔ جزیہ بھی دراصل انکم ٹیکس ہی تھا۔ اسلامی عہد میں چونکہ مسلمان زکوٰۃ دیتے تھے۔ اسلئے جزیہ سے وہ مستثنیٰ کردیئے گئے تھے ورنہ جزیہ درحقیقت ویسا مہیب لفظ اور ٹیکس نہیں جیسا کہ مخالفان اسلام نے اوسے قرار دے رکھا ہے مؤلف)

حکام سرکاری ضروریات کے لئے متمولوں اور ساہوکاروں سے عموماً جبری قرضے لیتے رہتے ہیں محاصل پرمٹ سے سالانہ تقریباً ۲۷ ہزار پونڈ آمدنی ہوتی ہے۔ دیگر مدونکی سو سالہ آمدنی اور عام خرچ حسب ذیل مدوں سے معلوم ہوجاسکے گا۔

سال	آمدنی				خرچ		
	داغی یا ویرکو	عشر	متفرقات	میزان	سول	فوجی	میزان
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
سنہ ۱۹۰۰ء	٧٦٨١	٢٠٤٨٩	١٣٧٦٢	١١٠٦٤٣	٦٦١٦٤	١٠٨٣٢٠	١٧٤٨٤٨٤
سنہ ۱۹۰۱ء	٨١٢١٤	١١٨٣٤	١٨٧٦٥	١١١٨١٣	٥٠٤٥٧	١٢١٣٢٦	١٧١٧٨٣
سنہ ۱۹۰۲ء	٨٥٤٢٠	٤٠٣٥٠	١٦٢٨٦	١٤٢٠٥٦	٦٤٤٣١	١٠٥٩٠٣	١٧٠٣٣٤

محاصل کے طریق فراہمی میں کئی نقص موجود ہیں۔ مگر کہا جاتا ہے کہ صوبہ کے مالی انتظام کی عنقریب کامل اصلاح ہونیوالی ہے۔ عشر برابر قایم رکھی جائیگی۔ مگر داغی کی بجائے ٹیکس ترزمینی ٹیکس گھرداری اور انکم ٹیکس مقرر کئے جائینگے۔ اور جو اشخاص داغی سے اب مستثنیٰ رکھے گئے ہیں وہ جدید ٹیکسوں سے مستثنیٰ نہ ہونگے

طرابلس میں تقریباً دس ہزار سلطانی فوج مامور رہتی ہے۔ کچھ مدت ہوئی۔ صوبہ کے مسند مقام طرابلس کے قرب وجوار میں قول اوغلو کے نام سے ایک جماعت آباد تھی۔ جو کئی ہزار مردوں پر مشتمل تھی۔ ان لوگونکو فوجی خدمت کے عوض جو رفتہ رفتہ محض برائے نام رہگئی۔ جاگیرداروں کی طرح چند خاص مراعات حاصل تھیں۔ مگر اب یہ قاعدہ منسوخ ہوگیا ہے۔ اور یہ لوگ فوج سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ یہ صوبہ ابھی تک لازمی فوجی سے آزاد ہے لیکن ملکی حفاظت کیلئے کچھ عرصہ سے یہ ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ کہ بالغ مردونکو قواعد سکھا کر گھر ونکو واپس بھیجدیا جاتا ہے۔ وہ جبراً نہیں طلب کئے جاتے۔ بلکہ ملکی و دینی حمیت کی تحریک کو کافی سمجھا گیا ہے جسے زیادہ موثر بنانے کیلئے والنٹیروں کیلئے چند خاص رعایتیں بھی مقرر کردیگئی ہیں۔

طرابلس کی پیداوار صرف زراعت پر منحصر ہے۔ اور وہ بھی بہت ہی مختصر ہے۔ باشندونکی عام خوراک جو ہے لہذا جو کی بکثرت اور قدرے گندم کی کاشت ہوتی ہے۔ پھلوں میں یہاں خرما۔ زیتون۔ نارنگی اور لیموں ہوتے ہیں۔ اسپر تو گھاس برآمد کیلئے جمع کیجاتی ہے۔ مویشی اور بھیڑیں بھی پالی جاتی ہیں۔ مگر یہانکی تجارت برآمد میں ہاتھی دانت شتر مرغ کے پر۔ بکری کی کھال اور دیگر اجناس بھی شامل ہیں۔ جو سوڈان سے کارواں لاتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں بنغازی اور درانہ کے بنادر میں ۲۶۳۳۸۶ پونڈ کا تجارتی مال آیا جسمیں سے ایک تہائی برطانیہ سے آیا۔ اور ۴۹ ۹۱۵ ۳ پونڈ کا باہر گیا جسمیں سے نصف مال برطانیہ کو گیا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں جو تجارتی جہازات بنغازی میں آئے انکا وزن ۸۷۳۹۳ ٹن تھا۔ ۱۵۷۶۷ ٹن وزنی جہازات اطالین تھے۔ اور ۱۶۰۵ ٹن وزنی انگریزی۔ اندرون ملک میں باہمی رسل ورسائل اور خط وکتابت کاروانوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ کاروانی رستے صدیوں سے قایم ہیں۔ شہر طرابلس سے مالٹا تک بحری تار ہے۔ اور مرزدق (واقع فزان) اور غابس (واقع ٹونس) تک بری تار۔ طرابلس میں انگریزی قونصل جنرل مسٹر جے سی الوا رہتا ہے۔ بنغازی میں قونصل رہتا ہے۔ جو اسوقت مسٹر سی ایس ہمپن ہے اور حمس میں وائیس قونصل جو آجکل مسٹر ڈی ٹیٹ ہے +

ریاستہائے باجگذار

اوّل بلگیریا کے حکمران شہزادہ۔ فرڈینینڈ ڈیوک آف سکسنی۔ پرنس آگسٹس مرحوم ڈیوک آف سکسنی اور شہزادی کلیمنٹائین آف بوربون آرلینیز دختر لوئیس فلپ مرحوم شاہ فرانس کا بیٹا ہے

چھوٹا بیٹا ۲۶ فروری ۱۸۹۱ء کو پیدا ہوا۔ بلگیریا کی نیشنل اسمبلی (مجلس قومی) نے ۷ جولائی ۱۸۸۷ء کو
اوسے باتفاق رائے بلگیریا کا شہزادہ منتخب کیا۔ اور اوس نے شہزادہ الیگزینڈر کے بعد جس نے ۷ ستمبر ۱۸۸۶ء کو تخت
چھوڑ دیا تھا۔ ۱۴ اگست ۱۸۸۷ء کو عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ پرنس فرڈیننڈ (پاشا) کا انتخاب[1]
دول یورپ یا باب عالی نے اب تک منظور نہیں کیا۔ ۱۳ جنوری ۱۸۸۶ء کو پرنس الیگزینڈر صوبہ شرقی
رومیلیا کا بھی گورنر مقرر کیا گیا جسکی وجہ سے اسطرح بلگیریا کے ساتھ ملحق ہو گیا۔ تاہم دول نے اس الحاق کو ہنوز تسلیم نہیں کیا
بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء فرڈیننڈ (پاشا) نے پارما کے ڈیوک رابرٹ کی بڑی لڑکی میری لوئیسا سے
جو ۱۷ جنوری ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئی شادی کی۔ وہ ۳۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو مر گئی۔ فرڈیننڈ ابھی تک زندہ ہے
اولاد حسب ذیل ہے:۔ شہزادہ بورس ۳۰ جنوری ۱۸۹۴ء کو متولد ہوا (۲) شہزادہ سیرل ۱۷ نومبر ۱۸۹۵ء کو
پیدا ہوا (۳) یوڈوکسی ۱۷ جنوری ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوا (۴) نڈیدہ ۳۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا۔

۱۸۷۹ء کی کانسٹی ٹیوشن (آئین) کے رو سے یہ قرار دیا گیا کہ "پرنس کو لازمی طور پر بالاستقلال ریاست
میں رہائش پذیر ہونا پڑے گا" عدم موجودگی کی صورت میں وہ اپنا ایک قائم مقام (ریجنٹ) مقرر کریگا جسکی
اختیارات اور فرائض کی تشریح ایک خاص قانون کے ذریعہ کیجاویگی۔ خطاب شہزادگی موروثی ہے۔ کانسٹی
ٹیوشن کی ۱۸۸۳ء والی ترمیمات سے بشرط ضرورت ریجنسی (قائممقامی نیابت) کے قیام۔ انتظام اور اوسکی
اختیارات وغیرہ کی توضیح کیگئی۔ اور ۱۸۹۳ء میں گرینڈ سوبرانجی (مجلس قومی) نے مزید ترمیم کرکے حکمران شہزادہ
اور اوس کے ولیعہد کے لئے "رائل ہائی نس" کا خطاب مقرر کیا گیا۔ شہزادہ بدستور رومن کیتھولک کا پابند ہے
مگر اوسکا وارث ۱۴ فروری ۱۸۹۶ء کو آرتھوڈاکس گریک چرچ (کلیسیائی یونانی) میں داخل کیا گیا ہے

آئین حکومت عہدنامہ برلن نے جسپر ۱۳ جولائی ۱۸۷۸ء کو دستخط ہوئے ریاست بلگیریا کو قائم
کیا ہے جسکے دفعہ اول حکم دیا گیا کہ بلگیریا کو ہز امپیریل مجیسٹی سلطان المعظم کی ماتحت
خود حکومت کرنیوالی باجگذار ریاست بنایا جاوے۔ اوسکی حکومت مسیحی ہوگی۔ اور اپنا قومی ملیشیا (لشکر) ہوگی
دفعہ سوم کا حکم یہ ہے۔ بلگیریا کے شہزادہ کو ریاست کی آبادی آزادی کے ساتھ منتخب کریگی۔ اور باجازت
دول باب عالی اوسکو منظور کریگا۔ یورپ کی دول عظام کے حکمران خاندانوں کا کوئی فرد بلگیریا کا شہزادہ
منتخب نہیں ہوسکیگا۔ عہدہ شہزادگی کے خالی ہوتے پر نیا شہزادہ اونہی شرایط اور اونہی قواعد کی پابندی
کے ساتھ منتخب کیا جاویگا۔ ۱۴ جنوری ۱۸۸۶ء کو بلگیریا اور شرقی رومیلیا ایک ہی گورنمنٹ ماتحت کردیئے گئے

---

[1] فروری ۱۸۹۶ء میں باب عالی اور دول عظام نے اس انتخاب کو منظور کرلیا۔ زیادہ تشریح کیلئے دیکھو صفحات دوم کا حاشیہ متعلق
المضمون کے مخالف رکھا ہے باب عالی اور روس نے بھی اپریل ۱۸۹۶ء میں منظور کیا۔

صوبہ مشرقی رومیلیا جو بلگیریا کے ساتھ ملحق ہونے کی تاریخ سے جنوبی بلگیریا بھی کہلاتا ہے۔ بروئے عہدنامہ برلن قایم کیا گیا تھا۔ اور اوس کو انتظامی خودمختاری عطا کر کے سلطان المعظم کے براہ راست پولٹیکل (ملکی) اور جنگی اقتدار میں رہنے دیا گیا تھا۔

دفعہ ۱۷ کے الفاظ یہ ہیں "مشرقی رومیلیا کے گورنر جنرل کو منظوری دول ۵ برسونکی میعاد کے لئے بابعالی نامزد کیا کرے گا"۔ ۱۷ ستمبر ۱۸۸۵ء کو بغاوت ہو کر موجودہ حکومت موقوف کر دیگئی۔ گورنر کو معزول کر کے صوبہ سے نکالدیا گیا۔ اور صوبہ مشرقی رومیلیا کے بلگیریا کے ساتھ ملحق ہوجانیکا اعلان دیدیا گیا۔ اسپر ۱۸۸۵ء کے آخری مہینوں میں عہدنامہ برلن پر دستخط کرنے والی سلطنتوں کے قایممقاموںکی ایک کانفرنس قسطنطنیہ میں منعقد ہوئی۔ اور سلطان المعظم نے بروئے فرمان شاہی مورخہ ۶۔ اپریل ۱۸۸۶ء صوبہ کیحالت میں مندرجہ ذیل تغیرات کو منظور فرمایا:۔

(۱) مشرقی رومیلیا کی حکومت شہزادہ بلگیریا کی تحویل میں کر دی جاوے (۲) قرجالی اور ریچیس (رہوڈوپ) کے اضلاع جنمیں مسلمانونکی آبادی زیادہ ہے بابعالی کو واپس دیدیئے جاویں (۳) ہر دو صوبوں کی بنیادی قانون کو مقامی ضرورتوں اور تقاضائے وقت کے مطابق ترمیم کرنے کی غرض سے پرتالنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیجاوے (۴) وہ کمیشن ساتھ ہی خزانہ عثمانیہ کے اغراض و مفاد پہ بھی غور کرے یعنی کہ بابعالی کو ہر دو صوبوں سے کسقدر رقم بطور خراج اور کسقدر رقم قومی قرضہ کے حصہ رسدی کی بابت وصول ہو (۵) عہدنامہ برلن کی باقی شرائط قایم رہیں۔

شرائط و احکام مندرجہ بالا کے مطابق ایک ترکی بلغاری کمیشن نے صوفیا میں اجلاس منعقد کر کے بنیادی قانون کی ترمیم اور خاصکر محاصل و آمد و برآمد اور خراج کے مسایل کا تصفیہ کرنا شروع کیا۔ مگر اس کمیشن کی کارروائی کا اون اتفاقات نے جن فی ۲۰۔ اگست ۱۸۸۶ء کی رات کو پرنس الگزینڈر کو تخت سے معزول کر دیا۔ اچانک خاتمہ کر دیا۔

یہ صوبہ اوس وقت سے سب حیثیت بلگیریا کا جزو اور صوفیا کی حکومت کے ماتحت ہے۔ فلپ پولی (دار الخلافہ مشرقی رومیلیا) اب فقط ایک ضلع کا صدر مقام ہے۔ اور دونوں صوبوں کا دار الریاست صوفیا ہی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

۱۸۷۹ء کی کانسٹی ٹیوشن اور ۱۸۹۳ء میں جو اوسکی ترمیم ہوئی اوس کے روسے وضع قوانین کا اختیار ایک ہی چیمبر (بیت) کو جو بلگیریا کی نیشنل اسمبلی (مجلس قومی) کہلاتا ہے تفویض کیگئی۔ تمام بالغ مردوں کو اوس کے ممبروں کے انتخاب میں رائے دینے کا حق حاصل ہے۔ اور آبادی کے ہر بیس ہزار آدمیوں کے پیچھے ایک ممبر منتخب ہوتا ہے۔ جو ممبر اوس شہر میں رہائش رکھتے ہوں جہاں اسمبلی اجلاس کرتی ہے اونکو بدوران اجلاس پندرہ فرینک (بارہ شلنگ) یومیہ کے حساب سے اور دوسرے ممبروں کو ۲۰ فرینک (۱۶ شلنگ) یومیہ

اور سفر خرچ ملتا ہے۔ آسمبلی کی میعاد پانچ برس ہے مگر شہزادہ جبوقت چاہے اوسکو توڑ سکتا ہے اور اس صورت میں نیا انتخاب چار مہینوں کے اندر ہو جانا لازمی ہے۔ آسمبلی نے ایک دوسرا چیمبر (سینیٹ) قائم کرنے کی تجویز کو سنہ ۱۸۸۲ء میں منظور کیا۔

عاملانہ اختیار زیر فرمان شہزادہ مندرجہ ذیل آٹھ وزراء کی کونسل کو حاصل ہے۔

(۱) وزیر صیغہ خارجیہ و عبادت عامہ۔
(۲) وزیر صیغہ اندرونی۔
(۳) وزیر تعلیم عام۔
(۴) وزیر مال۔
(۵) وزیر معدلت عامہ۔
(۶) وزیر جنگ۔
(۷) وزیر تجارت و زراعت۔
(۸) وزیر تعمیرات عامہ۔

اسلامی اوقات کی نگرانی و حفاظت، اور حساب کتاب کی پڑتال عثمانیہ کمشنر کے متعلق ہو۔ جو بابعالی کیطرف سے صوفیا میں رہتا ہے۔ اوسکی اصل پوزیشن ان رزیڈینٹوں کے مشابہ ہے۔ جو ہندستان کی دیسی ریاستوں میں سرکار برطانیہ کی طرف سے مامور رہتے ہیں۔ (انڈ اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء)

رقبہ و آبادی بلگیریا خاص کی ریاست کا رقبہ اندازاً ۲۴۳۰۰ انگریزی مربع میل اور جنوبی بلگیریا (یعنی مشرقی رومیلیا) کا ۱۳۵۰۰[1] مربع میل ہے یکم جنوری سنہ ۱۸۹۳ء کو جو مردم شماری کیگئی اوسمیں کل ریاست کی آبادی ۳۳۰۹۸۱۶[2] متحقق ہوئی جنمیں سے ۹۹۲۳۸۶ مشرقی رومیلیا کی آبادی تھی۔ بلگیریا کی از سرنو ترتیب ہوکر اوسکو ۲۲[3] ضلعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جنمیں سے چھ مشرقی رومیلیا کے ہیں۔ سنہ ۱۸۹۳ء کی کل آبادی میں سے ۲۵۰۴۳۳۶ کس بلغر۔ ۵۶۵۷۲۸ ترک ۶۰۰۱۸ یونانی۔ ۵۴۵۱۷ جپسی۔ ۲۷۵۳۱ یہودی۔ ۳۶۲۰ جرمنی اور ۱۳۰۷۹ روسی تھے۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کی مردم شماری کی قوموار تفصیل یہ ہے: بلغر ۲۸۸۷۶۸۴۔ ترک ۵۳۰۲۷۵۔ رومانوی ۷۱۰۴۳۔ یونانی ۶۸۴۵۷۔ جپسی ۸۹۰۸۳۔ یہودی ۳۳۶۶۵۔ جرمن ۳۴۹۱۔ روسی ۱۰۲۰۔ دیگر اقوام ۵۸۹۱۴۔ مذہب وار تفصیل یہ تھی:-

۲۶۰۵۹۰۵ کس آرتھوڈاکس گریک چرچ جو سرکاری مذہب ہے۔ ۶۴۳۲۴۲ مسلمان ۲۲۶۱۷ رومن کیتھولک

---

[1] اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء میں ۱۳۷۰۰ مربع میل درج ہیں ✤

[2] بروئے مردم شماری دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء ۳۷۴۴۲۸۳ کی آبادی پائی گئی جسمیں ۱۰۹۹۸۴۴ مشرقی رومیلیا کی ہے ✤

[3] جدید ترتیب میں صرف ۱۲ ضلعے رکھے گئے ہیں جنمیں تین مشرقی رومیلیا کے ہیں ✤

سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی مذہب وار تفصیل یہ ہے۔ گریک چرچ ۳۰۲۰۸۴۰ - مسلمان ۶۴۳۲۵۸
یہودی ۳۳۶۷۱ - کیتھولک ۲۸۰۰۰ - آرمن کلیسا ۱۳۷۹۶ - پروٹسٹنٹ ۴۵۲۴ - مسلمان زیادہ تر شمالی
اور مشرقی اضلاع میں آباد ہیں۔ انکی مردم شماری اسلئے نہیں بڑھی۔ کہ ہر سال ہزارہا ریاست سے ترکی علاقوں
کو ہجرت کرتے رہتے ہیں۔ ریاست کا موجودہ صدر مقام صوفیا ہے۔ اوسکی آبادی ۴۷ ہزار ہے۔ موجودہ آبادی ۶۸ ہزار ہے۔
دوسرے بڑے بڑے شہر یہ ہیں۔ فلپ پولی (روم ایلیا کا صدر مقام) آبادی ۳۳۰۳۲ - وارنا آبادی ۲۸۱۷۴
شوملا ۲۳۵۶۷ - رسچک ۲۸۱۲۱ - سلیونو ۲۰۳۲۱ - ستارا زاگورا ۱۶۰۳۹ - تاتار بازار جیک ۱۵۶۵۹ -
سمتوو ۱۳۴۸۲ - پلیونا ۱۴۳۰۷ - سلستریا ۱۱۴۱۴ - ترنوو (بلگیریا کا قدیم صدر مقام) ۱۱۳۱۴ - ویڈن ۱۴۷۷۲ -
بروئے مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء بڑے شہروں کی آبادی یہ ہے۔ فلپ پولی ۴۲۸۴۹ - رسچک ۳۲۶۶۱ -
وارنا ۳۳۴۴۳ - شوملا ۲۳۹۲۸ - سلیونیہ ۲۴۵۴۸ - پلیونا ۱۸۷۰۹ - نکاح و اموات و پیدائش
کا پنجسالہ نقشہ حسب ذیل ہے :-

سال	شادیاں	پیدائش	مردہ پیدا ہونیوالے بچے	اموات	اضافہ پیدائش
سنہ ۱۸۹۸ء	۲۸۴۳۳	۱۴۱۰۶۴	۸۹۰	۸۲۷۲۵	۵۸۳۲۱
سنہ ۱۸۹۹ء	۳۲۰۲۷	۱۴۹۰۰۶	۸۳۴	۹۰۳۲۴	۵۸۶۸۲
سنہ ۱۹۰۰ء	۳۰۶۶۱	۱۵۷۷۹۴	۰	۸۳۶۶۷	۷۴۱۲۷
سنہ ۱۹۰۱ء	۳۲۸۱۳	۱۴۲۲۵۹	۰	۸۷۲۳۲	۵۲۰۲۷
سنہ ۱۹۰۲ء	۳۶۰۴۱	۱۴۹۵۴۲	۰	۹۱۰۹۳	۵۸۴۴۹

بلغاری آرتھوڈکس گریک چرچ کے تابع ہیں مگر سنہ ۱۸۷۰ء میں انکی درخواست پر باب العالی نے انکو یونانی
بطریق کی ماتحتی سے نکالکر اپنا ایک جداگانہ چرچ یا کلب قایم کرنے کی اجازت دیدی۔ اس کلیسا کا انتظام
بشپوں کی ایک جماعت کے سپرد ہے۔ اور اوسکا اعلی مقتدا "اگسارک" قسطنطنیہ میں رہتا ہے۔ "اگسارک" کو جماعت
بشپائی منتخب کرتی ہے۔ مگر جبتک سلطان المعظم اس انتخاب کو پسند و منظور نہ فرمالیں وہ پختہ نہیں ہوتا۔
بلگیریا میں جسقدر پادری مقرر ہوتی ہیں انکو بمشورہ مجلس اگسارک ہی نامزد کرتا ہے۔ مگر ہر نامزدگی کے لئے
بلغاری حکومت کی پسندیدگی لازمی ہے۔ بلغاری کلیسا اور دیگر عیسائی فرقوں کے پادریوں کو سرکاری
خزانہ سے تنخواہ ملتی ہے جسکے علاوہ انکو شادی بیاہ اور موت پیدائش پر بھی نذرانے ملتے رہتے ہیں۔
(مسلمان علما کے لئے حالانکہ مسلمان ۷/۱ کے قریب آباد ہیں اور ریاست ایک اسلامی سلطنت کے تابع
ہے خزانہ سے کوئی گذارہ نہیں ملتا۔ مؤلف)

آبادی کا حصہ کثیر زراعت اور انہوں بوڑھوں اور بچوں کی پیداوار پر گذر کرتا ہے۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں ۴۴۱۶۳ شادیاں ہوئیں

۴۳۴۱۳۰ پیدا ہوا اور ۰۰۱۳۱۹ فوت ہوئے یعنی پیدائش بہ نسبت اموات ۳۳۰۴۴ زیادہ رہی +

تعلیم سنہ ۱۸۹۰ء میں بلگیریا میں ۳۸۱۴ ابتدائی مکاتب تھے جنمیں ۱۷۷۰۹۴ لڑکے اور ۴۳۴۰۶ لڑکیاں زیر تعلیم تھیں۔ سکول جانے کی عمر کے لڑکوں کی تعداد ۲۷۵۰۵۶ اور لڑکیوں کی ۲۶۱۹۶۸ ہے۔ تعلیم کے سررشتہ کو سرکاری خزانے سے ۴ لاکھ لیو (لیو = ۱ فرانک = ۹ پنس) یعنی شلنگ سکہ کی امداد سالانہ ملتی ہے تعلیم مفت ملتی ہے اور بظاہر چار برس کی میعاد کی تعلیم لازمی ہے۔ آبادی کا تقریباً ۱۸ فیصدی حصہ لکھ یا پڑھ نہیں سکتا۔

صوفیا میں یونیورسٹی ہے۔ اور بڑے بڑے شہروں میں اعلیٰ مدارس کے ساتھ ورزش گاہیں بھی ہیں جنمیں سے چار لڑکیوں کے لیے ہیں کچھ ادنیٰ درجہ کے درمیانی مدارس بھی ہیں۔ صوفیا میں ایک پبلک لائبریری (کتب خانہ عام) بھی ہے جہاں کوئی فیس نہیں لیجاتی +

(اناڈیٹش سنہ ۱۹۰۶ء) صوفیا میں ایک یونیورسٹی یا اعلیٰ دار العلوم ہے جسمیں تاریخ و فلالوجی (علم السنہ) طبعیات و ریاضی۔ اور قانون۔ تین مضامین کی تعلیم ہوتی ہے۔ سال سنہ ۱۹۰۱ء میں وہاں ۹۳۵ طلبا زیر تعلیم تھے اور ۴۳ پروفیسر اور لکچرار تھے سال سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء میں حسب ذیل مدارس تھے۔ دیگر مدارس کی مد میں ترکی۔ یونانی۔ یہودی۔ امریکن اور فرنچ مدارس شامل ہیں۔

قسم مدرسہ	تعداد مدارس	مدرس		شاگرد	
		مرد	عورتیں	لڑکے	لڑکیاں
اعلیٰ مدارس	۱۶	۸۴۴	۱۳۱	۰۴۴۷	۵۱۱۹
ادنیٰ مڈل اسکول	۱۶۳	۳۹۳	۱۹۳	۱۲۰۴۶	۵۶۸۴
صنعتی و حرفتی	۳۸	۲۱۷	۳۶	۳۵۱۹	۱۰۷۲
دیگر مدارس	۹۶	۱۰۳	۴۱	۳۱۳۶	۸۱۱

سنہ ۱۸۹۶ء میں ۴۸۵۹ ابتدائی مکتب تھے جنمیں ۵۰۰۰ استاد اور ۲۲۰۷۶ استانیاں [illegible] ۲۵۴۸۹۷ متعلم تھے۔ ۲۳۳۰۴۳ لڑکے اور ۱۱۲۸۹۶۴ لڑکیاں۔

سرکاری خزانہ سے تعلیم کا نصف خرچ دیا جاتا ہے یعنی ابتدائی مدارس کے کل خرچ کا ½ حصہ اور اعلیٰ مدارس کے کل خرچ کا کچھ حصہ باقی خرچ مقامات میں میونسپلٹیاں دیتی ہیں اور دیہات میں دیہی مجالس تعلیم کے لیے کچھ فیس نہیں لیجاتی۔ اور قانوناً والدین پر ہر بچہ کو ۸ سے ۱۲ سال کی عمر کے درمیان چار سال کے لیے تعلیم دلانا لازمی ہے۔ مگر ابھی اس قانون کی پوری تعمیل نہیں ہوتی۔ اور اعلیٰ مدارس میں متمول والدین سے فی بچہ ۳۰ فرانک (۲۴ شلنگ) یا [illegible] سالانہ فیس بھی لیجاتی ہے۔ صوفیا۔ فلپ۔

یونی۔ ریجک اور دارنا میں عوام الناس کیے فایدے کیلئے کتب خانے بھی کھل چکے ہیں*

مالی حالت

۱۹۰۵ء کے بجٹ کے تخمینہ یہ تھے۔ آمدنی ۹۸۴۹۴۲۵ لیو خرچ ۹۸۴۳۰۹۶۶ لیو۔ آمدنی کی بڑی مدات یہ تھیں۔ محاصل اراضی یعنی محصول آبکاری چنگی اسٹامپ وغیرہ یعنی ایسے محصول جنکا بوجھہ رعایا پر براہ راست نہیں پڑتا ہے) ۳۲۰۰۰۵۰۳ لیو۔ محاصل بلاواسطہ یا مالگذاری اور اسی قسم کے دیگر ٹیکس و محصول جنکا بوجھہ رعایا پر براہ راست پڑتا ہے) ۱۷۴۵۰۰۰ لیو۔ خرچ کی بڑی مدیں یہ تھیں محکمہ قرضہ قومی ۲۲۴۰۴۲ ۱۹ لیو محکمہ مال ۵۵ ۴۰۴۸۵ ۲ لیو۔ محکمہ وزیر اندرونی ۹۶۰۲۰۸ ۷ یتعلیم عامہ ۹۲۳۴۹۸۴۴ صیغہ جنگ ۲۲۴۷۴۷۰۸ لیو۔ قرضہ قومی ایک کروڑ لیو ہے۔

اور اس کے علاوہ دیگر قرضے یہ ہیں:۔

چار کروڑ ساٹھ لاکھ لیو جو دارنا۔ ریجک ریلوے کے خریدنے کے لئے ۱۸۸۹ء میں لیا گیا تین کروڑ لیو کا قرضہ جو ۱۸۸۹ء میں لیا گیا۔ اور چودہ کروڑ ۲۰ لاکھ لیو کا قرضہ جو ۱۸۹۲ء میں جاری کیا گیا۔ مگر اسمیں سے ابھی تک صرف سات کروڑ بیس لاکھ لیو حاصل ہوتے ہیں:۔

سالانہ خراج اور ترکی قومی قرضہ کے اوس حصہ رسدی کے متعلق جو بلگیریا کو ادا کرنا چاہئے۔ عہدنامہ برلن میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ دستخط کنندہ سلطنتیں دونوں رقموں کی مقدار باہمی قرارداد سے معین کرینگی مگر اب تک کوئی رقم معین نہیں کیگئی*

بلگیریا کی پنجسالہ آمدنی و خرچ کا نقشہ حسب ذیل ہے جو لیو ا میں دکھایا گیا ہے۔ ۲۵ لیو یا فرانک مساوی ہیں ایک پونڈ یا ۱۵ روپیہ کے*

	۱۹۰۱	۱۹۰۲	۱۹۰۳	۱۹۰۴	۱۹۰۵
آمدنی	لیوا ۹۵۲۸۶۹۰۰	۹۵۹۵۵۴۰۰	۹۸۰۱۶۹۰۰	۱۰۶۱۴۴۴۰۰	۱۱۱۵۷۰۰۰۰
خرچ	۹۵۳۲۲۵۳۵	۹۸۸۹۸۳۳۶	۹۶۷۵۲۹۱۰	۱۰۶۱۴۹۴۰۰	۱۱۵۵۴۴۵۶

۱۹۰۵ء کی آمدنی کی بڑی مدیں یہ ہیں۔ محاصل بلاواسطہ چار کروڑ لیو۔ محاصل بالواسطہ ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ لیو اور خرچ کی بڑی مدیں یہ ہیں:۔ قومی قرضہ کا سود وغیرہ ۳ کروڑ ۱۳ لاکھ جنگی صیغہ ۲ کروڑ ۶۵ لاکھ صیغہ داخلیہ ۷۳ لاکھ تعلیم ایک کروڑ ۱۲ ہزار صیغہ تعمیرات ایک کروڑ ۴۸ لاکھ*

۱۹۰۴ء میں بلگیریا کے ذمہ ۴۹ کروڑ ۴۰ لاکھ لیو قرضہ تھا جس کے علاوہ اوسے مشرقی رومیلیا کی بابت ترکی کو ۲۹ لاکھ ۱۵ ہزار لیو خراج ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس سالانہ خراج کا اگر بحساب ۴ فیصدی سالانہ سود سرمایہ محسوب کیا جائے تو سوا سات کروڑ لیو کی رقم قرض کی میزان میں بڑھ جاتی ہے۔ مندرجہ بالا قرضہ کی تفصیل یہ ہے

مشرقی رومیلیا کے قبضہ کی بابت (علاوہ سالانہ خراج مقررہ) بلگیریا کے ذمہ جو کچھ قومی قرضہ کا حصہ ڈالا گیا تھا۔ اوسکا بقایا ۲۹ لاکھ ۱۰ ہزار ۲۰۹ لیوا۔ سنہ ۱۸۸۸ء میں ۶ فیصدی سود پر قرض لیا ۳ کروڑ ۶۲ لاکھ ۲ ہزار لیوا۔ سنہ ۱۸۸۹ء کا قرضہ اوسی سود پر ۳ کروڑ ۳۵ لاکھ ۶۵ ہزار۔ سنہ ۱۸۹۲ء کا قرضہ اسی شرح پر دس کروڑ ۴۷ لاکھ ۴۹ ہزار۔ سنہ ۱۹۰۲ء کا قرضہ ۵ فیصدی سود پر دس کروڑ ۷۰ لاکھ ۵۵ ہزار۔ سرکاری کرنسی نوٹ ۳۰۰۸۶۴۴۹۸۔ خزانہ کی عارضی دستاویزات ۷۱۹۲۱۱۳۔

حفاظت بلگیریا کی شمالی سرحد پر دریائے ڈنیوب ہے۔ جو سوائے مشرق یعنی صوبہ ڈوبرڈشا کی سرحد کے بلگیریا کو رومینیا سے جدا کرتا ہے۔ اس سرحد پر وڈین، رسچک اور سلسٹریا تین مشہور جنگی قلعے ہیں ورنا کا قلعہ بحیرہ اسود پر ہے۔ اور قلعہ شوملا بجانب غرب اندرون ملک میں بلگیریا کی غرب وجنوب میں ترکی خاص واقعہ ہے۔

فوجی خدمت لازمی ہے۔ سنہ ۱۸۸۵ء کی بغاوت فلپ پولی کے وقت سے مشرقی رومیلیا کی فوجیں بھی بلگیریا کی فوج میں شامل ہو گئی ہیں۔ اسوقت کل فوجی طاقت حسب ذیل ہے:-

۲۴ رجمنٹیں فوج پیدل کی۔ ہر رجمنٹ تین بلٹنونکی۔ دو بلٹن صف آرا اور ایک بلٹن ڈپو وذخیرہ کا کام دینے والی۔ ۴ رجمنٹیں فوج سواران کی شہزادہ کا ذاتی باڈی گارڈ سوارونکا۔ ۶ رجمنٹیں توپخانہ کی۔ ہر رجمنٹ میں چار میدانی باتریاں اور ہر باتری میں بوقت صلح چار توپیں۔ اور ایک سو بیس آدمی اور بوقت جنگ آٹھ توپیں۔ دو ڈیپو (گودام۔ ذخیرے) توپخانے کے اور ایک باتری قلعہ شکن توپونکی۔ ایک رجمنٹ انجنیروں کی جسمیں تین بلٹنیں ہیں۔ اور ایک کمپنی قواعد سکھلانے والونکی۔ بوقت صلح چھ رجمنٹیں توپخانہ میدانی کی ہر رجمنٹ میں ۶ باتریاں اور فی باتری چار توپیں اور ایک ڈویژن (دستہ) پہاڑی توپ خانہ کا چھ ریزرو رجمنٹیں یعنی بوقت صلح ۱۴۴ میدانی توپونکی ۳۶ باتریاں اور بارہ کوہی توپوں کے چھ ڈویژن۔ اور بوقت جنگ چھ رجمنٹیں چھ چھ باتریونکی۔ فی باتری ۸ میدانی توپیں۔ جملہ ۲۸۸ میدانی توپیں اور چھ کوہی باتریاں چھ چھ توپونکی یعنی جملہ ۳۶ کوہی توپیں۔ فوج تین ڈویژنوں پر منقسم ہے۔ ہر ایک ڈویژن میں دو بریگیڈ ہیں۔ پیدل فوج "منلیچر" "سٹینگ رائفل" سے مسلح ہے۔ بلگیریا کے پاس جہاز مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) شہزادہ کی تفریحی کشتی موسومہ "الیگزینڈر اول" وزنی ۸ سو ٹن (۲) دخانی جہاز موسومہ "آجن" وزنی چار ٹن (۳) دخانی جہاز موسومہ "کرم" وزنی ۱۶۵ ٹن (۴) دخانی جہاز موسومہ "سیمون ولیکی" وزنی چھ سو ٹن۔ انکے علاوہ سات بہت ہی چھوٹی چھوٹی دخانی کشتیاں ہیں اور دریائے ڈنیوب کی حفاظت کیلئے دو زرہ پوش اگنبوٹ ہیں۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) بلگیریا کی افواج یکم جنوری سنہ ۱۹۰۴ء کے قانون کے رو سے از سر نو مرتب کیگئی ہیں اس کے رو سے تمام صحیح الجسم مرد جنکی عمر ۲۰ اور ۴۶ برس کے درمیان ہے بشمول ہردو سنین فوج میں

شامل کر لئے گئے ہیں۔ اور دو اقسام پر منقسم کئے گئی ہیں۔ اول فوج نظام معہ ریزرو۔ دوم قومی ملیشیا جسکی صنف اول میں فوج پیدل کی صورت میں ۴۳ تا ۴۴ سال کی عمر والے اور دیگر اقسام فوج کی صورت میں ۲۰ تا ۴۴ سال والے داخل ہیں۔ اور صنف دوم میں باقی دو سال گذارنے پڑتے ہیں۔ یعنی ۴۵ و ۴۶ سال عمر والے داخل ہیں۔ جنگ کے وقت صنف دوم کے سوا باقی تمام سپاہ سے ریاست کی حدود سے باہر بھی کام لیا جا سکتا ہے۔ فوج نظام کی پیدل میں دو سال اور باقی اقسام میں تین سال خدمت کرنی پڑتی ہے۔ ریزرو فوج کے سپاہی ہر سال تین ہفتوں کے لئے قواعد سیکھنے کیواسطے اور علاوہ بریں بشرط ضرورت معمولی جنگی قواعد کیواسطے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ اور دونوں اصناف کے نن کمیشنڈ افسر ہر سال خاص تعلیم و تربیت کی غرض سے ایکماہ کے لئے بلائے جا سکتے ہیں۔ چند مستثنیات و شرائط کے ساتھ فوجی خدمت ہر مرد پر لازمی ہے۔ جو اشخاص کچھ بھی جسمی نقص رکھتے ہوں وہ دس سال کے لئے حسب حیثیت دس سے ہزار فرانک سالانہ کا خاص ٹیکس ادا کرنے سے بری الخدمت ہو سکتے ہیں معلموں کو صرف ایک سال فوجی خدمت ادا کرنی لازم ہے۔ اور جو اشخاص بعض معین سندات اور ڈپلومے حاصل کر لیں انکو بھی فقط ایک سال خدمت دینی پڑتی ہے جبکہ وہ فوجی امتحان پاس کر لینے پر افسروں کے ریزرو حصہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مسیحی مذہبی تعلیم پانیوالے طلبا جبتک پادری کا عہدہ پا سکنے کی عمر تک پہونچیں۔ فوجی خدمت سے بری ہوتے ہیں۔ جن خاندانوں کے افراد ستر سال کی عمر سے زیادہ یا نابالغ ہوں۔ اور معاش کے لئے دوسروں کی کمائی پر انکا دارومدار ہو۔ انکی قریبی الجثہ رشتہ داروں کو فوج نظام میں صرف دو ماہ خدمت دینی پڑتی ہے۔ اور وہ بھی صرف بحالت امن مسلمان باشندے سالانہ ٹیکس ادا کر کے بری الخدمت ہو سکتے ہیں۔ فوج نظام اور ردیف ملیشیا فوج کے مستقل سپاہی بحالت امن کل مرد باشندوں کا ایک فیصدی رکھا جاتا ہے۔ رنگروٹ بھرتی کرنے کے قرعہ میں جنکو سب سے زیادہ نمبر ملیں وہ سالانہ ٹیکس ادا کرنے سے بری الخدمت ہو سکتے ہیں۔ جن باشندوں کے ملکی و شہری حقوق سلب ہو چکے ہوں یعنی اشتہاری مجرم و مفرور ہوں۔ وہ فوجی خدمت سے بھی خارج سمجھے جاتے ہیں۔ جو لوگ بطوع و رغبت بطور والنٹیر بھرتی ہوں ان سے باجہ نوازی ملاحی یا کوچی اور غیر جنگی قومی کام چار سال کے لئے لیا جاتا ہے۔

وزارت جنگ میں وزیر جنگ کے تابع یہ محکمے ہیں۔ جنرل اسٹاف۔ انتظامی صیغہ۔ فوجی عدالت۔ محکمہ مقدمات۔ کیولری انسپکشن۔ آرٹلری انسپکشن اور ملٹری کونسل انمیں سے ہر صیغہ وزیر کے ماتحت اپنے جداگانہ فرائض و سررشتہ رکھتا ہے۔ وزیر قانونا فوجی افسر ہوتا ہے۔ اور والی کی عدم موجودگی میں تمام افواج کا اعلیٰ کمانڈر و افسر وہی ہوتا ہے۔ ۱۹۱۰ء میں فوج پر ۱۰۵۰۳۴۸ پونڈ خرچ ہوئے۔ ہر سال تقریباً ۴۰ ہزار افراد پر فوجی خدمت لازمی ہوتی ہے جنمیں سے اندازاً ۲۰ ہزار شخص بطور رنگروٹ لئے جاتے ہیں۔

بحالت امن بلغاریہ کی فوج شمار میں ۵۰ ہزار کے قریب ہوتی ہے بہ تفصیل ذیل:-

اول۔ کیوالری (سوار) (۱) باڈی گارڈ رجمنٹیں چار مع صدر مقام صوفیا۔ دوم۔ فلپ پولی و یمبولی۔ (۲) چھ ڈویژنل رسالے جنمیں سے ایک ایک پہلی چھ انفنٹری ڈویژنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

دوم۔ آرٹلری۔ (توپخانہ) (۱) میدانی۔ نو رجمنٹیں۔ تین تین کے مجمع میں۔ فی رجمنٹ تین باتریاں ایک ایک رجمنٹ ہر انفنٹری ڈویژن کے ساتھ رہتی ہے۔ (۲) قلاعی۔ تین بٹالینیں (صوفیا۔ شوملا۔ اور ویدن میں) فی بٹالین تین کمپنیاں۔

سوم۔ انجینیر۔ (۱) نو بٹالین عام انجینیرنگ کی۔ ہر بٹالین میں دو کمپنیاں پاؤنیرز کی اور نصف کمپنی ٹیکنیکل (کاریگروں) کی ہے۔ ہر انفنٹری ڈویژن کے ساتھ ایک ایک بٹالین رہتی ہے (۲) ایک ریلوے بٹالین دو کمپنیوں کی۔ (۳) ایک کمپنی پل بنانے والوں کی۔

چہارم۔ انفنٹری (پیدل) کل نو ڈویژن۔ فی ڈویژن دو بریگیڈ۔ فی بریگیڈ دو رجمنٹیں۔ فی رجمنٹ دو بٹالینیں۔ ان ڈویژنوں کے صدر مقام حسب ذیل ہیں:۔ صوفیا۔ فلپ پولی۔ یامبولی۔ شوملا۔ رسچک۔ والرا۔ ورتیرا۔ سٹارا زاگورا۔ پلیونا۔

پنجم۔ ٹرین (بار برداری کا انتظام) ہر ڈویژن کے ساتھ ایک ایک ٹرین کمپنی ہے۔ ہر کمپنی پیدل کے ساتھ کم از کم ایک گاڑی بہم پہنچانا ان ٹرین کمپنیوں کا فرض ہے۔

ششم۔ فوجی مدارس وغیرہ۔ ایک ملٹری کالج اعلیٰ فوجی تعلیم کے لئے۔ ایک کیڈٹ سکول ادنیٰ افسروں کے لئے ایک سکول نان کمیشنڈ افسروں کے لئے جو ریزرو فوج کی افسری کے لئے خواہاں ہوں۔ تین تعلیمی بٹالینیں نان کمیشنڈ افسروں کی اعلیٰ عملی تعلیم و تربیت کے لئے۔ میگزین اسلحہ۔ ایک کارتوس بنانے کا محکمہ۔ ایک فوجی کارخانہ جو افسر جنرل اسٹاف کی اسامیوں کے متمنی ہوں۔ وہ تعلیم کی تکمیل عموماً سینٹ پیٹرزبرگ۔ پیرس اور ٹیورن کی فوجی یونیورسٹیوں میں جاکر کرتے ہیں۔ تقریباً ہر قسم کا جنگی سامان ممالک غیر سے خریدا جاتا ہے صوفیا کے متذکرہ بالا کارخانہ میں صرف چند ایک اشیاء تیار ہوتی ہیں۔

اقسام اسلحہ۔ پیدل فوج یعنی لیبل میگزین رائفل سے جو سنہ ۱۸۸۸ء و سنہ ۱۸۹۵ء کے نمونہ کی ہیں مسلح ہے۔ توپخانہ میدانی میں انہی سالوں کے نمونہ کی کروپ توپیں فولادی ۷ ۱/۲ سنٹی میٹر قطر کی ہیں۔ کوہی توپخانہ میں ۷ ۱/۲ سنٹی میٹر قطر کی کروپ توپیں ہیں۔ وزنی توپخانہ میں کینٹ ساخت کے ۱۲ سنٹی میٹر قطر کے غبارہ شکن ملتون ہیں ۱۵ سنٹی میٹر کی کینٹ اور کروپ دیگر اقسام ہیں سوار اور پیدل لیبر کارپین سوار انجینیر بٹالین رائفل سے مسلح ہیں (میدانی توپخانہ میں سنہ ۱۹۰۳ء میں بزمانہ شورش مقدونیہ بلگیریا نے کئی جلد چلنے والی باتریاں

ایزاد کیں۔ ٹرکی نے زیادہ تر اسی کے جواب میں تقریباً ۳۲ باتریاں اپنی توپوں کی اک زمانہ میں کرپ سے تیار کرائی تھیں۔ مؤلف)

بوقت جنگ بلگیریا کی فوجکی جمعیت تین لاکھ ۲۰ ہزار کی ہوسکتی ہے۔ جسمیں سے دو لاکھ ۸۸ ہزار آدمی انفنٹری کی ۳۶ رجمنٹوں میں ہونگے جو بڑھا کر ۷۲ رجمنٹیں (فی رجمنٹ چار بلٹن) ہوجائیں گی۔ مگر ان سب بلٹنوں کیلئے ابھی مطلوبہ تعداد افسروں کے بہم پہونچانے کا انتظام نہیں ہوسکا۔ باربرداری کے بیلوں کے چھکڑے رعایا سے لئے جائیں گے۔ اور ملک کا ہر ڈاکٹر، سرجن، سلوتری اور دواساز جنگ کے موقعہ پر فوجکی خدمت پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ دیسی گھوڑے اچھے نہیں وہ کیولری کیلئے عموماً ہنگری سے اور توپخانہ کیلئے روس سے خریدے جاتے ہیں۔

فوجی ترتیب اوسی طرز پر ہے۔ رائفلی نشانہ بازی کی باحتیاط مشق کرائی جاتی ہے۔ فرنچ طرز کا بھی کہیں کہیں کچھ اثر دکھائی دیجاتا ہے۔ مختلف سرحدی اہم ناکوں پر عارضی اور بعض جگہ مستقل مورچے اور قلعے بنائے جارہے ہیں۔ وارنا اور برغاس کو سمندر کیطرف سے محفوظ کرنے کے لئے بحری قلعے بھی بنانے کا قصد ہورہا ہے۔

بلگیریا کی بحری طاقت حسب ذیل ہے:- (۱) پرنس کی نقرئی کشتی گرم وزنی ۸ سو ٹن (۲) اسٹیمر الکند اول وزنی ۸ سو ٹن (۳) ویلیکی (۶ سو ٹن) (۴) آسن (چار سو ٹن) علاوہ بریں سات اور بہت چھوٹے چھوٹے سٹیمر ہیں اور کچھ بن رہے ہیں (۵) ایک تارپیڈو گنبوٹ موسومہ ندیدہ (۷۱۵ ٹن) جو فروری ۱۸۹۸ء میں تیار ہوا تھا۔ وارنا میں دو تارپیڈو کشتیاں اسوقت فرانس میں بن رہی ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں بحری صیغہ پہلی مرتبہ قایم ہوا اور ایک امیر البحر مقرر کیا گیا۔

پیداوار اور صنعت و حرفت سب سے بڑی زراعتی پیداوار گندم ہے جو بمقدار کثیر باہر بھیجی جاتی ہے شراب۔ تمباکو اور ریشم بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور عطر گلاب بکثرت تیار کیا جاتا ہے۔ ۱۸۹۲ء میں ۵۳۵۹۹۰۰ ایکڑ اراضی تردد کی ۷۷۰۶۰۰۱ ایکڑ چراگاہ ۲۳۷۱۲۰ ایکڑ انگورستان ۱۱۱۲۰ ایکڑ باغ وغیرہ اور ۳۲۹۱۱۰ ایکڑ جنگلات اور لکڑی کے ذخیرے تھے کل مزروعہ رقبہ ۹۷۷۰۰۰ ایکڑ غیر مزروعہ مگر قابل زراعت (ممکن) رقبہ ۱۳۶۵۱۳۰۰ ایکڑ اور ناقابل زراعت (غیر ممکن) ۱۰۹۹۱۵۰ ایکڑ ہے۔ مالکان اراضی کی تعداد تقریباً چار لاکھ ہے۔ اور غیر مالک دیہقانی آبادی شمار میں تقریباً ۲۳۲۹۹۰۰ ہے۔ ۱۸۹۲ء میں بلگیریا میں ستر لاکھ ساٹھ ہزار تین سو بھیڑیں۔ ۱۴ لاکھ ۵۳ ہزار ۵ سو بکریاں اور چار لاکھ ۱۴ ہزار سور تھے۔

(انتاڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) زمین کی مالک عموماً سرکار ہی مگر قابض اور اوس کے ورثا دوامی دخیل سمجھے جاتے ہیں۔ اور سرکار اون سے صرف عشر کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اب تک مال اراضی یعنی عشر زیادہ تر جنس میں ہی ادا کیا جاتا ہے۔ چراگاہ اور جنگل پر کچھ سرکاری محاصل نہیں۔ وہ بطور شاملات دیہات کی دوامی قبضہ میں ہیں اور باشندوں کو چرائی اور لکڑی کاٹنے کا حق حاصل ہے۔ آبادی کا ⅘ حصہ زراعت پیشہ ہے بلگیریا کا کل رقبہ ۹۵۵۰۴۷۰۰ ہیکٹیر ہے۔ انمیں سے ۲۵۴۰۴۰۱۰ زیر کاشت ہے اور ۳۰۴۱۱۲۶ چراگاہ اور جنگل ہیں۔ اراضی عموماً چھوٹے چھوٹے کھیتوں میں منقسم ہے جو ایک سو چالیس ایکڑ تک بالعموم ہیں۔ گندم۔ تمباکو اور انگور کی عام کاشت ہے۔ اور گلاب وعطر گلاب کی تو بلگیریا سب سے بڑی منڈی ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۶۷۷۶ کیلوگرام اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۶۲۱۰ کیلوگرام عطر ممالک غیر کو گیا۔ مگر وہ قابض نہ تھا بلکہ عموماً آمیزش کر کے بھیجا جاتا ہے۔ کپاس کی کاشت کو رائج کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں ۷۰۳۸۵۰۱ بھیڑیں۔ ۵۱۹۰۰۴ بکریاں۔ ۷۷۰۵۰۴ شاخدار مویشی۔ ۷۵۵۰۳۶۴ خنزیر۔ ۴۹۴۵۵۷ گھوڑے ۷۰۹۸ اگدہے۔ اور ۸۸۸۹ خچر ملک میں تھے۔

معادن قانوناً سرکاری مالک سمجھی جاتی ہیں۔ پرنک کی معدن کوئلہ سے سالانہ سوا لاکھ ٹن کوئلہ نکلتا ہے۔ باقی ضلع ٹرنا میں بھی عمدہ کوئلہ پایا گیا ہے۔ دس لاکھ کعب میٹر عمارتی پتھر ہر سال کانوں سے نکلتا ہے۔ لوہا۔ سونا۔ چاندی۔ سیسہ وغیرہ دھاتوں کی بھی کانیں موجود ہیں۔ برغاس کی معدن نمک سے سنہ ۱۸۹۶ء میں بارہ ہزار ٹن نمک حاصل ہوا۔ سوتی و اونی پارچات۔ رسن سازی۔ اور سگریٹوں کے بہت کارخانے ہیں۔ روغنی انیٹیں اور کھپریلیں بنانے و دستہ سازی کے کارخانوں کے علاوہ دباغت اور کشید شراب کے بھی کارخانے بکثرت ہیں۔

ریاست کی بڑی معدنی پیداوار لوہا اور کوئلہ ہیں۔ برغاس کی متصلہ نمکین جھیلوں سے سنہ ۱۸۹۱ء میں ۲۵ ہزار ٹن نمک حاصل ہوا۔ تقریباً بیس اونی کارخانے جاری ہیں۔

تجارت تجارت کی بڑی جنس گندم ہے۔ دوسری اجناس جو باہر جاتی ہیں یہ ہیں۔ اون چربی مکھن۔ پنیر۔ کھالیں۔ رسن اور لکڑی۔

درآمد زیادہ تر پارچات۔ لوہا اور کوئلہ کی ہے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں کل ریاست میں ۹ کروڑ ۸ لاکھ ۶۷ ہزار ۹ سو لیو کا مال باہر سے آیا۔ اور نو کروڑ ۴ لاکھ ۳۲ ہزار ۳ سو ۵ لیو کا باہر گیا۔

مندرجہ ذیل جدول سے سنہ ۱۸۹۴ء میں مختلف ممالک سے جو تجارت ہوئی اوس کی مقدار معلوم ہو جاوے گی:۔

نام ملک	مالیت مال تجارتی جو وہاں سے آیا	مال جو وہاں گیا	نام ملک	مالیت مال تجارتی جو وہاں سے آیا	مال جو وہاں گیا
سلطنت متحدہ	لیو ۲۰۱۷۳۲۳۶	لیو ۱۲۳۰۲۷۹۵	بلجیم	لیو ۱۷۱۱۰۸۰	لیو ۳۲۵۲۲۰۹
آسٹریا	۳۵۱۰۵۷۸۵	۲۸۸۱۹۰۲	سوٹزرلینڈ	۱۰۰۰۸۷۸	۳۹۲۹۳
ٹرکی	۱۲۷۸۵۹۰۷	۲۶۷۹۴۸۵۱	سرویا	۱۱۹۷۰۱۴	۱۳۲۱۲۳
فرانس	۳۷۴۰۴۶۴	۸۷۲۴۰۴۵۳	سوبجات متحدہ امریکا	۲۰۰۳۰۳۵	-
روس	۴۹۴۶۷۲۲	۴۲۹۲۳	یونان	۵۳۵۳۲۲	۱۶۵۶۸۲
جرمنی	۲۰۹۶۵۵۳	۱۱۹۵۱۹۶۰	دیگر ممالک	۲۱۲۹۵۶	۵۲۹۰۷۱۱
رومینیا	۱۸۲۸۲۹۶	۷۲۷۳۷۴	میزان	۹۹۲۲۹۱۹۳	۷۲۸۵۰۶۷۵
اٹلی	۲۶۹۴۶۴۵	۵۴۸۳۹۹	.	.	.

۱۸۹۴ء میں درآمد کی بڑی اجناس یہ تھیں:-

پارچات ۳۰۳۳۹۹۷۵ لیو کے۔ نوآبادی ہائے کی اجناس ۱۰۴۲۳۸۰۰ لیو کی۔ دہاتیں ۳۲۲۶۲۵ لیو کی مشینری ۵۵ لاکھ ۳۱ ہزار آٹھ سو لیو کی۔ رنگا ہوا چمڑہ ۵۵۹۲۱۰۰۔ اسباب آرائشی ولکڑی کا ۵۲ لاکھ ۴۴ ہزار ایک سو لیو کا۔ اجناس برآمد میں سب سے زیادہ مالیت گندم کی تھی جو ۵۸۷۱۳۰۰ لیو کی انگلستان۔ جرمنی۔ فرانس۔ اور ٹرکی کو گئی۔ مویشی ۶۱۲۷۴۵۰ لیو کے گئے۔

انگلستان کی مجلس تجارت کے نقشوں کے رو سے ۱۸۹۴ء میں ۱۲۶۱۰۲ پونڈ کا مال بلگیریا سے برطانیہ کلاں میں آیا۔ اور ۲۱۵۷۲۱ پونڈ کا برطانیہ کلاں سے وہاں گیا۔ برطانیہ کلاں میں درآمد زیادہ ان اشیا کی ہوئی مکی ۵۰۰۵۱۰ پونڈ کی اور جو ۵۶۸۱ پونڈ کے۔ اور وہاں سے بلگیریا کو نسبتاً زیادہ تر چیزیں گئیں۔ سوتی پارچات ۲۳۱۶۹ پونڈ کے۔ لوہا۔ تانبا اور ٹین ۲۶۶۸۸ پونڈ کی ؛

ملک کی تجارت زیادہ تر یونانیوں۔ آسٹرویوں۔ رومانویوں اور مختلف ممالک کے یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ محصول درآمد عموماً ۸ فیصدی مالیت پر لیا جاتا ہے۔ مگر کئی اشیا مستثنیٰ ہیں ادنی پارچات پر ۱۲ سے ۱۸ فیصدی تک محصول درآمد ہے۔ قند پر ۲۰ فیصدی ہے اور مزید برآں چند دیگر اشیا کیطرح اسپر محصول آبکاری بھی ہے۔ الخ۔ زرعی کلیں اور کتابیں محصول سے بری ہیں۔

۱۹۰۲ء میں سات کروڑ لیو کا مالیت کا مال آیا اور دس کروڑ ۶۳ لاکھ لیو کا مالیت کا گیا۔ ۱۹۰۳ء میں ۶ کروڑ ۳۰ لاکھ لیو کا آیا۔ اور دس کروڑ ۸۰ لاکھ کا گیا۔ ۱۹۰۳ء میں آسٹریا ہنگری سے ۲ کروڑ ۲۸ لاکھ کا۔ برطانیہ سے

ڈیڑھ کروڑ کا۔ ٹرکی سے سوا کروڑ کا۔ جرمنی سے اکروڑ نو لاکھ کا۔ اور فرانس سے ۴۴ لاکھ لیوا کا مال آیا۔ اور بلگیریا سے ان ممالک کو علی الترتیب۔ ۹۷ لاکھ، دو کروڑ۔ دو کروڑ ۱۲ لاکھ۔ ۳۹ لاکھ اور ۷۵ لاکھ لیوا کا مال گیا بلجیم سے ۳۱ لاکھ کا آیا۔ اور دو کروڑ ۶۰ لاکھ کا گیا۔ روس سے ۳۹ لاکھ کا آیا۔ اور اٹھائی لاکھ کا گیا۔ بلگیریا سے گندم کی مقدار کثیر دیا یعنی ۷ کروڑ ۴۴ لاکھ لیوا سالانہ انگلستان بلجیم ٹرکی جرمنی آسٹریا اور فرانس کو جاتی ہے۔

جہازات و جہازرانی

بندرگاہ وارنا میں ۱۸۹۴ع میں ۲ ۹۸ جہاز وزنی ۴۴۴۸۸۴ ٹن (جنمیں ۹۱ جہاز وزنی ۱۰۴۸۹ ٹن انگریزی تھے) داخل ہوئے اور اسیقدر وہاں سے روانہ ہوئے۔ بندرگاہ برغاس میں ۹۰۵ جہاز وزنی ۳۹۹۵۱۵۲ ٹن (جنمیں سے ۶۳ جہاز وزنی ۱۷۵۸۶ ٹن انگریزی تھے) داخل ہوئے۔

بلگیریا اور مشرقی رومیلیا میں ۱۸۹۵ع میں ۵۲۰ میل ریلوے جاری تھی جنمیں سے ۳۱۲ میل بلگیریا خاص میں تھے۔ ریلوے لائنیں اس طرح سے تیار کیگئی ہیں کہ صوفیا کو ایک طرف تو قسطنطنیہ سے ملا دیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف بلگیریڈ اور یوروپ کے عام سلسلہ ریلوے سے۔ ۱۸۹۲ع میں دونوں صوبوں میں سرکاری سلسلہ تار برقی کا طول ۳۹۵۳ میل اور تار گھر ۱۴۳ تھے جہاں سے ۱۰۵۶۱۰۵ پیغام روانہ کئے گئے۔ ۱۸۹۳ع میں ۱۳۳ ڈاکخانے تھے جنہوں نے ۱۵۲۱۹۷۲۳ خطوط اور اخبارات وغیرہ روانہ اور تقسیم کئے۔ محکمہ تار و ڈاکخانہ سے ۱۸۹۳ع میں ۹۷۹۵ پونڈ آمدنی اور ۱۰۳۱۰۲۳ پونڈ خرچ ہوا +

بلگیریا کے بڑے بنادر وارنا و برغاس ہیں۔ کل بنادر میں ۱۹۰۳ع میں ۱۳۰۴۱ جہاز وزنی ۵۳ لاکھ ۲۷ ہزار ٹن آئے اور ۲۹ ۱۳۰ وزنی ۳۳ لاکھ ۶۷ ہزار ٹن گئے۔ ۱۹۰۳ع میں ریاست میں ۱۰۲۰ میل لمبی ریلوے تھی جسمیں سے آٹھ سو میل سرکاری ملکیت تھی۔ ۱۹۰۲ع میں سلسلہ تار ۲۷۰۳ میل لمبا تھا جسپر ۵۴۹۸ میل لمبے تار تھے۔ ۲۳۵ تار گھر تھے۔ اور تقریباً ۱۲ لاکھ پیغام بھیجے گئے۔ اسی سال ۱۱ سلسلے ٹیلیفون کے تھے جنکی لمبائی ۷۰۵ میل تھی اور ۲۰۳۵ ڈاکخانہ تھے جنکی معرفت ۲ کروڑ ۱۸ لاکھ خطوط و اخبار وغیرہ تقسیم ہوئے صیغہ تار و ڈاک سے اس سال ۳۱ لاکھ ۴۳ ہزار لیوا آمدنی ہوئی اور ۳۲ لاکھ ۱۰ ہزار لیوا خرچ ہوئے +

سکے اور ساکھ

بلگیریا میں ایک نیشنل بنک ہے جسکا صدر مقام صوفیا میں ہے اور فلپ پولی رسچک اور وارنا میں اوسکی شاخیں ہیں۔ اوسکا سرمایہ چار لاکھ پونڈ ہے جو سرکاری خزانہ کی ہم پہونچایا گیا ہے۔ تیس ہزار پونڈ اوسکا ریزرو فنڈ ہے اور ۱۶ ہزار پونڈ کی مالیت کی اوس کے نوٹ چلتے ہیں۔

عثمانیہ بنک کی ایک شاخ فلپ پولی میں ہے اور ہر ایک ضلع میں گورنمنٹ کی زیر اہتمام ایک ایک زراعتی بنک ہے عام سکے یہ مروج ہیں۔ سفید تانبا اور پیتل کے سکوں کی جو ہر کن سنٹیم ڈوالرکا دسواں حصہ، کے برابر ہے

چاندی کے سکے یہ ہیں ½ ۱-۲-اور ۵ لیوا- لیوا ایک فرانک کے برابر ہے۔ نیشنل بنک کے نوٹ مساوی شرح پر چلتے ہیں
صوفیا میں انگریزی ایجنٹ اور قونصل جنرل مسٹر الیف-ای-ایچ-ایلیٹ ہے۔ اور اسکے علاوہ صوفیا-فلپ
پولی-ریچک اور وارنا میں نائب قونصل بھی ہیں *
نیشنل بنک کا سرمایہ دہی چار لاکھ پونڈ یا ایک کروڑ لیوا ہے۔ ریزرو فنڈ سرمایہ کی ⅛ ہے۔ بنک اکروڑ ۳۰ لاکھ
لیوا کی مالیت کے اپنے نوٹ جاری کرسکتا ہے۔ جنکی کفالت میں اوسی ۸۵ لاکھ لیوا ہمیشہ کرنسی فنڈ میں نقد جمع
رکھنے پڑتے ہیں عثمانیہ بنک نے اب بلگیریا سے اپنا کُل کاروبار اُٹھا لیا ہے۔ کُل ریاست میں ۸۵ زرعی بنک ہیں
جنکا مجموعی سرمایہ تین کروڑ، لاکھ فرنک ہے۔ وہ ضرورت پر نیشنل بنک سے روپیہ قرض لے سکتے ہیں۔
صوفیا میں اسوقت برٹش قونصل جنرل و ایجنٹ مسٹر جی بکنین سی بی ہیں۔ جسکے علاوہ صوفیا-فلپ پولی
ریچک اور وارنا میں انگریزی وائس قونصل بھی ہیں اور برغاس میں قونصل ایجنٹ *

دوسری باجگذار ریاست

پہلے سموس دوسری باجگذار ریاست تھی- وہ اب یورپین ترکی میں تیسری باجگذار ریاست ہوگئی ہے- دوسری
ریاست در حقیقت ۱۸۹۸ء میں جزیرہ کریٹ کی قایم ہوگئی ہے۔ اس واقعہ کے متعلق کتاب محاربات عثمانی
میں مفصل ذکر ہے۔ کریٹ کے متعلق ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں مسٹر کلٹی یہ تحریر کرتے ہیں:-
جزیرہ کریٹ ۱۲۱۱ء سے ۱۶۶۹ء تک ریاست وینس کے تابع رہا- آخرالذکر سال میں ترکوں نے اوسے فتح
کیا- اوسوقت سے لیکر بجز دس سال از ۱۸۳۰ء تا ۱۸۴۰ء جبکہ مصری وائسرائے اوسکا حکمران رہا-
یہ جزیرہ ترکی ولایت محسوب ہوتا رہا- جزیرہ کے عیسائی باشندوں کی تقریباً ستر سالہ بغاوت کے بعد ۱۸۹۸ء میں
انگلستان-روس-فرانس-اور اٹلی نے بالجبر جزیرہ کو ایک مستقل ریاست بنوا دیا- جو اگرچہ بابِ عالی کے
زیرفرمان رکھی گئی- لیکن خراج کچھ نہ مقرر کیا گیا- اور ۲۶ نومبر ۱۸۹۸ء کو جزیرہ کی حکومت بحیثیت ہائی کمشنر
شاہ یونان کے فرزند دوم پرنس جارج کو تین سال کے لیے دیگئی- دسمبر ۱۹۰۱ء میں پہلی میعاد ختم ہونے پر
پھر اوسکی تجدید کیگئی- جارج نے جو ۲۴ جون ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوا تھا- ۲۱ دسمبر ۱۸۹۸ء کو کمشنری کا چارج
لیا- اوسی دو لاکھ طلائی درہم سالانہ مشاہرہ ملتا ہے۔
شاہزادہ ایک قومی مجلس کی ذریعہ حکومت کرتا ہے۔ مجلس کے منتخب ممبروں کی تعداد ۲۸-اپریل ۱۸۹۹ء
کو فی پانچہزار باشندہ کے پیچھے ایک ممبر کے لحاظ سے ۶۴ مقرر کیگئی ہے- دس ممبر پرنس نامزد کرتا ہے- میعاد
ممبری دو سال ہے- اور مجلس دو سال میں ایک دفعہ اجلاس کرتی ہے- ہر ممبر کو بدوران اجلاس دس

درہم یومیہ معاوضہ ملتا ہے۔ انتظامی صیغہ بالکل پرنس کے ہاتھ میں ہے۔ جو اس کام میں تین وزراء سے مدد لیتا ہے۔ جزیرہ کے خارجی تعلقات ہر چہار دول متذکرہ بالا کے ہاتھ میں ہیں۔ اور انکے معتمدین موجودہ رومہ (پایہ تخت اٹلی) کے ذریعہ طے ہوتے ہیں۔ جنکی فوجی دستے اب تک جزیرہ میں موجود ہیں۔

(اہالی جزیرہ پرنس جارج کی سخت گیری سے سخت نالاں ہیں۔ اور مسلمانوں پر بدستور سخت جبر و ظلم ہوتا ہے اور وہ لگاتار ترکی علاقوں کو ہجرت کئے چلے جا رہے ہیں۔ جزیرہ کو یونان سے ملحق کرنے کی بہر بارہا کوشش ہو چکی ہے۔ لیکن یورپ نے ابھی اسے نہ معلوم کس مصلحت سے منظور نہیں کیا۔ مؤلف)

جزیرہ ۱۶۰ میل لمبا ہے۔ عرض ۶ و ۳۵ میل تک ہے۔ کل رقبہ ۳۳۲۶ مربع میل ہے۔ جو پانچ اضلاع - ۲۳ تحصیلوں اور ۱۷ پرگنوں میں منقسم ہے۔ سرکاری مردم شماری ۱۷ جون ۱۹۰۰ء آبادی ۳۰۳۵۴۳ ہے جنمیں ۲۶۹۳۱۹ یونانی عیسائی ۳۳۴۹۶ مسلمان۔ اور ۷۲۸ یہودی ہیں۔ ۱۸۸۱ء و ۱۹۰۰ء کے درمیان آبادی میں ۲۲۸۹۰ کا اضافہ ہوا۔ عیسائی ۶۲۲۵۶ بڑھے۔ اور اسلامی آبادی میں ۳۹۹۵۵ کی کمی ہوئی۔ ۱۹۰۰ء کی مندرجہ بالا مردم شماری میں ۶۰۹۷ اجنبی شامل نہیں۔ جنمیں ۳۵۹۳ یونانی رعایا تھے۔ اور ۱۰۷۰ ترکی رعایا۔ تمام باشندوں کی زبان یونانی ہے۔ خانیہ صدر مقام کی آبادی ۲۴۵۳۷ ہے کینڈیا کی ۲۲۰۷۴۔ اور قصبہ ریتی مو کی ۹۳۱۱۔ جزیرہ میں تین ہزار یونانی گرجے۔ تین کیتھولک گرجے۔ ۲۳ یونانی راہب خانے۔ تین راہبات کدے۔ اور ۱۵۰ جامع مسجدیں۔ عیسائی بشپ اور مسلمان قاضی و مفتی پرنس کی منظوری سے مقرر ہوتے ہیں۔ مسیحی کلیسیا کا انتظام ایک مذہبی مجلس کے سپرد ہے۔ (اسلامی مساجد کے متعلق کوئی سرکاری محکمہ نہیں۔ ہاں بابعالی نے انکی اور اسلامی اوقاف کی نگرانی کے لئے اپنا ایک معتمد کریٹ میں مامور کر رکھا ہے۔ مؤلف)

تعلیم بظاہر لازمی ہے۔ والدین کو ۶ و ۹ سال کے درمیان کے تمام بچوں کو تعلیم دلانا واجب ہے۔ ۱۹۰۲ء میں: ۳۹۰ (۲۴۶ مسیحی - ۱۴۴ اسلامی) قومی مدارس تھے۔ جنمیں ۴۹۱ (۵۳ مسلمان باقی عیسائی) معلم اور ۲۹۱۵۳ (۳۴۳ مسلمان باقی عیسائی) متعلم تھے۔ اعلیٰ مدارس یہ ہیں:- ۱۲۱ یونانی مڈل سکول - ۳ زنانہ مدارس - دو ورنیش سکول - ایک ثانوی مدرسہ - ایک نارمل سکول - دو اعلیٰ عملی مدرسے۔ جن سب میں ۲۴۶۹ (۷۰ لڑکیاں) متعلم تھے اور ۱۴۷ مدرس۔

یونان کے اصول پر ایک عدالت عالیہ - ایک عدالت اپیل - پانچ ابتدائی عدالتیں - ۲۶ آنریری عدالتیں اور تین فوجداری عدالتیں ہیں۔ ۳۱ دسمبر ۱۸۹۹ء کو جیل میں ۲۶۱ قیدی تھے۔ پولیس میں ۱۰۸۵ شخص ہیں۔ قومی ملیشیا میں ہر کریٹی پر داخل ہونا واجب ہے۔

سال سنہ ۱۹۰۴ء کی آمدنی ۴۷۲۶۳۱۰ درہم (درہم = فرانک) اور خرچ ۴۳۳۵۲۵۸۴ درہم اندازہ کیا گیا ہے۔ آمدنی بلاواسطہ محاصل اور دیگر ٹیکسوں سے حاصل ہوتی ہے۔ خرچ کی بڑی مدیں یہ ہیں۔ صیغہ مال ۱۱ لاکھ درہم صیغہ داخلیہ و پولیس ۱۲ لاکھ۔ تعلیم و عدالت و کلیسیا ۱۷ لاکھ درہم۔ ہر چہار دول نے کریٹی حکومت کو چالیس لاکھ درہم قرض دینے کا وعدہ کیا تھا۔ انگلستان۔ اٹلی اور فرانس نے اب تک اپنے اپنے حصہ کے دس لاکھ درہم ادا کئے ہیں۔ روس نے صرف ۳۵۲۵۰۰۰ درہم تاحال دئے ہیں۔ اور یہی ۳۲ لاکھ ۵۲ ہزار درہم کی رقم اب تک کریٹ کا قومی قرضہ ہے۔

کریٹ کو نیم آزاد ہو جانے پر اپنے رقبہ و آبادی کے لحاظ سے سلطنت عثمانیہ کا قومی قرضہ بحصہ رسدی اپنے ذمہ لینا چاہئے تھا۔ دول یورپ باغلب وجوہ اس موقعہ پر بھی ٹرکی کے حق میں انصاف کرنا شاید روا نہ رکھتی۔ مگر ترکی قرضہ کی مجلس منتظمہ تاریخ آزادی تک جزیرہ کریٹ سے بھی دیگر ترکی ولایت کی طرح پانچ مدات مفوضہ کی آمدنی لیتی رہی تھی۔ اور اس مجلس منتظمہ کو جو یورپین قرضخواہوں کی نائب ہی رہتا تھا آسانی نہ تھا بنابریں اگست سنہ ۱۹۰۴ء میں ہر چہار دول نے یہ فیصلہ کیا کہ کریٹ کی حکومت اس مجلس کو ۱۵ لاکھ درہم یکمشت ادا کر دیئے اور بیس سال کے لئے محکمہ نمک۔ اور اوس کے محصول کو مجلس کی تحویل میں دیدئے۔ اور ان دونوں کے عوض مجلس ان حقوق و واجبات سے دست بردار ہو جائے۔ جو اوسے پانچ مدات مفوضہ کی آمدنی لینے کے متعلق کریٹ میں حاصل تھے۔

کریٹ کی بڑی پیداوار روغن زیتون ہی۔ جو زیادہ تر صابن بنانے کے کام آتی ہے۔ شراب۔ نارنگیاں۔ مٹر۔ اخروٹ اور ریشم کی بھی بہت پیداوار ہے۔ بھیڑ بکری بکثرت ہیں۔ قالین اور پردے بھی بنتے ہیں۔ تجارت زیادہ تر یونان اور ٹرکی کے ساتھ ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں پانچ لاکھ پونڈ کا مال آیا۔ اور تین لاکھ پونڈ کا گیا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۵ لاکھ ۸۰ ہزار کا مال آیا اور چار لاکھ ۴ ہزار پونڈ کا گیا۔ اسی سال نو ہزار پونڈ مالیت کا روغن زیتون برطانیہ گیا۔ اس سال ۱۰۸۵ جہاز وزنی پونے تین لاکھ ٹن بندر کنیڈیا میں داخل ہوئے جنمیں سے نصف آسٹرین تھے۔ اور باقی زیادہ تر یونانی و ترکی +

ڈاکخانہ کا محکمہ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء میں قایم ہوا۔ اور اس سال بماہ ستمبر دیگر ممالک کے ساتھ پوسٹل تعلقات قایم ہو گئے۔ آسٹروی۔ فرنچ۔ اور اطالین ڈاکخانوں کے علاوہ ۲۵ ڈاکخانے کریٹی ہیں۔ ٹیلیفون کا سلسلہ اور ریلوے کی تعمیر شروع ہونیوالی ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک کروڑ درہم کے سرمایہ سے کریٹی بنک قایم ہوا۔ تیس سال کے لئے اوسی نوٹ جاری کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس عرصہ میں حکومت یا اور بنک نوٹ جاری نہیں کر سکیں گے۔ کریٹی سکے یونانی سکوں

کی ہو بہو نقل ہیں۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے نومبر سنہ ۱۹۰۱ء تک ۲۶ لاکھ فرنک مالیت کے کریٹی سکے مضروب ہوئے۔
اجنبی ممالک کے سکوں کے چلن کی ممانعت ہے۔ یورپین طلائی سکوں۔ انگریزی شلنگ اور ترکی نقرئی مجیدیہ کے۔
خانیا میں انگریزی قونصل جنرل رہتا ہے۔ جو اسوقت مسٹر ای ڈبلیو ہوورڈ ہے۔ علاوہ برین خانیا
کنیڈیا اور ریتیمو میں وایس قونصل رہتے ہیں۔

تیسری باجگذار ریاست

جزیرہ سموس یہ جزیرہ ایشیائے کوچک کے ساحل کے قریب ہے۔ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۳۲ء کو اسے روس۔ فرانس اور برطانیہ کلان کی زیر ضمانت ٹرکی کے ماتحت ایک ریاست بنایا گیا۔ اسکا رقبہ ۱۸۰ مربع میل اور آبادی سنہ ۱۸۹۴ء کی مردم شماری کے مطابق ۴۸۶۶۶ ہے۔ انکے علاوہ اس جزیرہ کے ۱۳۵۰۰ باشندے ایشیائے کوچک کے ساحل پر آباد ہیں۔ اجنبیوں کا شمار ۶۱۴ ہے جنمیں سے ۵۶۵ یونانی ہیں۔
سنہ ۱۸۹۳ء میں یہاں ۲۲۶ شادیاں ہوئیں۔ ۱۵۷۷ پیدا ہوئے اور ۲۴۲۸ آدمی مرے۔
سوائے ۳۶ آدمیوں کے کل باشندوں کا مذہب گریک آرتھوڈاکس ہے۔
سنہ ۹۵-۱۸۹۴ء کی آمدنی کا اندازہ ۲۰۹۹۲۰۳ پیاسٹر اور خرچ کا بھی اسیقدر لگایا گیا۔ اس ریاست کے ذمہ کوئی قومی قرضہ نہیں۔
سنہ ۱۸۹۴ء میں یہاں سے ۲۲۶۳۴۵۹۱ پیاسٹر کا مال گیا۔ اور ۱۵۹۷۰۵۹۳ پیاسٹر کا آیا۔ بڑی اجناس برآمد یہ تھیں۔ شراب ۱۸۳۶۷۲۵۳ پیاسٹر کی۔ انگور ۷۹۶۵۹۱۸ پیاسٹر کے۔ کھالیں یعنی کچا چمڑا ۱۳۱۲۵۱۴۱ پیاسٹر کا۔ تیل ۸۰۳۲۴۱ پیاسٹر کا۔ درآمد کی بڑی اجناس یہ تھیں۔ اسپرٹ (روح شراب) ۳۰۹۳۱۴۷ پیاسٹر کی۔ مکئی ۳۲۶۲۳۳۷۳ پیاسٹر کی۔ زربفت ۱۵۷۷۴۶۵ پیاسٹر کی۔
سنہ ۱۸۹۴ء میں ۲۳۲۴ جہاز ۵۷۵۹۰۲ ٹن کے بندرگاہ میں داخل اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ ان میں سے ۱۳۸ جہاز ۲۹۷۳ ٹن کے انگریزی تھے۔ اہالیان جزیرہ ۲۴۳ جہازوں کے مالک ہیں جن کا وزن ۱۳۸۷ ٹن ہے۔
سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۲۴۶۲ خطوط اور ۲۳۹۳۷ مطبوعہ کاغذ ڈاک خانہ سے گذرے۔ پیغامات تار کی تعداد ۹۴۲۷ تھی۔

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) بروئے مردم شماری سنہ ۱۹۰۲ء آبادی ۵۴۲۴۳ ہے جنکے علاوہ ۱۵ ہزار یہاں کے باشندے ایشیائے کوچک کے ساحل پر رہتے ہیں۔ ۱۱۹۷ اجنبی آباد ہیں جنمیں ۱۰۸۰ یونانی ہیں۔ سنہ ۱۹۰۳ء

میں ۶۱۲ شادیاں ہوئیں - ۲۸۰ پیدائش اور ۱۳۰۷ موتیں +

سنہ ۱۹۰۵ء کی آمدنی ۳۲ لاکھہ ۵۵ ہزار قرش اور خرچ ۳۲ لاکھہ ۱۷ ہزار اندازہ کیا گیا - قرض ۲۵ لاکھہ ۲۹ ہزار قرش ہے - جزیرہ میں طوطیا - نقرہ آمیز سیسہ - تانبا جست اور سنگ مرمر کی کانیں موجود ہیں - مگر کان کنی کا کام نہ ہونے کے برابر ہے - سنہ ۱۹۰۳ء میں ۹۳۷۵۰ پونڈ کا مال باہر سے آیا - اور ۱۸۷۳۸۰ پونڈ کا گیا - اس سال ۱۶۱۸ اسٹیمر اور ۳۷۳۴ بادبانی جہاز جو زیادہ تر ترکی یونانی اور آسٹرین تھے - جزیرہ میں آئے - اور ۶۰۵۲۲۴ خطوط اور ۱۱۲۴۳۳ برقی پیام تقسیم ہوئے +

سفرائے و قونصلیں

۱- ترکی کے برطانیہ کلان میں

سفیر قسطاقی آفندی انتھوپولس (عیسائی) سنہ ۱۸۹۶ء مرگیا۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں سٹفانی مسورس پاشا

مشیر سفارت۔ مارل بے۔ سنہ ۱۸۹۶ء عبدالحمید بک۔ سنہ ۱۹۰۶ء

سکرٹری اول۔ رفعت بے۔ سنہ ۱۸۹۶ء فخر الدین بک رومیلی بک اوغلو۔ سنہ ۱۹۰۶ء

دوم سکرٹری قدینی بک۔

بحری اٹاشی۔ کمانڈر غالب بے۔ محمود بک۔

امام سفارت خانہ۔ محمد رضائے آفندی۔

قونصل جنرل لنڈن۔ فریداللہ آفندی۔ امین آفندی خسیح اللہ

قونصل جنرل موریل۔ کامل بک۔

مقامات مندرجہ ذیل میں ترکی قونصل جنرل مامور ہیں۔ لورپول بمبئی کیپ آف گڈ ہوپ۔ مالٹا۔

مندرجہ ذیل مقامات میں قونصل یا نائب قونصل متعین ہیں۔ برمنگھم ڈبلن جرسی۔ نیوکیسل آن ٹاین۔ کولمبو (واقع سیلون) جبرالٹر سینٹ لوئیس۔ (واقعہ جزیرہ ماریشس) پائینٹ ڈی گیل۔ کارڈف۔ گلاسگو۔ ہارٹل پول ہل لیتھ۔ مانچسٹر۔ سوتھمپٹن۔ سنڈلینڈ۔ سوینسی۔ کراچی وغیرہ وغیرہ +

۲- برطانیہ کلان کے ترکی میں

سفیر۔ رائیٹ آنریبل سر فلپ ایچ ڈبلیو کری جی۔ سی۔ بی جو سنہ ۱۸۸۹ء سے محکمہ خارجیہ کا مستقل نائب وزیر تھا۔ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء میں سفیر ٹرکی مقرر ہوا (مرگیا سنہ ۱۹۰۶ء میں) موجودہ سفیر سر لفلس او کانر

مشیر و سکرٹری۔ آنریبل ایم۔ ایچ ہربرٹ سنہ ۱۸۹۶ء (یہ اٹلی کو تبدیل ہو گیا ہے۔ مؤلف) الیت ڈبلیو سٹرانگ۔ سنہ ۱۹۰۶ء

جنگی اٹاشی۔ کرنیل ایچ سی چرم سائیڈ سی بی۔ سی ایم جی۔ لفٹننٹ کرنیل مانسل۔

سنہ ۱۸۹۹ء میں اٹلی کو تبدیل ہو گیا تھا۔ وہیں لارڈ بنا۔ اس سال مرگیا +

جج برائے مقدمات انگریزی رعایا۔ اسوقت خالی ہے۔ (سنہ ۱۹۰۶ء)

نائب جج۔ جی بی بگٹ۔

تجارتی سکرٹری (برانچ انیشیاٹک ٹرکی) ایڈورڈ فنٹز جیرلڈلا۔

تجارتی اٹاچی اور قونصل۔ ڈبلیو ایچ ڈبلیو سی ایم جی۔ (سنہ ۱۸۹۶ء) سنہ ۱۸۹۷ء میں فوت ہوگیا ہے۔ مؤلف) ای ویکلی سنہ ۱۹۰۶ء

قونصل بمقام قسطنطنیہ۔ ایچ۔ سی۔ ای۔ آیریس۔ سنہ ۱۹۰۶ء

مندرجہ ذیل مقامات میں انگریزی قونصل جنرل مامور ہیں۔ بغداد۔ بیروت۔ بوسنا۔ سرای۔ سالونیکا۔ سمرنا۔ ٹریپولی

ان مقامات میں قونصل یا نائب قونصل متعین ہیں۔ بنغازی۔ (واقعہ ٹریپولی) اٹیدریانوپل۔ بلجرہ۔ دمشق

(جزیرہ) کریٹ۔ جدہ۔ یروشلیم۔ ارض روم۔ یموس۔ طرابزون۔ بروصہ۔ ڈارڈینلز۔ گیلی۔ پولی۔ سقوطرا۔ اے۔

ادانا۔ انطاکیہ۔ کینڈیا (واقعہ جزیرہ کریٹ) وان۔ رہوڈس۔ سکالانوآدا۔ خرپوت۔ سیواس۔ مناسطر۔

دیاربکر۔ دنبلس۔ یافہ۔ سمرنا۔ قونیہ۔ اسکیب۔ وانہ۔ مؤلف)

سلطنت عثمانیہ کے متعلقہ تالیفات سرکاری وغیر سرکاری مختلف زبانوں میں:۔

(الف)۔ اردو۔ (۱) تاریخ خاندان عثمانیہ طبع دوم سنہ ۱۹۰۶ء (۲) لبست سالہ عہد حکومت سلطان عبدالحمید خان طبع چہارم سنہ ۱۹۰۶ء (۳) مفروضہ مظالم آرمینیا طبع سوم سنہ ۱۹۰۵ء (۴) واقعات روم طبع دوم سنہ ۱۹۰۵ء (۵) محاربات پلیونا طبع سوم سنہ ۱۹۰۶ء (۶) محاربات تھسلی طبع دوم سنہ ۱۹۰۵ء (۷) ترکوں کی موجودہ ترقیات طبع دوم سنہ ۱۹۰۶ء (۸) حالات استنبول و قسطنطنیہ طبع اول سنہ ۱۸۹۸ء (۹) کتاب ہذا طبع دوم۔ (۱۰) روزنامچہ ترک سنہ ۱۹۰۶ء (۱۱) مصر و انگلستان سنہ ۱۹۰۶ء (۱۲) عراق عرب سنہ ۱۹۰۶ء (۱۳) نجد و عرب سنہ ۱۹۰۶ء۔ یہ سب کتابیں دفتر وطن لاہور سے ملیں گی۔

(ب) سرکاری۔ ترکی و یورپین زبانوں میں (۱) سالنامہ سلطنت عثمانیہ کا سرکاری سالانہ المنک۔ ترکی میں (۲) رپورٹ محکمہ حفظان صحت (ہیلتھ آفس) ہر سال ترکی میں علیحدہ طبع ہوتی ہے (۳) کونسل عثمانیہ کی قرض کی رپورٹ۔ ہر سال طبع ہوتی ہے۔ ترکی و فرانسیسی میں (۴) کپتان کالول کی کتاب عثمانیہ فوج پر۔ جو انگریزی محکمہ خبر رسانی میں تیار ہوئی۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں بزبان انگریزی چھپی (۵) جرمن حکومت کی سالانہ رپورٹ قسطنطنیہ کی تجارت پر مطبوعہ برلن (۶) عثمانیہ قرضہ پر سالانہ رپورٹ مطبوعہ لنڈن (۷) انگریزی قونصلوں کی سالانہ رپورٹیں جو سلطنت عثمانیہ میں مامور ہیں۔ اور مطبوعہ بلیو بک سرکار کیطرف سے ہر سال شایع ہوتی ہیں (۸) عثمانیہ قانون اراضی مؤلفہ ادنگلو۔ انگریزی مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۹۲ء (۹) انگریزی حکومت کی سالانہ رپورٹ برطانیہ و دیگر ممالک کی باہمی تجارت پر۔ (۱۰) سرکار انگریزی کی خط و کتابت جو ارمنی اضلاع کی اصلاحات کے

متعلق مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۹۹ء (۱۲) سرکار انگریزی کی خط و کتابت مسئلہ مقدونیہ کے متعلق لنڈن سنہ ۱۹۰۳ء
بلیو بک ٹرکی نمبر ۱۔
غیر سرکاری۔ (۱) آرمینین کوئسچن مؤلفہ اڈیٹر وطن۔ انگریزی (۲) برٹش چیمبر آف کامرس کی سالانہ
رپورٹ (۳) سفر مقدونیہ کی کہانی مؤلفہ اباٹ۔ انگریزی مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۹۰۳ء (۴) کتاب قسطنطنیہ
اطالین سے انگریزی میں ترجمہ مؤلفہ امیسیز مطبوعہ نیو یارک سنہ ۱۸۹۶ء (۵) بیٹل فیلڈز آف تھسلی مؤلفہ
سر ایشمیڈ بارٹلٹ لنڈن سنہ ۱۸۹۷ء (۶) جنگ بلقان و مشرقی مسئلہ مؤلفہ بیکر۔ فرنچ پیرس سنہ ۱۸۹۹ء (۷) مقدونیہ
اور سلطانی پالیسی۔ فرنچ مؤلفہ بیرارڈ پیرس سنہ ۱۸۹۷ء (۸) ترکی فوج کے ہمراہ تھسلی میں انگریزی مؤلفہ بگھم۔ لنڈن
سنہ ۱۸۹۷ء (۹) قسطنطنیہ۔ شہر سلاطین۔ انگریزی مؤلفہ کلیمنٹ لنڈن سنہ ۱۸۹۵ء (۱۰) گائیڈ ٹو قسطنطنیہ طبع دوم۔
انگریزی۔ مؤلفہ کانفو بولو۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۹ء (۱۱) ہسٹری آف آٹومن ٹرکس انگریزی مؤلفہ سر ایڈورڈ
کریسی طبع دوم لنڈن سنہ ۱۸۸۲ء (۱۲) دی ٹرک اینڈ ہز لاسٹ پراونسز مؤلفہ کرٹس۔ انگریزی۔ لنڈن
سنہ ۱۹۰۳ء (۱۳) سلطان اینڈ ہز سبجکٹس دو جلدیں۔ مؤلفہ ڈاوی لنڈن سنہ ۱۸۹۷ء (۱۴) عبد الحمید اَن ٹائم
مؤلفہ جی ڈوری پیرس سنہ ۱۹۰۱ء (۱۵) کونسٹنٹی نوپل اینڈ اٹس پرابلمز۔ مؤلفہ ڈوائیٹ لنڈن سنہ ۱۹۰۱ء
(۱۶) ڈائری آف قسطنطنیہ۔ لیڈی ریلیٹ۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۳ء (۱۷) آٹومن پاور ان یورپ مؤلفہ فریمین
لنڈن سنہ ۱۸۷۷ء (۱۸) دِلن آف ٹرکی مؤلفہ لوسی گارنٹ لنڈن سنہ ۱۸۹۰ء (۱۹) کونسٹنٹی نوپل مؤلفہ
گراسونیر لنڈن سنہ ۱۸۹۵ء (۲۰) حدیقہ الجوامع مساجد و مدارس وغیرہ کے حالات مؤلفہ حافظ حسین آفندی
مطبوعہ قسطنطنیہ سنہ ۱۸۶۶ء (۲۱) ڈائری آف اے ٹرک۔ مؤلفہ خالد خلیل لنڈن سنہ ۱۹۰۳ء (۲۲) تاریخ عثمانیہ جرمن
مین مؤلفہ ہیمر چار جلد طبع دوم پیسٹ سنہ ۱۸۳۶ء (۲۳) معاہدات ٹرکی و برطانیہ مؤلفہ سر ہرٹ سلٹ انگریزی
(۲۴) یورپین کنسرٹ اینڈ ایسٹرن کوئسچن (مجموعہ معاہدات) انگریزی۔ مؤلفہ ہالینڈ آکسفورڈ سنہ ۱۸۸۵ء (۲۵)
کونسٹنٹی نوپل مؤلفہ ہٹن۔ لنڈن سنہ ۱۹۰۰ء (۲۶) جرنل ڈی چیمبر ڈی کامرس کانسٹنٹی نوپل فرنچ ہفتہ وار
(۲۷) انویژن آف کریمیا مؤلفہ کنگ لیک۔ لنڈن سنہ ۱۸۷۵ء (۲۸) عبد الحمید سلطان لاٹرنی۔ فرنچ۔ مؤلفہ
ہقارد۔ پیرس سنہ ۱۹۰۱ء (۲۹) دی سلطان اینڈ دی پاورز۔ انگریزی پادری ملکم میکال۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۶ء
(۳۰) مجلہ یعنی دیوانی قانون سلطنت۔ ترکی مطبوعہ نکوسیا سنہ ۱۸۹۵ء (۳۱) لائف آف مدحت پاشا انگریزی
مؤلفہ علی حیدر مدحت لنڈن سنہ ۱۹۰۳ء (۳۲) لیٹرز فرام کونسٹنٹی نوپل مؤلفہ مسز میکس مولر لنڈن سنہ ۱۸۹۷ء
(۳۳) ٹریولز ان نیئر ایسٹ مؤلفہ ہلز لنڈن سنہ ۱۸۹۸ء (۳۴) برٹش پالیسی ان نیئر ایسٹ مؤلفہ بنٹس لنڈن
سنہ ۱۸۹۷ء (۳۵) ہائی لینڈز آف ایشیاٹک ٹرکی۔ لارڈ پیرسی۔ لنڈن سنہ ۱۹۰۱ء (۳۶) دی پیپل آف ٹرکی

مولفہ لین پول لنڈن سنہ ۱۸۷۸ء (۳۷) ٹرکی مولفہ لین پول لنڈن سنہ ۱۸۸۹ء (۳۸) دی فال اینڈ دی سرکشن آف ٹرکی مولفہ سالمون۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۶ء (۳۹) وو دی کنکرنگ ٹرک مولفہ سٹیونز۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۷ء (۴۰) برٹش کونسلر جورسڈکشن ان دی ایسٹ مولفہ ٹارنگ۔ لنڈن سنہ ۱۸۸۸ء (۴۱) دی بلقان کوایچن۔ ازولاری۔ لنڈن سنہ ۱۹۰۵ء (۴۲) سہ کرنہ گائیڈ ٹو فلسطین اینڈ سیریا۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۴ء (۴۳) یروشلیم از بال۔ لنڈن سنہ ۱۹۰۱ء (۴۴) سدرن عریبیا۔ از تھیوڈور بنیٹ لنڈن سنہ ۱۹۰۰ء۔ (۴۵) رائیڈ تھرو ویسٹرن ایشیا۔ از بگہم۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۷ء (۴۶) جرنی ان کردستان۔ از شیپ لنڈن سنہ ۱۸۹۱ء (۴۷) ٹرکی اینڈ آرمینین اٹروسٹیز از بلس۔ لنڈن سنہ ۱۸۹۶ء (۴۸) ٹوسان پلسٹائن اینڈ سیریا از برٹن لنڈن سنہ ۱۸۹۳ء (۴۹) ٹرانس کاکیشیا اینڈ ارارات۔ از جیمز برائس لنڈن سنہ ۱۸۹۶ء (۵۰) پلیسٹائن از کوک لنڈن سنہ ۱۹۰۰ء (۵۱) ان ایکسپلورڈ سیریا۔ از برٹن لنڈن سنہ ۱۸۷۲ء (۵۲) ٹریولز ان ایشیا مائنر۔ از ڈیوس لنڈن سنہ ۱۸۳۹ء (۵۳) جرنی تھرو یمن از ہیرس لنڈن سنہ ۱۸۹۳ء (۵۴) گائیڈ ٹو پلسٹائن اینڈ سیریا۔ از میکمن لنڈن سنہ ۱۹۰۵ء (۵۵) سنائی اینڈ پلسٹائن از سٹانلی لنڈن سنہ ۱۸۵۶ء (۵۶) عریبیا۔ کریڈل آف اسلام از زویمر اڈنبرا سنہ ۱۹۰۰ء (۵۷) دار الاسلام۔ انگریزی (۵۸) مصر فاتح ترکی صوبجات۔ ہرورز سائکیس۔ لنڈن سنہ ۱۹۰۱ء (۵۹) ٹو میرزان پلسٹائن اینڈ سیریا از مہاس لنڈن سنہ ۱۸۹۹ء (۶۰) ہینڈ بک فار ٹریولرز ان ایشیا مائنر۔ ٹرانس کاکیشیا۔ پرشیا اٹسٹرا۔ از مرلین لنڈن سنہ ۱۸۹۵ء (۶۱) شیخ محمد بن...... الحقایقی کی فسیح کتاب سنوسی فرقہ و حالات ٹریپولی پر۔ مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۰۳ء (۶۲) ٹرپولی از نخلستان کفرا بر جیرمن اہولف کی کتاب۔ مطبوعہ لیپزک سنہ ۱۸۸۱ء (۶۳) لائف ان ٹرپولی از ہٹا پلین مطبوعہ لورپول سنہ ۱۸۹۴ء +

چوتھی باجگذار ریاست

مصر[1] **حکمران** خدیو عباس حلمی پاشا۔ پسر محمد توفیق پاشا مرحوم۔ ۱۴ جولائی سنہ ۱۸۷۴ء کو پیدا ہوا۔ ۷ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء کو اپنے باپ کی وفات پر تخت نشین ہوا۔ پرنسس اقبال خانم سے شادی کی۔

---

[1] انگریزی قبضہ مصر کو وہاں کی عام رعایا جس نگاہ سے دیکھتی ہے وہ مضمون مندرجہ ذیل سے معلوم ہو جائیگا۔
انگریزی قبضہ مصر کے مسئلہ پر ہم کئی دفعہ بالتفصیل بحث کرکے یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ معاملات خارجیہ میں انگلستان کو جو مشکلات حادث ہو رہی ہیں یا جن کے پیش آنیکا قوی احتمال ہے اونکے زیادہ حصہ کا باعث یہی قبضہ مصر ہی ہے کہ اس ناجائز غصب نے سخت برافروختہ کر رکھا ہے۔ اور روس۔ فرانس و جرمنی وغیرہ کو بھی جنہیں انگلستان کے

باقی اگلے صفحہ پر

جس کے بطن سے ۱۲ فروری ۱۸۹۵ء کو شہزادی امینہ خانم متولد ہوئی۔ خدیو کا ایک چھوٹا بھائی محمد علی ہے جو ۲۸۔ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو پیدا ہوا۔ اور دو بہنیں ہیں۔ خدیجہ خانم ۲ مئی ۱۸۷۹ء کو پیدا ہوئیں اور نعمت خانم ۶ نومبر ۱۸۸۱ء کو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) مقبوضات میں ہر روز وسعت پیدا ہوتے جانا ہرگز مرغوب نہیں انگلستان کے برخلاف جب چاہیں خطرناک اتفاق کرنے کا موقعہ اور بہانہ دیدیا ہوا ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انگلستان بھی اس معاملہ سے دول یورپ کی توجہ کو ہٹائے رکھنے کے لئے کچھ کم تدبر وحسن لیاقت ظاہر نہیں کر رہا۔ ٹرکی میں آئے دن جھگڑے پیدا کرتے رہنے کا بڑا مدعا یہی ہے جس میں عالی کامیابی ہے سلطنت عثمانیہ کی عیسائی رعایا کی بعض نمکحرام جماعتیں اوسکو کافی مدد دیتی رہتی ہیں۔ مگر بکرے کی ماں کبتک خیر منائے گی۔ اگر انگریزوں نے مصر کو نہ چھوڑا تو آخر ایک دن یہ خوفناک واقعہ پیش آرہیگا۔ اس امر کو چند مرتبہ شرح وبسط کے ساتھ بتایا جاچکا ہے کہ اعلیحضرت باوجود طاقت وقابلیت رکھنے کے انگریزوں کو کیوں نہیں مصر سے جبراً نکالدیتے۔ اوسکا اعادہ نامناسب ہے اور جو لوگ آجکل کے تعلقات بین الاقوام اور ملکی تدبیروں اور چالوں کو سمجھتے ہیں۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ دول یورپ کا ایک بیک متفق ہو کر انگریزوں کو مصر سے نکالنے کے لئے کمربستہ ہوجانا امر غیر اغلب ہے۔ اس مواد کے پکنے کے لئے کچھ عرصہ چاہیئے جس کے لئے کل سامان بتدریج مہیا ہو رہے ہیں۔ جبتک مواد پختہ ہو ہم اس بحث کو ترک کر کے معاملہ کے دوسرے رُخ کو جسپر اب تک کچھ تحریر نہیں ہوا لیتے ہیں۔

یوروپین اقوام کو بالعموم اور انگریزی اقوام کو بالخصوص جہاں خداوند کریم نے اور قابلیتیں اور اوصاف عطا کر رکھے ہیں۔ اونکے ساتھ ایک خاص وصف بھی دے رکھا ہے کہ وہ اپنے افعال کو جو از سرتا پا خود غرضی اور ذاتی منفعت پر مبنی ہوں۔ کمال جسارت سے خالص بخیر خواہانہ ظاہر کرتے اور ظاہر کرنے میں اصرار کرنیکی قابلیت رکھتے ہیں۔ انگلو انڈین پارٹی کو جانے دو۔ اس جماعت کے افراد سے شاید ہندوستان کی کمبخت آب وہوا نے اس وصف کو کسیقدر زائل کردیا ہے کہ اونمیں سے اکثر یہ کہنے سے دریغ نہیں کرتے کہ ہمنے ہندوستان کو بزور شمشیر فتح کیا ہے اور بزور شمشیر اسپر حکمران اور قابض رہیں گے۔ انگلستان کے رہنے والوں سے پوچھو تو سو میں سے نوے لاریب یہ جواب دیں گے کہ ہم محض ہندیوں کے فائدہ اور اونکو تہذیب وآدمیت سکھانے کے لئے ہندوستان پر قابض ہیں۔ ہندوستانی آج خود حکومت کرنے کے قابل ہوجائیں تو ہم ابھی ہندوستان سے چلے آتے ہیں۔ ہماری کوئی ذاتی غرض اس قبضہ سے وابستہ نہیں ہے۔ کوئی ان بزرگواروں سے جو یا تو خود بڑے سادہ لوح ہیں یا مخاطبین کو بیوقوف سمجھتے ہیں۔ پوچھے کہ کبھی کوئی قوم اس قابل ہوجائے تو وہ

لہ جون ۱۸۹۶ء میں خدیو کے ہاں ایک اور لڑکی متولد ہوئی ہے جسکا نام (۲) عطیۃ الله خانم ہے (۳) فتحیہ خانم ۲۷ نومبر ۱۸۹۹ء (۴) پرنس محمد عبدالمنعم ولیعہد ۲۰ فروری ۱۸۹۹ء (۵) شہزادی لطیفہ خانم ۹ ستمبر ۱۹۰۰ء (۶) پرنس عبدالقادر ۴ افروری ۱۹۰۲ء۔

مصر کا موجودہ حکمران محمد علی کے خاندان کا ساتواں فرمانروا ہے۔ محمد علی سنہ ۱۸۰۶ء میں مصر کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اور سنہ ۱۸۱۱ء میں اونے جنگی قوت سے اپنے تئیں ملک کا مطلق العنان حاکم بنا لیا۔ سلطان محمود ثانی کے زمانہ میں اوس کی یہ روش رہی کہ کبھی سلطان کا تابع فرمانبردار رہا۔ اور کبھی باغی ہوگیا۔ حتیٰ کہ

(بقیہ صفحہ ۹۱) دوسری قوم کو اپنے پر حکومت کب کرنے دیتی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ہندوستان کی قدرتی وضع اور ہندوستانیونکی فطرت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ ایسا نامراد وقت جسمیں ہندوستان انگریزی پرامن حکومت کے فیض و برکت سے محروم ہو سکے کبھی نہیں آئیگا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا مصر پر بھی بظاہر یہی کہا جاتا ہے کہ ہم فقط مصر اور مصریوں کے مفاد کے لئے قابض ہیں۔ دلونکا بھید جاننے والا خدا ہے۔ انسان صرف ظواہر پر حکم لگا سکتا ہے ممکن ہے انگریزونکی اس قبضہ سے نیت کچھ اور ہو۔ مگر ہم صرف اونکے زبانی اظہار کو معرض بحث میں لانے کے مجاز ہیں۔ اور اوسکی نسبت یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کہاں تک درست ہے یا غلط انگریز اپنے دعوے کی تائید میں اور اونکے مخالفین فرانس و جرمنی اوسکی تکذیب میں بہت سے ثبوت پیش کرتے ہیں۔ یہ دو تو فریق اہل الغرض ہیں۔

ہمارے خیال میں خود مصریوں کی شہادت سے بڑھکر کوئی دوسری شہادت اسبارہ میں معتبر نہیں ہو سکتی۔ ہم اوسکو ذیل میں درج کئے دیتے ہیں۔ ناظرین اوسکو پڑھکر خود فیصلہ کرلیں گے۔ کہ انگریز اپنے دعویٰ میں کہاں تک سچے ہیں۔ برلن کا اخبار وسی پوسٹ مورخہ ۱۴ و ۱۶۔ اکتوبر ایک مصری شاہد کا بیان مع ضروری تمہید کے حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"مصطفیٰ کامل مصری برلن میں وارد ہوا ہے۔ یہ نام ہمارے اخبار کے ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہم اوس کے پولیٹیکل (سیاسی) رسالونکا جو اونے اپنے وطن مصر سے شایع کئے ہیں پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ آج (۱۴۔ اکتوبر) ہمارا نامہ نگار اوس سے ملنے گیا اور عرصہ تک اوس سے گفتگو کرتا رہا۔ اس گفتگو میں جو رائیں اونے بلا دلیل کے استقبال کے متعلق ظاہر کیں اون سے پایا جاتا ہے کہ اس شخص کو اپنے وطن سے صادق محبت ہے۔ اسلئے ہم مکالمہ مذکور کا کچھ حصہ کسی آیندہ پرچہ میں شایع کریں گے"

وہ حصہ بعنوان مصر و انگلینڈ ۱۶۔ اکتوبر کے پرچہ میں حسب ذیل درج ہے:۔

"یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ مسئلہ مصر کا تصفیہ جرمنی کے لئے نہایت ضروری اور فایدہ بخش ہے۔ کیونکہ افریقہ میں ہماری نو آبادیاں قایم اور مشرق میں ہماری تجارت کے وسیع ہو جانے سے نہر سویز کا معاملہ ہمارے لئے مہتم بالشان ہو گیا ہے اور ہمارے لئے یہ نہایت ضروری ہو گیا ہے کہ یہ تری کا راستہ آزاد رہے۔ مگر اسمیں کچھ بھی شک نہیں کہ انگلستان ایک دن وادی نیل کے مالک ہونیکی سعی کریگا۔ جسکی مراد دوسرے لفظوں میں نہر سویز کی ملکیت ہوگی۔ اسی سبب سے امت مصریہ قبضہ انگریزی کے مسئلہ میں مصروف ہو کر اپنے نفس سے یہ سوال کر رہی ہے کیا قوم اس قبضہ پر راضی ہے اور اوسکو مدت مدید تک ذلت و خواری کے ساتھ برداشت کریگا یا اوسکی غلامی کے رشتہ سے آزاد ہوتا ہے؟

"یہ طبعی امر تھا کہ وہ تمام لوگ جو اپنے وطن کی موجودہ حالت کو دیکھکر کڑھ رہے تھے۔ وہ دل یورپ کو اپنی امداد پر اکسانے

(باقی ملاحظہ صفحہ ۹۳)

آخر کار کھلم کھلا بغاوت کردی جسکا خاتمہ ۱۸۴۱ء میں سلطان عبدالمجید کے زمانہ میں اس طرح سے ہوا کہ سلطان
نے دول یورپ کی پانچ دول عظام کی زیر ضمانت ۱۳ فروری ۱۸۴۱ء کو شہنشاہی خط ہمایوں صادر فرما کر محمد علی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲) اور اون سے اپنے وطن کی آزادی کی کوشش کرانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ محب وطن مصریوں نے تخلیہ مصر کے
متعلق رسالے اور لیکچر شایع کر کے اقطاع یورپ میں اپنے خیالات اور ترددات کو مشتہر کر دیا۔ دو مہینے ہوتے ہیں کہ ہم نے اسی مسئلہ
کے متعلق دو بے نظیر رسالوں کا ذکر کیا تھا کہ یہ مشہور مصری نوجوان مصطفےٰ کامل کے قلم سے نکلے ہیں جسنے اپنی زندگی اور عمر کا
حصہ گرانمایہ اپنے وطن کی خلاصی اور اپنے ملک کے آزاد کرانے پر وقف کر دیا۔

وہ اپنے کام کی تکمیل کے لئے یورپ میں سفر کر رہا ہے چنانچہ برلن میں بھی یہاں کے ارباب قلم اور مدبرین کو مصر کی
حالت موجودہ سے واقف کر کے انگریزوں کو مصر سے خارج کرنے کی ضرورت کا یقین دلانے کے لئے آیا ہے اور وہ دیگر
دارالخلافوں اور شہروں میں بھی ایسا کر چکا ہے۔"

ہمکو یقین ہے کہ ہمارے ناظرین آزادی مصر کے مسئلہ کے متعلق اس محب وطن مصری کی رائے معلوم کر کے بہت
استفادہ حاصل کرینگے۔ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ وادی نیل اسمیں سے عنقریب حیات تازہ کی جدید فاخرہ پوشاک پہنکر برآمد ہوگی
اور کل جہان کی توجہ عنقریب اوسپر مبذول ہوگی۔

"آج ہم مصطفےٰ کامل اور اپنے نامہ نگار کا مکالمہ درج کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ ہم لوگوں کے دل میں یہ خیال پختگی
سے بیٹھا ہوا ہے کہ حامیان آزادی مصلحین مذاہب اور ایسے اغراض کبیرہ کے حصول میں سعی کرنے والے جیسی کہ مصریوں کی
غرض ہے بزرگان کہن سال ہوتے ہیں۔ بنابریں جب میں نے مصطفےٰ کامل مصری کو جو انتہا کے رشتہ غلامی سے اپنے ملک کو
آزاد کرانے کے لئے یورپ میں سیاحت کر رہا ہے نوعمر جوان پایا تو حیرت زدہ رہ گیا لیکن اوس کے پاس چند لحظے ٹھیرنے
سے ہی مجھکو یہ بھول گیا کہ میں ایک جوان کے پاس بیٹھا ہوا ہوں بلکہ یہ سمجھنے لگ گیا کہ میں ایک معمر پیر مرد سے گفتگو
کر رہا ہوں جسکو تجارب دنیا اور گردش زمانے نے آزمودہ کار بنا دیا ہوا ہے۔ کیونکہ اوس کی ایک ایک لفظ میں حب وطن
کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ عجیب غریب استقلال اوسکی بات سے ٹپکتا ہے اور اوسکی آنکھوں کی چمک بتا دیتی ہے کہ وہ اپنے
ارادہ پر راسخ القدم ہے۔ میں نے اوس سے پہلا سوال یہ کیا کہ کس پولیٹکل جماعت نے تجھے برلن آنے پر مامور کیا ہے؟ اوس
نے جواب دیا میرے ملک کے فرائض اور میرے نفس نے۔ کیونکہ جب میں نے اپنے ملک کی دردناک حالت کو دیکھا اور میرے نفس نے
مجھکو ہوشیار کیا کہ میرے آبا و اجداد سے وطن مالوفہ کے مجھپر حقوق ہیں تو اپنے دوستوں کی صلاح و مشورہ کے بعد میں نے یورپ
کو آنا ضروری سمجھا مجھے یہ کام اختیار کئے تقریباً دو برس ہو گئے ہیں۔ میں انگریزوں کے قبضہ کے برخلاف جو صریح قطعی معاہدوں
اور بالصراحت و علانیہ حلفی اقراروں کے باوجود ہمارے ملک پر قائم ہیں۔ فریاد کرنے میں مصروف ہوں۔ اور جہاں کہیں
میں گیا ہوں عدل شعاروں نے میری تائید کی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ ایسے لوگوں کی یورپ میں کمی نہیں ہے"

(باقی اگلے صفحہ پر)

مصر کا مستقل والی تسلیم کرلیا - اور مصر کی حکومت اوس کے خاندان کو ہمیشہ کے لئے عطا کرکے وراثت تخت کے
لئے وہی قانون اور قواعد مقرر کئے جو تخت قسطنطنیہ کے واسطے مقرر ہیں - اسمعیل پاشا مرحوم سے پہلے حکمران

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳) میری فریاد خواہ اپنا اثر ہو - یا میرے بعد اسکا اثر میرے مرنیکے بعد ہو میں جبتک زندہ ہون اپنے وطن
کے حقوق ادا کرتا رہونگا - اور ہر ایک قوم کے آزادی پسند صاحب ضمیر کے پاس مصر کو آزادی دلانے کے واسطے
فریاد کرتے جاؤنگا ۔ دوسرا سوال - کیا انگریزوں پر مصریوں کو اعتبار نہیں رہگیا - اور تمکو ناامیدی ہوگئی ہے کہ
وہ ایفائے وعدہ نہیں کریں گے ؟

جواب ۔ بیشک مصریوں کو انگریزوں پر اعتبار نہیں رہگیا اور ہم سب کو یقین ہوگیا ہے کہ انگریز مرضی خود کسیدن
بھی اپنے وعدونکو پورا نہیں کریں گے - اوائل قبضہ میں مصریونکو انگریزوں پر بڑا اعتبار تھا - ہمکو یہ گمان تک نہیں
ہوسکتا تھا کہ انگریزوں جیسی مہذب اور بزرگ قوم کے لوگ کبھی نقض وعدہ کریں گے اور اپنی عزت اور دیگر اقوام
کی عزت کو بھی چٹ کرجائیں گے - اور اونکی عزتوں کو مایہ تجارت بنائیں گے - یہ لوگ جو مصر میں امن قایم کرنے اور
مدت قلیل کے بعد واپس چلے جانے کے لئے داخل ہوئے تھے اب اپنے تئیں نیل کے محافظ پکارتے ہیں -

"انگریزوں کے ہماری نسبت جو کچھ برے ارادے ہیں وہ صاف ظاہر ہیں - حتی کہ لبرل لوگ بھی جو بظاہر کہتے ہیں کہ
وہ تخلیہ کے ممد ہیں خبیث نیت رکھتے ہیں مسٹر گلیڈسٹون نے پچھلے برس مجھے لکھا تھا کہ کئی برس ہوئے تخلیہ مصر کا وقت
پہونچگیا تھا یعنی کہ اسوقت انگریزوں کو مصر کا خالی کردینا واجب تھا - اور اب بھی ہے - ایسا تسلی بخش جواب پاکر
میں نے مسٹر مذکور کو دوبارہ لکھا کہ آپ مسئلہ مصر پر تقریر کرکے گورنمنٹ کو ایفاء وعدہ کی تحریک کیجئے - اور گورنمنٹ ٹرکی
کو فقط ایسے عہود کے ایفاء پر جو اوس کی بعہ اوسکی رعایا کے درمیان ہیں مجبور کرنے کی نصیحت کرنے سے پہلے خود اوس کو
ایفائے معاہدات کی نصیحت کیجائے - مجھے تو امید تھی کہ مسٹر موصوف میری درخواست کو قبول کریں گے - مگر وہ یہ جواب
دیتے ہیں کہ میں اس وقت ایک عام حیثیت کا شخص ہوں - مجھے مسئلہ مصر میں دخل دینا مناسب نہیں مسئلہ آرمینیا میں دخل
دینے کے لئے - اور وہ بھی بلا ضرورت - یہ سب عذر غائب ہو گئے - پس جب اون لوگوں کا یہ حال ہے جو تخلیہ مصر کی
ضرورت کے قایل ہیں تو دوسرے انگریزوں کی نیت خود بخود معلوم ہوسکتی ہے "

تیسرا سوال - کیا خدیو بھی انگریزونکی نسبت ایسا ہی خیال رکھتے ہیں جیسا کہ اونکی قوم ؟

جواب ۔ بیشک خدیو حب وطن میں کسی مصری سے کم نہیں - وہ جب سے مسند نشین ہوئے ہیں اونکے خیالات ظاہر کررہے
ہیں کہ وہ اس قبضہ سے سخت ناراض ہیں - اور اوسی دن سے محب وطن جماعت کو تقویت و طاقت دن بدن زیادہ
پہونچ رہی ہے جو لوگ اونکے اخلاق و صفات سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اونکی خاموشی ضعف یا ترک حقوق کیوجہ سے نہیں
ہے - بلکہ یہ کہ وہ صابر ہیں اور فرصت و موقعہ کے مترقب ہیں - اونکو اپنے خاندان کی تاریخ بخوبی یاد ہے اور انکو معلوم ہے

ولی ہی کہلاتے تھے۔ مگر شاہی فرمان مورخہ ۲۷ مئی ۱۸۶۶ء کے رو سے ولی کی جگہ خدیو المصر کا خطاب عطا کیا گیا اور اوسی فرمان کے رو سے مصر کا خراج تین لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ کی جگہ، ۷لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ ہو کر تخت مصر کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵) کہ اس عیسوی صدی کے شروع میں جب انگریزوں نے اونکے جد امجد محمد علی پاشا سے مصر لینا چاہا تھا تو اوسنے اونکو مار کر باہر نکالدیا تھا۔ عباس پاشا بھی اس عزت کے حصول کے لئے بیتاب رہے اور وہ اپنے حقوق کی محافظت کی مقابلہ میں جبکہ محافظت حقوق محبت امت اور شرف خاندانی سے بھی مرتبط ہے جان کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔

چوتھا سوال۔ کیا انگریزوں سے مصریونکو جو نفرت ہے وہ سب یورپین لوگونکی طرف سے بھی ہے جو مصر میں مقیم ہیں؟

جواب۔ نہیں۔ محمد علی پاشا کی وقت سے مصری اور یوروپین لوگوں میں کمال اتحاد اور موفقت رہی ہے اور قبضہ انگریزی کے بعد تو ہم دونوں کی اغراض انگریزوں کی برخلاف اور زیادہ متحد ہو گئی ہیں۔ ہاں اگر یوروپ نے ہماری دادرسی نہ کی اور مسئلہ مصر کا تصفیہ مدت تک کیا گیا تو یہ لوگ خیال کرنے لگ جائینگے کہ کل یوروپ اس قبضہ سے راضی ہے اور وہ کل مسلمانوں سے مذہبی بغض رکھتا ہے۔ اسوقت البتہ مصری یوروپین لوگوں سے بھی متنفر ہو جائینگے"۔

برلن سے روانہ ہو کر ۱۹۔ اکتوبر کو مصطفی کامل وائنا پہونچے۔ اور اکثر کبار دولت اور معزز اخبارات کے رپورٹروں سے ملاقات کی۔ بارن شلوکی دار الامرا کو پریسیڈنٹ اور شہنشاہ آسٹریا کے مشیر خاص نے اون سے خاص طور پر ملاقات کی وائنا کا سربر آوردہ اخبار نیوفیر ناجیلا۔ مورخہ ۲۲۔ اکتوبر اپنے محرر اور مصطفی کامل کا حسب ذیل مکالمہ درج کرتا ہے۔

(۱) کیا مصریوں کو قبضہ انگریزی سے رنج پہنچ رہا ہے؟

جواب۔ ہاں۔ دو وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ انگریزی قبضہ سے باعتبار قوم ہماری عزت زایل ہو گئی ہے۔ دوم اس لئے کہ قبضہ سے ہمکو ظاہری اور معنوی نقصان پہنچ رہے ہیں۔ انگلستان نے یوروپ سے تخلیہ مصر کا وعدہ کیا اور وزرائے انگلستان نے اپنی تقریروں میں کئی دفعہ اسکا اقرار کیا۔ پس یوروپ کو لازم ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ سے احترام معاہدات کی درخواست کرنے سے پہلے انگلستان سے ایسا سوال کرے۔

مصریونکو چونکہ صدمہ پہونچا تھا اون کو انگریزی ماتحتی سے نکلنے کا حق حاصل ہو گیا۔ اس غرض کے حصول کے دو طریق تھے طریق بغاوت و طریق امن۔ پہلے طریق کو ہمنے اپنی جبلی امن پسندی اور یوروپین مصالح کی حفاظت کے لئے پسند نہ کیا۔ اور دوسری سبیل اختیار کر کے یوروپ کے کانوں تک اپنی فریاد پہونچانی شروع کی۔ انگلستان کے لئے مناسب تھا کہ وہ اپنے وعدوں اور عہود کا ایفا۔ اور تخلیہ مصر سے اپنی نہانی محبت اور عدالت کا ثبوت دیتا نہ کہ ارمنیوں سے اظہار محبت اور اونکے حال پر شفقت ظاہر کرنے سے۔ ہم ہر طرح سے دیکھ رہے ہیں کہ مصر کو انگریزوں سے سخت نقصان پہونچا ہے۔

۲۔ سوال۔ کیا انگریز اپنے قبضہ سے مصر میں امن کو قایم نہیں رکھ رہے؟

جواب۔ ہرگز نہیں۔ امن تو مصر میں عربی پاشا کی قید سے تھوڑے دنوں کے بعد ہی قایم ہو گیا تھا۔ (باقی اگلے صفحہ پر

وراثت ترکی قانون کی بجائے کہ خاندان کا سب سے بڑا رکن وارث ہو نسلاً بعد نسلاً کر دیگئی۔

سلطان عبد العزیز نے ۸ جون ۱۸۷۳ء کو فرمان صادر فرماکر خدیو اسمعیل اوّل کو دول اجنبیہ سے تجارتی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵) اور کیا یہ انگریزوں کے لئے شرم کی بات نہ ہوگی۔ اگر وہ کہیں کہ ہم مصر میں چودہ برس تک قابض رہنے کے باوجود بھی امن قایم نہیں کر سکے۔

۳۔ سوال۔ تو پھر کیا انگریز اسوقت خدیو کی حکومت کی تقویت کے لئے مصر پر قابض ہیں؟

جواب۔ ہرگز نہیں مصر کے امراء میں سے رعایا میں کوئی امیر عباس پاشا جیسا محبوب نہیں ہوا۔ بلکہ انگریز ہی وہ لوگ ہیں جو آج اوسکی حکومت کے برخلاف مصر میں عمل کر رہے ہیں وہ کوئی شاہی اختیار نہیں برت سکتا بلکل اختیار وزراء کو حاصل ہے جو انگریزوں کے مامور کردہ ہوتے ہیں۔

قصہ مختصر خدیو انگریزوں کے خلاف منشاء کوئی کام نہیں کر سکتا۔ بلکہ اوسکی اوسکی حد سے بیعزتی کرائی جاتی ہے کہ مصر میں چند اخبار انگریزوں نے جاری کر رکھے ہیں جنکو رشوتیں دیکر خدیو کو برا بھلا لکھوایا جاتا ہے۔ تاکہ اوس کا احترام رعایا کی نگاہ میں کم ہو۔

۴۔ سوال۔ تو پھر کیا انگریز مصریوں کی تعلیم و تربیت کے لئے قابض ہیں۔ تاکہ وہ اپنے ملک کا کاروبار چلانے کے قابل ہو جاویں۔

جواب۔ ہرگز نہیں۔ اونکے کل اعمال اسکے برعکس ثابت کرتے ہیں وہ تو مدرسوں کو طالب علموں کے لئے بند کرتے جاتے ہیں۔ طبی مدرسہ اس امر کی بین مثال ہے۔ قبضہ سے پہلے اوسکے متعلمین کی تعداد دوسو سے زائد تھی۔ آج ۹ سے زیادہ نہیں وہ طالب علموں کے اخلاق فاسد کر رہے ہیں۔ اونکو ایسے انگریزی اخبار پڑھنے کیلئے دئیے جاتے ہیں جنمیں امیر اور وطن المصری پر طعن و تشنیع ہو۔ اور تاریخکی ایسی کتابیں پڑھوائی جاتی ہیں جنمیں رسول کریم کو سب و شتم اور اسلامی عقیدہ و مذہب ہنسی اُڑائی گئی ہو۔ الغرض وہ لڑکونکی اس طرح سے تربیت کر رہے ہیں کہ قومیت اور وطنیت کا نشان نہ رہجائے۔ اور وہ انگریزوں کے غلام اور خادم بنجاویں۔ وزارتوں اور انتظامی خدمات کے اعلی عہدوں پر انگریز مامور کرکے وطنیوں کو دور ہٹا دیا گیا ہے۔ اجنبیوں اور ممالک غیر سے آئے ہوئے لوگونکو سرکاری عہدونپر مقرر کیا جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی کسی خائن اور نا قابل وطنی کو بھی مامور کردیا جاتا ہے تاکہ دنیا پر ثابت کیا جاوے کہ مصر ابھی قابل نہیں کہ خود حکومت کر سکے۔

۵۔ سوال۔ تو پھر کیا انگریز فلاحین (مزارعین) کی بہتری اور رفاہ کے لئے مصر پر قابض ہیں؟

جواب۔ حاشا و کلا۔ انگریز معاہدونکو بھی تو ایسا حقیر نہیں سمجھتے جیسا کہ مصریونکو۔ میں تمکو اسکی مثال میں ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ایکدن تارگھر کا چپڑاسی ایک انجنیر کے پاس تار لیکر گیا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

معاہدے کرنے اور فوجیں قایم رکھنے کے حقوق بھی جو اس وقت تک مصر کے حکمرانوں کو نہیں دیئے گئے تھے عطا کر دیئے۔ ۱۸۷۹ء میں سلطان المکرم عبدالحمید نے فرانس اور انگلستان کے زور دینے پر اسمٰعیل کو معزول کر دیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶۔ اور جب تار حوالہ کر دی تو رسید پر دستخط کر دینے کے لئے کہا۔ انجنیر نے دستخط کرنیسے انکار کیا چپراسی نے فرض منصبی سے لاچار ہو کر مکرر عرض کیا۔ اس کے جواب میں انگریز بہادر نے بندوق اُٹھا کر غریب مصری پر چھونکدی جو خون میں لت پت ہو کر بیہوش زمین پر گر پڑا۔ انگریز افسروں نے اس انجنیر کو یہ سزا دی کہ اوسے ہندوستان میں تبدیل کر دیا۔ محکمہ (عدالت) مخصوص کی کارروائیاں جنمیں مصریوں اور انگریز سپاہیوں مجبریوں کی تنازعات فیصل ہوتے ہیں۔ اس سے بھی عجیب ہیں۔ وہ پھانسی تک کا حکم بلا قانون صادر کر دیتا ہے۔ اور تعمیل حکم کی غرض گئے جانیکا حکم دیتا ہے جو فوراً کر دی جاتی ہے۔

مالی حالت کے لحاظ سے سن لو۔ انگریز اپنے ذات بھائیوں کو بیش قرار شاہرے دینے کیلئے بیقرار تھے اونہوں نے تنخواہوں کی تعداد بڑھا دی حتّی کہ انتظامی محکمہ کا خرچ ستر لاکھ پونڈ ہو گیا۔ حالانکہ معاہدہ لندن کے رو سے ۵ لاکھ پونڈ خرچ کی حد مقرر کی گئی تھی۔ فیلاحین کا قرضہ قبضہ انگریزی سے پہلے ستر لاکھ پونڈ کے قریب تھا۔ اب ایک کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ کے قریب ہے۔

سوال۔ تو پھر کیا انگریز یورپ کی مصلحت و بہتری کے لئے مصر پر قابض ہیں؟

جواب۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ قبضہ مصر سے انگریزوں کی پہلی غرض یہ ہے کہ یوروپین اقتدار کو توڑ دیا جاوے اس لئے نہیں کہ مصر زمانہ آیندہ میں کامل آزاد ہو۔ بلکہ کل قوت کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ وہ مختلط محاکم (عدالتوں) کی موقوفی کے لئے جو مصر میں یورپ کے مفاد کیلئے سب سے بڑی ضمانتیں ہیں کیسا زور لگا رہے ہیں اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جنگی قانون اور پرمٹ گھروں میں انگریزی تجارتی اسباب کیلئے علیحدہ وزن اور معیار رکھے ہوئے ہیں اور انگریزی تجارت کو خاص رعایتیں ملی ہوئی ہیں؟

قصہ مختصر یورپ پر واجب ہے کہ انگریزوں کو بہت جلد ہمارے وطن سے نکلجانے پر آمادہ کرے۔ والسلام"

داینا ایک دوسرا اخبار الاکسترابلاط مصطفٰے کامل کی نسبت یہ کلمات لکھتا ہے:۔

"ہمارے شہر وائنا میں چند دنوں سے ایک مہمان عزیز صاحب شہرت و عزت مشہور مصری لیکچرار (مصطفٰے کامل) وارد ہے۔ وہ غیور نوجوان ہے۔ اور دو برس سے اوسنے اپنے ملک کو انگریزی تصرف سے آزاد کرانیکا واجب السعی کام اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ اس نوجوان کی عمر ۲۳ برس سے زیادہ نہیں۔ مگر اوس کے وطن کی مصیبتوں نے اوسکو خبردار اور آزمودہ کار بنا رکھا ہے۔ وہ مصر سے نکلکر یوروپ کے اون تمام شہروں میں پھر رہا ہے جنکے باشندوں کو وہ وادی نیل کی حقیقت حال سے آگاہی دے سکتا ہے۔ یوروپ کے تمام نامور فضلاء و علماء اور مدبرین و زراء سے اوسکی خط و کتابت یا ملاقات ہے۔ اس سال کے شروع میں یہ جوانمرد کمال دلیری سے یورپ سے وطن مالوفہ کو واپس گیا تھا۔ جہاں اوسکی ہموطنوں نے اوس کا

(باقی آئندہ صفحہ)

مصر کے خدیووں کی فہرست یہ ہے:۔

نام	تولد	وفات	میعاد حکومت
۱۔ محمد علی بانئے خاندان	۱۷۶۹ء	۱۸۴۸ء	۱۸۱۱ء لغایت ۱۸۴۸ء
۲۔ ابراہیم ولد محمد علی	۱۷۸۹ء	۱۸۴۸ء	جون لغایت نومبر ۱۸۴۸ء
۳۔ عباس نبیرہ محمد علی	۱۸۱۳ء	۱۸۵۴ء	۱۸۴۸ء لغایت ۱۸۵۴ء
۴۔ سعید بن محمد علی	۱۸۲۲ء	۱۸۶۳ء	۱۸۵۴ء لغایت ۱۸۶۳ء
۵۔ اسمعیل بن ابراہیم	۱۸۳۰ء	۱۸۹۵ء	۱۸۶۳ء لغایت ۱۸۷۹ء
۶۔ محمد توفیق بن اسمعیل	۱۸۵۲ء	۱۸۹۲ء	۱۸۷۹ء لغایت ۱۸۹۲ء
۷۔ عباس حلمی	۱۸۷۴ء	زندہ	۱۸۹۲ء

موجودہ خدیو کو ذاتی ونج کے خرچ کے لئے ایک لاکھ پونڈ سالانہ ملتا ہے ٭

(بقیہ حاشیہ) کمال تزک و احتشام سے استقبال کیا۔ اونہوں نے اپنے ابناء وطن کو بھی ایک لیکچر دیا۔ جو بڑی گرمجوشی کے ساتھ سُنا گیا۔ انگریزوں نے اس جسارت کا بدلہ بڑی کمینہ طرز میں لیا کہ اوسکے بھائی کو جو فوج میں عہدہ دار تھا موقوف کر دیا مگر خدیو نے جو رعیت میں اپنے عدل و انصاف سے بہت محبوب ہے۔ اوسکو پھر بحال کر دیا۔ اس انگریزی انتقام نے مصطفےٰ کامل کو مصریوں کی نگاہوں میں اَور عزیز کر دیا"

یورپ سے رخصت ہو کر مصطفےٰ کامل براہ الپسٹ ہوتا ہوا آستانہ علیہ وارد ہوا۔ جہاں معززترکوں نے اوسکی کمال تپاک سے آؤبھگت کی۔ بڑے بڑے عہدہ داروں نے ملاقات کی۔ اور آخر کار بارگاہ حضرت خلافت پناہی میں شرف اندوز ملازمت ہوا۔ اعلیحضرت امیر المومنین نے کمال لطف و مہربانی سے اس نیک نہاد مصری نوجوان کو قبضہ شمشیر مرصع بالماس معہ طرہ شریف مرصع بزرو جواہر عنایت کیا۔ جو ایک طلائی مرصع کار صندوقچی میں بند تھا۔ یہ خاص الطاف اعطار تمغہ و امتیاز سے کئی حصہ زیادہ موجب عزت و شوکت ہے آستانہ علیہ سے روانہ ہو کر مصطفےٰ کامل ۱۶ نومبر کو اسکندریہ اور ۱۷ نومبر کو المویدکا مقدمہ سننے کے لئے القاہرہ پہونچگیا۔ اس مقدمہ نے جو گورنمنٹ یعنی انگریزی عمال کیطرف سے اخبار مذکور پر دائر کیا گیا تھا نہ صرف انگریزوں کی طرف سے اور زیادہ نفرت مصریوں کے دل میں پیدا کر دی ہے۔ بلکہ اس سے انگریزی حکام کے طریق عمل کی بھی کچھہ کیفیت منکشف ہو جاتی ہے۔ مختصر حالات اور مقدمہ قایم کئے جانے کے اسباب یہ ہیں:۔

لارڈ کرومر صاحب انگریزی ایجنٹ کے حالات کسی گزشتہ پرچہ میں بتفصیل درج ہو چکے ہیں۔ اونکو مصر میں جو مقتدر اقتدار حاصل ہے کہ درحقیقت حکومت وہی کر رہے ہیں وزرا بھی محض برائے نام ہیں اصل میں تمام وزارتیں بھی انگریزی سکرٹریوں یا افسروں کے زیر اہتمام ہیں۔ مصری فوجی قبضہ ہی سے برافروختہ ہو رہے تھے۔ کہ ان اندرونی

آئین و حکومت

مصر کا انتظام خدیو کے زیر فرمان وزراء کرتے ہیں۔ ۱۸۶۹ء سے ۱۸۸۳ء تک انگلستان اور فرانس کیطرف سے دو کنٹرولر جنرل مقرر رہے جنکو معاملات ملک کے انصرام میں بہت اختیارات حاصل تھے (خدیو کی ڈگری مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۹ء جس کے

(بقیہ حاشیہ) دخل و تصرف نے اونکو اور زیادہ بھڑکا دیا۔ نوجوان محبان وطن کی ایک جماعت قایم ہوگئی۔ اور چند اخبار مصر کی آزادی کو طلب کرنیکے لئے جاری ہوگئے جنمیں سے کئی کسی نہ کسی طرح بند ہوگئے۔ مگر زمانہ کی رفتار کے مطابق ویسے ہی اور بھی پیدا ہوتے رہے۔ المؤید بھی انہی آزاد اخباروں میں سے ہے اور اوسکو جاری ہوئے اب پانچواں برس شروع ہوا ہے۔ لارڈ کرومر اور انگریزی حکام پر الزام لگایا جاتا ہے کہ چند دشمن ملک اور غدار اخباروں (مقطم وغیرہ) کو رشوت دیکر اونہوں نے اپنا طرفدار بنا رکھا ہے۔ اور جو اخبار آزاد روش ہیں اونکو درپے آزار رہتے ہیں۔

چنانچہ المؤید بھی جس نے مہذبانہ پیرایہ میں مگر صریح طور پر قبضہ انگریزی کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ اونکی آنکھوں میں کھٹکنے لگا۔ جسکی بدولت اوسپر یہ مقدمہ قایم کیا گیا۔ الزام یہ لگائے گئے کہ ۲۶ جولائی ۱۸۹۶ء کو سردار کچنر کیطرف سے وزیر جنگ کو ایک تار موصول ہوئی تھی۔ باوجود مخفی ہونے کے ۲۹ جولائی کے المؤید میں شایع ہوگئی۔ اسیطرح انہی نون میں اخبار مقطم کو ایک تار موصول ہوئی تھی جسے المؤید نے بھی اسیوقت بجنسہ چھاپ دیا۔ یہ دونوں تاریں شیخ علی یوسف اڈیٹر المؤید نے تار گھر کے ملازم توفیق آفندی کبریلس کے ذریعہ حاصل کی ہیں۔ توفیق آفندی تار کا افشا کرنے اور شیخ علی یوسف شریک جرم مذکور ہونیکا ملزم بنایا گیا پہلے اس الزام کی پولیس نے تحقیقات کرکے لکھا تھا کہ المؤید کے اڈیٹر کے برخلاف کوئی ثبوت نہیں مگر پھر خود بخود وہی دونوں ملزموں پر مقدمہ دایر کر دیا جو ۷ نومبر کو قاہرہ کے محلہ عابدین کی عدالت فوجداری میں پیش ہوا۔ محمود بک خیرت علی قاضی یا جج تھے۔ سرکار کیطرف سے علی بک توفیق پیروکار اور ملزموں کی طرف سے ابراہیم بک حلبادی اور سید احمد الحسینی بیرسٹر تھے۔

المؤید کل قلمرو میں نہایت مقتدر اور ہر دلعزیز پرچہ ہے۔ اسکے مقدمہ کا دور دور تک شہرہ پہونچ گیا تھا۔ اور صوبجات بعیدہ سے بھی سینکڑوں آدمی مقدمہ سننے کے لئے قاہرہ پہونچ گئے تھے۔ مقدمہ تین دن پیش رہا۔ شہادت استغاثہ کے بعد دونوں بیرسٹروں نے یکے بعد دیگرے نہایت فصیح و بلیغ تقریریں کرکے ارجاع مقدمہ کی اسباب اور انگریزی عمال کی خصومت کی قرار واقعی قلعی کھولی۔ عدالت نے ۹ نومبر کو حکم سنا دیا توفیق آفندی سرکاری تار کی افشا کے جرم میں تین ماہ قید کا سزایاب ہوا۔ اور سرکاری خرچہ کا چوتھا حصہ اوسپر جرمانہ کیا گیا ساتھ ہی پانچ برس کے لئے ممنوع الملازمت کر دیا گیا۔ اخبار مقطم کی تار کے افشا کے جرم سے اوسکو بری کیا گیا۔ شیخ علی یوسف دونوں جرموں سے بری کئے گئے۔

عدالت نے جیوقت یہ حکم سنایا چاروں طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہوگئے۔ اور شیخ صاحب کے دوست اونکو ہاتھوں ہاتھوں اٹھا کر کمرہ عدالت سے گاڑی تک لے گئے۔ شیخ علی یوسف کی عمر ۳۵ برس کی ہے۔ اور مصر کے قصبہ جرجہ کے باشندے ہیں

(باقی اگلے صفحہ پر)

روسو ادنیٰ تقرری کی اجازت دیگئی۔ کتاب بسلسلۂ عہد حکومت کی حاشیہ میں درج ہے) ۱۸۸۲ء کی موسم بہار
میں عربی پاشا وزیر جنگ کے بغاوت کر دینے پر انگلستان نے مداخلت کی اور بغاوت کو فرو کر کے خدیو کا اقتدار

توفیق آفندی قبطی عیسائی قاہرہ کا باشندہ اور عمر میں ۲۲ سال کا ہے۔ توفیق آفندی نے حکم سزا اور گورنمنٹ نے حکم برئیت شیخ علی یوسف کی ناراضگی سے عدالت اپیل میں مرافعہ کیا ہے۔ اس مقدمہ نے انگریزوں کے طرف سے مصریوں کو ایسا بدظن کر دیا ہے کہ تمام محب ملک اخبارات میں انکی ناجائز کارروائیوں کی صاف صاف پردہ دری کی جا رہی ہے۔ چنانچہ ایک عربی اخبار نے اپنے مضمون کا عنوان ہی یہ رکھا۔

واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون اور سے اکتفا نہ کر کے انگریز محتلین (قابضین) کے حق میں یہ آیت تحریر کرتا ہے۔ الا انھم ھم المفسدون ولاکن لا یشعرون۔

ناظرین کو سطور مندرجہ بالا سے مصریوں کا عندیہ ایسے واضح طور پہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہماری طرف سے کسی ایزادی کی ضرورت نہیں البتہ یہ سوال کرنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ایسی سخت اندرونی و بیرونی مخالفت کے مقابلہ میں انگریزی گورنمنٹ کا قبضہ مصر پر مصر رہنا کیا اسکے حق میں مضر تو نہیں ہوگا؟

۱۹۰۶ء کے شروع میں انگلستان نے ترکی سے جھگڑا کیا۔ کہ مقام عقبہ کے قریب اونسے مقام طابہ پر جو سینا میں ہے کیوں قبضہ کر لیا ہے۔ رفتہ رفتہ معاملہ بہت طول کھینچ گیا۔ مگر آخر بصلح و صفائی طے ہو گیا۔ اس سے چند ماہ بعد جون ۱۹۰۶ء میں چند انگریز فوجی افسروں کا طنطا کے قریب دہقانوں سے دنگا ہوا۔ ایک انگریز مر گیا چند زخمی ہوئے۔ دہقانیوں میں سے بھی ایک ہلاک اور چند زخمی ہوئے۔ آخر الذکر کی تو کچھ فریاد نہ سنی گئی۔ مگر انگریزوں کے قصاص میں چار کو پھانسی اور ۱۲ کو حبس دوام یا قید سخت یا بید کی فوراً سزا دی گئی جسکو خود انگلستان کے انصاف پسندوں نے بھی وحشیانہ انتقام قرار دیا۔ ان سے گلو خلاصی کرانے کو انگریزی وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں کہا کہ مصر میں انگریزوں اور یورپیوں کے برخلاف سخت مذہبی جوش پھیل رہا ہے۔ یہ فساد بھی اوسیکا ایک نتیجہ تھا۔ اگر انگریزی فوج نے جلد تدارک نہ کیا تو نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ جوش صرف مصر ہی میں نہیں بلکہ کل شمالی افریقہ میں پھیل رہا ہے۔ ان دونوں واقعات و معاملات کی اصلیت اور واضح کیفیت اخبار وطن لاہور کے مندرجہ ذیل مضامین سے معلوم ہو جائے گی:۔

تنازعہ عقبہ شروع تو اس بنا پہ ہوا کہ ترکی فوج اوسکے متصلہ قصبہ طابہ پر کیوں قابض ہوئی۔ مگر اس ہفتہ کی ایک تار سے واضح ہو رہا ہے کہ جس طرح سیاسی لحاظ سے یہ معاملہ اصل فریقین یعنے تابع و متبوع تک محدود نہیں رہا انگلستان دخل دہی کا خود کو نہ صرف مجاز بلکہ حقدار سمجھ رہا ہے۔ اسیطرح علاقہ تنازعہ کی حدود میں بھی دن بدن اضافہ ہوتا گیا ہے بحیرہ روم کی جانب ترکی مصری حد بندر العریش کے قریب سے شروع ہوتی ہے بعض نقطہ آغاز کو ترکی بندر غزا اور مصری بندر العریش کے مابین بتاتے ہیں۔ اور بعض اوسکا محل وقوع بندر العریش کے مابین بتاتے ہیں۔ (باقی اگلی

پھر قایم کرادیا۔ اس مداخلت میں فرانس نے انگلستان کا ساتھ ندیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہُوا کہ (انگریزوں نے) ۱۸ جنوری ۱۸۸۳ء کو خدیوی ایک حکم جاری کراکر انگلستان اور فرانس کے مشترکہ اقتدار کا خاتمہ کرادیا۔ اور اسکی جگہہ خدیو نے

اور بعض اوسکا محل وقوع بندر العریش کے متصل قرار دیتے ہیں۔ اس سرحد کا دوسرا سرا موجودہ قابضان مصر کے موجودہ بیان کے مطابق عین ترکی بندر عقبہ کی مغربی مضافات پر ختم ہوتا ہے جسکی رو سے کل جزیرہ نما سینا مصر کی طرف چلا جاتا ہے مگر خود مصر ہی کے اسلامی اخبارات کے بیان کے مطابق یہ سرا نہر سویز کے مشرقی سرے پہ بندر سویز کے محاذ ختم ہوجاتا ہے۔ جسکی رو سے جزیرہ نما سیناء کا بڑا حصہ ترکی قلمرو میں محسوب ہوتا ہے۔ حد کی اصل موقعہ کے متعلق مزید بحث آگے چلکر کیجائے گی۔ پہلے اوس معاملہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جس نے اس تنازعہ کو بقول ٹائمز زیادہ سنگین بلکہ توحش خیز بنادیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ترکی فوج نے سرحد کی شمالی سرے یعنی العریش کے متصل جو روشنی کے مینار ساحل کے قریب تھے اونکو ہٹا دیا ہے۔ مخبر یہ نہیں بتاتا کہ کیوں ایسا کیا گیا۔ اور یہ مینار اب تک کس کے اہتمام میں تھے۔ تاہم اس خبر سے کم از کم یہ مزید مترشح ہورہا ہے کہ ترکی حکومت اس سرحد کی جنوبی حصہ کیطرف یعنی بجانب عقبہ وطابہ ہی فوجی مستعدی نہیں دکھا رہی۔ بلکہ شمالی حصہ کیطرف بھی۔ جو خاص سرزمین مصر اور نہر سویز سے نسبتاً بہت قریب ہے۔ کچھ نہ کچھ مزید فوج جمع کر دیگئی ہے۔ اور یہی دو طرفہ مستعدی کشیدگی کے بڑہانے کا باعث ہوئی ہے۔ گو ٹائمز اصلیت کو چھپاکر صرف روشنی کے میناروں کے مفروضہ انہدام کو ایک لنبی چوڑی وعظ اور زہر آلود دہمکیوں کی بنا قرار دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے "سلطان نے بلا وجہ موجبہ جو صورت قایم کر رکھی ہے۔ وہ اِندنوں نازک تر ہوگئی ہے ہمیں خبر پہونچی ہے کہ ترکوں نے العریش کی سرحد پر جو روشنی کے مینار تھے۔ وہ ہٹا دیے ہیں۔ ان حالات میں یہ ناممکن ہے کہ ہم اس قسم کے واقعات سے جو براہ راست اس بدامنی کو بڑہانے والے ہیں چشم پوشی کرسکیں جسے مصر میں بعض سازشی جنمیں بعض اعلیٰ وجاہت رکہنے والے بھی ہیں از راہ بیوقوفی پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

ٹائمز کی نسبت یہ مسلم ہے کہ ترکوں اور سلطنت عثمانیہ کے متعلق اوسکی رائے تو درکنار۔ اوسکے بیان کردہ واقعات بھی بالعموم صداقت اور راستی سے معرا ہوتی ہیں۔ وہ یا اوس کے نامہ نگار بارہا ٹرکی کی نسبت بالکل بے تہ کی خبریں گھڑنے کے مرتکب ہوچکے ہیں۔ ممکن بلکہ غالب ہے کہ یہ خبر بھی اسی قسم کی ہو۔ اور وہ انگریزی قوم میں جوش پیدا کرنے اور سلطان کے برخلاف ایک نیا طومار لکہنے کے لئے کوئی بہانہ ہاتھ میں لانیکے واسطے وضع کی گئی ہو لیکن جیسا کہ اوپر لکہا جاچکا ہے اسمیں شک نہیں کہ ترک ضرور اسطرف بھی کچھ نہ کچھ مستعدی دکہا رہے ہونگے۔ یہ ممکن نہیں کہ وہ ایک ایسے موقع کی استحکام کے لئے تو ہزاروں فوج بے آب وگیاہ اور لق ودق ریگستان میں جمع کردیں۔ جو مصر سے سینکڑوں میل پرے ہے اور نسبتاً بہت قریب کے علاقہ کی حفاظت ومحفوظیت کے لئے کچھ اہتمام نہ کریں۔ لیکن جبتک وہ اپنی حد کے اندر رہکر

انگلستان کی سفارش پر ایک انگریز کو مالی مشیر مقرر کیا جسکو متفق الرائے ہونیکے بغیر مالی معاملات کی متعلق کوئی
فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اس مالی مشیر کو کونسل وزراء میں شامل ہونیکا استحقاق حاصل ہے۔ مگر وہ عاملانہ اختیارہ

یہ انتظام کریں کسیکو معترض ہونیکا کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ خواہ کوئی دوراندیشی اس امر کی کیسی ہی
متقاضی کیوں نہ ہو۔ کہ انکو اس اہتمام میں کامیاب ہونے دیا جائے۔ پس ممکن ہے کہ کسی ایسی ہی صد اندیشی
نے یہ غلط تدبیر سوجھائی ہو۔ کہ روشنی کے میناروں کے اصل یا فرضی واقعہ کو چھیڑ خانی کا بہانہ بنا لیا جائے۔ اگر یہ
مدعا نہ ہوتا تو ٹائمز کی تحریر کے دوش بدوش ہی یہ خبر سننے میں نہ آتی کہ انگریزی وزراء نے جزیرہ نما سینا کے مسئلہ پر
باہم جمع ہو کر غور کیا ہے۔ اور بعد صلاح و مشورہ یہ فیصلہ کیا ہے کہ انگریزی جنگی جہاز متنرد اروشنی کے میناروں کے
معاملہ کی تفتیش کے لئے العریش بھیجا جائے۔ اور کہ گورنمنٹ برطانیہ اس امر کا عزم بالجزم کر چکی ہے کہ مصری سرزمین پر
سے ترکی افواج کے ہٹائے جانے پر پورا پورا اصرار کریگی۔ جس عزم کو مدنظر رکھکر عام رائے صورت حال کو بہت
اہم اور نازک تصور کر رہی ہے۔

ایک انگریزی جنگی جہاز خلیج عقبہ میں طابہ کی نگرانی کے لئے پہلے سے ہی موجود تھا۔ اب ایک اور اس سرحد کی
عین دوسری سرے پر جاتا ہے۔ اور خاص مصر میں انگریزی فوجکی جمعیت بسرعت بڑھائی جا رہی ہے۔ پچھلے سال سے
وہاں صرف ساڑھے تین ہزار فوج موجود تھی۔ جو تمام پیدل تھی۔ سوار اور توپخانہ نہ رکھے گئے تھے۔ پہلے ۸ سو مزید فوج بھیجنے کا فیصلہ
ہوا۔ اور حال میں ایکہزار اور بھیجنے کا جسمیں توپخانہ اور فوج سواران بھی ہو گی۔ اس دوسرے اضافہ سے انگریزی فوج
مصر میں پانچہزار ہو جاویگی۔ ہر ایک کو معلوم تھا کہ اس اضافہ کی وجہ تنازعہ عقبہ ہے۔ مگر گورنمنٹ اب تک امر محض کنایتاً
ظاہر کرتی رہی صراحت کو خلاف مصلحت سمجھتی رہی لیکن اب معاملہ کچھہ ایسا پیچیدہ ہو گیا ہے۔ کہ اس خفیف سی پردہ
داری کی بھی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اور وزیر خارجیہ انگلستان نے صاف صاف اعتراف کیا ہے۔ کہ مصر میں بےچینی بڑھ
رہی ہے جسکا ایک بڑا باعث وہ کارروائی ہے۔ جو باب عالی سرحد مصر پر کر رہا ہے۔ اس بیان میں بھی یہ امر صاف نہیں
کیا گیا کہ بےچینی کی نوعیت کیا ہے۔ آیا مصری ترکی کے برخلاف ناراض ہو رہے ہیں یا اس معاملہ میں انگلستان جو کچھہ
حصہ لے رہا ہے اس پر چین بہ جبیں ہو رہے ہیں۔ مگر وزیر ممدوح کی یہ خاموشی اصلیت کو نہیں چھپا سکتی۔ گزشتہ ہفتہ کا
یہ تار کہ مصر کے اسلامی اخبار ترکی کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اصل کیفیت کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور سر ایڈورڈ گرے کا
اغماض اس خیال کو تقویت پہنچا رہا ہے۔

خلاصہ کلام اس معاملہ کی تمام اصلیت سر دست یہ معلوم ہوتی ہے کہ ترک نہ صرف طابہ کو خالص ترکی علاقہ
بتلاتے ہیں۔ بلکہ کل جزیرہ نما سینا کو۔ اور چاہتے ہیں کہ اس علاقہ پر آئندہ قرار واقعی اپنا عمل دخل رکھیں ساحل بحر روم
کیطرف بھی وہ سابقہ لاپروائی کی تلافی کر رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اس نواح کو بھی فوجی لحاظ سے خاصہ مستحکم بنا لیں

رکھنے والا عہدہ دار نہیں ہے۔ (خدیو نے ۱۹۰۴ء میں ایک فرمان صیغہ مال کے متعلق نافذ کیا جو ۸ اپریل ۱۹۰۴ء کے معاہدہ میں فرانس اور انگلستان ہر دو نے تسلیم کیا گیا اور بطور ضمیمہ اوس کے ساتھہ لگایا گیا ہے۔ اس کے رو سے صیغہ مال کو کئی موجودہ پابندیوں سے سبکدوش کیا گیا ہے۔ اور جب وہ پورا پورا نافذ ہو گیا تو پھر کوئی ترمیم ۱۸۸۵ء کے معاہدہ لنڈن بر دستخط کنندہ دول کی بلا اجازت نہیں ہو سکے گی۔)

مصری حکومت بمنشاء خود یا انگریزی حکومت کی ایما سے اپنی سرحد کے متصل اپنی شہنشاہی طاقت کے جدید اہتمام کو اطمینان کی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ اور کل جزیرہ نما سینا کو اپنا حق بتاتی ہے اور اس حق کو محفوظ رکھنے کے لئے جنگی لحاظ سے اہمیت حجاز ریلوے نے ظاہر کر دی ہے وہ طابہ ایسے چھوٹے سے خطہ پر بھی ترکوں کے قابض ہو جانے پر معترض ہو رہی ہے کیونکہ اُسے خطرہ ہے کہ ایک جزو کی متعلق خواہ وہ کیسی ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ اُس کے خاموش رہنے سے یہ نتیجہ نکال لیا جائے کہ وہ کل سے دستبردار ہو گئی ہے۔ لیکن مصر کے مسلمان باشندے اس معاملہ میں مصری حکومت سے اتفاق نہیں رکھتے۔ اور خود خدیو بھی ابھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکے۔ ورنہ غازی مختار پاشا اب تک انکے ساتھ سلسلہ گفتگو جاری نہ رکھتے۔ ٹائمز نے بعض اعلی وجاہت رکھنے والے اشخاص کی طرف جو اشارہ کیا ہے ممکن ہے وہ خود خدیو کے بھی متعلق ہو۔ تیسرا فریق اس معاملہ میں انگلستان ہے۔ جو بظاہر تو خود ساختہ حامی کی حیثیت سے مصری حقوق کی حفاظت کا مُدعی ہے۔ اور محض اسی ادعا کی وجہ سے ہر طرح کے اعتراضات کا آماجگاہ بن رہا ہے۔ کیونکہ ترک تو بجائے خود رہے۔ خود مصری بھی جنکی حمایت کا وہ دعویدار ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ انگلستان شرعًا قانونًا اور اخلاقًا کسی ایسے معاملہ میں جو ٹرکی اور مصر کے درمیان متنازعہ فیہ ہو ہرگز ہمارے محافظ بننے کا ادعا نہیں کر سکتا۔ ٹرکی اور مصر مذہبًا وا صولًا ایک ہی شے ہیں۔ مصر کا کسی غیر سے کوئی جھگڑا ہو تو ہم خود اُس سے بخوشی بلکہ باصرار امداد کی درخواست کریں۔ جب مدعی و مدعا علیہ عملًا ایک ہی شخص ہوں تو گواہ کیسے اور حامی کیسے۔

لیکن دوسری طرف دنیا سازی اور سیاسی مصلحت انگلستان کو اپنی اصل پوزیشن کی صاف وضاحت سے مانع ہے وہ خود اور کُل دنیا جانتی ہے کہ انگلستان سب سے اوّل اپنی اغراض کی بہتری اور ہندوستان و انگلستان کے راستہ کو اپنے قابو میں رکھنے کے لئے مصر پر قابض ہے۔ اور جب تک اوسکا بس چلیگا قابض رہے گا۔ اور ہر ایسے امر کا حتی الامکان انسداد و تدارک کریگا۔ جو اس قبضہ میں مخل ہو سکتا ہے۔ یا ہونیوالا ہو۔ مگر دنیا داری اوسے کبھی زبان سے اوسکا اقبال نہ کرنے دیگی۔ زبانی وہ یہی کہیگا کہ میں مصر کی بہتری کے لئے وہاں متصرف ہوں۔ اور سلطان کی حفاظت و سیادت اور اوسکے حقوق کی نگہداشت کی لئے اب ٹرکی سے بھی جھگڑ رہا ہوں۔ یہ ایسا بدیہی تصنع اور بشی سُست گواہ چُست کا نقشہ ایسا مثل ہے کہ اس معاملہ پر اس پہلو سے کچھہ بحث کرنا محض تضیع اوقات ہے۔ خواہ منطقی دلایل لاکھہ پیش کیجائیں اور ہزار ہا مثالیں سابقہ تنازعات مصر و روم میں اغیار کی مداخلت کی پیش کیجائیں۔ دنیا میں ایک بھی منصف مزاج قایل نہیں ہو سکتا

مصری وزارت میں اس وقت چھہ وزیر ہیں۔ جنکو بہ تفصیل ذیل محکمے سپرد ہیں۔

۱۔ پریسیڈنٹ کونسل وزراء جو وزیر صیغہ اندرونی بھی ہوتا ہے۔

۲۔ وزیر محکمہ مال۔

۳۔ وزیر معدلت عامہ۔

۴۔ وزیر صیغہ جنگ۔

۵۔ وزیر محکمہ جات تعمیرات و تعلیم عامہ

۶۔ وزیر صیغہ خارجیہ۔

کہ انگلستان اس بناپر مداخلت وحمایت کی کوئی جائز بنا اور وجہ رکھتا ہے۔ اسلئے اس سے قطع نظر کرکے وطن اُس پہلو کو لیتا ہے۔ جو اصل بنا ہے۔ اور جو یہ ہے کہ انگلستان اپنے دیگر مقبوضات کی حفاظت کیلئے طر مصر پر قابض ہے اور رہنا چاہتا ہے۔ اور یہی خواہش کبھی کویت۔ کبھی عدن اور کبھی عقبہ وعریش کے بہانہ سے اُسے ٹرکی کے مقابل سیاسی بساط پر سرگرم تحرک و تازہ بنائے رہتی ہے۔

ٹرکی اب تک ہر موقعہ پر مدافعت کی پہلو پر رہی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کویت یا عدن کے اندرونی علاقہ پر کبھی بھی اور کسی بھی صورت میں انگلستان کو ٹرکی سے مرجح حق حاصل رہا ہے۔ وہاں کی معاملات میں اوسکی مداخلت بلا شبہ ترکی حقوق میں دست اندازی کرنے کی مرادف تھی۔ حتی کہ طابہ کی معاملہ میں بھی اگر ترکو کے بیان کو مان لیا جائے تو وہ مدافعت کے ہی پہلو پر ہے۔ مداخلت وتعرض مصر وانگلستان ہی کیطرفسے ہوا ہے۔ اور اگر انگلستان کا بیان صحیح سمجھا جائے تو بھی ٹرکی کی پیشدستی چنداں اہم متصور نہیں ہوسکتی۔ طابہ عقبہ سے جو مسلم طور پر ترکی قصبہ ہے۔ صرف آٹھ دس میل ہے۔ اور اس مقام اور نہر سوئیز کے درمیان کئی سو میل لق و دق چٹیل میدان حائل ہے۔ اور بنابرین طابہ کا قبضہ جنگی لحاظ سے مصر پر فوجکشی کرنے میں ٹرکی کو عقبہ سے بہتر ہرگز کچھہ کام نہیں دے سکتا۔ اوس سے کوئی بڑی سے بڑی غرض حاصل ہوسکتی ہے تو فقط یہ کہ عقبہ کی حفاظت کیلئے ایک اوٹ پوسٹ (بیرونی چوکی) کا کام دے یعنے بجائے اس کے کہ حملہ آور دشمن کی مزاحمت عین عقبہ کی دیوار دنکی قریب کیجائے۔ سات آٹھہ میل پیہی سے اوسکی مقاومت کا سلسلہ شروع کردیا جائے۔ یعنے اِسصورت میں بھی ٹرکی دراصل مدافعت ہی کے پہلو پر ہوگی۔ خواہ طابہ پر اوسکا قبضہ ہی ہو۔ کیونکہ یہ قبضہ مصر پر فوجکشی کرنے میں کچھہ بھی مدد نہیں دے سکتا۔ اور اسی سے یہ نتیجہ نکال لینا غلط نہیں ہوگا۔ کہ آج سے بیس سال بعد ٹرکی کا خواہ کیا ارادہ ہو۔ مگر سر دست وہ مصر پر حملہ آور ہونیکی ہرگز نیت نہیں رکھتی۔ پس اس اندیشہ کی بناپر ٹرکی سے بگاڑنا کبھی قرین دانشمندی نہیں ہو سکتا۔

اگر کوئی معترض کہے کہ انگلستان کی اس قت کی خاموشی ٹرکی کو کسی آیندہ وقت میں مصر پر حملہ کرنے کی تیاریوں

یکم مئی ۱۸۸۳ء کو خدیو نے ایک بنیادی قانون نافذ کر کے اپنے ملک کی حکومت کو آئینی طرز پر چلانے
کے لئے چند انتخابی مجالس قایم کیں۔ اور ہر بالغ مرد کو رائے دینے کا حق عطا کیا گیا۔ یہ مجالس حسب ذیل ہیں:

کو مکمل کر لینے کے قابل بنا دے گی۔ اور اگر سینا پر اونکا حق مان لیا گیا تو وہ عقبہ سے سویز تک ریل تیار کر لینے
سے مصر کو خوب طرح اپنی زد میں لے لیں گے۔ اس لئے بمصداق "گربہ کشتن روز اول باید" انگلستان
سرچشمہ ہی کو کیوں بند نہ کر دے تو اسکا جواب یہ ہوگا کہ ہم مان لیتے ہیں کہ انگلستان ترکوں کو سینا سے بیدخل کرنے
میں کامیاب ہو جائیگا۔ لیکن عقبہ سے لیکر العریش تک سینا کے محاذ کے علاقہ پر تو وہ بھی ٹرکی کی حکومت مانتا
ہے اور اس لئے ایکطرف عقبہ سے اور دوسری طرف قدس سے العریش تک ریل بنانے میں بغیر بلا وجہ اعلان
جنگ کر دینے کے اور کسی طرح مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر العریش تک ریل بنجائے تو وہ ترکوں کو مصر پر حملہ آور
ہونے میں ویسی ہی مدد دیگی جیسی کہ عقبہ سویز ریلوے۔ پس طابہ کے معاملہ میں فقط اس دور اندیشی سے ترکوں
کے ساتھ بگاڑ کرنا محض بے فایدہ ہو جائے گا۔ ہاں اگر عقبہ عریش ریلوے کی تیاری کو بھی روکنے کا عزم بالجزم ہو
خواہ غاصبانہ جنگ کرنا پڑے۔ پھر موجودہ نزاع کو بیشک جسقدر پیچیدہ چاہے بنالے۔ لیکن اسصورت میں یہ بحث
اُٹھے گی کہ کیا قبضہ مصر ایسا ضروری ہے کہ ٹرکی سے جنگ کر کے بھی اسے قایم رکھنے کی کوشش کیجائے تو بجا ہوگا۔
وطن کی رائے میں یہ قبضہ ہرگز ایسا ضروری نہیں۔ انگلستان ہندوستان پر ڈیڑھ سو سال سے قابض ہے۔
اور مصر پر صرف ۱۸۸۲ء سے۔ اگر انگلستان سوا سو سال تک بلا قبضہ مصر ہندوستان پر نہ صرف قابض رہ سکا۔ بلکہ
ہر روز اپنے مقبوضات کو بڑہاتے رہنے کے قابل رہا۔ حالانکہ اسے آپکی نسبت دریائی سفر میں بڑا چکر کاٹ کے طے کرنا پڑتا تھا
تو اوس زمانہ میں ہرگز یہ دعویٰ صحیح نہیں ہوگا کہ انگریزی قبضہ ہندوستان قبضہ مصر پر منحصر ہے۔ علاوہ بریں
جنگ کرنے میں ٹرکی خود یقیناً سالہا سال تک ہرگز پیشدستی نہیں کرے گی۔ لیکن اگر اوسے جنگ پر مجبور کیا جائے
تو قطع نظر اس عام بیدلی اور آزردگی کے جو طبعاً تاج برطانیہ کی بالواسطہ اور براہ راست دس کروڑ مسلمان رعایا کے
دلوں میں پیدا ہوگی۔ کوئی شخص دعوے سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ اسجنگ میں انگلستان ضرور ہی غالب رہے گا۔
بلکہ ظن غالب اس کے برعکس ہے۔ ٹرکی کو بھی بیشک سخت سخت نقصان طرح طرح کے اُٹھانے پڑیں گے۔ اور انگریزی
بیڑہ جہازات ضرور اکثر سواحل کو برباد کریگا۔ لیکن چونکہ ٹرکی کچھ بھی بحری تجارت نہیں رکھتی۔ انگلستان کی
بحری قوت ٹرکی کو کوئی ایسا گزند نہیں پہونچا سکے گی جو اوسکی قومی زندگی کے حق میں مہلک ہو سکے اور اس کے
مقابل ترک مصر پر اتنی فوج لا سکیں گے جسکی مزاحمت کے لئے انگلستان شاید ہی کافی فوج بہم پہونچا سکے۔ محاربۂ
ٹرنسوال میں انگلستان نے بیشک تین چار لاکھ آدمی جمع کر لئے تھے۔ جو مصر سے نسبتاً بہت زیادہ فاصلہ پر تھا لیکن
وہاں انگلستان کے لئے میدان کھلا پڑا تھا۔ کوئی اور طاقت مزاحم نہ تھی۔ مصر کے معاملہ میں ضرور اور طاقتیں

لیجسلیٹو کونسل (مجلس اصحاب قانون)، جنرل اسمبلی (مجلس عام)، اور پراونشل بورڈز (صوبہ وار مجلسیں)

بھی مداخلت کرینگی - اور اگر انگلستان نے ٹرکی کو مغلوب بھی کر لیا تو باقی سلطنتیں ہرگز اجازت نہ دینگی کہ انگلستان قابض کی بجائے مصر کا مالک و فاتح بھی بنجائے - ہمعاملہ میں انگلستان کی پالیسی کی غلطی واضح کرنے کے لئے اتنے دلایل پیش کیجا سکتی ہیں کہ کئی صفحات بھی ان کے ذکر کے لئے مکتفی نہیں ہوسکتے - لیکن سروست وطن کچھہ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں دیکھتا - اور اس دعا پر ختم کرتا ہے کہ خدا کرے کہ موجودہ لبرل گورنمنٹ کا طریق عمل ایسا نہو جیسا کہ سنہ ۱۸۹۲ء میں لبرل حکومت کا رہا تھا - اور لبرل ترکی معاملات میں بھی اسم بامسمیٰ ثابت ہوں - نہ کہ مخرب امن و امان عالم - رہا حد کا معاملہ اوس کے متعلق سر دست اوس خط کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے جو اڈیٹر وطن نے سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کو لکھا تھا - اور اوس کے پرچہ مورخہ ۲۸- اپریل میں شایع ہو چکا ہے -

(ترجمہ خط) ٹرکی اور مصر کی سرحدی لاین - جناب بندہ - لنڈن میں جو بڑی بڑی اخبارات شایع ہوتے ہیں انمیں سے بہت سے اخبارات کچھہ عرصہ سے ترکی او مصر کے مابین متنازعہ فیہ مقامات کے بالکل غلط اور مغالطہ میں ڈالنے والے نقشے شایع کر رہے ہیں - جس سے عجب نہیں کہ اصلی واقعات کے سمجھنے میں عوام کو غلط فہمی پیدا ہو - مثال کے طور پر وہ نقشہ پیش کیا جا سکتا ہے - جو لنڈن کے ڈیلی ٹیلیگراف مورخہ ۴ - مئی میں شایع ہوا ہے - اس نقشہ میں ایک سیدھی سرحدی لائین دکھائی گئی ہے جو ترکی بندر غزا اور مصری بندر العریش کے درمیان

جروشلیم
بحر روم
غزا
بحیرہ مردار
پورٹ سعید
العریش
قنطرہ
سلطنت عثمانیہ
B.
A
جزیرہ نما سینا
طابہ
عقبہ

یجس لیٹو کونسل وضع قانون کے معاملات میں صلاح دہندہ مجلس ہے۔ تمام قوانین عامہ پڑتال و امتحان

بحیرۂ روم کے ایک مقام سے نہر سویز کے متوازی مگر شہر مذکور سے کئی سو میل کے فاصلہ پر خاص شہر عقبہ کے مغربی حدود کے نزدیک لاکر ختم کی گئی ہے۔

انسائیکلوپیڈیا بریٹنیکا کے ضمیمہ جات کے ہمراہ سنہ ۱۹۰۳ء میں جو نقشہ جات کی ایک جلد شایع ہوئی اس کے دیکھنے سے فوراً معلوم ہو جائیگا کہ ٹیلیگراف مصری اغراض کی حق میں بڑی فیاضی سے کام لے رہا ہے۔ ٹائمز نصف بالائی سرحدی حصہ کو ایک سیدھی لائین میں نہیں دکھاتا بلکہ ایک مثلث کی شکل میں جو مصر کیجانب بڑھی ہوئی ہے اور جسکی ہر ایک جانب قریباً سو میل لمبی ہے ظاہر کرتا ہے۔ ٹائمز کے نقشہ کا اسلئے حوالہ دیا گیا ہے کیونکہ وہ ٹیلیگراف کی غلطی کو ایک حد تک واضح کرتا ہے۔ ایک حد تک اسلئے کہ اس نقشہ کی رو سے بھی جو کسی قدر ٹرکی کے مفید ہے جزیرہ نما سینا کا بہت بڑا حصہ مصر کی حدود میں دکھایا گیا ہے۔ حالانکہ مصر کے تمام اسلامی اخبار اسے بلا اشتراک بالعالی کا ملک ثابت کر رہے ہیں۔

ڈپلومیٹک اور قونصلر رپورٹوں کے سلسلہ نمبر ۲۶۵۰ میں ٹرکی کی مرضی کے تحت اور قسطنطنیہ کی تجارت بابت سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء کی رپورٹ میں جو جولائی سنہ ۱۹۰۱ء میں پارلیمنٹ کے دونوں حصوں کے روبرو فارن آفس نے پیش کی۔ کئی ایک نقشے بھی شامل تھے۔ جنمیں سے ایک میں حجاز ریلوے کا رستہ دکھلاتے ہوئے شاہی مقبوضات اور باجگذار ریاست کی سرحد ایک ایسی سیدھی لائین سے دکھائی گئی ہے۔ جو کہ بحیرۂ روم کے ایک مقام سے شروع ہو کر سویز کی طرف بڑھتی چلی گئی ہے۔ اور جزیرہ نمائے سینا کا بہت سا حصہ ترکی علاقہ میں چھوڑ کر سویز کے پاس جا کر ختم ہو گئی ہے۔

ہمیں کلام نہیں کہ سلطان المعظم نے عباس ثانی کو نیابت خدیویت کا جائز حقدار قرار دینے کے متعلق جو فرمان جاری کیا اس کی رو سے اسی جزیرہ نمائے سینا کے ایک حصے میں چند ذاتی حقوق بھی عطا کئے تھے۔ لیکن ان حقوق سے ثابت نہیں ہوتا کہ خدیو یا اسکی حکومت کو جزیرہ نما کے متعلق جو کہ ہمیشہ سے ترکی عملداری میں شامل سمجھا جاتا رہا ہے۔ کوئی عاملانہ حقوق بھی سونپ دیئے گئے تھے۔ اور یہ تسلیم ہو چکا ہے کہ طابہ میں مصری حکومت نے جو قرنطینہ کا کیمپ قایم کیا ہے اسکے متعلق اس نے پہلے سلطان المعظم سے باقاعدہ اجازت حاصل کر لی تھی۔

ترکی و مصری سرحد کا معاملہ نازک تر ہوتا جاتا ہے۔ اس ہفتہ سب سے پہلے یہ تار خبر آئی کہ مصر میں انگلستان کی دخل دہی پر جوش بڑھتا جاتا ہے۔ اسلامی اخبار اوسے مطعون کر رہے ہیں۔ اور مساجد میں اس مضمون کے خطبے پڑھے جا رہے ہیں کہ انگریزی حکومت کو مصر و ٹرکی کے معاملہ میں دخل دینے کا حق حاصل نہیں۔ اسکے ساتھ ہی یہ خبر ملی کہ خدیو مصر یکم مئی کو یورپ کی سیاحت کیلئے روانہ ہو گئے ہیں۔ تار میں یہ نہیں بتایا گیا کہ خدیو اس دفعہ معمول سے کئی

کے لئے پہلے اوس کے روبرو پیش ہوتی ہیں۔ مگر گورنمنٹ اوسکی صلاح ماننے پر مجبور نہیں۔ اوسمیں تین

ہفتے پہلے کیوں گئے۔ اور کیا قسطنطنیہ کے راستہ گئے ہیں۔ یا سیدھے کبھی اُدر یورپین ملک کو۔ اس روانگی سے دو ہی نتیجے نکل سکتے تھے۔ ایک یہ کہ خدیو اس معاملہ کو چنداں اہم نہیں تصور کرتے۔ دوم یہ کہ انکو بھی انگلستان سے اتفاق رائے نہیں۔ مگر ایک طرف تو نہ اسکی کھلم کھلا مخالفت کو قرین مصلحت سمجھتے ہیں۔ اور نہ اپنی اسلامی رعایا کے جوش کو دبانے پر رضامند ہیں۔ اور بنا بریں دونوں طرف سے الگ تھلگ رہنے کیخاطر سیر کو چلدیئے ہیں۔ دوسرے دن یہ خبر آئی کہ وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں بیان کیا ہے کہ ترک تا فیصلہ کمیشن مقام متنازعہ طابہ کو خالی کرنے سے منکر ہیں۔ البتہ بابعالی نے انگریزی سفیر کو یہ اطلاع دی ہے کہ ایک کمیشن العریش کو بھیجدی جائے گی۔ اور اگر اوس نے معلوم کیا کہ حدبندی کے نشان واقعی منہدم کردیئے گئے ہیں۔ تو وہ انکو از سر نو تعمیر کردے گی۔ تیسرے دن صرف یہ خبر آئی کہ سلطان المعظم نے قیصر جرمن کے تین چھوٹے لڑکوں کو نکو مرصع عثمانیہ تمغے اور قیصر کی شاہزادی کو تمغہ شفقت ارسال کیا ہے۔ چوتھے دن ہی کے ایک تار نے نہ صرف بلحاظ طوالت پہلے دن کی خاموشی کی کسر نکالدی۔ بلکہ کل دنیا کو چونکا دیا۔ اوسکا ملخص حسب ذیل ہے:۔ بقول سٹینڈرڈ جرمن سفیر مقیم لنڈن نے انگریزی حکومت کو یقین دلایا ہے کہ مصری سرحد کے معاملہ میں انگلستان سے تنازعہ ہوجانے کیصورت میں سلطان جرمنی سے مدد ملنے کی ہرگز امید نہیں رکھ سکتے۔ اگر یہ خبر درست ہے تو گو اسلامی دنیا کو قیصر کی احسان فراموشی اور خودغرضی پر سخت حیرت ہوگی۔ لیکن اس سے اوسے رنج نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ کوئی بھی مسلمان پسند نہیں کرتا کہ ٹرکی اپنے کسی استحقاق کے منوانے میں کسی غیر کی مدد کی متوقع ہو لیکن بعد کی خبریں واقعی سخت افسوسناک اور تشویش بخش ہیں۔ اور یہ سوال پیدا کرتی ہیں کہ کیا ٹرکی اور انگلستان دونوں ملکوں میں کوئی بھی ایسا مآل اندیش اور انصاف پسند مدبر نہیں رہا۔ جو صلح و صفائی سے اس خرخشہ کو طے کر لیتا خبر مذکور یہ ہے۔ انگلستان نے کل (۳ مئی کو) ٹرکی کو ایک مراسلہ بھیجدیا ہے۔ جو آخری پیغام کا حکم رکھتا ہے اور اوسمیں باضابطہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ ترکی افواج مصری سرزمین سے ہٹالی جائیں۔ اس الٹی میٹم میں دس دن کی میعاد دیگئی ہے۔ دریںولا انگریزی امرا بحر بیرسفورڈ۔ لمبٹن اور بر جمین ایک ہی وقت اپنے اپنے بیڑوں کو مالٹا پہونچگئے۔ جہاں سے آج رات چار کروزروں اور چند تارپیڈو فگن جہازوں کا ایک بیڑہ یونانی بندرگاہ پائریس کو روانہ ہوجائیگا اس بندر سے باسانی کیٹی ترکی بنادر اور جزائر پر حملہ ہوسکتا ہے۔ (وطن) قاہرہ سے جو تار آئے ہیں وہ اس خبر کی تصدیق کرتے ہیں کہ ترکوں نے العریش کے قریب حدبندی کے مینار ہٹادیئے ہیں۔ نیز یہ تار مظہر ہیں کہ اس نواح میں ترکی فوج کا ایک دستہ مصری زمین پر قابض ہے۔ اور اوسکا اندازہ دھمکی آمیز پایا جاتا ہے۔" اس سے بعد کی تار خبریں آگے درج ہیں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

ممبر ہیں - جنمیں سے پندرہ قاہرہ میں رہتے ہیں - انمیں سے ہر ایک کو نو سو پونڈ سالانہ گاڑی کے خرچ کے لئے

ٹرکی اور انگلستان کی باہمی کشیدگی ایسا ناپسندیدہ امر ہے کہ جو اخبار گورنمنٹ اور مسلمان دونوں کے خیرخواہ نہیں - مگر ابھی بالکل ضمیر فروش نہیں ہے وہ بھی اسپر افسوس اور حیرت ظاہر کئے بغیر نہیں رہسکے - اور صاف لکھ رہے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو خلافت اسلامیہ کے برخلاف خاصکر ایسے معاملہ میں جو خلافت ہی کے ایک تابع ملک سے تعلق رکھتا ہو - کوئی ایسی کارروائی نہ کرنی چاہیئے - جو اوسکی دس کروڑ مسلمان رعایا کی آزردگی خاطر کا موجب ہوسکے - وطن اس معاملہ میں اپنی رائے مفصل پہلے لکھ چکا ہے - کہ مصر کے متعلق ٹرکی سے بگاڑ کرنے میں انگلستان کو کوئی مزید فایدہ نہیں ہوسکتا - ہاں کچھ نقصان پہونچ جائے تو بعید نہیں ہمعصر سول کی رائے ہے کہ نوبت بجدال نہیں پہونچیگی - خدا کرے ایسا ہی ہو - مگر جو وجوہات اوس نے لکھی ہیں - وہ چنداں قوی نہیں - اوسکا خیال ہے کہ سلطان مصر سے کھلم کھلا اس لئے بگاڑ نہیں کریں گے کہ کہیں اوسے برائے نام ماتحتی سے نکلنے اور خراج بند کردینے کا بھی بہانہ نہ ملجائے - کیونکہ اگر مصر ایسا کرے تو سلطان بجبر اوسے بدستور تابع و خراجگذار نہیں رکھ سکیں گے - خشکی اور سمندر دونوں طرف سے مصر ٹرکی کی زد سے باہر ہے مگر وطن کو اس سے اتفاق نہیں - مصر پہ سلطان خشکی کی طرف سے اسقدر فوج بھیج سکتے ہیں - کہ اوسکی مزاحمت کرنا مصر و انگلستان کے لئے ہرگز آسان نہیں ہوگا - اور یہ مسلم امر ہے کہ سلطان اس معاملہ کو صرف اوسیصورت میں طول دیں گے جبکہ وہ آخری تدارک کا بھی دل میں فیصلہ و عزم کر چکے ہوں گے - العریش نہر سویز سے چنداں دور نہیں - اور اگر حملہ کی نیت کرینگے تو کوئی بحری طاقت بری فوج کو نہر سویز عبور کرنے سے نہیں روک سکیگی - سلطان بالطبع جنگ کو پسند نہیں کرتے - چہ جائیکہ اپنی ملک کی کسیوقت کے رفیق اور دس کروڑ مسلمانوں کے دنیوی بادشاہ سے مشغول پیکار رہنا پسند کریں - لیکن بعض حالات اور صورتوں میں مجبوری و ضرورت طبعی میلان پر غالب آجاتی ہے - ٹایمز تک اسے مانتا ہے کہ سلطان اپنی ایشیائی مقبوضات بالخصوص سرزمین عرب کی صیانت و محفوظیت کے بارہ میں ازحد کوشاں ہیں - اور اس تعراج میں اپنے حقوق کی نگہداشت کو جان سے بھی عزیز تر سمجھتے ہیں - ایسی صورت میں مدبران انگلستان پر کیا یہ واجب نہیں کہ وہ علاقہ سینا کے معاملہ میں سوچ سمجھکر پیشدستی کریں - اور حلیم کے غضب سے باخبر رہیں - انگلستان کے لئے یہ وقت خاصکر کمال احتیاط کا ہے - گو بظاہر جیسی طمانیت بخش حالت اسوقت ہے پہلے کبھی نہیں ہوئی - روس زخمی ہو چکا ہے اور اندرونی فسادات اوسے اورادہ موا کردیا ہے - جاپان انگلستان کا رفیق و معاون ہے - فرانس یار غار بن رہا ہے اور امریکہ دوست شفیق - اٹلی بھی ممنون ہے اور ہسپانیہ کا بادشاہ عنقریب ان شاہی خاندان کا داماد ہوا چاہتا ہے -

لہ انمیں سے ۱۴ کو سرکار نامزد کرتی ہے - باقی رعایا منتخب کرتی ہے - وہ ہر ماہ ایکدفعہ اجلاس کرتی ہے - وہ خود کوئی قانون تجویز نہیں کرسکتی - یہ حق صرف سرکار کو حاصل ہے - سالانہ بجٹ میں اوسمیں پیش ہوتا ہے مگر وہ کچھ ترمیم اندازی نہیں کرسکتی -

ملتے ہیں۔ باقیماندہ پندرہ ممبروں کو جو مفصلات کے شہروں اور صوبوں کے منتخب ہوتے ہیں۔ تا ہر ہاؤس رکھنے کے خرچ کی بابت دو سو پچاس پونڈ سالانہ اور مہینہ میں ایک دفعہ قاہرہ کو آنے جانیکا سفر خرچ ملتا ہے۔

اور انگریزی بحری طاقت کا سکہ کل دنیا پر بیٹھا ہوا ہے۔ مگر مقابل میں کئی حالات تشویش انگیز بھی ہیں۔ ترکوں کی شکست کو انگلستان ہی کیطرف منسوب کر رہا ہے اور بپھرے ہوئے زخمی شیر کیطرح موقعہ کی تاک میں ہے۔ اور تازہ قرضہ جسکا ایک حصہ انگلستان نے بھی بہم پہونچایا۔ اوسے تیار ہونیکے بہت کچھہ قابل کر دیا ہے۔ جرمنی بھی مراکو کے معاملہ میں ایک حد تک ناکام رہنے سے پیچ و تاب کہا رہا ہے۔ اور یہ دونوں اگر کچھہ اور شرارت نہ کریں۔ تو کم از کم ٹرکی کو شہ تو ضرور دیں گے۔ روس شاید قرضہ کی عارضی شکر گذاری اور فرانس کیخاطر کچھہ دنوں ریاکاری کی چال چلے۔ مگر آخر کہل کہیلیگا۔ خارجی اندیشوں کے ماسوا اندرونی خرخشے بھی کچھہ کم غور طلب نہیں۔ ہندوستان سب سے بڑا انگریزی مقبوضہ ہے۔ اور یہاں کی آبادی کا ایک ممتاز حصہ جو کچھہ ارادی ظاہر کر رہا ہے۔ وہ گورنمنٹ سے مخفی نہیں۔ ٹرکی کے بگاڑ ہو جانی پر دس کروڑ مسلمان بھی بالضرور آزردہ خاطر ہوں گے۔ اور خواہ وہ مونہہ سے کچھہ نہ بولیں۔ انکے دلوں کو ضرور چوٹ لگیگی۔ افغانستان کا بدگمان ہو جانا بھی قرین قیاس ہے۔ اور ایران بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہیگا۔ خاص مصر میں بگاڑ کا پیش خیمہ ہی دیکھکر جو حالت پیدا ہو گئی ہے۔ ظاہر ہے۔ ان تمام حالات کے موجود ہوتے جو وزراء سلطنت عثمانیہ سے نزاع بڑہانے کے مرتکب ہوں گے۔ وہ درحقیقت ملک کے نادان دوست سمجھے جائیں گے۔ اور انکی غلط پالیسی یقیناً تکالیف کا موجب ثابت ہوگی۔ واللہ یفصل الحق وہو خیر الحاکمین *

ٹائمز پھر لکھتا ہے کہ یمن میں ترکوں کی حالت سخت نازک ہو رہی ہے۔ ابھی چھہ لاکھ عرب برسر پیکار ہیں۔ اور فیضی پاشا اونکو زیر کرنے سے عاجز آ گئے ہیں۔ کیونکہ ایک تو یہ باغی عرب جم کر بہ جمعیت کثیر کسی جگہ مقابلہ نہیں کرتے۔ بلکہ جس طرح بوئیر انجام جنگ کے قریب کرتے رہے تھے جا بجا دستوں میں منتشر ہو کر چھاپہ مارنے پر اکتفا کرتے ہیں دوم سڑکوں کی عدم موجودگی کے باعث ترکی فوجکو یہی نہیں کہ رسد وغیرہ باقاعدہ نہیں پہونچتی۔ بلکہ اوس کے اکثر دستے راہ بہولکر بیابانوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور اس طرح بن آئی موت مر رہے ہیں۔ وجہ بغاوت وہ یہ بتاتا ہے کہ حسین حلمی پاشا سابق گورنر (حال انسپکٹر ولایات مقدونیہ) نے مقامی شیوخ کے اختیارات سلب کر کے مفصلات کے چھوٹے چھوٹے عہدوں پر بھی ترک اہلکار مامور کر دیئے تھے۔ ممکن ہے وجہ بغاوت یہی امر ہوا ہو۔ مگر اوسکا یہ بیان ہرگز قرین قیاس نہیں ہو سکتا کہ ترکوں کی حالت پھر نازک ہو گئی ہے۔ اور کہ یکبارگی ۶ لاکھ نبرد آزما پھر میدان میں اتر آئے ہیں۔ اسقدر تو یمن میں کل بالغ مرد بھی نہیں ہیں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر کوئی خطرہ یا ضرورت نہیں تو ترکی حکومت اب پھر کیوں کمکی افواج و سامان جنگ یمن کو بھیج رہی ہے۔ تو وطن اسکا یہ جواب دیگا کہ اسکا باعث تنازعہ طابہ ہے نہ کہ کوئی مقامی بغاوت۔ وطن کا قیاس ہے کہ ترکی حکومت چونکہ طابہ کو چہوڑنیکا ارادہ نہیں رکھتی

دوسری دونوں مجالس کے اختیارات بھی محدود و منقسم کئے ہیں۔ مگر کوئی نیا بلاواسطہ ذاتی یا ارضی ٹیکس
جنرل اسمبلی[1] کی منظوری کے بغیر عاید نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مجلس ہر دو سال میں ایک دفعہ طلب کیجاتی ہے جب یہ مجلس

وہ اپنے تمام بعیدی مقبوضات میں جنپر کوئی اور سلطنت حملہ کر سکتی ہے۔ فوجی جمعیت بڑھا رہی ہے۔ تاکہ اگر کبھی سمندر کا رستہ مخدوش ہو جائے۔ تو یہ مقبوضات کافی عرصہ تک اپنی حفاظت کر سکیں۔ اور یمن میں تو غالباً اسقدر فوج جمع کر دیگئی ہوگی۔ جو نہ صرف مدافعت بلکہ مقابل کا جواب دے سکنے کے لئے بھی کافی ہو سکے۔ کیونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ اگر سلطان المعظم طابہ کے معاملہ میں مصر رہے۔ اور انگلستان بھی ضد پر قایم رہا۔ تو پھر معاملہ ضرور طول کھینچ گا۔ اور قبضہ و تخلیہ مصر کا مسئلہ بھی پوری شدت کیساتھ عملی طور پر شروع ہو جائے گا۔ انگلستان جو ایک بیابانی محدود سے خطہ پر ترکی قبضہ گوارا نہیں کر سکتا۔ مصر کو کب خود بخود چھوڑ دینا پسند کریگا۔ اس کشمکش کا لازمی نتیجہ جنگ ہوگا۔ اور جنگ ہو جانے کی صورت میں ممکن نہیں بلکہ اغلب ہے کہ ایک طرف تو انگلستان یمن پر بھی سمندر اور عدن کے رستہ فوجکشی کرے۔ اور دوسری طرف ترک بھی عدن کی طرف پیشقدمی کریں۔

ان صورتوں کا احتمال صرف نوبت بہ جنگ پہونچ جانے کیحالت میں ہوگا۔ مگر جنگ تک نوبت پہونچ جانا چنداں اغلب نہیں۔ نہ فقط دونوں سلطنتوں بلکہ دنیا کا بھی بھلا اسی میں ہے کہ امن قایم رہے۔ اور یہ اسیطرح ممکن ہے کہ جس فریق کی دلیل کمزور ہو۔ وہ خود ہی پیچھے ہٹ جائے۔ یا اس معاملہ کو ہیگ کی مجلس ثالثان کے حوالہ کردیں۔ جو قایم ہی اسی غرض کے لئے ہوئی ہے۔ کہ سلطنتوں کے باہم متنازعات کا آئینی طریق سے فیصلہ کردیا کرے۔ چنانچہ اس کے متعلق پارلیمنٹ میں سوال بھی ہو چکا ہے۔ کہ کیا گورنمنٹ معاملہ کو طول دینے اور خود کسی کارروائی کی مرتکب ہونیکی بجائے اسے مناسب نہیں سمجھے گی۔ کہ معاملہ متنازعہ کو ثالثوں کے فیصلہ پر چھوڑدے۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس سوال کا جواب صاف اور واضح نہ ملا۔ مختلف مصلحتوں کا جو کچھ اقتضا رہے۔ وطن اوسے پہلے بتا چکا ہے۔ آثار سردست اچھے نہیں۔ انگلستان کے اخبارات حسب معمول ٹرکی کے برخلاف دل آزار اور جوش دلانے والے مضمون شایع کررہے ہیں۔ جو دودھاری تلوار کا حکم رکھتے ہیں۔ ایکطرف وہ سلطنت عثمانیہ کی تذلیل و تحقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنے سے خواہ مخواہ ترکوں کو مشتعل و لا رہے ہیں۔ اور دوسری جانب غلط استحقاقات پیش کرکے انگریزی پبلک کو گورنمنٹ کے مطالبات کے حق بجانب ہونیکا یقین دلانے سے صورت حال کو زیادہ پیچیدہ بنا رہے ہیں۔ اور خود گورنمنٹ کی تیزی کا یہ حال ہے کہ کہیں مصر کو کمکی افواج

[1] جنرل اسمبلی میں ممبران کونسل کے علاوہ ۶ وزیر اور ۴۶ دیگر ممبر ہوتے ہیں۔ جنکو رعایا منتخب کرتی ہے۔ اعلیٰ ترین آئینی مجلس۔ مجلس وزراء بصدارت خدیو ہے۔ ۱۸۸۱ء سے ایک عثمانیہ ہائی کمشنر بھی مصر میں رہتا ہے۔ شروع سے اب تک یہ منصب غازی احمد مختار پاشا کے ہاتھ میں رہا ہے۔

منعقد ہو تو دس سکہ ممبروں کو آٹھ دن کا الاونس - ایک پونڈ یومیہ کے حساب سے اور ریل کا خرچ ملتا ہے -

جا رہی ہیں - تو سمندر پر بھی بحری نمایش یا دھمکی کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی ہیں - اور خط و کتابت میں ایسی درشتی اختیار کیجاتی ہے کہ الٹی میٹم تک بھیجدیا لیکن وطن ابھی تک معاملہ کے تصفیہ و صفائی نپٹ جانے کیطرف سے مایوس نہیں ہوا - فریقین کی قسمت اگر نیک ہے - اور ہر دو کے اعداء کا نصیبہ غیر معمولی طور پر بیدار نہیں ہو رہا ہے - تو اس غلط چال اور سینہ زوری کی پالیسی پر اصرار نہ کیا جائیگا - اور جبر و تحکم کی بجائے باتوں ہی سے اس عقدہ کو سلجھا لیا جائیگا - اور دل گواہی دے رہا ہے کہ خدا نے چاہا - تو دونوں سلطنتوں کے اقبال و عروج میں جو مسلمانوں کو یکساں عزیز ہیں - حوادث زمانہ ابھی عرصہ مدید تک کوئی رخنہ نہیں ڈال سکیگا -

اس معاملہ کے متعلق ۵ مئی کا تار ہے کہ روسی اور فرانسیسی سفرا بھی سلطان المعظم کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ انگلستان کا کہا مان لیں - اس مشورہ کو انگریزی اخبارات بہت اہم سمجھ رہے ہیں - انکی رائے ہے کہ وہ انگلستان کی بحری دھمکی سے بدرجہا زیادہ موثر ثابت ہو گا - انگریزی کروزر منروا - العریش سے یونانی بندر پائرس کو گیا ہے - کریٹ سے کچھ انگریزی فوج اسکندریہ پہونچگئی ہے - اور مالٹا سے عنقریب آنے والی ہے - ۶ کو صرف خبر آئی کہ چار مصافی جہاز بھی پائرس گئے ہیں +

تنازعہ سرحد مصر - ۷ مئی کو سر گرے وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں ترکی نامہ و پیام کے متعلق مفصل تذکرہ کیا جسکا خلاصہ یہ ہے - مختار پاشا نے خدیو سے بلکہ مطالبہ کیا - کہ مصر و ٹرکی کے مابین حد اس طرح قایم کیجائے کہ وہ مقام الرافع سے (جو غالباً العریش کے قریب واقع ہے - وطن) شروع ہو کر سوئز کو جائے - اور وہاں سے عقبہ پر جا کر ختم ہو - خدیو نے جواب میں کہا کہ صدر ترکی وزیر اعظم کے تار مورخہ ۸ - اپریل ۱۸۹۲ء کی بنا پر قایم کیجائے یعنی وہ رافع سے شروع ہو کر سیدھی عقبہ کی طرف جائے - اور عقبہ سے تین میل بجانب غرب ختم ہو - ٹرکی نے اسکا جواب دیا کہ یہ تار جزیرہ نما سینا کی صرف مغربی حد کے متعلق تھا - اور بحیثیت فریق غالب و ملک اعلیٰ تار کے وضاحت طلب حصہ کی تعبیر کرنیکا حق صرف ٹرکی ہی کو حاصل ہے - نہ کہ مصر کو - انگریزی حکومت نے ۱۳ - اپریل کو باب عالی کو مراسلہ بھیجکر خدیو کی تائید کی - اور دس دن میں جواب ملنے کی استدعا کی - اسکے بعد وزیر خارجہ نے ایزاد کیا - کہ ترکی مراسلات بنام خدیو کا انداز بیان - اور ترکی مطالبات کی نوعیت اس قسم کی تھی کہ اس معاملہ کو زیادہ دیر تک ملتوی رکھنا ہمارے لئے ناممکن ہو گیا - ترکوں کے جدید مطالبات کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو اس سے نہر سوئز کی محفوظیت اور مصر و خاندان خدیویہ کی آزادی و حقوق واقعی خطرہ کی حالت میں ہو جائیں - ٹرکی کو جو الٹی میٹم دیا گیا ہے - اوسمیں صاف لکھدیا گیا ہے کہ میعاد کے اندر تصفیہ نہ ہوئے پر جنگی کارروائی کی جائے گی - (۸ مئی) تین انگریزی کروزروں کو فوراً روانگی کا حکم پہونچا ہے - وہ غالباً ترکی سمندر لیوانٹ کو جائیں گے - جہاز منروا یونانی بندر پائرس سے اسکندریہ کو گیا ہے -

باقی اگلے صفحہ پر

مصر خاص بڑے بڑے شہروں کی پانچ چھ گورنریوں اور چودہ مدیریہ یعنی صوبوں میں جو پھر آگے قسمتوں میں منقسم ہیں منقسم ہے۔

تمام انگریزی اخبار وزیر خارجیہ کی پالیسی دربارہ جزیرہ نما سینا کے مداح ہیں۔ (۹ مئی) عزا سے خبر آئی ہے کہ ٹرکی نے شامی مصری سرحد پر ایک لاکھ ایکڑ زمین دبالی ہے۔ مصری فوج محافظ سواحل کا ایک زبردست دستہ معہ پانچ توپوں کے نہر سویز کے مشرق کو (ترکی حد کیطرف) گیا ہے۔ دو انگریزی جنگی جہاز پائیرس پہونچگئے ہیں باقی کل پہونچ جائیں گے۔ (۱۰ مئی) جنگی جہاز منروا پورٹ سعید میں ہے۔ اور ایڈمرل المسٹن جو اوس پر سوار تھا۔ قاہرہ گیا ہے۔ (۱۱ مئی) دو انگریزی جنگی جہاز مقام فولرم کے قریب لنگر زن ہیں۔ سر گرے نے آج پارلیمنٹ میں یہ مزید بیان کیا کہ ترکی مطالبات نے اور کئی ایسے سوال کھڑے کر دیئے جنکی سامنے طابہ کا سوال بالکل بے حقیقت ہو گیا۔ اور کہ انگریزی گورنمنٹ کسی ایسے سوال کا تصفیہ جسکا اثر نہر سویز کی محفوظیت پر ہوتا ہو۔ ہرگز ثالثی پر نہیں چھوڑ سکتی۔ بہترین طریقہ حدبندی کی تعیین کا یہی ہوتا ہے کہ مشترکہ کمیشن مقرر کر دیجائے۔ اور گورنمنٹ برطانیہ اِس صورت کو پیش کر چکی ہے۔

۱۱ مئی کو ٹرکی و انگلستان میں سمجھوتہ ہو جانے کی خبر کل اسلامی دنیا نے یقیناً کمال مسرت و ابتہاج سے سُنی ہوگی جبکا ہر متنفس بلا شبہ سخت فکر و تردد میں مبتلا دیکھا جاتا تھا۔ اس سے ایک دن پہلے ہی اگرچہ صلح و صفائی کی اُمید قوی ہوگئی تھی۔ مگر ساتھ ہی یہ خبر تذبذب کو بڑھانے والی بھی اوسیدن آئی کہ انگریزی نائب قونصل مقیم قسطنطنیہ اس غرض سے انگریزی بیڑہ مقیم پائیرس کو گیا ہے۔ کہ اگر کسی ترکی بندر پر قبضہ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس معاملہ میں انگریزی امیر البحر کو مناسب صلاح و مشورہ دے۔ اِس خبر کا پہلا جزا غلب ہے کہ صحیح ہو۔ مگر یہ کہ کسی ترکی بندر پر قبضہ کر لینے کی نیت کی جا چکی تھی۔ وطن اسکو اوسی فضول تعلّی و شیخی سے منسوب کرتا ہے جسے اکثر خیال ہیں انگریزی وزراء اور اخبارات نے عمداً اور بمصلحت اس معاملہ میں اپنا شعار بنائے رکھا۔ اِسی دن مسلمانان کلکتہ نے انگریزی الٹی میٹم کے متعلق جلسہ کر کے گورنمنٹ عالیہ سے حتی الوسع جنگ سے محترز رہنے کی استدعا کی۔ لاہور وغیرہ اکثر مقامات میں محض اسلئے جلسے نہوئے کہ ایک تو وہاں کے سرکردہ اصحاب کو یقین تھا کہ اس معاملہ میں آخر صلح صفائی ہو جائے گی۔ بات طول نہیں پکڑے گی۔ دوسرے جلد ہی مصالحت ہو جانے کی خبر پہونچگئی۔ البتہ یہ امر قابل افسوس ہے کہ جسطرح علیگڈہ کے بعض افراد ملّت نے اس معاملہ کے متعلق واجب و جائز حد کے اندر رہکر اعتدال کے ساتھ قومی خلوص کے اظہار میں سبقت کرنے سے دیر پا نیکنامی و عزت حاصل کی۔ ویسے ہی وہیں کے چند اور افراد نے اس کارروائی سے اپنے آپکو بری الذمہ اور علیحدہ ظاہر کرنے کی کوشش سے محض فضول و بیجا احتیاط کا پہلو اختیار کیا جو کسیطرح پسندیدہ اور قابل فخر نہیں سمجھا جا سکتا۔

فضول غوغا۔ ناظرین کو یہ تو معلوم ہے کہ بظاہر مصر و ٹرکی اور در اصل انگلستان و بالجانی ہیں موجودہ تنازعہ

گورنریاں یہ ہیں:-

۱- نہر سویز بمعہ قصبات بندر سعید۔ سویز[1] و اسمعیلیہ۔ ۲ قاہرہ۔ ۳- اسکندریہ۔ ۴ رستا (اب اسکی بجائے نہر سویز و جزیرہ نما سینا گورنری قرار دیا گیا ہے) ۵ دمیاط۔ ۶- العریش (جو پہلے بھی موجود تھی۔ انکے علاوہ اب ایک ساتویں گورنری طرابلس الغرب کی سرحد کے قریب بندر مرسیٰ مطروح میں قایم کی گئی ہے۔ اور اس بندر میں جہازوں کی آسایش و حفاظت کا بھی معقول انتظام کیا گیا ہے)

پہلے عقبہ کے متصلہ مقام طابہ پر ترکی فوج کے قابض ہو جانے سے شروع ہؤا۔ اور اوسنے زیادہ خطرناک صورت گزشتہ چند دنوں میں اوس کارروائی کیوجہ سے اختیار کرلی۔ جو العریش کے متصلہ علاقہ کے متعلق ترکی فوج کی طرف منسوب کی جارہی ہے۔ رائیٹر اب تک جو خبریں دیتا رہا ہے۔ اون سے ہر شخص یہی قیاس کرنے پر مجبور ہوتا تھا۔ کہ ٹرکی ناجایز پیشدستی کر رہی ہے۔ اور خواہ مخواہ چھیڑ خانی کرنے سے مصر اور اوس کے قابضین کو اشتعال دلانا چاہتی ہے۔ مگر اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک میں مصر سے جو اخبارات یکم مئی تک کی تاریخ کے موصول ہوئے ہیں وہ کم از کم العریش کے متعلق اس قیاس و مفہوم کی کامل تکذیب کر رہے ہیں۔ رائیٹر اور انگریزی اخبارات نے باصرار یہ بیان کیا۔ کہ ترکی فوج نے سرحدی مینار گرا دئیے ہیں۔ ایک لاکھ ایکڑ مصری رقبہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور اس نواح میں ترکی فوج کا اندازہ وحشی آمیز نظر آرہا ہے۔ اور کہ جب ترکی حکومت سے دریافت کیا گیا۔ تو اوس نے جواب دیا کہ کمیشن موقعہ پر بھیجی جائے گی۔ اور اگر شکایت درست پائی گئی تو سرحدی مینار پھر کھڑے کر دئیے جائیں گے مصری اخبارات کے بیان کے مطابق اسمعاملہ کی نوعیت ہی اور معلوم ہوتی ہے۔ قاہرہ میں خبر پہونچی۔ کہ ترکی فوج نے العریش کے متصل ایک سرحدی مینار سرخ رنگ کا جسپر خدیو کا نام کندہ تھا۔ گرا دیا ہے۔ یہہ خبر سُنکر خدیو کو جو طابہ کے معاملہ میں اپنے وزراء اور لارڈ کرومر کی متواتر انگیخت کے باوصف اپنے آقائے نعمت اور متبوع اعظم سے منحرف یا دو بدو ہونے پر مائل نہ کئے جا سکے تھے۔ طبعاً رنج پہونچا۔ اور آپنے غازی مختار پاشا کو بلاکر کہا کہ آپ تو بالعالی کو میرا اور مصر کا مخلص بھی طلب بتاتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ طابہ پر ترکی قبضہ کے یہ معنی نہیں کہ جلالت مآب سلطان المعظم میرے حقوق میں کوئی دست اندازی کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ محض خلافت و سلطنت اسلامیہ کے اغراض کی بہبود کے لئے جسکا نہ صرف خلافت مآب بلکہ مجھے اور ہر مسلمان کو یکساں خیال رکھنا لازمی ہے۔ اس مقام پر قبضہ کیا گیا ہے۔ اب فرمائیے کہ اس کارروائی کا کیا مطلب ہے۔ اور کیا میرے نام کے مینار کو گرا دینا میری ذاتی توہین نہیں؟ مختار پاشا کو بھی خدیو کی یہ شکایت معقول معلوم ہوئی۔ اور آپنے فوراً بذریعہ تار ترکی وزیر اعظم سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اور العریش کی طرف جہاں سرحد کی باقاعدہ تعیین ہو چکی ہے۔ کیوں

[1] شہر سویز اس گورنری سے خارج کر کے جداگورنری بجائے رستا بنایا گیا ہے۔

مدیریہ ہیں:-
(نشیبی مصر) ا کلیبیہ۔ ۲ منوفیہ ۳ غربیہ۔ ۴ شرقیہ۔ ۵ دقاہلیہ۔ ۶ بحیرہ۔ (بالائی مصر) ا غزہ۔ ۲ منیاہ۔
۳ بنی سیوف۔ ۴ فیوم۔ ۵ اسیوط۔ ۶ جرجہ۔ ۷ قینا۔ ۸۔ الحدود۔ (موجودہ نام اسوان)۔

دست اندازی کی گئی ہے؟ اسکے وزیراعظم نے فوراً یہ جوابدیا۔ کہ سلطان المعظم نے ہرگز کوئی حکم اس مضمون کا صادر
نہیں کیا۔ نہ ترکی فوج نے اِس طرف پیشقدمی کی ہے۔ اور نہ وہ سرحدی مینار گرادینے کی کارروائی کی مرتکب
ہوسکتی ہے۔ بالعالی کو خود بھی اس خبر سے دلی رنج ہوا ہے۔ اور اسکا قیاس ہو کہ یہ مینار ضرور کسی شریر نے کسی غیر
کے اشارہ پر گرایا ہے تاکہ سلطان المعظم اور خدیو میں شکر رنجی پیدا ہو۔ بات بڑھ جائے۔ اور دُنیا یہ سمجھنے لگے کہ
ترک زیادتی کر رہے ہیں یہنو بیت المقدس کے گورنر کو تاکیدی حکم بھیجدیا ہے کہ علی الفور موقعہ پر پہونچکر تحقیقات
کرے۔ اور اگر مینار گرادیا گیا ہوا ہو تو اوسے پھر نصب کر دینے کے ساتھ ہی تحقیقات کرے کہ یہ کس خبیث کی
حرکت ہے اور کس کے اشارے پر اوس نے ایسا کیا ہے۔

یہ جواب سُنکر خدیو کامل طور پر مطمئن ہوگئے۔ اور ان کے دل میں اپنے شہنشاہ کی طرف سے کچھ کدورت نہ رہی
مگر خدا معلوم انگریزی وزراء اِس وقت کس خاص مصلحت کو مدنظر رکھے ہوئے ہیں۔ کہ طابہ کی ساتھ اس معاملہ کو
بھی وہ بدستور اہم بتاتے رہے۔ اور اس جواب کو قطعاً نظر انداز کر کے انگریزی اخبار مئی کے پہلے ہفتہ میں بھی
باصرار تمام العریش کے متعلق ترکی فوجکی مفروضہ پیشقدستیوںکی داستان کا اعادہ در اعادہ کرتے رہے۔ حالانکہ اس سے
بڑھکر تسلی بخش کوئی جواب ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اوسمیں بصراحت بیان کیا گیا ہے کہ ترکی حکومت ہرگز کسیطرح
کی چھیڑ خانی کا ارادہ نہیں رکھتی۔

اِسی تنازعہ کے متعلق انگریزی اخبارات نے دوسرا شگوفہ یہ اڑا رہا ہے کہ مصر میں عام جوش پھیل رہا ہے۔ علماً
وطلبا، علانیہ انگریزوں کی مخالفت پر باشندوںکو اُبھار رہے ہیں۔ کئی بڑے بڑے آدمی بھی خفیہ چالیں۔ اور
تدبیریں کر رہے ہیں۔ اور کہ اِس عام جوش کے منجر بفساد ہو جانیکا قوی احتمال ہے۔ اگر یہ امر درست ہوتا تو
اسبارہ میں سب سے بڑا مجرم مصطفےٰ کامل پاشا ایڈیٹر اللواء ہوتا جسے ٹائمز بھی سرگروہ محرکین قرار دیتا ہے۔ مگر
اللواء کی تحریروں میں ایک بھی لفظ ایسا نہیں دیکھا جاتا۔ جو جوش بڑھانیوالا ہو۔ یا جسمیں ابنائے ملک کو فتنہ و
فساد کی تحریک بالکنایہ یا علانیہ کیگئی ہو۔ بلکہ اِس کے برعکس وہ اپنے ہموطنوں کو بار بار یہی نصیحت کرتا دیکھا
جاتا ہے کہ وہ اس معاملہ کو ہرگز چنداں اہم نہ سمجھیں۔ قانونی تنازعہ ہے۔ اور قانونی و آئینی ذرایع سے ہی
پٹ جائے گا مصری اگر ترقی کر سکتے ہیں۔ تو محض علم کے ہتھیار سے معمولی اسلحہ سے کام لینا صریح دیوانگی و حماقت ہے
اسکا نام جوش پھیلانا ہے۔ تو دنیا میں کوئی شخص قیام امن کا موید نظر نہ آئے گا مصطفےٰ کامل بیشک دلیل و حجت

انکے علاوہ بحیرہ قلزم کے جنوب مغربی ساحل وسواکم کی گورنری اور قیصر کی گورنری جو نیز بحیرہ قلزم میں ہے اور العریش کی گورنری جو شام کی سرحد پر ہے اور جزیرہ نما سینا کی گورنری نہر سویز کے

سے مصری یعنی انگریزی حکومت کے مطالبات کی تردید کر رہا ہے۔ لیکن وہ بھی نہایت نرم پیرایہ میں اور کمال معقولیت کے ساتھ۔ کانگرسی اور سودیشی شور یا جو کچھ یہاں ہندوستان میں پُرجوشی دکہا رہے ہیں کسی مصری اخبار یا مقرر کی تحریر و تقریر میں اوسکا عشرعشیر بھی نہیں پایا جاتا۔ سودیشی و بائیکاٹ و تقسیم بنگال وغیرہ وغیرہ کے معاملات تو در کنار جن کے متعلق کچھ لکھتے یا بولتے وقت اونکے حامی بلا مبالغہ پُوری پُوری دیوانہ بنجاتے ہیں خود اس تنازعہ طابہ کے متعلق بھی جیسی کرشتی و سختی سے یہاں کے کانگرسی اور ہندو اخبارات انگریزی گورنمنٹ کے طریق عمل کے مخالف لکھ رہے ہیں۔ مصر کے اسلامی اخبارات میں تو اسکا بھی نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ وہ اگر کچھ لکھتے ہیں تو اپنی حکومت اور لارڈ کرومر کو خواہ مخواہ ٹرکی سے بگاڑ کرنے سے بمتانت روکنے کے لئے۔ اونکی پیش کردہ چند دلائل حسب ذیل ہیں:۔ مصر مع متعلقات اب تک قانوناً سلطنت عثمانیہ کا جز متصور ہوتا ہے۔ بنابریں اگر اس مالک حقدار کسی دور افتادہ وغیر آباد حقیر سے قطع کو بعض ضروریات کی وجہ سے براہ راست اپنے تصرف میں کرے۔ تو کوئی وجہ شکایت کی نہیں ہو سکتی۔ مگر طابہ کے معاملہ میں تو یہ بھی متیقن نہیں کہ وہ ضرور ہی مصری مقبوضات کی حدود میں شامل ہے۔ محمد علی کو جب ولایت مصر کی مستقل حکومت ملی تو فرمان سلطانی میں العریش و سویز کو حد فاصل قرار دیا گیا تھا۔ حتی کہ خود مصری حکومت نے ۱۸۴۱ سال ہوئے جب اپنی قلمرو کا باضابطہ پہلا سرکاری نقشہ تیار کرایا۔ تو یہی خط حد بندی کا دکہایا گیا تھا۔ رہا انگریزی حکومت کا یہ اعتراض کہ ہر خدیو کو تخت نشینی کیوقت بارگاہ سلطانی سے جو سند حکومت ملتی رہی ہے۔ اوسمیں اوسکی حکومت مصر و علاقجات ملحقہ پر تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ اور جزیرہ نما سینا بھی "انہی علاقجات ملحقہ" میں شامل ہے۔ یہ اعتراض بالبداہت غلط ہے۔ علاقہ جات ملحقہ سے مراد نوبہ۔ سوڈان دارفر کوردوفان وغیرہ ہیں۔ کیونکہ خاص مصر کے علاوہ جب کبھی کوئی نیا علاقہ اوس کے ساتھ شامل ہوتا۔ تو اوس کے متعلق بصراحت نام و مقام علاقہ فرمان شاہی صادر ہوتا رہا ہے۔ اگر جزیرہ نما سینا بھی انہیں شامل ہوتا۔ تو اوسکی حوالگی کے متعلق بھی کوئی ایسا فرمان صادر ہوا ہوتا۔ حالانکہ اب تک کوئی فرمان اسمضمون کا شایع نہیں ہوا جسمیں نام کی صراحت کرکے جزیرہ نما سینا مصری حکومت یا خدیو کے حوالہ کیا گیا ہو۔ یہ جزیرہ نما بطور ودلیت و امانت مصر کی تحویل میں رہا ہے۔ نہ کہ بطور استحقاق مالکانہ۔ کل اصلیت یہ ہے کہ جب محمد علی نے حجاز کو باغیان نجد سے فتح کیا۔ تو اوس نے مصر سے لے کر ریاض تک جابجا مصری فوج کی چھاونیاں ڈالدیں۔ من بعد جب وہ باغی ہوا۔ اور کشت و خون کے بعد مصر پر اسکی موروثی حکومت تسلیم کی گئی۔ تو خاص حجاز سے اوس کی فوجیں اٹھوادی گئیں۔ لیکن مصری حجاج کی

گورنر جنرل کے ماتحت ہیں۔ گورنروں اور مدیروں کو بڑے وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ گورنران شہر کے محافظ کہلاتے ہیں+

حفاظت کے لئے جو جزیرہ نما سیناء کے رستہ آیا کرتے تھے۔ مصر کو خاکنائے سویز سے لیکر عقبہ سے کچھ آگے تک جا بجا محافظ فوج رکھنے کی اجازت دیگئی۔ چنانچہ خود عقبہ میں بھی مصری فوج مدتوں مقیم رہی۔ مگر سنہ ۱۸۹۲ء میں جب ترکی حکومت نے عقبہ اور صوبہ حجاز کے چند دیگر شمالی مقامات کو واپس لینا چاہا۔ تو مصری حکومت نے مطلق چون وچرا نہ کی اور اپنی فوج وہاں سے ہٹالی۔ مصری حاجی اب سمندر کے رستہ جاتے ہیں۔ اسلئے انکی حفاظت کی حجت بھی باقی نہیں رہی۔ گو وہ حجت بذاتہا کیسی ہی نحیف اور بے بنیاد کیوں نہ ہوتی۔ جس استحقاق سے ٹرکی نے عقبہ کو اپنی تحویل میں لے لیا اوسی استحقاق سے وہ طابہ پر بھی متصرف ہوئی ہے۔ مصری اخبارات کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ کیا یہ اندھیر نہیں کہ مصر کے اہم مقبوضات و بنادر مصوع۔ زیلع۔ ہرار وغیرہ تو اصل مالک اور شہنشاہ (یعنی سلطان المعظم) کی بلا اجازت اٹلی وغیرہ وغیرہ ممالک کو بطوع و رغبت دیدیئے جائیں۔ اور اصل مقدار اگر ایک گمنام سے مقام پر قبضہ کرلے تو آسمان کو سر پر اٹھالیا جائے۔ اور غاصب اور زور انداز قرار دیا جائے۔

اسیطرح انہوں نے اور بھی کئی دلیلیں پیش کیں جنکی معقولیت کا اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ دوسری حقدار کہ سلطان کے بعد اگر کسی کا مصر اور اوس کے ملحقات سے کچھ واسطہ ہوسکتا ہے تو محض اوسی کا یعنی خدیو نے اِس تنازعہ میں دخل دینا ہی چھوڑ دیا۔ ۲۵ اپریل کو غازی مختار پاشا نے باب العالی کا آخری فیصلہ اوسے جا کر سنایا۔ اور چونکہ وہ اِس فیصلہ پر انصافاً کسی طرح کا اعتراض نہ کرسکتا تھا۔ مگر دوسری طرف اپنے ملک کے قابضوں کے خلاف منشاء اوسے تسلیم بھی نہیں کرسکتا تھا۔ اوسنے عافیت اسی میں دیکھی۔ کہ لارڈ کرومر کو وہ جواب پہونچا دیا۔ اور کہدیا کہ تم جانو تمہارا کام۔ میں اِسمیں اور دخل نہیں دینا چاہتا۔ اور اِس ناگوار کج بحثی سے کامل طور پر کنارہ کش رہنے کیخاطر ملک کو ہی چھوڑے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ اس تاریخ سے ایک ہفتہ کے اندر یورپ کو روانہ ہوگئے۔

ترکی آخری فیصلہ کی معقولیت اور وزنداری کا دوسرا ثبوت اوسی بڑھتی ہی انگلستان کی اشتعال میں آجانے سے مل رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ دول یورپ کیا فرداً فرداً اور کیا بحیثیت مجموعی سلطنت عثمانیہ کے مقابلہ جھٹ چھوٹی ہتھیار پہ اتر آنے کی مدت سے عادی ہورہی ہیں۔ انگلستان تو ایک عظیم الشان طاقت ہے۔ بلجیم اور یونان ایسی بے حقیقت طاقتوں اور بلگیریا و سرویا کی ہی تا حال یا سابق باجگذار ریاستوں کی شوخیاں کسے معلوم نہیں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی مسلمہ قانون فطرت ہے۔ کہ جتنا کسیکا درجہ بڑا ہو۔ اتنا ہی اوسکا ظرف و حوصلہ بھی بڑا ہوتا ہے۔ اور جبتک کوئی شخص صداقت و حق کے پہلو پہ ہو تو وہ فوراً نہیں جھنجلا اٹھتا۔ اور جبتک صلح و آشتی سے معاملہ کو طے کرنے کی تمام تدابیر صرف نہ کرلے۔ تلوار کیطرف رخ نہیں کرتا۔ پس انگلستان کا یہ جواب سنتے ہی الٹی میٹم بھیجدینا صاف ظاہر کر رہا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

رقبہ و آبادی سنہ ۱۸۸۲ء سے پہلے خدیو کی حکومت خط استوا تک تھی۔ مگر مہدی سوڈانی کی بغاوت کے باعث عملی طور پر تمام سوڈانی صوبے[1] چھوڑ دیئے گئے۔ گو برائے نام وہ ابھی تک

کہ وہ قانوناً اپنے دعوی کو سچا ثابت کرسکنے کی اُمید نہ رکھتا تھا۔ یہ صرف وطن ہی کا قیاس نہیں۔ پا ونیر بھی ۱۱ مئی کے پرچہ میں دبی زبان سے تسلیم کرتا ہے کہ "ممکن ہو کہ بروئے کاغذات و دلایل ٹرکی اپنے آپکو حق بجانب ثابت کر دکھائے"۔ مگر اوسکی رائے میں ٹرکی کے کسی قانونی و دستاویزی استحقاق کی انگلستان اپنے مفاد و اغراض کی نگہداشت کے مقابل پروا نہیں کرسکتا۔ یعنی جسکی لاٹھی اوسی کی بہینس کے اصول کو سب سے بڑا حق بتاتا ہے۔ اور انگریزی گورنمنٹ کا طریق عمل بتا رہا ہے۔ کہ وہ اس معاملہ میں اسی اصول کی پابندی کر رہی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جہاں ایسی صورت ہو۔ وہاں دلیل و حجت کل بیکار ہوجاتے ہیں۔ صاف بات یہ ہو کہ انگلستان مصر و نہر سویز کو چھوڑنا نہیں چاہتا اور وہ یہ کبھی گوارا نہیں کرسکتا۔ کہ کوئی اور سلطنت نہر سویز کے قریب دخیل ہوسکے لیکن اس پہلو سے بھی انگلستان کی موجودہ کارروائی کبھی حق بجانب نہیں ہوسکتی۔ وطن ۱۱ مئی کے پرچہ میں ثابت کرچکا ہے کہ طابہ کا ترکی قبضہ کسی نہج سے نہر سویز کے بلحاظ یا ہندوستان کی حفاظت کے خیال سے مصر کے قبضہ پر مُضر ہونا صحیح منطق نہیں۔ جب انگلستان مصر پر قابض نہ تھا۔ اسوقت ہندوستان کسی زائد خطرہ میں نہ تھا۔ اس سے یہاں انگریزی مقبوضات کی وسعت میں کسی طرح کا فرق پڑا۔

اس تحریر کے وقت تک ابھی اطلاع نہیں پہونچی۔ کہ بابعالی نے انگریزی الٹی میٹم کا کیا جواب دیا ہے۔ اسوقت تک جو تار آئے ہیں۔ وہ تاریخوار پہلے درج ہوچکے ہیں۔ آخری خبر جو تا حال پہونچی ہے۔ یہ ہو۔ "کل ورمئی کو توفیق پاشا ترکی وزیر خارجیہ سر نکلس انگریزی سفیر مقیم قسطنطنیہ سے ملاقات کرنے آیا۔ اور چند بالمقابل تجاویز پیش کیں مگر انگریزی سفیر نے انکو رد کردیا۔ اور کہا کہ انگریزی حکومت کے تمام مطالبات بجز فہا تسلیم کئے جائیں۔ اور پھر یہ بھی یاد دلایا کہ الٹی میٹم کی میعاد قریب الختم ہے۔ ایڈمرل لمسٹن تین جنگی جہازوں کے ساتھ احکام کے انتظار میں پورٹ سعید میں لنگر زن ہے۔ الٹی میٹم کی میعاد اتوار کی آدھی رات کو ختم ہوجائے گی۔ اور تب تک فیصلہ نہ ہوا تو انگریزی بیڑہ فوراً عملی کارروائی شروع کردیگا"

باقی اگلے صفحہ پر۔

[1] یہ صوبے اب پھر کامل طور پر فتح کر لیے گئے ہیں جو سنہ ۱۸۹۸ء میں مکمل ہوئی مفصل حالات کتاب محاربات تہسلی میں درج ہیں۔ مگر بدستور سابق یہ علاقے اب واحد مصر کی ملکیت نہیں رکھے گئے۔ بلکہ انگلستان نے بدیں دعوی کہ اسکی تکرر تسخیر میں اوسنے بھی مدد کی۔ اسکی حکومت پر اپنا دعوی بھی پیش کیا۔ اور مصر و انگلستان میں یہ فیصلہ ہوا کہ سوڈان پر دونوں ملکونکی مشترکہ حکومت رہے گی۔ فرانس نے اسے مان لیا ہو۔ مگر سلطان المعظم اصل حقدار و مالک نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ باقی حالات صفحات آیندہ سے معلوم ہوجائیں گے۔ مترجم۔

مصری سمجھے جاتے ہیں۔ اور مصر کی جنوبی سرحد عارضی طور پر وادی حلفہ کو مقرر کیا گیا جو قاہرہ سے آٹھ سو میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب دریائے نیل پر آباد ہے۔

جو کچھ ابھی پردہ غیب میں ہے۔ اوس سے قطع نظر مندرجہ بالا حالات ہی یہ ظاہر کرنے کو کافی ہیں کہ انگریزی حکومت اس معاملہ میں کیسی ناممدوح اور بلا ضرورت تیزی سے کام لے رہی ہے۔ ناممدوح اس لئے کہ وہ بخوبی جانتی ہے کہ سلطان المعظم سے دنیا کی کل مسلمانوں کو روحانی تعلق ہے۔ اور ان کی آزردگی خاطر کے علاوہ خود انگلستان کی ملکی اغراض کی بھی بہتری اسی میں ہے کہ ٹرکی اوس سے ناخوش نہ ہونے پائے۔ گورنمنٹ کی اس غلطی نے مسلمانوں کے اعداء کو اونہیں اپنے قرب میں لانیکا بھی خوب موقعہ دیدیا۔ جسکا ادنی ثبوت یہ ہے کہ کانگریسی و سودیشی اخبارات نے بھی اسموقعہ کو غنیمت سمجھکر مسلمانوں کو خوش کرنے اور اپنے ساتھ ملانے کے لئے ٹرکی کی حمایت میں خود اسلامی اخبارات سے بڑھ کر جوش دکھایا۔ بلا ضرورت اسلئے کہ اخریش کے معاملہ میں ترکی وزیر اعظم کا تار بتا رہا ہے کہ ٹرکی جنگ کا ہرگز منشا نہیں رکھتی۔ نہ معاملہ کو بیجا طول دینا اوسکا مدعا ہے طابہ کے معاملہ میں اگر وہ اڑی ہے تو اس نیت سے نہیں کہ اپنے باجگذار صوبہ مصر کے کسی مسلمہ حق کو غصب کرے بلکہ محض اصولی بحث کی خاطر۔ اور اس معاملہ میں بابعالی کا حق بجانب ہونا خدیو کے طریق عمل سے ظاہر ہو چکا ہے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ انگلستان جس خاص مصلحت کی وجہ سے یہ زور و شور دکھا رہا ہے اوسکا معلوم کرسکنا آسان نہیں۔ ممکن ہے اسے اپنی رعایا کے ایک حصہ کو جو شوریدہ سری میں بڑھتا جاتا ہے یہ دکھانا مقصود ہو کہ گورنمنٹ برطانیہ جب ایک اول درجہ کی سلطنت کو خاطر میں نہیں لاتی تو انکی حرکات مذبوحی کا اوسپر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور اسی ضمن میں جرمنی وغیرہ رقیب دُوَل پر یہ ظاہر کر دیا گیا ہو کہ انگلستان اسوقت اکیلا نہیں۔ خواہ وہ حق پر ہو یا زیادتی کر رہا ہو۔ یورپ کی اور کئی بڑی طاقتیں بہر حال اسکی رفاقت پہ تیار ہیں۔ اور اس اثر کو زیادہ وقیع بنانے کے لئے اس معمولی سے معاملہ کو عمداً نہایت اہم پیرایہ میں دکھانے کی کوشش کیگئی ہے کیونکہ یہ بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر الٹی میٹم دیا جائے اور جنگ یا صلح کا دارومدار دس دن کی میعاد پر رکھا گیا ہو۔ تو اس کے کیا معنی کہ سفارتی تعلقات دونوں ملکوں میں بدستور موجود ہوں۔ ایک طرف ہر ملک کا سفیر دوسرے میں برابر موجود ہو۔ اور دوسری طرف انگریزی بیڑہ گولہ باری پر بالکل تیار کھڑا ہو۔ یہ امر صاف بتا رہا ہے کہ انگریزی اخبارات اور وزارت جنگ کے نہ پھٹکری۔ اس معاملہ سے مفت میں برطانوی سطوت و شوکت کا سکہ کل دنیا میں بٹھانیکا کام لے رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ لڑائی ہنگامہ تو ہونیکا نہیں۔ اور نہ سلطان جنگ کی کوئی نیت رکھتے ہیں۔ نہ طابہ ایسے بے حقیقت مقام کے لئے وہ خواہ کیسے حق بجانب کیوں نہ ہوں۔ بحالات موجودہ آتش حرب کو مشتعل کرنے سے ملک کی اندرونی ترقی اور اوس کے استحکام کی متعدد تدابیر

مصر نے بصلاح انگلستان اپریل ۱۸۹۶ء میں مہدی کی جانشین خلیفہ عبد اللہ التعاشی پر فوجکشی کی۔ اس مہم میں بیان کیا جاتا ہے کہ تمام صوبہ ڈنگولہ پھر فتح کر کے علاقہ مصر میں شامل کر لیا گیا ہے۔

دتجاویز کو معرض التوا میں ڈال پسند کر سکتے ہیں سعاملہ آخر باتوں ہی سے سُلجھیگا۔ مگر آؤ اس معاملہ سے لگو ہاتھ کوئی نہ کوئی اخلاقی فایدہ اُٹھا لو۔ اور بحث مباحثہ میں لنبی چوڑی اتحلیوں کے ظاہر کرتے رہنے سے یہ فائدہ اوٹھاؤ کہ جب وہ یک سُو ہو تو دُنیا سمجھہ لے کہ برطانیہ نے بہت بڑی سیاسی کامیابی حاصل کی ہے۔

یہ سطور لکھی جا چکی تھیں کہ نتیجہ وہی نکلا جسکی توقع کی گئی تھی۔ ۱۲ مئی کو تار دیا گیا کہ تنازعہ کی بصلح وصفائی نپٹ جانے کی اُمید قوی ہو گئی ہے اور ۱۴ کو ۱۳ کا یہ تار ملا کہ بابعالی نے شرطیہ طور پر انگلستان کے مطالبات مان لئے ہیں۔ اور کہ اب جنگ کا اندیشہ بالکل نہیں رہا۔ ولله الحمد علی ذلک۔ اسی خبر کا ایک جزو یہہ ہے کہ قاہرہ سے خبر آئی ہے کہ بابعالی نے طابہ وغیرہ متنازعہ مقامات کا قبضہ (غالبًا تا تصفیہ کمیشن) چھوڑنا منظور کر لیا ہے۔

سور ما پنجابی اب تو بڑا شرمندہ ہو رہا ہوگا۔ ہمارے سودیشی و کانگرسی دوست اُنکا زبانی دعویٰ خواہ کچھہ ہو۔ دراصل مسلمانوںکو جیسی کچھہ نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ اُنکی علی الرغم انکی بات بات سے مترشح ہوتی رہتی ہے۔ کسی معاملہ میں مسلمانوں کے خفیف ہونیکا شائبہ تک پایا جائے۔ تو وہ اپنی خوشی کو دبا نہیں سکتے۔ اور بے تحاشا بغلیں بجانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس اونکو فایدہ پہونچنے کا بعید ترین امکان نظر آجائے۔ تو فوراً جوش تعصب و حسد دیوانہ و مجنون بنا دیتا ہے۔ امر دوم کی تازہ شہادت تقسیم بنگال موجود ہے۔ جسنے پشاور سے لیکر راس کماری تک اور رنگون سے لے کر بمبئی تک سب مہربانان اسلام کو سودائی بنا رکھا ہے۔ یہ تو ایک محیط عام نظیر ہے۔ رہی مقامی متفرق شہادتیں۔ صوبہ یا ضلع کو چھوڑ دو کسی ایک تحصیل کو لیلو۔ اسی میں وہ اس افراط سے ملیں گی۔ کہ اونکا حصر کرنا آسان نہ ہوگا۔ امر اوّل کی مثال اوس تحریر سے مل رہی ہے۔ جو سرگرم ترین سودیشی و آریہ جماعت پنجاب کے جدید انگریزی آرگن پنجابی کے مرہٹہ فاضل اڈیٹر نے ٹرکی و انگلستان کے تنازعہ کے متعلق ۱۶ مئی کے پرچہ میں شایع کر کے مسلمانوں کی تذلیل و تحقیر میں بزعم خود کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ وہ لکھتا ہے "مسلمان سرکار کے بڑے خوشامدی بنے پھرتے ہیں۔ اونکو اسپر بڑا ناز ہے۔ اور یہ سمجھہ چکے ہیں۔ کہ اپنے تعلق کی بناء پر سرکار سے جو چاہیں منوالیں۔ چنانچہ آبزرور اور وطن وغیرہ سرکار کے خوشامدی مسلمان پرچوں نے بڑی منت و زاری کے ساتھ سرکار سے التجائیں کیں۔ کہ خدارا ٹرکی کے ساتھ درشتی کی پالیسی کو روا نہ رکھا جائے۔ اور وہ مسلمانوں کے فیلنگز کا از راہ مہربانی و ذرہ نوازی ضرور خیال رکھے۔ لیکن گورنمنٹ نے خس برابر پروا نہ کی۔ اور اپنی کارروائی کو اوسی زور و شور کے ساتھ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ کل تار خبر آگئی کہ سلطان نے عاجز آکر کل مطالبات مان لئے۔ اور آبزرور۔ وطن وغیرہ کی تمام ہائے پکار

اور اب عارضی طور پر وادی حلفہ کی بجائے مقامات الدیہ اور سوراوی کو جو دریای نیل پر شہر ڈنگولہ سے تخمیناً دو سو میل بجانب جنوب ہیں جنوبی سرحد مقرر کیا گیا ہے یعنی جنوب کیطرف سرحد تقریباً پانچسو

محض فضول بجا اس ثابت ہوئی"۔ جو لوگ اپنا کام تو سیدھا کرنے کو سفید کو سیاہ اور رات کو دن کہنے سے نہ جھجکتے ہوں وہ یاوہ گوئی اور زہر اگلنے کے لئے کوئی خفیف سی وجہ ملجانے پر بھلا کب خاموش رہ سکتے ہیں تاہم وطن کو پنجابی کی حالت پر رحم آتا ہے۔ اپنی تذلیل و ندامت کا جیسا سامان اوس نے اس تحریر میں بہم پہنچا یا ہے ویسا اوسکی شاید ہی کسی تحریر میں ملے۔ آخری نتیجہ اور بعد کی خبریں صاف بتا رہی ہیں کہ انگریزی گورنمنٹ نے اپنی مسلمان رعایا کی خاطر باوجود اس امر کے کہ کل انگریزی اخبارات اور ملک کی تمام مختلف فرقے اِس معاملہ میں جبر و تحکم کی پالیسی کے مؤید تھے کسی ایسی کاروائی کا مرتکب ہونا تو درکنار۔ ایسی کوئی تجویز تک پیش کرنا پسند نہیں کیا۔ جو خلیفۃ المسلمین کو ناگوار خاطر ہو۔ اور وہ اوسے مسترد کر دینے پر مجبور ہوں۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر سلطان نے کسی مطالبہ کو نامنظور کیا۔ تو آن قایم رکھنے کو ضرور نوبت بجنگ پہونچانی پڑے گی۔ اور سلطان سے جنگ کرنا اپنی مسلمان رعایا کو یقیناً آزردہ خاطر بنانا ہے۔ اسلئے بہتر یہی ہے کہ پہلے ہی ایسی شرائط پیش کی جائیں۔ جنکی منظوری میں کوئی شک نہ ہو۔ اور ایسا ہی ہوا۔ آخری تار صاف بتا چکا ہے کہ سلطان المعظم نے اِس معاملہ میں انگلستان سے براہ راست نامہ و پیام اور تصفیہ کرنا منظور نہ کیا۔ اور انگلستان نے بھی انکے اعتراض کی معقولیت کو تسلیم کر کے مان لیا۔ کہ سرحد کی تعیین صرف ترکی و مصری کمشنروں کی کمیشن پر چھوڑ دی جائے۔ چنانچہ مصری کمشنر نامزد بھی ہو چکے ہیں۔ وہ دو ہیں۔ ایک جنرل فتحی پاشا۔ اور دوسرے کپتان اوون (ملازم مصری حکومت) اب ایماندار پنجابی بشرطیکہ اوسمیں سچ بولنے کی جرأت باقی ہو۔ خود ہی بتائے کہ کیا اس سے بڑھکر بھی کسی کی کوئی پاسخاطر ہو سکتی ہے ؟ پنجابی۔ پاؤنیر وغیرہ اخبارات کی دھمکی آمیز اور جوش دلانیوالی تحریرونکا تو بڑی خوشی سے حوالہ دیتا ہے۔ مگر پاونیر کی اوس تحریر کا نام بھی نہیں لیتا جسمیں اوس نے رونا رویا ہے کہ انگریزی گورنمنٹ نے بڑی بزدلی دکھائی ہے۔ اور پھر لبرل حکومت پر چوٹ کی ہے۔ کہ یہ فریق سلطنت کے اغراض کی نگہداشت میں ہمیشہ ہی نامرد ثابت ہوتا رہا ہے۔ لیکن وطن کی رائے میں پاؤنیر کو ایسا کہنا اور از خود رفتہ ہو جانا واجب نہ تھا۔ اوسے مذہبی تعصب نے یہ سمجھنے کی فرصت نہیں دی کہ انگریزی حکومت نے کسی بزدلی کیوجہ سے نہیں۔ بلکہ دانشمندی اور مصلحت ملکی کے اقتضاء کو اپنا ناصر بنا کر یہ تصفیہ منظور کیا ہے۔ جسکا اونی فایدہ یہ نکلا ہے کہ دس کروڑ مسلمان تاج برطانیہ کے پہلے سے زیادہ ہوا خواہ اور جان نثار ہو گئے ہیں۔ پنجابی اسی پرچہ میں علی گڈھ کالج کے چند متعلقین کی کاروائی کا بھی ذکر کر کے آبزرور وطن وغیرہ کو شرمندہ کرنے کی سعی لاحاصل کرتا ہے۔ مگر بیچارا اس یہ نہیں دیکھتا۔ (باقی آئندہ صفحہ پر)

میل اوپر بڑھ گئی ہے - یہہ مہم سردست اسی صوبہ کی فتح پر ختم کردی گئی ہے - زائد فوجیں اور سردار میجر جنرل کچنر پاشا سپہ سالار افواج مصر (جو انگریز ہے) بماہ ستمبر میں قاہرہ کو واپس گیا ہے - مگر انگریزوں کا اگلے برس خرطوم پر چڑھائی کرنیکا منشاء ہے - (مترجم)

کہ ان چند اشخاص کے دعوی لیڈری دنیابت کو خود کئی باخبر اینگلو انڈین اخبارات بھی قبول نہیں کرتے - مارننگ پوسٹ دہلی بصراحت اون کے اس دعوی کی تکذیب کرتا ہی - اور لکھتا ہے کہ بیشک ہندوستان کے مسلمانوں کا حصہ کثیر اپنے مذہبی مقتدا و خلیفہ سے خاص تعلق خاطر رکھتا ہی - اور اوسے کبھی یہ امر گوارا نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں کے دینی اور دنیوی بادشاہ میں باہم جنگ ہو - سر سید کو اکثر مسلمان عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - اوسی ہر لحاظ سے جو وجاہت حاصل تھی - وہ بھی کبھی شیخ کی محتاج نہیں - مگر بھولے بھالے سپر پنجابی یا پاونیر کو کیا یہ معلوم نہیں کہ سلطان المعظم کی ذات کے متعلق مسلمانوں نے اپنی قوم کے اس جلیل القدر شخص کی رائے کی بھی خس برابر پروانہ کی تھی - ۹۶-۱۸۹۵ء کے خرخشہ آرمینیا کی ضمن میں جب سر سید نے سلطان کے منصب خلافت پر کچھہ اعتراض کیا - تو کل مسلمانوں نے باستثنائی چند ضمیر فروشوں کے فی الفور اوسکی تردید کی - اور سر سید بلا مبالغہ اپنے دل میں اس حرکت پر ایسے نادم ہوئے کہ مدت العمر میں کبھی ویسے خفیف نہ ہوئے تھے - شیخ عبد اللہ - آئی احمد یا عزیز الدین ایسے اشخاص اگر اس معاملہ میں باقی مسلمانوں سے علیحدہ رہنا چاہیں - تو ہزار دفعہ رہیں - قوم پر اون کے افعال و اقوال کا نہ کچھہ اثر پڑ سکتا ہے - نہ قوم کو اوسکی علیحدگی کا احساس ہو سکتا ہے - ان لوگوں نے پاؤنیر کو اطلاع دی تھی - کہ علیگڈھہ کے مسلمانوں کیطرف سے جو تار گیا ہے - وہ عام مسلمانوں کی آواز نہ تھی - بلکہ چند افراد کی - اور کہ سر برآوردہ مسلمانوں کو اس سے کچھہ واسطہ نہ تھا - وہ ٹرکی و انگلستان کے معاملہ میں کسی استدعا سے گورنمنٹ کو پریشان خاطر کرنا پسند نہیں کرتے - آفرین ہے اس حمیت و غیرت پر - مگر ان حضرات کو معلوم ہو چکا ہو گا - کہ جو تار علیگڈھہ سے وایسرائے کو گیا تھا - وہ نہ صرف چھہ کروڑ مسلمانان ہند - بلکہ تقریباً تمام سمجھدار ساکنین ہندوستان کا عندیہ ظاہر کر رہا تھا - سید فضل الحسن حسرت نے سچ لکھا ہے کہ ہمارے لئے شرم کا مقام ہی کہ ہم مسلمانوں میں ایسے آدمی بھی موجود ہیں +

معاملہ مصر و ٹرکی - پچھلے ہفتہ کے مضمون بعنوان فضول غوغا - کو بعض دوستوں نے بنظر امعان نہیں پڑھا - ورنہ وہ یہ نہ کہتے - کہ ٹرکی دب گئی ہی - انگلستان نے اوسکی کچھہ حقیقت نہ سمجھی - سلطان نے آخر یہی کرنا تھا اور اوسے پڑھکر ایک بچہ بھی سمجھہ سکتا ہے کہ ٹرکی ہرگز معاملہ کو طول دینے یا خواہ مخواہ کی جنگ چھیڑ نکالنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتی تھی - مگر اس تاریخ سے ہفتوں بعد تک انگریزی اخبار اسی حالہ اعرش کے متعلق بلا کسی ادنی

اس وقت مصر خاص وادی حلفہ سے لیکر جو عرض البلد شمالی کے ۲۲ درجہ ۴۰ دقیقہ پر واقع ہے۔ بحیرہ روم تک ہے - اور اوس کا رقبہ بمعہ صحرائے لبیان کے نخلت نوں۔ دریائے نیل اور بحیرہ قلزم کی درمیانی

سی وجہ یا ہنگ کے جو کچھہ ہیبتناک خبریں اور افواہیں شایع کرتے رہے ہیں۔ وہ ناظرین سے مخفی نہیں۔ یہی ایک امر انکو وطن کی رائے سے اس امر میں متفق بنانے کے لئے کافی ہونا چاہیئے تھا۔ کہ انگریزی اخبارات محض اپنی تعلی ونمود اور ٹرکی کو اپنی جولانی قلم سے دنیا کی نظروں میں حقیر و ذلیل دکھانے کے لئے یہ جوش وخروش دکھا رہے ہیں۔ اور من گھڑت قصے تراش کر انپر لمبے چوڑے حاشیئے دے رہے ہیں۔ اسیطرح اگر وہ گزشتہ چند سالوں کے واقعات پر نظر ڈالتے تو ان خبروں سے کہ انگریزی بیڑہ کے چند جہازات یونانی بندرگاہ پائرس میں پہونچ گئے ہیں۔ گھبرانے کی کوئی وجہ نہ پاتے۔ مفروضہ مظالم آرمینیا کے دنوں میں کل یورپ کے بیڑے مہینوں ڈاڑدینلز کے دہانہ پر کھڑے رہے۔ اور ابھی پچھلے سال کی بات ہے کہ مقدونیہ کی مجوزہ نگرانی کو منظور کرالینے کے لئے یورپین متی لین میں جا پہونچا تھا۔ ان دونوں دھمکیوں سے سارا یورپ سلطان کو مطیع نہ بنا سکا۔ تو اکیلی انگلستان کی دھمکی کیا کرسکتی تھی۔ مگر یہاں تو دھمکی تک ابھی نوبت نہ پہونچی تھی۔ انگریزی حکومت اور وزیر خارجہ بھی کچھہ گرمجوشی اپنی تقریروں میں ضرور دکھاتے رہے۔ لیکن اونمیں اور اخباروں کی تحریروں کے انداز میں صاف زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیرہا تھا۔ علاوہ برین اس قدر قلیل سرکاری گرمجوشی کا بھی مدعا ٹرکی کو مرعوب کرنا نہ تھا۔ بلکہ کسی اور مصلحت کو پورا کرنا جسکی نوعیت قیاساً پچھلے ہفتہ بیان ہوچکی ہے۔ اگر انگلستان ایسا ہی زوردل پر ہوتا جیسا کہ خیال کیا جارہا ہے تو سب سے آخری خبر یہ نہ ہوتی۔ جو آئی ہے۔ اور جسکا مدعا یہ ہے کہ سلطان نے برطانیہ سے براہِ راست تصفیہ کرنا منظور نہیں کیا۔ اور کہ انگلستان نے بھی سلطان المعظم کی رائے کو معقول سمجھکر یہ مان لیا ہے کہ مصری و ترکی کمیشن ہی سرحد کا فیصلہ کرے۔ باقی رہا یہ امر کہ کم از کم ٹرکی جنگ کا ہرگز منشا نہ رکھتی تھی اور پہلے دن سے وہ اس امر کو پیش کر رہی تھی۔ جسپر آخرکار فیصلہ ہوا۔ اسکی ایک اور زبردست شہادت دولتلو غازی مختار پاشا کی اوس گفتگو سے مل رہی ہے۔ جو آپنے ۳۰ اپریل کو مرحومہ الٹی میٹم دئیے جانے کی تاریخ سے چار دن پہلے اللواء کے ایڈیٹر سے کی۔ خدانخواستہ اگر یہ گفتگو الٹی میٹم کی خبر مشہور ہونیکے بعد ہوتی۔ تو بعض حاسدوں کو یہ کہنے کی گنجایش رہتی کہ اب شیر انگلستان کی بھبک سے ڈر کر پہلو بدلا گیا ہے۔ مگر نہیں وہ اسی تاریخ[1] کیگئی جبکہ اس امر کا شان وگمان بھی نہ تھا۔ اور اس لئے اوس سے وطن کے اس قیاس کی زبردست تائید ہوگئی کہ ٹرکی ہرگز مایل بہ جنگ نہ تھی۔ نہ وہ اس معاملہ کو ایسا اہم سمجھ رہی تھی۔ جیسا اہم کہ انگریزی اخبارات اسے ظاہر کر رہے تھے۔ آپکے الفاظ حسب ذیل ہیں:- یہ غلط ہے کہ طور سینا کی معاملہ میں میں اپنی رائے سے کام لے رہا ہوں بیچ

[1] یہ اللواء مورخہ یکم مئی میں شایع ہوئی اور اوسی دن بذریعہ تار تمام یورپ میں مشتہر ہوگئی +

علاقہ اور العریش واقع شام کے چار لاکھ مربع میل ہے۔ مگر مزروعہ اور بندوبست شدہ رقبہ یعنی وادی نیل اور ڈلٹا صرف ۱۲۹۷۶ مربع میل ہیں۔ نہروں۔ سڑکوں۔ اور نخلستانوں کی نیچے ۹۰۰ مربع میل زمین ہے اور

صرف اپنے آقا سلطان اور اونکی حکومت عالیہ کے خیالات وارشادات کی پہونچانیکا واسطہ ہوں۔ اور چونکہ بابعالی اس مسئلہ میں اپنے صریح حق کے سوا۔ اور کسی امر کا مطالبہ نہیں کر رہا۔ لہذا مجھے امید ہے کہ موجودہ اختلاف مشکلات وعوائق کا سبب نہ بنیگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ حالانکہ افواج قاہرہ عثمانیہ کی تین[1] جیوش جنکی جنگی جمعیت آٹھ لاکھ نبرد آزماؤں تک پہونچتی ہے۔ مصر کے قرب وجوار میں موجود ہیں۔ لیکن عثمانیہ حکومت نے فوجی قوت سے کام لینے کا مطلقاً کبھی خیال تک نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ انصاف وحق اوسکی طرف ہے۔ پس جو لوگ اس مسئلہ کے متعلق خواہ مخواہ جوش دکہا رہے اور دوسروں میں جوش پیدا کر رہے ہیں اور پبلک کے اندیشناک بنا رہے اور اپنی بے علمی وجہالت سے یا عمداً کسی خاص غرض سے معمولی معمولی سی باتوں کو نہایت اہم اور خطرناک قرار دے رہے ہیں وہ اصلیت وحقیقت پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ اور نہ صرف مصر وٹرکی بلکہ انگلستان کی فلاح وبہبود اور امن عالم کی تخریب کے درپے ہیں۔ میری یہ پختہ رائے ہے کہ مختلف متنازعہ مقامات کی حقیقت کی صراحت کیلئے اگر کمیشن کی تعیین کی ضرورت محسوس ہو تو ٹرکی انعقاد کمیشن کی تجویز کو بصد خوشی قبول کرے گی۔ کیونکہ اوسکے مقاصد بالکل آشتی آمیز ہیں اور وہ اضطراب یا حرب عالم کا موجب بننے کی قطعاً کوئی نیت نہیں رکھتی۔ پس اگر مصری میری نصیحت سنیں تو میں ونکو یہ کہونگا۔ کہ وہ اوس سب وشتم کی مطلق پرواہ نہ کریں۔ جو بعض اشخاص اونکے سلطان اور اونکی سلطنت پر انہیں آشفتہ کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ اور کہ وہ ان مغالطوں اور کذب وافترا کو بالکل حقیر سمجہیں جو اونکی نسبت عمداً شائع کئے جا رہے ہیں۔ کیونکہ مصر اور مصریونکی بہتری قیام امن اور اسی میں ہے کہ اس ملک عزیز میں بسنے والی قومیں بلا تمیز جنس ودین باہم محبت وپیار سے رہیں۔ میں مصریونکو یقین دلاتا ہوں کہ تمام عثمانی اوس محبت وتعلق کی پوری پوری قدر کرتے ہیں۔ جو مصریونکو اپنی سلطنت عظمیٰ اور اپنے سلطان سے ہے۔ لیکن اس محبت کا بڑا اقتضا یہی ہے کہ مصری مصر کی خوشحالی وسعادت اور اوس کی امن کا پورا پورا خیال رکہیں۔ تمت کلامہ۔ ان زرین الفاظ کو پڑہکر کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ٹرکی پہلے تو بڑے لمبے چوڑے دعوے کرتی تہی۔ اور اڑی ہوئی تہی۔ اور پہر یکبارگی دب گئی وہ تو خود تقرر کمیشن کی تجویز کی حامی تہی۔ انگریزی اخبارات اور ایک قلیل حد تک انگریزی وزراء نے بات کا بتنگڑ بعض دیگر مصلحتوں کے لحاظ سے بنایا تہا۔ جو ٹرکی چاہتی تہی وہی ہوا۔ انگلستان کی غرض ایک انچہ بہی اپنی اصل پوزیشن سے نہ ہٹا سکی۔ جس سیاسی ناکامی کے طیش زیج کو پاونیر۔ ٹائمز۔ وٹربیون السی اخبارات ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ ان بیچاروں کی مفتریات واکاذیب بارہ غازی مختار پاشا کا بطلان بہی سطور بالا سے ہوتا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] شام۔ عرب اور طرابلس الغرب کی ترکی افواج وجنگی قوت سے مراد ہے۔ دکن

۲۸۵۰ مربع میل زمین دریائے نیل - دلدلوں اور جھیلوں کے نیچے ہے - اور باقیماندہ صحراء و ریگستان ہے - مصر دو بڑے حصوں میں تقسیم ہے مصر البحری یا نشیبی مصر اور مصر الصعید یا بالائی مصر -

وہ غازی کو ایک نہایت ڈراؤنا ہوا اور امن عالم کا سخت خطرناک دشمن بتاتے تھے - مگر جنگ خونریزی کے شیدائی کے خیالات دنیا اس گفتگو سے معلوم کر چکی ہے - ہاں اسمیں شک نہیں کہ اگر فریق ثانی خواہ مخواہ جنگ کے درپے ہوتا تو ترک ناتیار نہ پائے جاتے - اونہوں نے از راہ دور اندیشی اس پہلو کے لئے تیار رہنے کا بھی تدارک کر رکھا تھا - چنانچہ معمولی افواج کے علاوہ کئی قلعہ شکن گراں وزن توپیں بھی مناسب علاقہ پر پہونچائی جا چکی تہیں - لیکن خدا کا شکر ہے کہ یہاں تک نوبت پہونچنے ہی نہ پائی - ترکی دعوی کی صداقت کا یہ ادنی ثبوت ہے کہ خود کئی انگریزی اخبارات نے چیقلش کے عین بحرانی زمانہ میں یہ تسلیم کیا ہے کہ خدیو حال کی مسند نشینی کی اجازت جس فرمان سلطانی کے رو سے عطا ہوئی تھی - اوسمیں چند دیگر مقامات کے علاوہ طابہ کا بھی مصری حد سے باہر ہونا بصراحت واضح کر دیا گیا تہا -

معاملہ ٹرکی و مصر - اس ہفتہ ہم اپنی کی تاریخ تک کے مصری اخبارات جو ہندوستان میں موصول ہوئی ہیں ان سے معاملہ مندرجہ عنوان کے متعلق کئی ایسے حالات منکشف ہوگئے ہیں جو پہلے بالکل پردۂ خفا میں تھے - اوسمیں مرید آن وطن کے قیاسات و آراء کی کامل تصدیق بھی ہو گئی ہے - اور بجائے اس عام مشہور خیال کے کہ سلطان دب گئے اصلیت یہ نکلتی ہے کہ بالعالی بوجہ اتم غالب رہا - اصل بنائے اختلاف یہ تھی - کہ مصری حکومت برائے خود یا بتحریک انگلستان جزیرہ نما سینا کے مختلف مقامات میں فوجی مورچے اور قلعے بنانا چاہتی تھی - اور خاص طابہ میں بھی ویسا ہی کرنے کا ارادہ رکھتی تھی - جسے باب عالی کو سلطنت عثمانیہ کبھی گوارا نہ کر سکتی تھی - تین ماہ ہوئے وطن نے اسمعاملہ کا مفصل ذکر کر کے لکھا تھا کہ بالعالی یورپین و روسی سرحد کے استحکام سے فارغ ہو کر اب اپنی الشیائی و افریقی سرحد کے استحکام اور فوجی تدارک میں پوری سرگرمی کے ساتھ ساعی ہے - اوسنے ایکطرف مصر و طرابلس الغرب کی مشترکہ حد پر مستحکم فوجی چہاونیاں ڈالدی ہیں مصر بھی وہاں ایسا کرنے کی خفیہ تیاریاں کر رہا تھا - مگر بالعالی کی بروقت ہوشیاری سے مصر مونہہ تکتا رہ گیا - اور دوسری طرف جزیرہ نما سینا میں بھی مصری تگ و دو کی مزاحمت کی گئی ہے - اور اوس کے انسداد کے لئے طابہ پر ترکی فوج بھیجدی گئی - یہ صورت جنوری میں پیش آئی - اور اس سے یہ سوال پیدا ہو گیا کہ آیا مصر کو نہر سویز سے ورے جزیرہ نما سینا میں قلعہبندی کرنیکا اختیار حاصل ہے یا نہیں - باب عالی نے اس دلیل سے اسکا دعوی رد کیا کہ سینا مصر کے اوس علاقہ میں شامل نہیں - جو اوسے دوام کے لئے باجگذار صوبہ کی حیثیت میں دیا گیا ہے - بلکہ ایک خالص ترکی رقبہ ہے - جو محض انتظامیہ طور پر مصر کی تحویل میں رکھا گیا ہے مصر نے اسے تسلیم نہ کیا - بات بڑہ گئی اور شاخ در شاخ نکلتی چلی آئی - حتی کہ تنگ آکر بالعالی نے یہ کہدیا کہ قلعے بنانا تو درکنار - جزیرہ نما سینا پر مصر کا کچہ حق ہی نہیں - انگلستان اس بحث کے دوران میں شروع ہی سے بالواسطہ طور پر شریک رہا تھا - یہ جواب سنتے ہی مصر آگ ہو گیا - (باقی بر صفحہ ۱۲۸ ہے) -

مندرجہ ذیل جدول سے بندوبست شدہ اراضی کا رقبہ اور مئی ۱۸۸۲ء کی مردم شماری کے نتائج معلوم ہوجائیں گے۔ (جن کے ساتھ جون ۱۸۹۷ء کی مردم شماری کے بھی اعداد بڑھا دیئے جاتے ہیں)

صوبہ		رقبہ مربع میلوں میں	مصری: مقیم	مصری: خانہ بدوش	اجنبی	میزان	گنجانی کی اوسط فی مربع میل
۱۔ (مصر البحری) گورنریاں							
(۱) قاہرہ	۱۸۸۲ء	۶	۳۵۲۴۱۶	۷۷۲	۲۱۶۵۰	۳۷۴۸۳۸	۶۲۴۷۳
	۱۸۹۷ء		۵۳۳۳۳۹	۱۳۴۵	۳۵۳۸۱	۵۷۰۰۶۲	۹۵۰۱۰
(۲) اسکندریہ	۱۸۸۲ء	۷۰	۱۸۱۲۰۰	۵۰۳	۴۹۶۹۳	۲۳۱۳۹۶	۳۳۰۵
	۱۸۹۷ء		۲۶۸۶۶۹	۴۹۸۴	۴۲۱۱۳	۳۱۹۷۶۶	۴۵۶۸
(۳) دمیاط	۱۸۸۲ء	۴½	۴۳۵۰۱	۱	۱۱۴	۴۳۶۱۶	۹۶۹۲
	۱۸۹۷ء		۴۳۵۱۲	۰	۲۳۹	۴۳۷۵۱	۹۷۲۲
(۴)۔ روستا		۲۴½	۱۹۲۶۷	-	۱۱۱	۱۹۳۷۸	۷۹۰
(مدیریہ)							
(۱) بحیرہ	۱۸۸۲ء	۹۳۲	۳۹۴۰۵۰	۳۳۱۰۲	۱۷۰۴	۳۹۸۸۵۶	۴۲۶
	۱۸۹۷ء		۵۳۵۰۲۱	۹۴۹۵۳	۱۲۵۱	۶۳۱۲۲۵	۶۷۷
(۲) شرقیہ	۱۸۸۲ء	۹۰۵	۴۳۵۲۸۰	۲۷۴۷۱	۱۸۰۴	۴۶۴۶۵۵	۵۱۳
	۱۸۹۷ء		۶۶۱۶۵۸	۸۵۰۱۵	۲۵۶۲	۷۴۹۱۳۰	۸۲۸
(۳) دقاہلیہ	۱۸۸۲ء	۹۳۱	۵۷۸۱۴۴	۶۲۱۳	۱۶۷۶	۵۸۶۰۳۳	۶۲۹
	۱۸۹۷ء		۷۱۹۷۶۷	۱۴۶۲۴	۲۴۱۸	۷۳۶۷۰۸	۷۹۱
(۴) غربیہ	۱۸۸۲ء	۲۳۴۰	۹۰۸۰۴۱	۱۸۹۰۰	۲۵۴۷	۹۳۶۴۸۸	۳۹۷
	۱۸۹۷ء		۱۲۴۶۷۵۲	۴۷۴۶۳	۳۴۴۱	۱۲۹۷۶۵۶	۵۵۴
(۵) کلیوبیہ	۱۸۸۲ء	۳۵۲	۲۵۴۱۹۸	۱۶۵۹۶	۵۹۷	۲۷۱۳۹۱	۷۷۱
	۱۸۹۷ء		۳۳۵۴۷۰	۳۵۴۰۲	۵۹۳	۳۷۱۴۶۵	۱۰۵۵
(۶) منوفیہ	۱۸۸۲ء	۶۳۹	۶۴۲۶۰۹	۲۵۱۲	۸۹۲	۶۴۶۰۱۳	۱۰۱۰
	۱۸۹۷ء		۸۴۶۵۱۲	۱۶۶۶۶	۱۰۲۸	۸۶۴۲۰۶	۱۳۵۲
میزان مصر البحری		۶۲۰۴	۳۷۷۸۸۰۶	۱۰۹۰۷۰	۸۰۷۸۸	۳۹۵۶۶۴	۶۳۹
۲۔ خاکنائے سویز: گورنریاں							
(۱) بندر سعید	۱۸۸۲ء	۰	۱۴۰۶۰	۲۳۶	۷۰۱۰	۲۱۲۹۶	۳۰۹۲
	۱۸۹۷ء		۳۶۷۲۹	-	۱۳۴۵۰	۵۰۱۷۹	
(۲) سویز	۱۸۸۲ء	۱۰½	۹۹۷۷	۸	۱۱۹۰	۱۱۱۷۵	
	۱۸۹۷ء		۱۵۴۳۹	۶۷۵۶	۲۷۷۴	۲۴۹۷۰	
میزان خاکنائے		۱۰½	۲۴۰۳۷	۲۳۴	۸۲۰۰	۳۲۴۷۱	۳۰۹۲

صوبہ	رقبہ مربع میلوں میں	مصری: مقیم	مصری: خانہ بدوش	اجنبی	میزان	گنجانی کی اوسط فی مربع میل
گورنری ۳۔ مصری علاقہ واقع ایشیا (۱) العریش ۱۸۸۲ء ۱۸۹۷ء	۱/۵	۲۶۲۹ ۴۰۸۰	۱۲۹۱ ۱۲۹۱۰	۳ ۱	۳۹۲۳ ۱۶۹۹۱	۱۹۶۱۵ ۸۴۹۵۵
گورنری ۴۔ مصر الصعید (۱) قصیر	۱/۷	۲۱۹۰	۲۴۰	-	۲۴۳۰	۱۷۰۱۰
مدیریہ (۱) اسیوط ۱۸۸۲ء ۱۸۹۷ء	۸۴۰	۵۴۹۷۷۶	۱۱۹۰۶ ۳۰۰۴۸	۴۵۵ ۴۳۹	۵۶۲۱۳۷ ۷۸۲۷۲۰	۷۱۲ ۹۳۲
(۲) بنی سویف ۱۸۸۲ء ۱۸۹۷ء	۵۰۱	۱۹۳۳۰۵ ۲۸۲۵۱۳	۲۶۱۱۹ ۳۱۶۴۵	۱۴۹ ۲۹۶	۲۱۹۵۷۳ ۳۱۴۴۵۴	۴۳۸ ۶۲۷
(۳) فیوم ۱۸۸۲ء ۱۸۹۷ء	۴۹۳	۲۰۰۹۶۷ ۳۱۲۷۵۷	۲۷۳۲۸ ۵۷۹۴۷	۴۱۴ ۳۰۲	۲۲۸۷۰۹ ۳۷۱۰۰۶	۴۶۴ ۷۵۲
(۴) غزہ ۱۸۸۲ء ۱۸۹۷ء	۳۷۰	۲۷۴۴۰۶ ۳۶۸۴۷۲	۸۴۸۳ ۳۲۷۳۶	۱۹۴ ۴۲۶	۲۸۳۰۸۳ ۴۰۱۶۳۴	۷۶۵ ۱۰۸۵
(۵) منیا ۱۸۸۲ء ۱۸۹۷ء	۷۷۲	۲۹۴۶۵۵ ۵۱۱۷۴۶	۱۹۸۲۴ ۳۶۲۱۷	۳۳۹ ۶۶۹	۳۱۴۸۱۸ ۵۴۸۶۴۲	۴۰۷ ۴۱۱
(۶) جرجہ ۱۸۸۲ء ۱۸۹۷ء	۶۳۱	۵۱۵۹۷۲ ۶۷۷۱۵۱	۵۳۱۱ ۱۰۶۴۹	۱۳۰ ۲۱۱	۵۲۱۴۱۳ ۶۸۸۰۱۱	۸۲۶ ۱۰۹۰
(۷) قینا ۱۸۸۲ء ۱۸۹۷ء	۵۴۴	۳۸۳۸۱۹ ۶۷۹۵۱۷	۲۳۸۷۷ ۳۱۳۲۵	۱۶۲ ۶۱۵	۴۰۶۸۵۸ ۷۱۱۴۵۷	۹۵۸ ۱۳۰۸
(۸) اسوان[لہ] ۱۸۸۲ء ۱۸۹۷ء	۳۳۶	۲۲۱۸۱۳ ۲۱۶۶۶۲	۱۶۰۹۶ ۲۳۲۸۸	۵۲ ۴۳۲	۲۳۷۹۶۱ ۲۴۰۳۸۲	۷۱۷ -
میزان مصر الصعید	۲۸۸۳ ۱/۷	۲۶۳۰۱۹۰۲	۱۳۸۱۸۴	۱۸۹۵	۲۷۷۶۹۸۲	۶۱۹
۵۔ نخلستان	نامعلوم	۳۸۲۲۵	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم
میزان آبادی کل مصر در رقبہ مزروعہ ۱۸۸۲ء ۱۸۹۷ء	۱۰۶۹۸ -	۶۴۸۰۶۰۰ ۹۰۴۷۹۰۵	۲۴۵۷۷۹ ۱۰۵۷۳۹۷۴	۹۰۸۸۶ ۱۱۲۵۷۴	۶۸۱۷۲۶۵ ۹۷۳۴۴۰۵	۶۳۸

لہ سرحد پر ایک نیا صوبہ الحدود قائم کیا گیا ہے اور صوبہ اسوان اسمیں شامل کر دیا گیا ہے۔ ۱۸۷۹ء سے اس صوبہ کا وجود نہیں رہا ہے۔ مؤلف

کل آبادی میں ۴۸۹۴۱۰۴۳ مرد۔ اور ۷۶۷۵۱۴۳ عورتیں ہیں۔ ۱۸۹۷ء کی مردم شماری کی تفصیل یہ ہے:۔ مرد ۴۹۴۷۸۵۰۔ عورتیں ۴۷۸۶۵۵۵۔ اِس مردم شماری میں نخلستان واحۃ السیواح کی آبادی شامل نہیں جہاں ۴ ہزار مرد مصری باشندے ہی مستقل طور پر آباد ہیں۔ علاوہ خانہ بدوشوں کے۔ اگر مندرجہ بالا اعداد کو انتظامی حلقوں میں ترتیب دیجاوے تو نتیجہ حسب ذیل ہوگا:۔

قسم انتظامی حلقہ و تعداد	مصری		اجنبی	میزان
	مقیم	خانہ بدوش		
گورنریاں۔ (۸)	۶۲۵۲۴۰	۳۰۴۱	۷۹۷۷۱	۷۰۸۰۵۲
مدیریات (۱۴)	۵۸۱۷۱۳۵	۲۴۲۷۳۸	۱۱۱۱۵	۶۰۷۰۹۸۸
نخلستان	۳۸۲۲۵	-	-	۳۸۲۲۵
میزان	۶۴۸۰۶۰۰	۲۴۵۷۷۹	۹۰۸۸۶	۶۸۱۷۲۶۵

خاندانوں کا شمار ۱۱۷۸۵۶۴۔ اور گھروں کا ۱۰۳۸۴۳۸ ہے۔ بلحاظ قومیت اجنبیوں کی تفصیل یہ ہے:۔ یونانی ۳۸۱۰۴۔ اطالین ۲۴۴۶۷۔ فرانسیسی ۱۴۱۵۵۔ آسٹرین ۷۱۱۷۔ انگریز ۱۹۵۵۷۔ جرمن ۱۲۷۷۔ دیگر اجنبی اقوام ۲۲۰۹۔ میزان ۹۰۸۸۶۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵ سے آگے) اور انگلستان نے براہ راست نامہ و پیام شروع کر دیا جسکا آغاز کہ عرصہ الٹی میٹم میعادی دس یوم سے ہوا۔ انگریزی حکومت بھی بیشک پہلے ہی دن سے یہ کہتی رہی تھی۔ کہ حد بندی کا فیصلہ کمیشن کے ذریعہ کرو۔ جس امر پر ہی آخر میں جا کر فیصلہ ہوا ہے۔ مگر انگریزی اخبارات اور حکومت نے اصل بنائے اختلاف کو کبھی پبلک میں ظاہر نہیں کیا۔ اور نہ اب یہ بتایا کہ سلطان نے اتنا عرصہ انکار کرتے رہکر اب کمیشن کیوں مان لی۔ اور کہ جب غازی مختار پاشا معتمد عہدہ دار مصر دفعہ الٹی میٹم سے پانچ دن پہلے تک کمیشن کے تقرری کو اصل ذریعہ فیصلہ مانتا رہا۔ تو سلطان کیوں کمیشن کے تقرری سے منکر رہے۔ یہ تمہ تنازعہ کے اصل عنصر کو پبلک سے مخفی رکھنے کیوجہ سے پیدا ہوا ہے۔ سلطان کہتے تھے کہ جبتک مصر پہلے اس امر کو نہ مان لے کہ اوسے جزیرہ نما سینا میں قلعہ بندیاں تیار کرنیکا کوئی حق نہیں تب تک نہ ہم طابہ کا قبضہ چھوڑ سکتے ہیں۔ اور نہ کمیشن کا تقرر منظور کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس امر کو تعیین حد سے کچھ واسطہ نہیں۔ ترکی و مصری حد خواہ رفح سے بخط مستقیم عقبہ تک ہو۔ اور کل جزیرہ نما سینا مع طابہ انتظامی طور پر مصری حد میں داخل سمجھا جائے۔ وہ اسپر بہرحال بطور امین ہی قابض ہوگا۔ نہ کہ بحیثیت باجگذار یا ادنیٰ مالک کی۔ اور امین کو ہرگز بجز انتظامی معاملات کے اور کسیطرح کا اور خاصکر فوجی تدارک کرنیکا وہاں اختیار نہیں ہو سکتا۔ سینا میں خدیو کی وہی حیثیت ہے جو جزیرہ تہاسوس متصل ساحل یوروپین ٹرکی میں ہے جہاں اوسکو فوجی انتظام کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ انگلستان و مصر اس شرط کو نہیں مانتے تھے۔

انمیں سے تقریباً ۹۰ فیصدی مصر البحری میں رہتے ہیں۔ (یہ اعداد پرانے ہیں۔ اب اجنبیوں کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے۔ لیکن جدید مردم شماری نہ ہونیکی وجہ سے یہی درج کئے گئے ہیں)

اور یہ کہتے تھے کہ کمیشن مقرر کردو۔ اور اوس کے جانے سے پہلے ترکی فوج طابہ خالی کردے۔ اگر کمیشن کے فیصلہ کے رو سے وہ ترکی حد میں آئے تو ترکی فوج پھر قابض ہوجائے۔ ورنہ مصر وہاں اور جزیرہ نما کے اور جس مقام میں چاہے۔ قلعے بنائیگا۔ اور فوج رکھیگا۔ اس بیجا و ناحق اصرار کا بابعالی نے وہ جواب دیا جو اوپر درج ہے۔ وہ دراصل ہرگس بگیر تا بہ تپ رہنی شود کا مصداق تھا۔ کیونکہ جیسا کہ غازی مختار کے مکالمہ سے واضح ہوچکا ہے۔ ٹرکی باوجود کافی استطاعت مصر کے موجودہ حقوق میں ہرگز کچھہ تعرض نہیں کرنا چاہتی۔ نہ وہاں کی موجودہ حالت میں کچھہ خلل ڈالنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ وہ صرف یہ چاہتی تھی کہ اس علاقہ میں جو حجاز و شام کی کلید ہے۔ وہی حالت قایم رہے جو مدت سے چلی آتی ہے۔ اور کوئی غیر طاقت حجاز ریلوے اور عقبہ کی عین سر پر ایسا انتظام نہ کرسکے جو کسیوقت ان کے حق میں مہلک اور مضر ثابت ہوسکے۔ یعنی وہ بالکل مدافعت اور خود حفاظتی کے پہلو پر مبنی تھی اور جیسا کہ وطن بارہا لکھہ چکا ہے۔ یہ انگریزی اخبارات کی محض بکواس تھی۔ کہ طابہ کے ترکی قبضہ سے نہر سوئز اور مصر کی سلامتی مخدوش ہوگئی ہے۔ اور کہ ٹرکی کی نیت بد ہے۔ طابہ عقبہ سے جسے ہر ایک ترکی مقبوضہ مانتا ہے۔ اور اوس میں کسی کو کچھہ بحث نہیں۔ صرف چھہ سات میل آگے ہے۔ اور نہر سوئز تک ڈیڑہ سو میل طویل لق و دق سنگلاخ حائل ہے۔ ڈیڑہ سو میل میں سے سات میل کم ہوجانے سے کیا بن سکتا تھا۔

اب سنئے۔ الٹی میٹم کا کیا حشر ہوا۔ جسکی نسبت خوب لمبی چوڑی گپیں اڑائی جاتی رہی ہیں کہ انگلستان نے یوں ٹرکی کو دہمکایا ہے۔ اور یہ ڈانٹ بتائی ہے۔ اور کہ دسویں دن کے گذرتے ہی تمام ترکی سواحل حتی کہ خاص قسطنطنیہ پر بہی انگریزی بیڑہ کی گولہ باری شروع ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام باتیں محض تاروں کی من گھڑت ہیں۔ جسکا ادنی ثبوت یہ ہے کہ اب تک دنیا میں کسی فرد کو بجز دونوں حکومتوں کے یہ معلوم نہیں ہوسکا۔ کہ انگریزی مراسلہ کا مضمون کیا تھا۔ یا معلوم ہوا ہے تو کسی انگریزی اخبار نے اوسے شایع کرنا پسند نہیں کیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر اسکا انداز تحکم و تعلی کو لئے ہوتا تو یہ بیلے مانس فوراً سے پہلے اوسے اپنے کالموں میں درج کردیتے۔ مگر چونکہ اوسمیں کمال ادب ملحوظ رکھا گیا تھا۔ اگر کسیکو اسکا مضمون معلوم بہی ہو گیا تو اوس نے چھپا نا چاہا۔ یہ وطن کا ذاتی قیاس بلا دلیل نہیں۔ ٹائمز مورخہ ۱۱ مئی تسلیم کرتا ہے کہ انگریزی حکومت نے جو مراسلہ (جسے پبلک میں الٹی میٹم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے) بہیجا ہے۔ اوسمیں اپنے مدعا و ارادہ کو بوضاحت ظاہر کرنے کے ساتھ ہی اس امر کا خاص خیال رکھا گیا کہ بابعالی کو نہایت انسانیت اور ادب کے ساتھ باعتدال تمام مخاطب کیا جائے۔ جس الٹی میٹم کی ابتدا اس طور پر ہوئی۔ اوس کا جو انجام ہوا۔ وہ اس تار سے معلوم ہو جائے گا۔ جو

ملک کی آبادی کی رفتار و مقدار مندرجہ ذیل اعداد سے معلوم ہو جاوے گی:۔

سنہ		تعداد	سنہ		تعداد
۱۸۰۰ء	(فرانسیسیوں کا اندازہ)	بیس لاکھ	۱۸۷۲ء	(ڈی گینی صاحب)	۵۲۰۳۴۰۵
۱۸۴۶ء	(برونی مردم شماری)	۴۴۶۳۲۴۴	۱۸۷۵ء	(ڈاکٹر روسی بے)	۵۲۵۱۷۵۷
۱۸۵۵ء	(اندازہ توفیقی پاشا)	۴۴۰۲۰۱۳	۱۸۸۲ء	(مردم شماری)	۶۸۰۶۳۸۱
۱۸۶۵ء	(اندازہ توفیقی پاشا)	۴۸۴۱۶۷۷	۱۸۹۷ء	(برونی مردم شماری)	۹۷ لاکھ ۳۴ ہزار

۱۳ مئی کو باب عالی نے اپنے کمشنر مقیم مصر غازی مختار پاشا کو بمقام اسکندریہ بھیجا۔ ترجمہ **تار سلطانی** "چونکہ طابہ پر ترکی فوج کے قبضہ سے اس کے سوا اور کچھہ مقصود نہ تہا۔ کہ جزیرہ نما طور سینا کو سابق حالت میں رکھا جائے۔ یعنے وہاں کسی اور کو جنگی تعمیرات اور قلعے تیار نہ کرنے دیئے جائیں۔ اور اب اس امر کی نسبت اطمینان بخش اور قابل وثوق عہد اقرار ہو گیا ہے۔ لہٰذا باب عالی نے حکم بھیجدیا ہے۔ کہ عثمانی لشکر طابہ سے اپنے اصل موقعہ کو آجائے۔ اور کہ وہ جہاز دیانہ پر سوار ہو کر وہاں سے آئے۔ طور سینا کی سابق حالت کو بدستور قایم رکہنے کی فیصلہ کن و کامل ضمانت نامیں کے متعلق باہم گفتگو جاری ہے"۔

اس تار سے جسے انگریزی اخبارات نے باحتیاط تمام مخفی رکہا ہے۔ کل بہانڈا پہوٹ گیا ہے۔ اور کل دنیا اب خود ہی بآسانی فیصلہ کر سکتی ہے۔ کہ سلطان دبے۔ یا سر ایڈورڈ گرے۔ ٹرکی نے پہلے دن جو شرط پیش کی تہی آخر وقت تک اوسپر قایم رہی۔ اور انگلستان و مصر کو باوجود اس تمام جوش و خروش اور سرگرمی کے جو انگریزی اخبارات انکی طرف منسوب کرتے رہے۔ آخر اوسے ماننا پڑا۔ اور جب اوسے مان لیا تو پہر جہگڑا ہی کچھہ نہ رہا کمیشن اب خواہ طابہ کو ترکی حد میں قرار دے یا مصر میں۔ ٹرکی کو اسکی کچھہ پروا نہیں ہو سکتی۔ جو اسکا اصل مقصود تہا۔ وہ حاصل ہو گیا۔ مصر اور اوس کے قابضین نے مان لیا ہے کہ نہر سویز سے لیکر تا بحر عقبہ طور سینا میں وہ کوئی جنگی تعمیر نہیں بنا سکتے نہ چہاونی ڈال سکتے ہیں۔ اگر اپنی اصل واحد شرط کو منوا لینے کا نام ہی دب جانا ہے تو ہم بھی مان لیتے ہیں کہ سلطان دب گئے ہاں۔ یہی نہیں کہ سلطان المعظم اپنی شرط منوا کر رہے۔ آپ کو اس معاملہ میں اور بہی کئی لحاظ سے نہایت اہم سیاسی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ آپنے پہلے دن ہی کہہ دیا کہ مصر ہمارا صوبہ اور باجگذار ہے۔ انگلستان اوس کی اور ہمارے معاملہ میں دخیل نہیں ہو سکتا۔ نہ براہ راست ٹرکی برطانیہ سے اس معاملہ میں باضابطہ گفتگو کرے گی یہ عزم آخر وقت تک قایم رہا۔ حتی کہ آخری سلطانی فیصلہ کی اطلاع باضابطہ طور پر اگر کسیکو بہیجی گئی تو صرف مصری حکومت کو۔ اور وہ بہی براہ راست نہیں۔ اپنے کمشنر کی معرفت۔ انگریزی سفیر اور حکومت کو بیشک اطلاع دیگئی۔ لیکن محض غیر رسمی طریق پر۔ اوسے فریق معاملہ کی حیثیت میں کبہی مخاطب نہ بنایا گیا۔ اور کمیشن کے ممبروں کی نسبت بہی صریح فیصلہ کر دیا۔ کہ وہ محض ترکی و مصری حکومتوں کے ملازم ہوں گے۔ انگلستان کا کوئی نائب شریک نہیں ہو سکتا۔

باقی اگلے صفحہ پر

۱۸۴۶ء اور ۱۸۸۲ء کی سرکاری مردم شماری کے باہمی مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترقی آبادی کی سالانہ اوسط ۱½ فیصدی ہے۔ اور ۱۸۸۲ء و ۱۸۹۷ء کے مقابلہ سے ۲¾ فیصدی سالانہ بیشی نکلتی ہے۔ مصر کے بڑی بڑی شہر یہ ہیں۔ اونکی آبادی ۱۸۸۲ء کی مردم شماری کے مطابق دیجاتی ہے۔

کیا مغلوب فریق کا انداز یہی ہوا کرتا ہے جو آغاز سے انجام تک اس معاملہ میں ٹرکی کا رہا؟ اگر نہیں تو پنجابی وغیرہ تنگ خیال معاصرین و افراد کو ٹرکی پر یہ اتہام لگانے سے نادم ہونا چاہیئے۔

اسی ضمن میں ایک اور واقعہ کا ذکر کر دینا نامناسب نہو گا۔ ناظرین کو یاد ہو گا کہ انگریزی گورنمنٹ منزہ اسر حد میناروں کے انہدام کی رپورٹ کی تصدیق کے لئے رافح بھیجا گیا تھا۔ جو العریش سے ۴۴ میل شمال میں ہے۔ اور سرحد اس سے شروع ہوتی ہے۔ وہ ۳۰ اپریل کو وہاں ترکی فوجکی فرودگاہ کے سامنے ساحل سے چند میل پرے لنگر زن ہوا۔ کیونکہ پانی کم ہونے کیوجہ سے ادہر آگے نہ جا سکتا تھا۔ اس جہاز پر ایک انگریز افسر کرنل منٹل اور ایک مصری عہدہ دار نعوم بک بھیجے گئے تھے۔ یہ دونوں کچھہ انگریزی بحری سپاہی ساتھ لیکر کشتیوں پر سوار ہوئے۔ مگر جب ساحل کے قریب پہونچے۔ تو ترکی سنتری نے چیلنج کیا۔ اور سپاہیوں کو آگے بڑہنے سے روک دیا۔ اودہر کشتیاں بھی کنارہ تک نہ جا سکتی تھیں۔ سپاہی کشتیاں لیکر جہاز کو واپس ہو گئے۔ اور کرنل ویک لنگوٹ باندہکر تیرتے ہوئے کنارہ پہونچے۔ جہاز کو آتا دیکھکر ترکی کمانڈر اپنے اعلیٰ افسر مقیم یروشلیم سے استصواب کرنے کے لئے تارگھر چلا گیا تھا۔ جو چند میل کے فاصلہ پر تہا۔ اوس کے آنے تک دونوں افسر کنارہ پر ٹہرے رہے۔ جب وہ آیا تو اوس نے کرنیل کو کہا کہ آپکی حکومت ہمارے اور ہمارے باجگذار صوبہ کے معاملہ میں دخل دینے کے مجاز نہیں۔ آپ یہاں نہیں ٹہر سکتے۔ جبیر وہ لاچار پھر جہاز کو پلٹ گئے۔ نعوم بک کے ساتھ ترک افسر بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے۔ اور اونکی استدعا پر اوسے ایک ٹیلیگرام بھی بہم پہونچا دیا۔ جبیر سوار ہو کر وہ العریش کو چلا گیا۔ منزوا ۱۲ مئی کی شام کو رافح کے مقابل سے روانہ ہوا۔ اگر ترک کمانڈر کرنیل منٹل کو واپس کر دینے میں حق بجانب نہ ہوتا تو کیا انگریزی حکومت خاموش رہتی؟ اور کیا اگر بابعالی ویسا ہی سہما ہوا ہوتا۔ جیسا کہ اوسے فرض کر لیا گیا ہے تو کیا ایک عظیم انگریزی جنگی جہاز کی موجودگی میں ایک چھوٹا سا ترکی دستہ انگریزی سپاہیوں اور ایک کرنیل کو یوں بےجحت ٹہری واپس لوٹا دینے کی کبھی جرات کرتا؟

الغرض اصل بات وہی ہے۔ جو وطن ۱۸ مئی کے پرچہ میں لکھ چکا ہے۔ کہ نہ انگلستان لڑائی کا خواہشمند تہا۔ نہ سلطان۔ اخبارات کوئی مشغلہ بیکاری چاہتے تھے۔ چار دن کی گرم بازاری کے لئے اس معاملہ کو اپنے فضول شور و غوغا سے پہاڑ بنا دیا۔ ورنہ اگر معتمد و ذمہ دار وزرا بھی ویسے ہی تنگ ظرف اور مشتعل مزاج ہوں جیسے کہ اکثر انگریزی اخبارات کے مضامین نگار ثابت ہوئے ہیں۔ تو دنیا میں کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی جنگ و جدال کا

قاہرہ (۳۶۸۱۰۸) - اسکندریہ (۲۰۸۷۵۵) - دمیاط (۳۴۰۴۶) طنطا (۳۳۷۲۵) منصورہ (۲۶۷۸۴)
زجانج (۳۶۰۴۹) - رسشتا (۱۶۶۷۱) بندر سعید (۱۶۵۶۰) سویز (۱۳۱۰۹)۔

سلسلہ ختم ہونے میں نہ آئے۔ اگر کسی معاملہ میں ٹرک خواہ مخواہ انگلستان کی حق تلفی کریں۔ تو بیشک تاج برطانیہ کی مسلمان رعایا کو اون سے کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی لیکن جس حالت میں کہ سلطان حق پر ہوں تو یہہ کبھی ممکن نہیں کہ تاج انگلشیہ کا کوئی سمجھدار وزیر خادم الحرمین سے خواہ مخواہ جنگ چھیڑ دینے سے اپنی قیصر کی وفادار رعایا کے ایک اتنے بڑے حصہ کو جو تعداد میں قیصر کی ہم کیش وہم مذہب (عیسائی) رعایا سے بھی دو چند ہو کبھی آزردہ خاطر کرنیکا موجب بننا پسند کرے۔

انگلستان اور ٹرکی میں عام ہفوات کے علی الرغم اور جرمنی کے روز افزوں رسوخ کے باوصف اب تک باہم ایسا دوستانہ ربط وضبط ہے کہ طابہ سے ٹرکی فوج کو عقبہ پہونچانے کا کام ایک انگریزی جنگی جہاز کو ہی سپرد ہوتا ہے۔ اور اس امر کا کامل انگریزی اخبارات کو بھی اعتراف ہے کہ اور کوئی یوروپین سفیر سر نکلس اوکانر انگریزی ایلچی کے برابر سلطان المعظم کا منظور نظر نہیں۔ اخبارات کی تعلی کو الگ رکھکر دیکھا جائے تو دنیا میں کوئی شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ انگلستان ٹرکی کے خلاف مرضی ایک ہفتہ کیلئے بھی مصر پر قابض نہیں رہ سکتا۔ لیکن چونکہ سلطان ساتھ ہی یہ بھی جانتے ہیں کہ مصر سے انگریزوں کا قبضہ اٹھ جانے کا یہ نتیجہ نہ ہوگا۔ کہ وہ پھر ٹرکی کو واپس ملجائے۔ بلکہ یہ کہ ایک کی بجائے پھر کل یوروپ کا اوس پر تسلط جم جائے گا۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ انگلستان ایسی رفیق طاقت کو ہی قابض رہنے دینا دوسری صورت سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور یہ اس معنوی قرارداد کا ہی پرتو ہے کہ آجتک تقریباً صد سالہ مداخلت اور چوبیس سالہ براہ راست قبضہ کے باوصف انگلستان کی حکومت نے کبھی کنایتاً بھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ مصر کو ٹرکی سے بالکل بے تعلق کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس ہفتہ بھی پارلیمنٹ میں سوال ہوا۔ تو وزیر خارجیہ سر گرے نے جواب دیا کہ انگریزی گورنمنٹ مصر و ٹرکی کے باہمی تعلقات کے مسئلہ کو معرض بحث میں لانے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اس ہفتہ کا یہی ایک تار ہے جو مصر و ٹرکی وانگلستان کے معاملہ کے متعلق آیا ہے۔ تنازعہ طابہ والعریش کے متعلق ہفتہ عشرہ سے ایک لفظ بھی تار خبروں میں نہیں ملتا۔ جو نہ صرف اس امر کا بدیہی ثبوت ہے بلکہ اس امر کا بھی کہ فیصلہ کی نوعیت ایسی ہے۔ جیسے انگریزی اخبارات کسیطرح کوئی شیخی نہیں جتا سکتے۔ کاش۔ اس معاملہ سے انکو کافی سبق مل جائے۔ اور وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی اصل پالیسی کو سمجھ جائیں اور اوسے ذہن نشین رکھنے پر قادر رہیں۔ اور اسے تعصب مذہبی کی تحقیق میں مبتلا ہو کر کبھی نہ بھولیں۔ کہ حکومت برطانیہ اور سلطنت عثمانیہ کے اغراض بالکل مشابہ و یکساں اور دونوں کی بہتری باہمی ارتباط و اتحاد ہی میں ہے۔

(باقی ۱۴۴ صفحہ پر ہے)

(از اڈیشن سنہ ۱۹۱۰ء) اجنبی باشندگان تعدادی ۱۱۲۵۲۶ کی جنسوار تفصیل یہ ہے:- یونانی ۳۸۱۷۵- اطالین ۳۴۴۶۷- انگریز ۱۹۵۵۷- فرنچ ۱۴۱۵۵- آسٹروی ۱۱۱۷۵- روسی ۳۱۹۳- جرمن ۱۲۷۷- ایرانی ۱۳۰۱- دیگر اقوام ۳۲۸۴-

یکم جون سنہ ۱۸۹۷ء کو دس سال سے اوپر عمر کے باشندوں کی بلحاظ پیشہ یہ تفصیل تھی:-

نام پیشہ	مصری مرد	مصری عورت	مصری میزان	اجنبی مرد	اجنبی عورت	اجنبی میزان
زراعت	۲۴۵۹۶۹۳۰۴	-	۲۴۵۹۶۹۳۰۴	۳۸۵	-	۳۸۵
صنائع و مختلف تجارتی پیشے	۵۳۲۳۲۲	۲۱۴۹۶	۵۵۳۸۱۸	۲۵۴۹۴	۲۳۷۱	۲۷۸۶۵
مزدور } کلرک و منشی	۸۴۰۹۶ } ۴۱۵۷۷	۴۸۰۱	۲۵۰۴۷۴	۱۱۷۲ } ۳۰۳۱	۱۴۸	۴۳۵۱
آزاد پیشے	۴۰۷۲	۲۵۵۳	۶۶۲۵	۱۵۵۹	۱۸۹	۲۱۴۸
عام تعلیم[1] و مذہبی پیشہ	۱۵۶۶۲۳	۲۲۱۸	۱۵۸۸۴۱	۴۳۶۱	۲۰۴۹	۶۴۱۰
جنگی خدمت	۲۹۲۰۱	-	۲۹۲۰۱	۶۸۵۰	-	۶۸۵۰
ملازمان رنج	۱۱۱۶۶۵	۳۲۶۶۳	۱۴۴۳۲۸	۱۷۱۲	۲۶۸۳	۴۳۹۵
میزان دس سال سے اوپر کے باشندوں کی جو کسی کام پر لگے ہیں	[illegible]	۶۳۷۳۱	۳۹۲۵۴۵	۴۷۹۶۴	۷۴۴۰	۵۵۴۰۴
اور جو کچھ معین پیشہ نہیں رکھتے	۱۴۲۰۸۹	۳۰۸۸۶۷۳	۳۲۳۰۷۶۲	۵۳۰۹	۳۰۲۲۹	۳۵۵۳۸
میزان دس سال سے اوپر والوں کی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کم از دس سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۱۶۴۲
میزان اعظم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[1] مذہبی پیشہ وروں میں ۱۷۱۲ مسیحی پادری اور یہودی قسیس اور ۱۳۳۸۴۳۸ حفاظ قرآن شامل ہیں اور ۱۳۱۴۴۰ طلبا دس سال سے اوپر کے زیر تعلیم ہیں۔ اور ۴۹۳۴ مدرس ہیں جنمیں ائمہ مساجد بھی شامل ہیں۔ جنگی پیشہ میں مصر کی دیسی فوج۔ انگریزی فوج۔ پولیس اور ممالک غیر کے جنگی جہازات مقیم بنادر مصر کے ملازم شامل ہیں جدول بالا کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ زراعت میں تقریباً ۶۳ فیصدی مصری اور ا فیصدی سے بھی کم اجنبی مشغول ہیں مختلف صنائع میں مصری سوا سو ۴ فیصدی اور اجنبی تقریباً ۴۰ فیصدی ہیں اور آزاد پیشوں میں اجنبی آبادی کا ۱۸ فیصدی مشغول ہے۔ بڑے شہروں کی آبادی یہ ہے۔ قاہرہ ۵۷۰۰۶۲- اسکندریہ ۳۱۹۷۶۶- طنطا ۵۷۲۸۹- پورٹ سعید ۴۲۰۹۵- اسیوط ۴۲۰۷۸- زقازیق ۳۵۷۱۵- منصورہ ۳۶۱۳۱- دمیاط ۳۱۵۱۵- فیوم ۳۳۰۶۹- فشا ۲۷۴۷۸

مذہب اور تعلیم مصر میں غالب مذہب اسلام ہے۔ اعلیٰ ترین مذہبی اور جوڈیشل (عدالتی) عہدہ دار شیخ الاسلام[1] اور قاضی القضات ہیں۔ اول الذکر کو علماء کبار سے منتخب کر کے خدیو مقرر کرتا ہے۔ اور آخر الذکر کو سلطان المعظم اسلامبول کے عالموں سے پسند کر کے نامزد کرتے ہیں سب سے بڑا دار العلوم جامع ازہر اور اوسکی یونیورسٹی ہے۔ اس جامع کو تعمیر اور یونیورسٹی کو قایم ہوتے تقریباً ایک ہزار برس ہو گئے ہیں۔ مگر جو علوم پڑہائے جاتے اور جس طریقہ سے اونکو پڑہایا جاتا ہے وہ اب تک وہی ہیں جو پہلے دن تھے۔ (مارچ ۱۸۹۷ء میں علوم جدیدہ کو بھی نصاب میں داخل کر دیا گیا ہے۔ مترجم)

(صفحہ ۱۳۱ سے آگے) جزیرہ نما سینا کی آجتک باقاعدہ پیمایش نہیں ہوئی۔ نہ اس کے جغرافیکل حالات معقول طور پر معلوم ہوئے ہیں شکل میں یہ بالکل ہندوستان کے مشابہ ہے۔ جسے قدرت نے ایشیا اور مصر کے درمیان جزیرہ نما کی صورت میں نصب کر رکھا ہے۔ مگر آب و ہوا کے لحاظ سے اوسے ہندوستان جنت نشان سے کچھہ نسبت نہیں جو ہر طرح کی فضا اور ہر قسم کی زمین کا مجموعہ ہے۔ اس لحاظ سے اوسے سنگلاخ راجپوتانہ کا نمونہ سمجھنا چاہیئے جابجا خشک گھاٹیاں موجود ہیں۔ اور کوسوں تک آبادی یا پانی کا نشان نہیں۔ شرقاً خلیج عقبہ سے لے کر غرباً نہر سویز تک اور جنوباً طور سے لیکر شمالاً بحر مردار تک یہی حالت ہے۔ اجنبی تو اجنبی بدو بھی اوسمیں سفر کرنے کی بہت کم جرأت کر سکتے ہیں۔ صرف چند راستے ہیں۔ جنپر کچھہ آمد و رفت رہتی ہے۔ انکا صرف ایک خط جبل موسیٰ ایسا ہے۔ جہاں ایک راہب خانہ ہونیکی وجہ سے اکثر سیاح جاتے رہتے ہیں۔ وہ طور سینا دہر واقعہ ہے جبل موسیٰ سے عقبہ کو یا عقبہ سے سویز کو جو راستہ گیا ہے۔ اونپر آمد و رفت شاذ و نادر ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بدو بھی ترکی حدود کے قریب پہٹکنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ چاہ طابہ عقبہ سے براہ سمندر چار میل اور براہ خشکی سات میل جنوب میں واقع ہے۔ اس سے چالیس میل جنوب میں ایک مصری فوجی چوکی مقام نوبیہ میں ہے۔ جہاں کچھہ سپاہی بندوق بامور ہیں۔ نوبیہ سے عقبہ تک ۴۷ میل کی مسافت میں صرف طابہ ہی ایک ایسا مقام ہے جہاں پانی دستیاب ہو سکتا ہے۔ پس اگر عقبہ اور طابہ دونوں پر ترکی فوج قابض ہو تو جنوب کیطرف سے حملہ کرنے والی کوئی فوج پیاس سے ہی مر جائے۔ طابہ سے پانچ میل جنوب میں ساحل کے قریب ایک چھوٹا سا جزیرہ بنام فرعون واقع ہے۔ وہاں ایک ترکی قلعہ کے کھنڈر اب تک موجود ہیں۔ جو غالباً سولہویں صدی میں تعمیر ہوا تھا۔ عقبہ یا نخل کے قلعوں کا سا مضبوط یا وسیع نہیں۔ مگر اس کے آثار بتا رہے ہیں کہ کبھی پانی کے ذخیرہ کے لئے اوسمیں بڑے بڑے حوض موجود تھے۔ تنازعہ کے دوران میں مصر نے ایک کمپنی فوج اس جزیرہ میں بھیجدی۔ اور انگریزی جہاز ڈیانہ اور مصری جہاز نور البحر بھی وہاں موجود رہے۔ یہ جزیرہ فوجی لحاظ سے بالکل نکما ہے۔ ایک تو وہاں پانی نہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] یہ نام غلط ہے۔ شیخ الاسلام صرف استنبول میں ہے۔ مصری اعلیٰ ترین مذہبی عہدہ دار مفتی کہلاتا ہے۔ مؤلف

مصر میں دیسی عیسائی بھی بہت ہیں جو مشرقی کلیساؤں کے پابند ہیں۔ اِن عیسائیوں میں قبطی لوگ جو پُرانے مصریوں کی اولاد اور تعداد میں تقریباً آٹھ لاکھ ہیں۔ شمار میں بھی زیادہ ہیں اور با اقتدار بھی ہیں۔ وہ جیکوبائیٹ (یعقوبی) آرتھوڈاکس کلیسیا کے تابع ہیں۔ جسکو اونھوں نے پہلی صدی عیسوی میں اختیار کیا۔ اس کلیسیا کا صدر اسکندریہ کا بطریق ہے جو سینٹ مارک (حواری مرقس) کا جانشین متصور ہوتا ہے مصر میں تین میٹروپالیٹن (بڑا بشپ) اور بارہ بشپ۔ حبش میں ایک میٹروپالیٹن اور دو بشپ اس کلیسیا کے ہیں۔ خرطوم میں بھی اسکا ایک بشپ رہتا تھا۔ انکے علاوہ آرچ پریسٹ (بڑے پادری)، ڈیکن۔ اور راہب

دوسرے طابہ کی پہاڑیوں سے اوسپر بآسانی زد پڑتی ہے۔ تیسرے خود جزیرہ کی پہاڑیاں سمندر کیطرف بالکل کھڑی ہیں جسکی وجہ سے سمندر کیطرف سے اسمیں داخل ہونا آسان نہیں۔ طابہ اور عقبہ کا درمیانی ساحل بڑا خطرناک ہے۔ اکثر جگہہ مخفی دلدلیں ہیں۔ اور سال میں کئی مہینہ اوسکا بڑا حصہ پانی میں رہتا ہے۔ خاص عقبہ ایک نخلستان میں واقع ہے جسکا منظر سنگلاخ سینا کے پر صعوبت سفر کے بعد بہت خوشنما دکھائی دیتا ہے۔ گاؤں میں چند بدو آباد ہیں۔ جن کے مکان جھونپڑیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ دکان بازار کچھہ نہیں۔ مگر قلعہ عقبہ جو سمندر کے رُخ پر نہایت مضبوط ہے۔ اوسکی دیواریں جو مٹی کی ہیں نہایت دبیز اور پچاس فٹ بلند ہیں۔ اسے سولھویں صدی میں ترکوں نے حاجیوں کی حفاظت کیلئے فلسطین۔ العریش اور مکہ کی سڑکوں کے مقام تقاطع بنایا تھا۔ قلعہ آجکل ٹڈی گیلری کا کام دیرہا ہے اور سڑک کے جنبی کو اسمیں داخل نہیں ہونے دیتے۔ یہ مقام پانی کے لحاظ سے خاص رحمت ایزدی کا مورد ہے۔ سمندر سے چند فیٹ ورے چھہ انچہ زمین ہٹاؤ تو میٹھے پانی کی خاصی مقدار ملجاتی ہے۔ یہ بات دُنیا کے کسی اور حصہ میں نہیں دیکھی گئی۔ سمندر کے کنارہ میل بھر کی لمبائی میں یہی حالت ہے۔ چنانچہ وہاں باشندے اپنے اور مویشی کے لئے روزانہ سینکڑوں ایسے سوراخ کرکے پانی حاصل کرتے ہیں پچھلے سال سے عقبہ میں ترکی فوجکی تعداد بہت بڑہادی گئی ہے۔ بدویوں کا بیان ہے کہ یمن سے جو فوج واپس آئی تھی وہ یہیں روک لی گئی تھی۔ شام کو نہیں بھیجی گئی تھی۔ حجاز ریلوے کا سیکشن معان وہاں سے ۷۰ میل شمال مشرق میں ہے۔ وہاں سے عقبہ تک تار کا سلسلہ قایم ہو چکا ہے۔ پہلے ریلوے لاین بھی وہیں سے لانے کی تجویز تھی۔ مگر بعد میں یہ فیصلہ ہوا کہ مدورہ سے جو معان سے اسّی میل بجانب جنوب ہے۔ عقبہ کو شاخ نکالی جائے۔ جو اب بسرعت تمام بن رہی ہے۔ عقبہ سے براستہ تیہ (دشت) جو سڑک سویز کو گئی ہے۔ وہ ابتک خاصی عمدہ حالت میں ہے۔ لیکن آغاز کے قریب ایک ۲ ہزار فیٹ بلند درہ عبور کرنا پڑتا ہے۔ جسکی چڑہائی میں چار گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں اور جن اونٹوں پر زیادہ بوجھہ لدا ہو۔ وہ بآسانی نہیں چڑھ سکتے۔ اس درہ کے آگے شہر سویز سے ۱۰ میل ورے تک پھر تمام رستہ بالکل ہموار ہے۔ اور زمین ایسی سخت ہے کہ گویا کنکر کوٹ دیئے گئے ہیں۔ ریت کا کہیں نام نہیں۔ موٹر کار بھی چاہو تو اس سڑک پر بلا تکلف چلا سکتے ہو۔ صرف دو چار جگہ رستہ بگڑا ہوا ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

بھی ہیں۔ پادری کے لئے لازمی ہے کہ وہ منصب پادری گری حاصل کرنے سے پہلے متاہل ہو۔ مگر راہبین اور اعلیٰ عہدہ داروں کے لئے تجرد لازمی ہے۔

جہاں دیوی العریش (دوما) کا خشک پاٹ نخل کے قریب سڑک کو تقاطع کرتا ہے۔ عقبہ سے نخل تک جو سینا کے وسط میں واقع ہے اور اسکا صدر مقام ہے۔ سڑک جس میدان میں سے ہو کر گذرتی ہے۔ وہ چھ میل عریض ہے۔ اور اوس کے دونوں طرف بہت پہاڑیوں کی متوازی قطاریں موجود ہیں۔ نخل سے آگے یہ زیادہ کشادہ ہوتا گیا ہے۔ بڑا کاروانی رستہ نخل سے مغرب میں اسطرح گذرا ہے کہ کوئی کنواں قریب نہیں صرف ایک کنواں بیر ثمیر چند گھنٹوں کی مسافت پر واقع ہے۔ مگر چونکہ پگڈنڈی اوسکی طرف کی گئی ہے عدم استعمال سے بہت کچھ مٹ گئی ہے۔ اور دوسرے اس کنوئیں کے متصل کوئی درخت یا نشان امتیاز نہیں۔ اور بنا بریں کوس تک پہونچنا آسان نہیں تاہم اس کی عمارت مضبوط ہے۔ گو پانی بڑے قافلےکی ضرورت کو مشکل بکتفی نہ ہو سکے۔

نخل سینا کا صدر مقام عقبہ سے دو دن کی مسافت پر ہے۔ یہاں بڑے حوض اور تالاب موجود ہیں جنمیں پہلے زمانہ میں پانی باحتیاط جمع کیا جاتا تہا۔ جو ہزارہا حجاج کے کام آیا کرتا تھا۔ یہاں ایک مضبوط قلعہ ہے جسمیں ایک مصری افسر اور ایک کمپنی باغتی بزدق کی رہتی ہے۔ جو سڑک کے متروک الاستعمال ہو جانے کے باعث ایک طرح باقی دنیا سے بالکل بے تعلقی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نخل کے ارد گرد موسم سرما میں جو اور مکی کی کچھ کاشت ہوتی ہے مگر زمین کے بنجر کیوجہ سے پیداوار بہت کم ہوتی ہے۔ جو ان محدود چند باغتی بزدق اور ان کے کنبوں کو مکتفی ہوتی ہے سویز کے قومی علاقہ تک سڑک بدستور ہموار و پختہ سرزمین سے گذرتی ہے۔ سویز سے بیس میل ورے سے ریگستان شروع ہو جاتا ہے۔ عقبہ سے سویز اڑہائی تین دن کی مسافت ہے۔ مگر موٹر کار عقبہ سے آغاز ریگستان تک ۵ا گھنٹے میں پہونچ سکتی ہے۔

مصری حکومت نے اگر ٹرکی کو عقبہ سے سویز تک ریل نہ بنانے دی۔ تو یہ پختہ امر ہے کہ وہ عقبہ سے غزا تک جو بحیرہ روم پر واقعہ ہے۔ ضرور ریلوے شاخ تیار کر لیں گے۔ غزا اجتماع فوج کے لئے بھی نہایت مناسب موقعہ ہے۔ وہاں سے نہر سویز کا شمالی حصہ معمولی کارروانی رفتار سے پانچ دن کا رستہ ہے۔ نپولین نے جب مصر کیطرف سے شام پر چڑہائی کی تھی تو وہ اتنے ہی دنوں میں غزا کے سامنے پہونچا تہا۔ اس رستہ میں اگر کوئی مشکل حائل ہے تو یہ کہ نہ کافی پانی موجود ہے۔ اور نہ ایندہن۔ اور یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ ایک طرف ان کے بغیر تو ایک دن بھی نہیں گذارہ ہو سکتا۔ اور دوسری طرف انکا اٹھا کر ساتھ لیجانا خاصکر جبکہ بیس تیس ہزار آدمیوں اور اسیقدر مویشی کے لئے درکار ہوں آسان کام نہیں۔

خدیو وسط مئی تک مصر ہی میں تھے۔ رائیٹر کا یہ تار غلط تھا کہ وہ یکم مئی کو یورپ چلے گئے۔ وہ اسی تاریخ قاہرہ سے بیشک روانہ ہوئے۔ مگر اسکندریہ جانے کو۔ جہاں سے غالباً آجکل یورپ کو روانہ ہوئے ہونگے (باقی اگلے صفحہ پر)

۳۲۸ء میں قبطیوں نے حبش کو عیسائی بنایا اور مسیحی مذہب کو خط استوا تک پھیلا دیا حبش کی کلیسا کے ٹیرو پالیٹن اور بشپ مصر کے قبطی مذہب لوگوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ اور جبتک ٹیرو پالیٹن مسح نہ کرے شاہ حبش کی رسم تاجپوشی ادا نہیں ہوسکتی۔ اور اوس صورت میں بھی اسکندریہ کے بطریق سے اجازت حاصل کرنی لازمی ہے قبطی ڈایاکلیٹین (شہیدی کلینڈر) کا استعمال کرتے ہیں جو گریگورین (یعنی مروجہ عیسوی کلینڈر) سے ۲۸۴ برس مختلف ہے۔

اور شاید پہلے استنبول ہی جائیں۔ تصفیہ تنازعہ طابہ تک لارڈ کرومر اور غازی مختار پاشا اکثر جدا جدا آتے اور دیر تک تخلیہ میں گفتگو کرتے رہے۔ تنازعہ کے بحرانی زمانہ میں مصری حکومت (یعنی قابضان مصر) بھی بجائے خود بہت کچھ فوجی تیاریاں کرتے رہے۔ مشرقی علاقہ متصلہ نہر سویز کے گورنر کو حکم بھیجا گیا کہ ہر نمبردار سے ۲۰-۳۰ اونٹ جمع کرائے۔ فی اونٹ چار روپئے یومیہ کرایہ ملیگا۔ وبا کی بدولت مویشی مصر میں کم رہگئے ہیں اور ہر فصل کا موسم۔ لوگ رضامند نہ ہوئے۔ اسپر کئی تحصیلدار ونکو خوب سوجھی۔ اونہوں نے مشہور کیا کہ اونٹ حجاز ریلوی کی تکمیل کے لئے مطلوب ہیں جنکا سامان اونپر بار کرکے بھیجا جائیگا۔ یہ سنکر اکثر نے بخوشی تمام اونٹ پیش کردیئے۔ مگر جب عوام کو اصل کیفیت معلوم ہوئی کہ یہ تیاریاں تو اون کے خلیفہ کے برخلاف ہو رہی ہیں۔ تو صاف انکار کرنے لگے۔ اور کہتے کہ ہزار ہا روپیہ لیجیئے۔ تب بھی ہم اونٹ ندیں گے۔ العرض اوسوقت بعد جتنے اونٹ ملے سخت ظالمانہ جبر و تشدد سے جسکی مصری اخبارات میں سخت دہائی مچ رہی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ بات جلد طے ہوگئی *

طورسینا اور مسٹر بلنٹ۔ مسٹر الفرڈ بلنٹ کی معلومات مصر کے متعلق تمام انگلستان میں نہایت وسیع اور صحیح مانیجاتی ہیں۔ اونسے یہ دیکھکر کہ طورسینا کا قضیہ طول کھینچتا جاتا ہے۔ اور ترکی و انگلستان میں کشمکش بڑہتی جاتی ہے۔ سر اوڈورڈ گرے وزیر خارجیہ انگلستان کو طورسینا کے متعلق ایک خط لکھا۔ اور جو کچھ لکھا مصالح وقت کو مدنظر رکھکر خوب لکھا۔ ناظرین وطن کی آگاہی کے لئے ہم اوسکا ترجمہ درج ذیل کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اتنا اور بھی بتائے دیتے ہیں کہ مسٹر الفرڈ بلنٹ اون انگریزوں یا یورپینوں میں سے نہیں ہیں جنکو ترکوں سے کچھ بھی ہمدردی رہی ہو۔ اور بزعم خود کبھی دو ترکوں کی محبت کا دم بھرتے ہوں۔ مسٹر مذکور خط میں لکھتا ہے۔

"جناب من۔ آپنے دس دن کی مہلت دیکر جو مطالبات ترکی سے طابہ وغیرہ کے تخلیہ کے متعلق کئے ہیں یہ نہایت گراں اور ناقابل برداشتنی ہیں یہاں تک کہ میں اس نواح کی اپنی جزئی وکلی واقعیت کی بناء پر دخل در معقول رائے ظاہر کرنے پر مجبور ہوگیا ہوں۔ کہ بغیر پوچھے کہدوں کہ آپکے مطالبات بالکل بے محل اور مسئلہ زیر بحث کی حقیقت سے ناواقفیت کا بدترین نتیجہ ہے۔ بیشک میں اون پوشیدہ اسباب سے واقف نہیں ہوں۔ جنہوں نے امپر راطیہ وزارت کی حکومت کو ترکی سے پرخاش پر آمادہ کردیا ہے۔ اگر واقعی کچھ ایسے اسباب ہوں تو میں جو کچھ کہنے والا ہوں وہ بیجا ہے

(انڈاڈیشن ۱۹۰۶ء) ۱۸۹۷ء کی مردم شماری کی رو سے مسلمان ۸۹۷۸۷۷۵ تھے۔ عیسائی ۲۱۶۳
(بدیں تفصیل قبطی ۶۰۸۴۴۶۔ گریک چرچ ۵۳۴۷۹۔ کیتھولک ۵۶۳۴۳۔ پراٹسٹنٹ ۱۱۸۹۴)
یہودی ۲۵۲۰۰۔ دیگر مذاہب ۲۶۸۔ یعنی مسلمان ۹۲٫۲۳ فیصدی ہیں۔ عیسائی ۷٫۲۵۰۔
یہودی ۰٫۲۶ اور دیگر ۰٫۰۱ فیصدی +

اور قابل اعتبار نہیں۔ لیکن بصورت دیگر میری گذارش کو بھی گوش ڈال دینا کسیطرح جائز نہیں ہو سکتا۔
میں دیکھ رہا ہوں کہ لبرل پارٹی کے اخبارات نے اس نزاع کو صلیبی جنگ بنا دیا ہے۔ لیکن میں ابھی یقین
نہیں کرتا کہ وزارت خارجیہ نے بھی اس نزاع کو ایسی ہی نگاہ سے دیکھکر مسئلہ زیر بحث میں موجودہ رویہ اختیار
کیا ہے۔ بلکہ ابھی مجھ بھروسہ ہے کہ ہمارے وزراء دانشمند اسی بات میں خوش ہیں کہ ایسی باتوں سے بچتے رہیں جن کا
نتیجہ برا ہو۔ اور قضیۂ طور سینا بجائے فائدہ دینے کے انگلستان کو اور نقصان پہونچا جاتی۔ اسی بھروسہ پر میں جرأت
کرتا ہوں کہ کہوں۔ غالبًا انگلستان نے یہ دیکھ کر کہ یورپ سلطان المعظم سے نافر ہے۔ اور ٹرکی کی مخالفت میں ضرور
انگلستان کا ساتھ دیگا۔ اور ناچار سلطان المعظم کو مطالبات انگلستان تسلیم کرنے پڑیں گے۔ یہ سخت مطالبات پیش کئے
ہیں۔ لیکن یہ معاملہ سابقہ معاملات سے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے کہ آرمینیا و کریٹ وغیرہ کے واقعات میں اس لئے یورپ
کو کامیابی ہو گئی۔ کہ معاملہ عیسائیوں کے حقوق کا تھا۔ اور ٹرکی مانتی تھی کہ وہاں مسیحی دنیا کو اخلاقی طور پر مداخلت کا
حق حاصل تھا۔ گو قانونی طور پر نہ ہو۔ لیکن طور سینا میں تو عیسائیوں پر ترک ظلم و ستم نہیں کر رہے ہیں۔ سینا کا
معاملہ تو بالکل اندرونی اور محض اسلامی ہے۔ اور سلطان پورے دعوی کے ساتھ وہاں اخلاقی و دینی اقتدار
رکھتے ہیں۔ کیونکہ جس جگہ پر ٹرکی کی فوج پڑی ہوئی ہے۔ وہ حاجیوں کے رستہ سے بالکل ملحق و متصل ہے۔ اور تمام
مسلمانوں کی رائے میں اس رستہ کی حفاظت و حراست سلطان کے ذمہ ہے۔ اور سلطان کا فرض ہے کہ اپنے اس
فرض کو ادا کریں۔ اگر خدا نخواستہ یہ نزاع بڑھی۔ اور ٹرکی و انگلستان میں جنگ کی نوبت پہونچی۔ تو سلطان
کو یقین ہے اور انگلستان کو ہمارا کہنا یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ اگر تمام اسلامی دنیا نہیں۔ تو اسکا بہت سا حصہ
ضرور سلطان کی اعانت کرے گا۔ اور یہ محال ہے کہ سلطان عیسائی دھمکیوں میں آکر بغیر جنگ کئے اپنے واجب
حقوق سے دستبردار ہو جائیں۔ اور میں اپنی ذاتی واقفیت اور یقینی وسائل کے علم کی بناء پر کہہ سکتا ہوں
کہ انگلستان کیطرف سے قضیہ کی بنیاد کی صورتیں اس سے کہیں زیادہ ضعیف ہیں جتنی کہ قوی سمجھی جاتی ہیں۔
مثلاً باب عالی اور وزارت خارجیہ انگلستان میں جو تازہ تازہ مراسلت ہوئی ہے۔ اگرچہ وہ ابھی تک مشتہر نہ
ہونیکی وجہ سے مجھے معلوم نہیں ہے۔ لیکن سابقہ دستاویزوں معاہدوں اور جنابدکی تازہ تقریر کے دیکھنے اور
سننے کے بعد میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ ۱۸۹۲ء سے لارڈ کرومر بہادر نے جو طریق عمل اختیار کیا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

سنہ ۱۸۹۷ء میں مقیم آبادی میں سے جو سات سال سے عمر میں زیادہ تھی۔ صرف ۸ء۵ فیصدی لکھہ پڑھ سکتے تھے۔ نشیبی مصر میں ۲ء۷ فیصدی اور بالائی مصر میں ۷ء۴ فیصدی۔ مگر اجنبی باشندوں میں سے جو اس عمر سے زیادہ تھے اونمیں ۴۷ فیصدی لکھہ پڑھ سکتے تھے۔

وہ دوہری غلطی پر مبنی ہے۔ ایک طرف جغرافی غلطی ہے۔ اور دوسری طرف تحریر کے سمجھنے کی کیونکہ باب عالی اور لارڈ کرومر کے اختلاف کی اصل یہی تھی۔ کہ لارڈ سمجھتے تھے کہ جزیرہ نماے سینا کا تمام مثلثی قطعہ اور راس الخلیج کا شمالی حصہ جو سویز اور حدود شام کے مابین واقع ہے مصر کا حصہ ہے۔ اسلئے اوسکی قدیم حدود قایم کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جب تاریخی معاہدوں پر غور کیا جاتا ہے۔ تو ماننا پڑتا ہے کہ یہ لارڈ موصوف کی غلطی تھی۔ اسی لئے انگلستان نے اوسوقت اُسپر معاملہ کو ملتوی رکھا تھا۔ اور اسوقت بنائے نزاع یہ ہے کہ علاقہ متنازعہ والیان مصر کے زیر اہتمام تھا۔ اور انکو اس علاقہ پر محمد علی کے زمانہ سے شاہانہ حقوق حاصل تھے۔ لیکن یہ دعوی قابضان مصر کا جسکا ثبوت حقایق اور مصر کی سیاسی حالت سے ہرگز ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ اسمٰعیل پاشا اور توفیق پاشا کے عہد میں میں نے خود اس علاقہ کو دیکھا ہے۔ اور دیر تک وہاں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ عربی بدو قبایل آسمیں بستے تھے۔ اور یہاں کوئی باقاعدہ انتظام مصری حکومت کی طرفسے نہ تھا۔ صرف طابہ میں بیس سپاہی رہا کرتے تھے جنکا کام صرف یہی تھا کہ بدوؤں کو آیندہ روندہ کے لوٹنے سے روکتے رہیں۔ اور مسافروں کی حفاظت رکھیں۔ باشندگان طور سینا سے نہ مصری حکومت خراج وصول کرتی تھی۔ نہ فوجی انتخاب میں وہاں کے باشندے لئے جاتے تھے۔ نہ مصر کیطرفسے وہاں حاکم مقرر ہوتے تھے۔ جو رعایا کے مقدمات چکایا کریں۔ غرضیکہ صحیح یہ ہے کہ جزیرہ نما سینا میں خدیو کیطرفسے کوئی انتظام اور باقاعدہ حکومت نہ تھی۔ ہاں دیر جبل میں جو چند رہبان اور اس دیر کے پاس بھی جو چند یونانی وغیرہ رہتے تھے۔ وہ ضرور مصر کی ایک تحصیل کے متعلق تھے۔ باقی تمام جزیرہ نما کے بدو اس کنارہ سے اوس کنارہ تک آپ ہی اپنے اوپر حکومت کرتے تھے۔ جیسا کہ عرب میں عربی قبایل کیحالت تھی۔ اور ہے۔ اور جبتک کہ وہ راس الخلیج میں آکر حاجیوں کو نہیں لوٹتے تھے۔ حکومت اونکے حال سے مطلق تعرض نہیں کرتی تھی مجھکو خوب یاد ہے کہ اسوقت مصر کی فوج یا پولیس کچھہ بھی سوائے طابہ کے طور سینا کے کسی نقطہ پر مامور نہ تھی۔ میں نے خلیج عقبہ کے مغربی کنارہ سے طابہ عقبہ تک جن کے درمیان تقریباً ۷۰ میل کا فاصلہ ہے کئی مرتبہ سفر کیا۔ اثنائے راہ میں سوائے بدو عربوں کے جو مچھلی کے شکار پر گذران کرتے تھے۔ اور کوئی آدمی نہیں پایا اور میں حلفیہ کہتا ہوں کہ جزیرہ فرعون اور نیز طابہ میں اوسوقت ایک آدمی نہیں بستا تھا۔ وادی عربہ پر جو اس خلیج پر واقع ہے۔ البتہ بدوؤں کے خیمے لگے ہوئے تھے۔ اور خلیج کا مشرقی کنارہ بالکل خالی تھا حتی کہ اونٹوں کے چرواہوں سے بھی۔ پھر اب اگر کوئی کہے یہ علاقہ ادارہ مصر کے تحت میں تھا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

سنہ ۱۸۹۸ء میں کل دس ہزار مدارس - ۱۷ ہزار مدرس اور ۲ لاکھ ۲۸ ہزار متعلم تھے۔ سرکاری مدارس حسب ذیل تھے:- ابتدائی ادنیٰ مکتب ۸۷ - اعلیٰ ابتدائی مکتب ۳۵ - مڈل سکول ۳ - زنانہ سکول ۲ اعلیٰ مدارس ۳ بہ تفصیل ذیل:- قانونی مدرسہ - طبی مدرسہ معہ دوا سازی - انجنیرنگ سکول ۲ ٹریننگ سکول زرعی مدرسہ - دو صنعتی مدارس - ایک ٹریننگ کالج استانیوں کے لئے - فوجی مدرسہ۔

علاوہ بریں امدادی و اوقافی سکول یہ تھے - اعلیٰ پرائمری مکتب ۲۳ - جنمیں ۵۸۵ ۳ متعلم تھے - اور ادنیٰ پرائمری سکول ۸۴۵ - جنمیں ۳۶۴ ۱۲ متعلم - اور ۲۶۸۳۱ متعلم تھے - ۱۸۷ مسیحی مشنوں کے مدارس تھے اور ۳۴ یورپین پرائیویٹ سکول - جامع ازہر میں ۲۴۰ مدرس اور ۹۰۶۰ متعلم تھے۔

تو اوس کو دعوے بے معنی نہ کہا جائے - تو اور کیا کہنا چاہیئے؟ ہاں طابہ عقبہ کا فوجی ادنیٰ افسران حوادث سے بے خبر اور بے پرواہ کبھی نہیں رہا - جو خلیج کے دہانہ پر یا حجاج کے رستہ میں واقع ہوتے تھے - ان حالات کو دیکھتے ہوئے ٹرکی کا دعویٰ بیشک قابل تسلیم ہے - کہ طابہ عقبہ کے جنگی مرکز کے متعلق ہے۔

"میں نے سنہ ۱۸۷۶ء میں عریش ، رافع وغیرہ کا بھی سفر کیا - رستہ میں جتنے قبایل پڑے - وہ سب شام کے تابع تھے - پھر طور سینا کا شمالی حصہ سنہ ۱۸۸۱ء میں میں نے دوبارہ دیکھا - اوسوقت یہ بالکل غیر معروف تہا - اور اوس کے اندرونی حالات بہت کم معلوم تھے - بہت سے کوہ و بیابان طے کرنے کے بعد وادی عریش کے مغرب میں جبل مغارہ قبیلہ عبالدہ سے آباد پایا - یہ قبیلہ مغارہ و ہلال کے آگے کی طرف بستا تہا - اور اس کے کچھ آدمی مصر میں بھی پائے جاتے تھے - لیکن بدو جبل ہلال کو جو عریش کے جنوب میں واقع ہے - فلسطین کے تابع بتاتے تھے جبل ہلال کے بدو قبائل اگرچہ اپنی مرضی کے موافق چلتے تھے - اور لوٹ مار سے باز نہیں آتے تھے - لیکن غزہ کی تحصیل ادن کے مزارعات سے لگان وصول کرتی تھی - اور وہیں کے حاکم نے اونہوں نے جبل ہلال کے دو آدمیوں کو بیت المقدس کے جیلخانہ میں قید کیا تہا - جبل ہلال عقبہ و عریش کے خط سے مغرب کیطرف بہت فاصلہ پر واقع ہے - اور عقبہ و رافع کو جو بھی خط جاتا ہے اوس سے مغرب کیطرف اور بھی زیادہ فاصلہ پر - اور یہ علاقہ کسیدن بھی آدارہ مصر کے ماتحت نہیں ہوا میرا خیال ہے کہ سنہ ۱۸۹۲ء میں جب سلطان المعظم نے عقبہ کو مصر کی جنگی تسلط سے واپس لیا - تو اوس کے ساتھ ہی تمام جنگی اور ملکی حقوق بھی واپس لے لئے تھے - اور سچ پوچھو تو عقبہ و نخل میں جو فوج مصری رہتی تھی - اداری حقوق کی بنا پر نہیں رہتی تھی - بلکہ طور سینا والیان مصر کے ہاتھ میں بطور امانت تہا - تاکہ حجاج کے رستہ کی حفاظت کرتے رہیں - اور چونکہ یہ بری رستہ بدل گیا ہے اسلئے وہ سبب بھی جاتا رہا - جسکی وجہ سے چند مصری سپاہی رہتے تھے - جناب من یہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے - اب اگر تحقیق ہوگی - تو بالکل مطابق واقع پائیں گے۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

اعلیٰ مدارس کے طلبا و معلم ۳۱ر دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو حسب ذیل تھے:-

نام مدرسہ	معلم	متعلم	نام مدرسہ	معلم	متعلم
انجنیرنگ سکول	۱۱	۴۰	فوجی مدرسہ	۱۰	۱۵۰
میڈیکل سکول (طبی)	۲۴	۶۸	مدرسہ معلمات	۳	۶
لا سکول (قانونی)	۱۹	۱۱۹	مدرسہ دائیان	۴	۱۹
زرعی مدرسہ	۱۴	۴۹	ہر دو صنعتی مدارس	۷۶	۳۹۱۱
ہر دو ٹریننگ سکول برائے معلمان	۱۹	۸۶	-	-	-

اس تاریخ تمام سرکاری۔ وقفی۔ امدادی۔ مشن اور پرائیویٹ مکاتب و مدارس میں علاوہ مسجدی درسگاہوں کے ۹۳۳۶۷ معلم اور ۱۸۴۴۲۲۸ متعلم تھے اور انکی تعداد ادسہزار ۲، تھی۔

"اور جہاں تک میں غور کرتا ہوں میری ذاتی رائے یہ ہے کہ سلطان المعظم اس قضیہ میں انگلستان کے حق میں کچھ برائی کرنا نہیں چاہتے گو اونکو موجودہ سیاست میں مہارت تامہ حاصل ہے۔ اور چاہیں تو وہ بھی انگلستان کے خلاف بہت سی پوشیدہ ریشہ دوانیاں کر کے اوسے تنگ کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ امور متعلقہ حج کے متعلق اونکو خاص اہتمام والتفات ہے اسلئے کہ دولت مسیحیہ قابض مصر کے موہوم و محتمل کید و فریب سے عقبہ کی حفاظت کرنا ضروری خیال کیا۔ اور عجب نہیں کہ اوسکا ایک باعث یہ بھی ہوا ہو کہ اب سلطان مصر کی حکومت کو مسیحی خیال کرتے ہیں۔ نہ اسلامی۔ یعنی واجبات حج و حجاج کو وہ کما ینبغی ادا نہیں کر سکتا۔ اسقدر لکھنے کے بعد مسٹر الفرڈ بلنٹ لکھتا ہے کہ جلالت مآب سلطان المعظم مصر پر حملہ کرنا اور عقبہ کیجانب سے آکر سوئیز کو روکنا نہیں چاہتے۔ اور نہ اسکی ضرورت ہے جبتک کہ عریش کا رستہ اون کے ہاتھ میں موجود ہے۔ کیونکہ قریب تر راستہ سوئیز کا یہ ہے نہ عقبہ سے۔ اور رستہ بھی سہل گذار اور کثیر الماء ہے۔ اس کے علاوہ زمانہ سابقہ میں جو لوگ مصر پر حملہ آور ہوتے۔ وہ عریش ہی سے ہوئے۔ نہ عقبہ سے۔ مسٹر مذکور نے ٹرکی وزیر اعظم کے اوس تار کی بھی تفسیر کی ہے۔ جو موجودہ خدیو کی تخت نشینی کیوقت بحکم سلطانی خدیو کو روانہ کیا تھا۔ اوس کے متعلق مسٹر بلنٹ کی رائے ہے کہ اوس تار سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ طور سینا اور عقبہ کی نواح پر خاندان محمد علی باشا، کو حقوق شاہانہ دیئے گئے ہیں۔ یا حاصل نہیں۔ اور اسیطرح اوس تار سے یہ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کہ راہ حج کی شمالی جانب کی زمین پر جو کبھی جغرافی یا اداری حیثیت سے جزیرہ نما سیناء کے متعلق نہیں رہی ہے مصر کو کچھ حقوق حاصل ہیں۔ لیکن لارڈ کرومر نے تار کے معنے از خود بدل لئے۔ اور اب انگلستان انہیں محرف معنوں کے زور پر ٹرکی سے اپنے مطالبات منوانا چاہتا ہے۔ اسلئے عریش کے مشرق سے عقبہ تک خط کھینچکر لارڈ کرومر کی تفسیر کے موافق سلطان سے مطالبہ کرنا بالکل بے معنی ہے۔ کیونکہ سرکاری طور پر آجتک سلطان المعظم دہاں کی اگلا صورت

سنہ ۱۹۱۴ء میں مصر میں ۹ ہزار مدارس - گیارہ ہزار معلم اور ایک لاکھ ۷۰ ہزار متعلم تھے - انمیں سے ⅘ حصہ ابتدائی مکاتب ہیں جنہیں صرف لکھنا پڑھنا اور ابتدائی حساب سکھایا جاتا ہے - سرکار کیطرف سے ۱۰۳ پرائمری -

نے لارڈ کرومر کی اس تفسیر کو نہیں مانا ہے -

لارڈ کرومر نے جو قیاس باندھا ہے - اور اپنے مفید مطلب جو استدلال وبرہان پیدا کیا ہے وہ علی العموم ایشیاء کی حکومتوں کے ساتھ برتا جاتا ہے - لیکن ایک متمدن اور مہذب سلطنت کا اوسی پیرائے جانا اوسکی ادبی واخلاقی عظمت کو بہت کچھہ نقصان پہونچاتا ہے اور اسمیں بھی کلام نہیں ہے کہ اگر اسی قسم کی دلیلیں ہیگ کانفرنس میں پیش کیجائیں - تو وہ ہرگز ثبوت دعوی اور حصول مطالب کے لئے کافی نہیں ہوسکتیں -

آخر میں رائے دیتا ہے کہ انگلستان کو صرف اتنے پر اکتفا کرنا چاہئیے کہ طابہ خالی کردیا جائے - اور حدبندی کردیجائے - اور وادی عریش کے مشرق میں جو ویران جنگل ہے اوسکو حد فاصل قرار دیا جائے - کیونکہ یہی زمانہ قدیم سے حد چلی آتی ہے حتی کہ توریت میں بھی مصر وفلسطین کے مابین یہی حد تھی - اور پھر لکھتا ہے کہ مذکورہ بالا امور ایسے ٹھیک ٹھیک اور حق ہیں کہ سلطان بھی انکو ماننے میں پس وپیش نہ کرینگے - اس سے زیادہ قضیہ ومپیش میں سختی کرنا دینی جنگ کا باعث اور بُری نتائج نکلنے کا باعث ہوگا -

مسلمانان مصر اور قضیہ طور سینا - طور سینا کے معاملہ میں نہ صرف ہماری رائے اور عام اسلامی احساس ہی بلکہ ایک بے تعلق منصف انگریز کی بے غرضانہ رائے کے موافق بھی اسلامی دنیا کو جبالت آب حضرت خلیفۃ المسلمین ایز خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے حق میں جسقدر اخلاقی ہمدردی ہونی چاہئے تھی - ظاہر ہے - اور پھر مسلمانان مصر تو جتنی بھی اخلاقی حمایت کرتے حق بجانب تھی - اور دنیا کو انہیں حق بجانب سمجھنا چاہئیے تھا - اگرچہ اثنائے نزاع دولتین میں مصریوں نے جس متانت اور خیراندیشی کا اظہار کیا - وہ بیشک قابل مدح وستایش ہے - اور ہر انگریز کو اوسکی پوری قدر کرنی چاہئیے تھی - لیکن قاعدہ ہے کہ نیکوں میں بد بھی ہوا کرتے ہیں - بعض اہل قلم انگریزوں نے مصریوں کی ہمدردی بہ حق سلطان کو تعصب سمجھا اور انگریزی حکومت کی مخالفت وتہدید پر محمول کیا - اور جو جی میں آیا لکھا - او گورنمنٹ انگلستان کو مسلمانان مصر کی طرف سے بدظن کرنے میں کوئی کسر اوٹھا نہ رکھی - اوس کے جواب میں معصر اللواء جو مصر کے تمام اخباروں میں سب سے زیادہ وطن دوست بھی خواہ قوم - دوستدار ٹرکی داخلاص آئین خلافت اور ان باتوں کے ساتھ انگریزی حکومت کی بات بات پر گرفت کرنے والا اور ہر بے آئینی پر سیدھی سُنانیوالا ہے - ذیل کا اڈیٹوریل نوٹ لکھتا ہے - کہ انگلستان نے مصر میں قدم رکھتے وقت ظاہر کیا تھا کہ وہ اس لئے مصر کی حکومت اپنے ہاتھ میں لیتا ہے کہ اوس کے ہر صیغہ کی اصلاح کرے - اور قوم کو عام ترقی کی شاہراہ پر ڈالکر مصریوں کو اس قابل بنادے کہ وہ اپنی حکومت آپ سنبھال سکیں - مصر میں اگرچہ اور قومیں بھی بستی ہیں - لیکن بڑی مردم شماری مسلمانوں کی ہے - (باقی اگلے صفحہ پر)

۳ سکینڈری (درمیانی) ۲ زنانہ اور نواعلیٰ تعلیم (قانون - طب - انجینیرنگ - زراعت - آرٹس و سائنس - علوم و فنون) دایہ گری اور جنگی تعلیم کے مدارس جاری ہیں - ۱۰۸ مدارس مختلف پر اٹسٹنٹ اور کیتھولک

اِس لئے انگلستان نے جو وعدہ مصر سے مداخلت کیوقت کیا تھا اور سکا تعلق بہ نسبت دیگر اقوام کے مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے - اور اِس بنا پر انگلستان کو سب سے زیادہ توجہ مسلمانوں کی اصلاح و ترقی پر مبذول کرنی چاہیئے تھی - اور چاہیئے - اور ہمیں استحقاق حاصل تھا اور ہے کہ ہر عام مسئلہ میں باواز بلند اپنی رائے قابضان مصر کے کان تک پہونچا دیں اور انگریزوں کا فرض تھا کہ ہماری آواز کو سنیں - اور سننے کے بعد ایک کان سے سنکر دوسرے سے نہ اڑا دیں - بلکہ اوسمیں غور و خوض کریں - اسلئے کہ اگر مسلمانانِ مصر بہر حال ترقی و اصلاح سے محروم رہجائیں اور باقی ترقی کر جائیں تو اوس کو مصر کی سعادت و ترقی نہیں کہا جا سکتا -

اِس عام اور مقبول عقل و قانون اصول کو دیکھتے ہوئے بلا تامل کہنا پڑتا ہے کہ مصر میں انگریزی سیاست مسلمانوں کے ساتھ سرتاسر غلط رہی ہے - سب سے بڑی سیاسی غلطی یہ ہے کہ جب کوئی حادثہ واقع ہوا - اور مسلمانوں نے اوسکو اہمیت کی نگاہوں سے دیکھا - اور اسلامی اخبارات نے زندہ قوموں کے اخبارات کی طرح اس حادثہ پر توجہ مبذول کی تو بعض نادان انگریز اور انگریزی اخبارات پکارنے لگ جاتے ہیں کہ مسلمان جوش و خروش کے ہاتھوں بیقابو ہو رہے ہیں - اور امن عام خطرہ میں ہے - اور بعض گندہ دماغ تو یہاں تک تجاوز کرتے ہیں کہ خطیبانِ مسجد برملا خطبوں میں لوگوں کو انگریزوں اور عیسائیوں کے خلاف اُبھارتے ہیں - جیسا کہ طور سینا کے قضیہ میں بعض اخبارات نے یہ بیسر و پا راگ الاپے اور جی کھول کر بیتال بیسر گلا پھاڑتے رہے - ایسی تہمتوں کا مطلب سوا اسکے اور کیا ہے کہ دنیا کو سمجھانے کی کوشش کیجاتی ہے کہ مسلمانانِ مصر بیس سال کے بعد انگریزوں سے نافرت ہو گئے ہیں - اور ہم نہیں جانتے کہ عقل کے پورے انگریزوں نے اس قسم کی کراہت کو اظہار سے کیا فایدہ سوچا ہے - اگر کوئی فایدہ سوچے بغیر بخیال خود سچ سچ کہتے ہیں - تو درحقیقت انگریز خود ہی ثابت کرتے ہیں کہ وہ ابھی تک اس ملک کے حال سے بالکل واقف نہیں ہیں - اسی لئے ایسے افترا اونکی زبان و قلم سے نکلتے ہیں -

تمام عالم جانتا ہے کہ لارڈ کرومر بہادر تمام ملک کے حل و عقد کے مختار ہیں - اور حقیقت حال اور راز ہائے نہان تک کے دریافت کرنے کے وسائل اون کے پاس موجود ہیں - اگر ان انگریزی اخبارات کا بیان صحیح ہے - تو ہم پوچھتے ہیں لارڈ موصوف بتائیں کہ وہ جوش پھیلانے والے کون ہیں اور وہ خطیب کون سے ہیں جو مسلمانوں کو دیکھکر بھڑکاتے اور مسیحیوں کے خلاف بھڑکاتے ہیں - لارڈ موصوف سے ہم یہ سوال خود اپنی طرف سے نہیں بلکہ عام مسلمانانِ عالم کی طرف سے کرتے ہیں - کہ بعد تحقیق وہ اِس معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کریں - کیونکہ یہ ایک بہتان ہے جو ہم مسلمانوں پر لگایا گیا ہے - اور ہم اسکی دلیل و حجت مانگتے ہیں -

باقی اگلے صفحہ پہ

مشنوں نے جاری کئے ہوئے ہیں اور ۳ یورپین ہسپتال ہیں۔ جامع ازہر میں گیارہ مدارس، ۳۰۰ پروفیسر اور بارہ ہزار طلباء ہیں۔

لارڈ کرومر بہادر کی طاقت میں تھا کہ اگر آپ چاہتے تو ان اخباروں کی تردید کر دیتے۔ لیکن افسوس انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ بھی مسٹر ایڈورڈ گرے کی طرح یہی سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانان مصر کے دل و دماغ میں شورشانہ خیالات بھرے ہوئے ہیں۔

مسلمان بیشک دولت علیہ عثمانیہ سے بہت بڑی محبت رکھتے ہیں۔ لیکن محبت اور چیز ہے۔ اور شورش و ہیجان اور۔ ٹرکی کی محبت کو یہ لازم نہیں کہ انگریزوں کے خلاف شورش ہیجان پھیلایا جائے۔ کیونکہ مسلمانوں کو یقین ہے اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اونکے ملک کی بہلائی اسی میں ہے کہ امن و امان قایم رہے۔ اور حاکمانِ وقت کے ساتھ نہایت اچھے اور محبانہ تعلقات رکھے جائیں اور پوری کوشش و محنت سے قوم کے ہر طبقہ میں تعلیم عام کیجائے۔ اور مسلمانان مصر کا دولت علیہ عثمانی سے محبت کرنا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ مصر اوسکا ایک جزو ہے جو اوس سے الگ نہیں ہو سکتا۔ جب انگریز کنیڈا اور آسٹریا والوں سے چاہتے ہیں کہ برطانیہ عظمیٰ کے ساتھ اخلاص رکھیں تو پھر مصری بھی دولت علیہ عثمانی سے ربط و ضبط رکھنے پر ہرگز ملامت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ دشمن کہتے ہیں کہ یہ ارتباط سچی وطنیت کے منافی ہے۔ لیکن کیا کوئی احمق بھی اس امر کو تسلیم کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ سچی وطنیت انسان کو غیروں سے ملنے اور حلفاء و ہمسایوں کی جانب مائل ہونے سے نہیں روکتی۔ اگر ان معترضوں کا قول ٹھیک مان لیا جائے تو سلطنتوں کا میل ملاپ اور قوموں کا باہمی اتحاد وطنیت کی پاک دامن پر ناپاک داغ ہوتا۔ اور وحدت جنس کے خلاف ہونیکی وجہ سے کوئی سلطنت اور کوئی قوم اسکی روادار نہ ہوتی۔

بعض نادان یا خود نادان بننے والے کہتے ہیں کہ ہم مسلمانانِ مصر برٹش حکومت کو دوسری حکومت سے بدلنا چاہتے ہیں۔ یعنے ہم اون کے خیال کے موافق اپنے ملک کو مستقبل اور اپنی آنکھ زندہ قوم جو آپ اپنی حکومت کی مالک ہے نہیں دیکھنا چاہتے۔ لیکن یہ زعم باطل ہے۔ اور پولیٹیکل واقعیت کے خلاف اور ہمین جنون کا فراش ہماری طرف تہا۔ انگریز خود اسکی تردید کر چکے ہیں۔ افسوس ہے کہ آج کوئی منکوحی انگریز ہمارا اعتراض کر بیٹھتا ہے اور ہمارے اصل مطالب مقاصد و غایت کو نہیں جانتے۔ تو آپ سن لیں اور اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ ہم مسلمانان مصر چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک علم و اخلاق و تربیت میں ترقی کرے۔ اور تربیت کے وسیلے سے ہماری قوم میں سچی وطنیت پیدا ہو۔ اور وطنیت کے اعلیٰ مبادی تمام افراد قوم میں پھیل جائیں اور ہماری قوم میں ایک ایسا اعلیٰ طبقہ پیدا ہو جائے جو وطن اور قوم کے حقوق کی حفاظت کرے۔ اور جب یہ خوبی ہو پہنچا دے مدافعت کا حق ادا کرے یہی ہمارے بڑے بڑے مقاصد ہیں۔ اگر انگریز ان مقاصد سے ناخوش ہیں (باقی اگلے صفحہ پر

قبطی قوم نے ابتدائی تعلیم کے لئے ایک ہزار سکول قایم کئے ہوئے ہیں جنمیں سے ایک سن کالج اور ۲۲ پرائمری سکول لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ہیں۔ ان مدارس میں قبطی زبان کی تعلیم لازمی ہے۔ طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم دیگر ممالک کے مدارس کے مشابہ ہے۔ قبطی قوم کے مذکرہ حصہ میں سے لطف لوگ کھپڑ سکتے ہیں۔

توصاف اور پکار کر کہہ دیں۔ بلا وجہ تعصب کہنا سوائے آزردگی کے اور کیا نتیجہ دے سکتا ہے۔

مذکورہ بالا اغراض و غایات کے ساتھ ہم پھر بھی یہ ضرور کہیں گے کہ مصالح ملک و وطن میں لگا رہنا غیر و طبیعہ کی طرف مایل ہونے اور اون سے ارتباط قایم کرنے کو مانع نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی قوم سے جسکے ساتھ پہلے سے قوی تر تعلقات و روابط موجود ہوں اور یہ میلان و ارتباط ہرگز وہ تعصب نہیں ہے جسکو دشمنان اسلام نہایت مکروہ اور بُری صورت میں دکھلاتے ہیں۔ بلکہ یہ شعور و احساس ہے جو ہر ایک مہذب قوم میں ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ لارڈ کرومر بہادر اپنی تقریروں میں کہتے ہیں کہ مصری پریس کو آزادی دیئے جانیکا فایدہ یہ ہے کہ اخبار حکمران اہلِ وقت کے کاموں پر تنقید و جرح کرتے ہیں۔ جس سے ایک طرف حکمران قوم کو مصالح محکوم کا علم رہتا ہے اور دوسری طرف اس تنقید کی برکت سے قوم نیابی حکومت سے مستغنی الاحوال ہو رہی ہے۔ اور میں خوش ہوں کہ اخبارات کام تن دہی سے کرتے ہیں لیکن لارڈ موصوف کے اس بیان کی کیا قدر و قیمت رہجاتی ہے۔ جبکہ مصری انگریزی اخبار ہمیں دھمکاتے ہیں۔ اگر ہم ایک بات بھی حکمران قوم انگریز کے خلاف دیتے ہیں۔ خیر کچھ ہی ہو مگر ہمنے حقوق ملک کی مدافعت کرنا اور اہل ملک کی رائے ظاہر کر دینا اپنے ذمہ فرض کر لیا ہے۔ اور ہم جو کچھ لکھتے ہیں قوم کی رائے سے لکھتے ہیں۔ یہ بھی سراسر لغو ہے کہ ہم اپنی رائے سے کام لیتے ہیں۔ اگر ہم ملک و قوم کے سچے خیرخواہ نہ ہوتے اور عموماً مصریوں اور خصوصاً مسلمانوں کی عام رائے کے خلاف ہمارا قلم چلتا ہوتا تو نہ ہمارے اخبار کو یہ قبولیت ہوتی۔ اور نہ وہ کبھی ملک اور قوم پر کچھ اثر ڈال سکتا۔ جناب لارڈ کرومر بہادر جس مصری سے چاہیں گفتگو کریں اور اوس کی رائے دریافت کریں۔ سب کو ہم خیال اور ایک ہی راہ پر پائیں گے۔ انگریز لوگ ہمارا استقلال چھیننے کے بعد بھی یہ چاہیں کہ ہم اون کے گرویدہ رہیں۔ اور اپنے حقوق و احساسات کو صدمہ پہونچتا ہوا دیکھکر نہ بولیں۔ بلکہ اوسے اچھا سمجھتے جائیں یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ اور جو لوگ کہ ایسے ہیں یا مصریوں کو ایسا دکھلاتے ہیں وہ مسلمانوں اور عیسائیوں مصریوں اور حکمران انگریزوں کے درمیان اچھائی کا بیج بونے کی جگہ برائی کا بیج بوتے ہیں۔ اور اپنی کانشنس کا خون کر کے بیجا حکمران جماعت کے طرفدار بنکر قوم کو برا کہتے ہیں۔ اور حاکم و محکوم کی نفرت کو بڑھاتے ہیں۔ انگریز ہمارے ساتھ ہزار نیکیاں کریں۔ اور یہ دراندازگروہ یونہی بداعمالی کرتا رہے تو ہرگز محکوم کے دل حکمران کیطرف سے صاف نہیں ہو سکتے۔

ٹرکی اور اسلامی دنیا۔ جن لوگوں نے اس افسوسناک مناقشہ کے مختلف پہلوؤں پر نظر ڈالی ہے جن سے

مدارس مصر کی مندرجہ ذیل جدول اوس نقشہ سے مرتب کی گئی ہے جو وزیر صیغہ اندرونی کے حکم مورخہ ۲۹- اگست ۱۸۹۲ء بنام جملہ گورنران و مدیران کے مطابق تیار کیا گیا تھا۔ اعداد کی تصحیح و ترمیم ۲۱ دسمبر ۱۸۹۴ء تک کی گئی ہے۔

کچھ عرصہ سے انگلستان و ٹرکی کے سیاسی تعلقات کی طناب کو کشاکش میں ڈالا رکھا تھا۔ اور جسمیں اس وقت تک بظاہر انگلستان ہی کا بول بالا رہا۔ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ دنیا ایک نہایت خونریز جنگ سے بال بال بچی ہے۔ برطانیہ کو مطالبات تسلیم کر لینے سے سلطان کا طرز عمل سرسری نظر سے دیکھنے والے کو غیر متوقع آئیگا اور سیاسی دنیا کے شخصیت تاب نکتہ آموز جنگی رائے میں ہر موقعہ و محل پر صرف گاؤ تعدی اور طاقت آزمائی ہی دلیل احقاق حق ہے۔ کہدیں گے کہ سلطان ٹرکی کا یہ طرز عمل ہرگز کسی آزاد قوم کے شایان شان نہیں لیکن ہر صلح پسند آدمی کو عموماً اور ہر مسلمان کو خصوصاً سلطان کی عاقبت بینی و مصلحت شناسی کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ ایک خفیف خطرہ اپنی کیجانب طرف ثانی کی گیدڑ بھبکیوں کا کلمہ بکلمہ جواب نہ دیکر انہوں نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ اس زنجیر کا کم از کم ایک سرا ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے جسپر فقط جاہل کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

موجودہ تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں کہ وہ وقت یقینی اور اٹل ہے جبکہ اسلام کی پراگندہ منتشر اور نیم بسمل جماعت کو مسیحیت کی متفقہ و متحدہ اور روز افزوں طاقت سے ایک آخری اور فیصلہ کن مقابلہ کرنا پڑیگا۔ اس مقابلہ کی شدت و خفت جماعت اسلام کے ضعف و قوت پر منحصر ہوگی ممکن ہو کہ یہ مقابلہ اسلام کی ایک حرکت مذبوحی ہو جسکے ساتھ ہی یہ حریف ہمیشہ کو لئے ٹھنڈا ہو جائے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ممکن ہے کہ یہ مقابلہ اسقدر شدید الکیفیت اور عمیم الانقلاب ہو کہ مدمقابل کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔ اور دنیا کے موجودہ تمدن پر اس سے زیادہ اثر پڑے جو حروب صلیبیہ کی وجہ سے ازمنہ وسطی کے تمدن پر پڑا تھا۔ بہر کیف یہ بات یقینی سی میں سے ہے کہ ایسا وقت آنیوالا ہے اور چونکہ دنیائے اسلام اپنی موجودہ بے سروسامانی و پریشان حالی کیوجہ سے اس مقابلہ کے لئے ابھی تیار نہیں۔ لہذا وہ لوگ جو اس قیامت خیز وقت کو حتی الامکان ٹالنے میں حصہ لیں اسلام کے بہت بڑے محسنوں میں سے سمجھے جانے چاہئیں۔ نہ صرف اسلام کے ہی خواہوں بلکہ بدخواہوں کو اس مناقشہ کے شروع ہونے پر یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ مبادا اسلام و مسیحیت کی اوس اخیر زور آزمائی کا وقت یہی ہو جبکہ دونوں حریفوں میں سے صرف ایک ہی میدان جنگ سے زندہ جانیوالا ہے۔ ایسی حالت میں سلطان ٹرکی کا طرح دیجانا نہ صرف اسلامی بلکہ مسیحی دنیا پر حقیقت میں ایک بہت بڑا احسان کرنا ہے۔

مسیحی یورپین طاقتیں اگرچہ باہمی رقابت کی وجہ سے گاہ و بیگاہ دست و گریبان ہو جاتی ہیں۔ لیکن اسلام کے مقابلہ میں سب سنگ۔ نہ رد یہ او ر شغال ہیں اور انہوں نے مسیحیت کا لب لباب اور انجیل مقدس کی تعلیم کا

حضرت نقاش گر اس تحریر کیوقت تک کل اصلیت معلوم نہ ہوتی تھی۔ ورنہ وہ یہ نہ لکھتے کہ بظاہر انگلستان ہی غالب تھا ہی (وطن)

اس جدول کے جو چند اعداد تشریح طلب تھے اونپر ہندسوں کو خط وحدانی میں دیکر نشان کر دیا ہے اور جدول کے خاتمہ پر خط وحدانی کے ہندسونکی ترتیب سے تشریح کر دیگئی ہے جن خانوں کے اعداد کی توضیح یکساں ہے اون سب پر اوسی ہندسہ کو درج کیا گیا ہے۔ (جدول دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمایئے)

کا عطریہ سمجہا ہے کہ اسلام کا سیاسی وجود صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہیئے۔ اور چونکہ اس سیاسی وجود کی روح بدن ٹرکی ہے۔ اسلئے یورپ نے قسم کہالی ہے کہ ٹرکی کو فنا کر کے اس جسم کو بیجان کیا جائے سلطان عبد الحمید خان اس سے ناواقف نہیں وہ جانتے ہیں کہ اونکو ہر طرف سے اُبہارا جاتا ہے محض اسلئے کہ وہ اپنی طاقت کو مصروف پیکار رکہیں تاکہ یہ روح مضمحل ہو کر تحلیل ہو جائے لیکن وہ نہ صرف مسیحی یورپ کے ہر تاجدار کے طعن تشنیع بلکہ ہر چرکٹو نامہ نگار کے سب و شتم سن کر اپنے صبر و تحمل بلند حوصلگی عالی ظرفی و کمن وقاری کا ثبوت دیتے ہیں۔

مسئلہ عقبہ نے برٹش پریس کو حسب معمول موقع دیا۔ کہ وہ بدگوئی واہانت کے اس قابل نفرت وتیرہ کو حد کمال تک پہنچا دے جسکا بانی مبانی گلیڈسٹن علیہ ما علیہ تہا۔ برٹش پریس کا یہ وتیرہ اُسوقت سے لیکر اسوقت تک اس ستعدی کی کمی وبیشی کی نسبت سے خفیف و شدید پہلو اختیار کرتا رہا ہے جو سلطان نے اپنے ملک و رعایا کی اصلاح کے متعلق ظاہر کی ہے۔ خاصکر جب سے سلطان نے حجاز ریلوے کی بنا رواجرا سے اپنی کمال دانشمندی وسیاسی وسیع النظری کا ثبوت دیکر متعصب یورپ کی واجب نفرین چالبازیوں کا سد باب اور رد عمل کرنا شروع کیا ہے عیسائی تنگ خیال وقایع نگاروں کے حملوں میں تواتر وتسلسل کی وہ شان پیدا ہو گئی ہے کہ سلطان ہی ساکوہ وقار اور بردبار شخص ہے جو ٹہنڈے دل سے اُنہیں برداشت کر رہا ہے۔

آجکل عیسائی اخباروں نے اپنا بہت بڑا ذریعہ معاش یہ قرار دے رکہا ہے کہ ٹرکی بد انتظامیوں اور بدعنوانیوں کی رنگین داستانیں دل کہولکر شایع کریں ان اخباروں میں ترکوں کو جابر ظالم وحشی خونخوار بتایا جاتا ہے اور دعائیں مانگی جاتی ہیں کہ یورپ کے صاف اور سفید دامن سے اونکے وجود کا بدنما دہبہ مٹ جائے نہ صرف یورپ بلکہ کوششیں کیجارہی ہیں کہ سرزمین حجاز اور ارض یثرب و بطحا سے ترک نکالے جائیں چنانچہ حال ہی میں مسیحی بہیڑوں کے ایک حلیم گلہ بان پادری زویمر نے اپنی ایک کتاب میں اسلام اور بانی اسلام کو پیٹ بہر کر گالیاں دینے کے بعد ترکوں کے خون سے یمن کی زمین کے رنگے جانیکی آرزو ایسے الفاظ میں ظاہر کی ہے جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ہلاکو چنگیز کی روح اس مقدس پادری کے جسم میں حلول کر آئی ہے۔

انگلستان کے سب سے زیادہ وقیع اخبار لنڈن ٹائمس میں چہوٹے موٹے نشتروں کے علاوہ ناوک جگردوز اڈیٹر کے قلم خاص کا نکلا ہوا لیڈر یا اوس کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ کا مراسلہ ہوتا ہے اسمیں تمام برائیوں تمام بدنظمیوں اور تمام خرابیوں کا سرچشمہ سلطان عبد الحمید خان کو قرار دیا جاتا ہے۔ (باقی ۱۴۹ صفحہ پر)

معدلت عامہ وجرائم کی

۱۸۸۲ء سے بعد صوبوں کے لئے جندارمہ (جنگی پولیس) کی ایک جماعت اور قاہرہ واسکندریہ کے لئے پولیس کی فوج تیار کیگئی۔ یکم جنوری ۱۸۸۴ء سے پولیس کا نیا انتظام کیا گیا۔ دونوں قسم کی پولیس اور جیلخانے اوس سے پہلے مدیروں کی ماتحت تہی ۱۸۸۴ء سے اونپر دو انگریز افسر مقرر کردیئے گئے۔ اور ان افسرونکو وزیر صیغہ داخلیہ کے ماتحت کردیا گیا۔

(بقیہ صفحہ ۱۴۷) اگر مقدونیہ میں بلگیریا آسٹریا اور روس کی سازش سے کوئی ایک عیسائی قتل ہوجاتا ہے تو اوس کے خون کے چھینٹے سلطان کے ہاتہوں پر دیکھے جاتے ہیں۔ اگر عراق میں سقامت ہنگام کیوجہ سے عارضی گرانی ہوجاتی ہے تو اوس کے اسباب سلطان کے خزانہ خاص جیب کی اشرفیوں میں ڈہونڈی جاتی ہیں۔
معلوم ہوتا ہے کہ ٹرکی کے نام ہی میں کوئی ایسا مخفی اثر ہے جس سے قایل وسامع دونوں پر جنون کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ کیونکہ یورپین وقایع نگار واڈیٹران اخبار جو عموماً متین اور سنجیدہ ہوتے ہیں۔ اور ٹہنڈے دل سے ہر مسئلہ کے ماعلہ وماعلیہ پر غور کرسکنے کی قابلیت رکہتے ہیں ٹرکی کا ذکر آتے ہی دیوانے ہوجاتے ہیں اِس مخفی اثر کو نظم ونسق کی خرابی سے تو کوئی تعلق ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اور بہی ایسے ملک ہیں جو بدنظمی وبدعنوانی میں ٹرکی سے کہیں زیادہ ہیں اور جنکی مثال بڑے پیمانہ پر روس اور چہوٹے پیمانے پر کانگو فری اسٹیٹ ہے جہاں کا وحشیانہ انتظام محتاج توضیح وتصریح نہیں نہ یہ مخفی اثر اختلاف قومیت پر ہی منتہی ہوتا ہے کیونکہ گو سفید مسیحی قومیں کسی دوسری قوم کی آزادی وخودمختاری کو اپنی سیاسی وقعت کی بہت بڑی توہین سمجہتی ہیں۔ تاہم اس قسم کی مثالیں موجود ہیں کہ ایک غیرمسیحی قوم کو نہ صرف زندہ ہی رہنے دیا گیا۔ بلکہ اوس کی نازبرداری کیگئی۔ نہ یہ مخفی اثر محض اختلاف مذہبی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جاپان جسکا مذہب غیرمسیحی ہے انگلستان جیسے حامئی مسیحیت ملک کا حلیف وحبیب ہے۔ پس قرین قیاس ہے کہ یہ مخفی اثر اس مذہب کی نوعیت سے تعلق رکہتا ہے جسکے ترک پابند ہیں۔ بالفاظ دیگر مسیحی دُنیا کا یہ جوش وخروش ترکی سلطنت یا ترکونکی نسل کے خلاف نہیں ہے بلکہ اوس زندہ سیاسی قوت یعنی اسلام کے برخلاف ہے جسکے ترک مظہر ہیں۔ بدہ مذہب سے مسیحیت اگر چندے تعرض نہ کرے تو تعجب نہیں کیونکہ مغرب کی سیاسی خدام دین اس اُمید میں ہیں کہ گوتم کی روحانی تعلیم مسیحی اخلاق کے آگے سر جُہکا کر رہے گی مگر صدیوں کے تلخ تجربہ نے اونہیں سکہا دیا ہے کہ مسیحی دُنیا کے مال ومنال اور حسن وجمال کی چکا چوند لانے والی قوت مسلمانوں کو ان کے مذہب سے ایک انچہ بھی ہٹا نہیں سکتی۔ چنانچہ جب روح القدس کے پجاریوں کی اصطباغی کوششیں رایگان ثابت ہوئیں تو استیصالی کوششیں کیجانے لگیں جو یہ ہیں کہ ٹرکی کو جو اسلام کی جان ہے فنا کرکے حریف کا کام ہی تمام کردیا جائے۔
اگر ٹرکی کی قوت مقاومت گہٹکر اتنی رہجائے جتنی مراکو یا حیدرآباد میں ہے اور اگر قسطنطنیہ کا یورپ کی حمایت

(باقی آئندہ صفحہ)

فروری ۱۸۸۴ء کو نیا ضابطہ فوجداری بھی نفاذ پذیر ہوا۔ مدیروں کو مجسٹریٹی اختیارات دیئے گئے۔ اور اس کام کے لئے نئے حکام مقرر کئے گئے جنکا عزل و نصب پروکیورر جنرل کے اختیار میں ہے جو وزیر معدلت عامہ کے ماتحت ہوتا ہے۔

میں آجانا مستبعد نہو۔ تو قاتل اور خونی عبدل جسکا نام جبر ظلم اور وحشیانہ حرکات کا مرادف ہے۔ دفعتًا نہایت مہذب عادل رحیم اور تمام صفات و کمالات انسانی بلکہ ملکوتی سے متصف ہوجائے اور لنڈن کا اخبار ٹائمس کبھی نہ لکھے کہ ہمیں عبدالحمید کے طرز عمل اور طریقہ حکمرانی سے نفرت ہے"۔ یا یہ "کہ عبدالحمید اس ملک (انگلستان) کو گیدڑ بھپکیاں دکھلانے کی احمقانہ کوشش میں کھلم کھلا اور نہایت بُری طرح ناکامیاب رہی"۔ لیکن جبتک ٹرکی دول یورپ کے مقابلہ میں قوت مقاومت کا تہوڑا بہت اظہار کرتا رہے اور جبتک سلطان ٹرکی قسطنطنیہ اور مدینہ ریلوے کے اجرا کی تجویز کو حد تکمیل تک پہونچانے کا خیال دل میں لاتا رہے۔ جسکی "حربی وقعت" کو لنڈن ٹائمس کا ایڈیٹر خوب سمجھتا ہے یا قلمرو ٹرکی میں مدرسے اور کارخانے جاری کرتا رہے اوسوقت تک کوئی وجہ نہیں کہ ٹرکی کو تہذیب سے عاری نہ سمجھا جائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ تہذیب بھی ایک نہایت ہی متضاد المعانی اور متلون الکیفیات لفظ ہے تہذیب کبھی تو اپنے پیرووں کو آمادہ کرتی ہے کہ سلطان مراکو کے ملک پر اس جرم کی پاداش میں یورش کریں۔ کہ اوس نے اپنے ملک میں اجرائے ریلوے قیام مدارس اور آزادی تجارت کیطرف توجہ نہ کرنے سے تہذیب کی توہین کی یا انہی وجوہ کی بنا پر اپنے سورماؤں کو ابہارتی ہے کہ تبت پر چڑہائی کریں اور ایران و حبشہ میں تجارتی و تعلیمی مشن لیجاویں اور اپنے آپ کو دنیا کا چوکیدار یا بنی نوع انسان کا محافظ ثابت کریں۔ لیکن آبنائے فاسفورس میں ایک ڈبکی لگاتے ہی وہ ایک دوسری شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ قسطنطنیہ کو انہیں افعال کے ارتکاب پر سزا دیتی ہے۔ جن کے ارتکاب پر مراکو۔ حبشہ یا۔ طہران اور لاسہ کو سرزنش و فہمایش کرچکی تھی۔ یعنی جس طرح سے ان ملکوں نے ریلیں نہ بناکر۔ مدرسے نہ قایم کرکے۔ اور تجارت کو عام آزادی نہ دیکر اپنی رعایا کو تمدن و تہذیب کی برکات سے محروم رکھا جسکا اونہیں کوئی حق نہ تہا۔ اسیطرح ٹرکی نے ریلیں بناکر۔ مدرسے اور ہسپتال قایم کرکے نہریں کہود کر۔ فصل خصومات کے محکمے جاری کرکے تجارت کو عام آزادی دیکر اور بلا امتیاز رنگ اور مذہب رعایا کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیکر یورپ کی تہذیب میں حصہ لینا چاہا جسکا اوسے کوئی حق نہ تہا۔ لہذا اوسے اس جرأت و جسارت کی سزا ملنی چاہیئے۔

لنڈن ٹائمس اپنے ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں جسمیں ہمنے کچھہ عبارت اوپر بھی نقل کی ہے۔ تنازعہ عقبہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے "سلطان کی وسعت نظر اسکی مقتضی نہیں کہ انہوں نے اس امر کا اندازہ نہ کیا ہو کہ

پچھلے پانچ برسوں میں انگریزوں کی زیر نگرانی مختلف اصلاحات رواج پذیر ہوئی ہیں۔ جدید دیسی عدالتیں قایم کی گئی ہیں۔ جیلخانوں کے انتظام میں درستی کی گئی ہے۔ بیگار جزوی طور پر موقوف ہوگئی ہے۔ سکہ کے چلن میں اصلاح اور صیغہ ہائے مال و تعمیرات عامہ کے انتظام میں معقول درستی کی گئی ہے۔ جو مقدمات دیسی اور اجنبیوں کے درمیان ہوں وہ عدالت ہائے مختلطہ میں جو یوروپین دول کی زیر سرپرستی قایم کی گئی اور نہایت وسیع اختیارات رکھتی ہیں منفصل ہوتے ہیں۔

اون کی یہ ناکامی کس درجہ کامل اور باعث ذلت ہے اور نہ صرف مصر میں بلکہ کل دنیائے اسلام میں اونکی وقعت کو کیقدر سخت صدمہ پہونچا ہے۔"

ہم مسلمان اور مسلمانان ہند کی جماعت کے ایک رکن ہیں اور اس وجہ سے اونکے حالات و خیالات سے واقف ہونے کی حیثیت سے اپنے چھ کروڑ اسلامی ہموطنوں کیطرف سے بلاخوف تردید یہ بات کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اس واقعے بجائے اس کے کہ سلطان کی عظمت و وقعت کو صدمہ پہونچا ہو اونہیں ہماری نظروں میں اور زیادہ ہر دلعزیز و محبوب بنا دیا ہے۔ اور اگر مسلمانان ہند کے خیالات سے دیگر حصص روئے زمین کے مسلمانوں کے خیالات کا اندازہ کیا جائے اور کوئی وجہ نہیں کہ نہ کیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر وہ مسلمان جس کے کانوں تک اس قضیہ نامرضیہ کی بھنک پہونچی ہے سلطان المعظم کو ہمدردی و محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

مسلمانان روئے زمین سلطان المعظم کو اس وقعت کا برقرار رکھنے والا تصور کرتے ہیں جو مسلمانوں کیطرف سے کبھی دنیا کی دوسری قوموں کے دلوں میں جاگزین تھی۔ وہ سلطان ترکی کو اس سطوت کبری کی یادگار سمجھتے ہیں جسنے روئے زمین پر بہت سے نہ مٹنے والے نقش چھوڑے ہیں اونکی رائے میں احیائے اسلام کی تمام اُمیدیں سلطان کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔

علم سیاست ملکی کا ابجد خوان تک یہ بات جانتا ہے کہ جس قوم میں حکومت نہ ہو وہ ان معنوں میں زندہ نہیں سمجھی جاتی جن معنوں میں آزاد قومیں زندہ سمجھی جاتی ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ قوم جسمیں حکومت نہیں تعلیم یافتہ ہو۔ دولتمند ہو۔ اور اس کے پاس ہر قسم کے اسباب تنعم و تعیش موجود ہوں۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ان کی تعلیم اونکی دولت ان کے اسباب تنعم و تعیش بلکہ اونکی موت و حیات اس قوم کے ہاتھ میں ہے جو اونپر حکمران ہے انکی طاقت کا دارو مدار ایسے دیگر اسباب پر رہگیا ہے کہ اگر اون کے حکمران رحیم و عادل ہیں تو انہیں ہرا ہیں اور اگر جابر و ظالم ہیں تو سراہیں۔ یہودی جن کے تمول کا اندازہ راتھچائیلڈ اور ڈیوڈ ساسون جیسے شخصوں کی دولت سے ہوسکتا ہے۔ ہزار چاہتے ہیں کہ ایک قطعہ زمین ایسا جسے وہ سیاسی معنوں میں اپنا کہہ سکیں اور جہاں وہ مہر اگنحان آباد کر کے اپنی سلطنت کی بنیاد از سر نو ڈال سکیں انہیں بہم پہونچائیں۔ لیکن نہیں بہم پہونچا سکتے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

پولیس اور جنڈارمہ کی کل تعداد سات ہزار ہے۔

(انتظامیہ ۱۹۰۶ء) دیسی عدالتیں محکمہ کہلاتی ہیں جنمیں قاضی اجلاس کرتے ہیں۔ اسوقت قاضیوں کو صرف قانون شخصی یعنی نکاح۔ وراثت۔ ولایت وغیرہ کے مقدمات کی سماعت کا اختیار ہے یا حقوق ارضی کے انتقال کی رجسٹری کا بیگانہ غیر مسلموں کے شخصی قانون کے مقدمات انکے پاس نہیں جاتے۔

پارسی جن کی وقعت کا اندازہ سر بہاؤ نگری اور سر جمشید جی۔ جی جی بہائی جیسے شخصوں سے ہو سکتا ہے۔ لاکھ آرزو کرتے ہیں کہ ایک دیسی ریاست جسکو وہ سیاسی معنوں میں اپنی کہہ سکیں اور جہاں وہ کیانی تلوار اور ساسانی تاج کا جلوہ از سر نو دیکھ سکیں قایم کر سکیں۔ لیکن قایم نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں میں اگر حکومت نہو جو خدا کا فضل ہے کہ اب تک جہاں تہاں ہے اور جس کے چشم و چراغ امیر المومنین عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ و حشمتہ ہیں تو انکی حالت بھی یہودیوں اور پارسیوں سے بہتر نہو بلکہ بدتر ہو۔ کیونکہ یہودی اور پارسی تو پھر بھی مالدار ہیں مسلمانوں کی فضولخرچی اور ناعاقبت اندیشی سے اسکی بھی امید نہیں مسلمان اسباب کو جانتے ہیں اور اپنی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدانخواستہ زمام سلطنت چھن جانے سے انکی کیا گت بنجائے گی اور یہی وجہ ہے کہ وہ سلطان کی درازی عمر اور سلطنت عثمانیہ کی بقائے و دوام کی دعا مانگتے ہیں۔

ٹرکی اور اسلامی دنیا نمبر ۲۔ سلطان ٹرکی سے مسلمانان ہند کے تعلقات خاص قسم کے ہیں۔ وہ سلطان المعظم کو اس عالمگیر اسلامی برادری کے سردار ہونے کے اعتبار سے جسکی بنا تیرہ سو برس پیشتر عرب میں ڈالی گئی تھی۔ اپنا دینی پیشوا سمجھتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے بشریت اس امر کی مقتضی ہے کہ وہ اپنے دینی پیشوا کی کامیابی کے واسطے دعا کریں۔ اس کے ساتھ ہی وہ شہنشاہ ہند کو اپنا دینی بادشاہ و مالک تصور کرتے ہیں۔ اور اپنے مذہب کی رو سے اپنے بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اپنے اوپر فرض سمجھتے ہیں ایسی حالت میں مدبرین انگلستان کا فرض ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ رکھکر ایک ایسے فرمانروا سے جو شہنشاہ ہند کی نو کروڑ رعایا کا روحانی پیشوا ہے اور جس کے اغراض انگلستان کے اغراض کے منافی و مخالف نہیں ہیں۔ دوستانہ مراسم قایم کریں مسلمانان ہند سے یہ امید رکھنا کہ ٹرکی کی تذلیل وہ ٹھنڈے دل سے سنیں فطرت انسانی کا نہایت غلط اندازہ کرنا ہے۔

بہ حیثیت رعایائے شہنشاہ ہند ہونے کے ہر ہندوستانی مسلمان کا فرض ہے کہ ہر اوس شورش کی استیصال و اندفاع میں بدل و جان ساعی ہو۔ جس سے سلطنت ہند کا معرض خطرہ میں پڑنا متصور ہو اور اگر کوئی طاقت غیر عام اس سے کہ وہ اسلامی ہو یا مسیحی ہندوستان کیطرف رُخ کرے تو شہنشاہ ہند کے جھنڈے تلے آکر اس طاقت کے مقابلہ میں اپنی جان تک سے دریغ نہ کرے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

بلکہ عیسائی اور یہودی بطریقوں اور ربیوں کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ دیگر تمام مقدمات ان سرکاری محکموں میں پیش ہوتے ہیں جو ۱۸۴۰ء و ۱۸۶۹ء کے درمیان قایم کئے گئے تھے۔ انمیں ہم ابتدائی عدالتیں ہیں۔ انکے حکام کو دیوانی میں ہزگنی تک مالیت کے مقدمات سماعت کرنیکا اختیار ہے

ہندوستان کے باشندوں کے لئے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان انگریزی حکومت باعث رحمت ہے۔ ہر مسلمان اس امر کا اعتراف صدق دل سے کرتا ہے۔ اور اسکی یہ دعا ہے کہ یہ حکومت قایم رہے۔

یہ ہے ایک صحیح خاکہ اُن تعلقات کا جو مسلمانان ہند کو شہنشاہ اڈورڈ ہفتم کی سلطنت ہند کے ساتھ ہیں۔ لیکن یہ ضرور نہیں کہ ان تعلقات کی بناء پر مسلمانان ہند ہر اوس پالیسی کو بنظر استحسان دیکھیں یا اوسمیں دلچسپی لیں جو دولت برطانیہ اپنی شاہی اغراض کو مدنظر رکھکر ممالک غیر اور نو آبادیہائے انگلستان میں مرعی رکھے۔ بہت سے معاملات ایسے ہیں جنکا اثر براہ راست مسلمانان ہند کے اغراض و مفاد پر نہیں پڑتا۔ ایسے معاملات سے اونہیں کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر انگلستان کی فارن پالیسی ممالک غیر میں کسی ایسے فعل کے ارتکاب کی مقتضی ہو جس سے شہنشاہ ہند کی مسلمان رعایا کی مذہبی دل شکنی ہو تو مسلمان حق بجانب ہونگے اگر وہ اس اقتضا سے نہ صرف افسردہ دل ہوں بلکہ اُسے نا محمود و غیر مستحسن سمجھیں۔ اسی لئے اگر ہندوستان کے مسلمان اس قابل اعتراض پالیسی پر شور و غوغا مچائیں جو دولت برطانیہ بشمول دیگر دول یورپ مسلمانوں کے ممالک پر دست درازی کرنے سے عمل میں لا رہی ہے تو اونکی وفاداری اور جان نثاری پر ہرگز حرف نہیں آسکتا۔

انگلستان کے مدبرین نے اچھی طرح سے اس امر کا اندازہ کر لیا ہوگا کہ سلطنت ٹرکی کے انقراض و انقطاع کی سازش میں انگلستان کا دول یورپ کے ساتھ شریک ہونا مسلمانان ہند کی کمال دلشکنی کا باعث ہوا ہے جب ہندوستان میں یہ خبر پہونچی کہ یورپ کا متفقہ بیڑہ جس کے مقدمۃ الجیش انگریزی آہن پوش تھے آبنائے باسفورس میں اصلاح مقدونیہ کے خود تراشیدہ عذر کی آڑ میں سلطان پر دباؤ ڈالنے کے لئے گیا تو وہاں کے مسلمانوں نے اور نیز ان کے ہموطنوں نے جو لنڈن میں مقیم تھے جلسے کئے جنمیں اس کارروائی سے اظہار ناراضگی کر کے انگلستان سے استدعا کی گئی کہ ٹرکی کے برخلاف تعصب اور بغض کی اس قابل نفرت فوجکشی میں حصہ لینے سے پہلوتہی کرے۔ اسکے بعد جب عقبہ کا تنازعہ شروع ہوا اور مسلمانان ہند کو خوف ہوا کہ مبادا یہ معاملہ طول کھینچکر مجادلہ کی حد تک پہونچے تو انہوں نے جلسے کر کے گورنمنٹ ہند سے استدعا کی کہ وہ اپنا اثر ڈالکر گورنمنٹ برطانیہ کو ٹرکی کے ساتھ جنگ کرنے سے روکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ من حیث المجموع مسلمانان ہند کے خیالات عقیدت سلطان ٹرکی کی نسبت کیسے ہیں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

اور اِن فوجداری مقدمات کا جنکی سزا تین سال تک ہی۔ ان عدالتوں میں صرف ایک ایک حاکم اجلاس کرتا ہے۔ سات درمیانی عدالت ہائے اپیل ہیں جنمیں تین تین ججوں کی بنچ اجلاس کرتی ہی۔ اور ایک عدالت عالیہ اپیل قاہرہ میں ہی۔ جسکی آدھے جج یورپین ہیں۔ ۱۹۰۳ء کے ایک قانون کے رُو سے ہر تحصیل میں خاص عدالت کے ہفتہ وار اجلاس ہوتے ہیں جو خفیف جرایم کی سماعت کرتی

اِس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ معدودے چند ایسے بھی مسلمان ہیں جو ٹرکی کی نسبت ارادت وہمدردی کے اظہار سے بچتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس پہلو تہی کیوجہ اخلاقی جرأت کی کمی خوف یا امید جلب منفعت نہ ہو۔ مثلاً جب مسلمانان علیگڈھ نے جلسہ کر کے وایسرائے ہند کو اس مضمون کا تار دیا کہ برطانیہ کے ٹرکی کو الٹی میٹم دینے کی خبر اُن کے رنج وپریشانی کا موجب ہوئی اور وہ امید کرتے ہیں کہ ہز ایکسیلنسی برٹش گورنمنٹ کو ٹرکی سے جنگ نہ کرنے کی صلاح دیکر مسلمانان ہند کو ممنون کریں گے تو اسی شہر کے بعض آدمیوں نے ایک دوسرا جلسہ کیا جسمیں ظاہر کیا کہ پہلی جلسے کی کارروائی سے ہم لوگ بری الذمہ سمجھے جائیں۔ ہماری رائے میں اس غیر ضروری اپرائی کی وجہ سے جسکا بدل بارہ برس ہوئی تک خموشی ہوسکتی تھی۔ اگر ہندوستان کے ہر گوشہ کے مسلمانوں نے ان بزرگواروں کو نہایت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے ندیکھا ہو تو کم سے کم ہمارا یا ندارہ انگریز نے توانکی اس حرکت کو نہایت ذلیل اور مضحکہ خیز سمجھا ہوگا۔ یہی باتیں ہیں جنکی وجہ سے ہمارے ہندو بھائی مسلمانوں پر خوشامدی ہونیکا الزام لگاتے ہیں اور انہی باتوں کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ الزام بیجا بھی نہیں۔ وہ گنتی کے لوگ جو اپنی ساری قوم سے الگ ہو کر اس قسم کے ذلیل افعال کے مرتکب ہوتے ہیں انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر انکا منشاء انگلستان وٹرکی کے تعلقات کی کشیدگی کی روک تھام کی جائیز کوشش میں بالکل حصہ نہ لینی یا اپنے آپکو ٹرکی سے بے تعلق ثابت کرنے سے یہ ہی کہ وہ اپنے آپکو گورنمنٹ انگلشیہ کا بہت بڑا خیرخواہ ثابت کریں تو انہوں نے اپنے حکمرانوں کے ذہن وذکا کا ٹھیک اندازہ نہیں کیا۔ چنانچہ ہمارے اس قول کی تصدیق اخبار مارننگ پوسٹ کے اُس مضمون سے ہوتی ہے جسمیں مدیر اخبار نے منتظمین جلسہ ابراء کے اس دعوی کو کہ وہ سلطان ٹرکی سے بے تعلقی ظاہر کرنے کی حیثیت سے جملہ مسلمانان ہند کے وکیل ہیں غلط اور بے بنیاد قرار دے کر یہ لکھا ہے کہ اس قسم کی غلط بیانی سے کوئی فایدہ نہیں ہوسکتا۔ اور گورنمنٹ ایسے لوگوں سے کبھی خوش نہیں ہوسکتی۔ جو اوسکی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کریں۔ ان کے علاوہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ ایسے لوگونکی تعداد نہایت ہی کم ہے جنہوں نے بتقلید ہرزہ سرایان یورپ سلطان المعظم اور سلطنت عثمانیہ کی اہانت وبدگوئی کو اپنا شعار قرار دے رکھا ہے۔ اس قسم کے لوگوں میں سے ہم صرف ایک شخص مسٹر سجاد حیدر کا نام لیں گی جو بغداد کی انگریزی سفارتخانہ میں ملازم ہے۔

(حاشیہ:) [illegible]

لے مگر انگی تازہ تحریر میں یہ بھی بہت کچھ تائب نادم ہوگیا ہی اور لکھتا ہی کہ مکہ کی ریل کی تعمیر ایک ایسا مہتم بالشان کام ہی جسکی نظیر اسلامی دنیا تا قیامت

اور ایکماہ قید یا دو گنی تک جرمانہ کرسکتی ہے۔ ان مقدمات کی پیروی سرکار کیطرف سے پولیس کرتی ہے۔ ہر فوجداری مقدمہ کے حکم کی اپیل عدالت بالا کو اور بعض صورتوں میں عدالت اپیل قاہرہ میں ہوسکتی ہے۔ دیوانی مقدمات کی اپیل جنکی مالیت دس گنی سے زیادہ ہو درمیانی عدالت میں ہوتی ہے۔ اور درمیانی عدالتوں کے ابتدائی فیصلوں کی عدالت اپیل قاہرہ میں۔ ابتدائی عدالتوں میں فوجداری مقدمات کی پیروی سرکاری پیروکار کرتا ہے۔ یہ پیروکار ایڈوکیٹ۔ نام کیورجنرل کے تابع ہوتے ہیں تفتیش جرایم بھی یہی پیروکار خود یا اپنی نگرانی میں پولیس سے کراتا ہے۔ نہری قوانین اور دیگر خاص قوانین کی خلاف ورزی کے جرائم خاص حاکمان انتظامی سماعت کرتے ہیں۔

سلطان کے متعلق اس شخص کی بدزبانی اور دریدہ دہنی جو معلوم ہوتا ہے کہ گلیڈسٹن اور اس کی ذریات سے اوسے وراثتاً پہونچی ہے صرف اس لحاظ سے حق بجانب ہوسکتی ہے۔ کہ اس بیچارے نے اپنی شہرت کا ذریعہ اسی قسم کی ہزلیات دہفوات کو سمجھا ہے۔ اوسکی طلب شہرت کی مثال اس شخص کی سی ہے جسنے چاند پر خاک ڈالنے کی کوشش کی تھی یا اوس ہندوستانی حاجی کی سی ہے جسنے خانہ کعبہ میں ہندوستانی امرا و روسا کی داد دہش و انعام اکرام کی شہرت کا مقابلہ زمزم مقدس میں پیشاب کرنے سے کیا تھا۔

رسالہ "ریویو آف ریویوز" کے مشہور ایڈیٹر مسٹر اسٹیڈ نے انگلستان کی موجودہ فارن پالیسی کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے۔ "انگلستان میں ایسی وزارتیں بھی گذری ہیں جنکی حکمت عملی کا نچوڑ یہ تھا کہ ہر معاملہ میں دخل در معقولات دیکر طوفان بے تمیزی بپا کیا جائے۔ لیکن برطانیہ کی نئی پالیسی کا ایک خاص مسلک ہے جسکی بنیاد خود غرضانہ مداخلت اور غیر معاشرانہ تفرد پر نہیں ہے۔ بلکہ بالفاظ وزیر اعظم یہ ایسی پالیسی ہے جو تمام قوموں سے دوستانہ مراسم پیدا کرکے عالمگیر امن قایم کرے گی۔

واقعات بتلاتے ہیں کہ انگلستان کا اس پالیسی پر عمل شروع ہوگیا ہے۔ کسی زمانہ میں انگلستان کو اپنی تنہائی پر ناز تھا۔ اور حقیقت میں بات بھی فخر و ناز کے قابل تھی۔ کہ ایک چھوٹا سا جزیرہ بام رفعت پر بیٹھا ہوا یکہ و تنہا تمام دنیا کا مقابلہ کرے۔ لیکن جب بام رفعت پر وہ سالہا سال سے بیٹھا تھا۔ اوس سے آخر اسکو اترنا پڑا۔ اور زرد نسل کے قلیوں کے ایک گروہ کثیر الانفار سے جنہیں کوئی قابل مخاطبہ نہ سمجھتا تھا اس نے مخالفہ و معاہدہ کیا۔ اور واقعات مابعد سے ثابت ہوگیا کہ اگرچہ اس حکمت عملی کیوجہ سے انگلستان کی وقعت و عظمت وہ نہ رہی جو پہلے تھی۔ پھر بھی اوس نے کمال دور اندیشی سے کام لیا کہ جاپان سے اس وقت رشتہ اتحاد قایم کیا جبکہ اوسکی آیندہ عظمت کا کسیکو وہم و گمان تک نہ تھا۔

روسی امیر البحر روژدنسکی جب اپنا بدنصیب بیڑا لیکر بحر جاپان کیطرف روانہ ہوا۔ اور رستہ میں اس نے بیبولا

سلطنت عثمانیہ کا جزو ہونے کی وجہ سے وہ امتیازات جو ٹرکی میں نافذ ہیں مصر میں بھی نافذ ہیں
ان کے رو سے اجنبی دیسی عدالتوں کی ماتحتی سے بری کئے جا چکے ہیں۔ پہلے ان کے سب مقدمات انکی
اپنی قونصل سنتی اور تجویز کرتی تھی۔ مگر ۱۸۷۶ء میں چند خاص عدالتیں بنام محکمہ منتظمہ قایم کیگئیں۔

انگریزی ماہی گیروں کے چھیچھڑے بکھیر دیئے تو مغرور انگلستان نے شاید سیاسی محبت کی اوس پالیسی کو ملحوظ
رکھکر جسکو بلیننگ آگے چلکر بڑہنے والے تھے خداوند خدا کے مصلوب بیٹے کی تعلیم پر حرف بحرف عمل کرکے اپنا دوسرا
گال بھی امیر البحر کے زبردست ڈہیٹر کی نذر کر دیا اور بلا تعرض اسے بحر شمالی سے گذر جانے دیا۔

اس کے بعد عالمگیر صلح کی سلسلہ جنبانی کے متعلق انگلستان کی کوشش یہ ہوئی کہ فرانس کے ساتھ
بہناپا جوڑے۔ اسبارہ میں جس اشتیاق کا اظہار انگلستان کیطرف سے ہوا۔ وہ اوسکی عظمت و تمکنت کے کسی طرح
شایان شان نہ تہا۔ کیونکہ انگلستان کی عظمت اس کی مقتضی تہی کہ صلح و صلاح کی تقدیم فرانس کیجانب سے ہو۔
غالبًا اسی نئی پالیسی کا اقتضا تہا کہ شاہ بلجیم کو وسط افریقہ میں حبشیوں کے کشتوں کے پشتے لگا دینے کی جرأت
ہوئی۔ ایڈیٹر آف ریویوز نے جسکی رائے ہم اوپر نقل کر چکے ہیں اس سفاک تاجدار کے خلاف بہت کچھہ رائے دی
کہ حبشیوں کے خون کی پاداش میں اس شریر و خبیث شخص کو پھانسی دیجائے۔ لیکن عالمگیر صلح کی پالیسی کے
مؤیدوں نے اس کی ایک نہ سنی اور ان کے اطمینان قلب کے لئے یہ مسیحی عذر کافی تہا کہ خدا جو کنواری کے بیٹے کی
شکل میں دنیا میں آیا۔ اپنے خون کے ربانی چھینٹوں سے مسیحی کلیسا کی گوری رنگت کے پیروؤں کا کفارہ ادا کر چکا ہے۔

سرویا کے واقعہ سے جو کسی اسلامی ریاست میں یورپین مداخلت کیواسطے کافی سبب ہوتا۔ اس عالمگیر پالیسی
ہی کی بدولت چشم پوشی کی گئی اور ملکہ ڈریگا اور اس کے بدنصیب خاوند کے قاتلوں سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔
مسیحی یورپ نے قاتلوں کو کیفر کردار کو پہونچانا ضروری نہ سمجھا۔ اور انگلستان نے جو دنیا کے جو کیدار ہونیکی حیثیت
سے ہر معاملہ میں دست اندازی کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار اگر کیا بھی تو اوپرے
دل سے۔ اگرچہ عالمگیر صلح کی پالیسی کا اعلان نہیں ہوا تہا۔ لیکن انگلستان کے مدبروں کا قاتلوں کی
سزادہی پر مصر نہ ہونا ہی اس پالیسی کے ظہور کا پیش خیمہ تہا۔ کچھہ دن ہوئے کہ بالفاظ لنڈن ٹائمس سرویا
کے پانچ فوجی افسر جنہوں نے نوواکووچ سابق کپتان و حال ایڈیٹر اٹامزیبا[1] کو قاتلوں کے خلاف معرکۃ الآراء
مضمون لکھنے پر مبارکباد دی تہی فوجی عدالت میں پیش کئے گئے جہاں وہ اس قصور پر کہ قاتلوں کے خلاف
مضمون لکھنے والوں کو کیوں مبارکباد دی ملازمت سے برطرف کئے گئے۔ پہر بھی اخبار ٹائمس کی مسیحیت مآب
اور انسانیت انتساب ایڈیٹر نے باوصف انگلستان کی عام رائے کے سب سے بڑے وکیل ہونے کے اس واقعہ کو
بلا کسی قسم کا جوش ظاہر کئے نہایت ٹھنڈے دل سے معمولی الفاظ میں لکھا ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر

[1] ایک سربی اخبار کا نام ہے۔

جنمیں کچھ مصری اور کچھ یوروپین جج ہوتے ہیں۔ جو دیوانی مقدمات مصریوں اور اجنبیوں کے درمیان ہوں یا مختلف قومیت کے اجنبیوں کے درمیان ہوں وہ ان عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔ قانون پولیس کی خلاف ورزی کے جرائم بھی وہیں پیش ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں قانون دیوالہ کی فوجداری جرائم کی سماعت کا اختیار بھی انکو ملگیا۔ کل مصر میں تین ابتدائی مختلطہ عدالتیں ہیں اور ایک عدالت اپیل بمقام اسکندریہ۔ جو دیوانی مقدمات ایک ہی قوم کے اجنبیوں میں ہوں۔ اور ایسی فوجداری مقدمات جو عدالت مختلطہ کی سماعت سے باہر ہوں۔ فریقین یا ملزم کے ملک کے قونصل کے روبرو پیش ہوتی ہیں مگر ۱۱ فروری سنہ ۱۹۰۵ء کے حکم خدیوی کے مطابق اجنبی قونصلوں کو یہ اختیار اب صرف اور پانچ سال کے لئے حاصل رہیگا۔ اس کے بعد ہر قسم کے مقدمات اجنبیوں کے عدالت ہائے مختلطہ میں پیش ہونگے دول متعلقہ نے اس قانون کو مان لیا ہے۔

اگر انگلستان کا کوئی سب سے بڑا بحری اور تجارتی رقیب ہے تو وہ جرمنی ہے اور قیصر جرمنی انگلستان کی ناک کیطرف اپنا فولادی گھونسا تاننے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا لیکن انگلستان جسکی مونچھوں میں سے زنجبار کے سلطان یا تبت کے دلائی لامہ کی ذراسی فروگذاشت پر غیظ و غضب کے شعلے بلند ہونے لگتے ہیں اس گھونسے کے جواب میں اپنی عالمگیر صلح کا تحفہ پیش کرتا ہے۔

روس انگلستان کا اوسوقت سے تاریخی دشمن ہے جب سے ہندوستان میں انگریزی حکومت قایم ہوئی۔ انگلستان اور روس کے اغراض مشرق میں ایک دوسرے کے متقابل و متضاد ہیں اور روس کی سب سے بڑی خواہش جو ہر زار اپنے جانشین کو وراثتاً سونپتا ہے یہ ہے کہ سلطنت ہند کا کوہ نور تاج انگلستان سے کھوٹ لیا جائے۔ اس ذاس امر کے اظہار کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا کہ وہ انگلستان کا جانی دشمن ہے۔ جنگ روس و جاپان ایک طرح سے روس کے ہندوستان کیطرف قدم بڑہانے کا نتیجہ تھی۔ انگریزی اخبارات روسی گورنمنٹ کی بد نظم و مظالم کی حکایات سے لبریز ہوتے ہیں۔ اور ان حکایات کی اظہار و اداہیں جو زبان استعمال کیجاتی ہے وہ اوسی خردار کا نمونہ ہوتی ہے جو سلطان عبد الحمید خان کے لئے مخصوص ہے۔ پھر بھی صلح جو اور امن پسند انگلستان زار جیسے شخص کیطرف دوستی کا سیدھا ہاتھ بڑہاتا ہے اور آجکل نامہ و پیام جاری ہے کہ یہ بچھڑے ہوئے مسیحی بھائی بغلگیر ہو جائیں دبا ہمی بہیا چاری اور ترکوں سے خدا واسطے کے بغض کی مفصل حالات کی لئے دیکھو کتاب معروضہ مظالم آرمینیا)۔

اس عالمگیر صلح کے عام انعام سے اگر کوئی قوم محروم ہے تو وہ ترکونکی قوم ہے۔ بالفاظ دیگر اقوام دنیا کی بھری محفل میں انگلستان سب قوموں کو نوشا نوش مگر ترکوں کو نیشا نیش کی صلا دیتا ہے۔

انگلستان کے دول عالم کے ساتھ یہ ملاطفت اور فقط ٹرکی کے ساتھ معاندت پیش آنیکا آخر کیا سبب ہے؟

سنگین جرائم چند سال بتدریج کم ہوتے گئے۔ مگر کچھ عرصہ سے پھر انکی تعداد بڑھ رہی ہے خفیف جرائم کے مقدمات بھی بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ عدالتیں بڑھ گئی ہیں۔ اور تفتیش بھی نسبتاً زیادہ توجہ سے کیجاتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۹۳۸ مصری ارتکاب جرائم ہوئے۔ ۹۱۲۳ خفیف بدچلنی کے جرائم کے لئے اور ۹۶۹۲۱ معمولی ضوابط پولیس وغیرہ کی خلاف ورزی پر سزایاب ہوئے تھے۔

کیا ٹرکی روس کی طرح انگلستان کا پولٹیکل ہمقابل ہے؟ قطعاً نہیں۔ کیا ٹرکی فرانس کی طرح انگلستان کا بحری حریف ہے؟ مطلقاً نہیں۔ کیا ٹرکی جرمنی کی طرح انگلستان کا تجارتی رقیب ہے؟ یقیناً نہیں تو کیا اس معاندت کی یہ وجہ ہو سکتی ہو کہ ٹرکی مسلمان ہو؟ شاید یہ وجہ صحیح ہو۔

اس نیشانیش کا تریاق اگر کچھ ہے تو یہ ہو کہ ٹرکی اپنی بحری و بری قوت اتنی بڑھائے کہ ایک وقت میں ایک چھوڑ دو مسیحی حریفوں کی متفقہ طاقت سے نبرد آزما ہونے کے لئے تیار رہو۔ اسلامی دنیا نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ دست بدعا ہے کہ دولت عثمانیہ کی ترقی و ترفہ کے متعلق امیرالمومنین عبدالحمید خان کے مساعی بارآور رہوں۔

بیسویں صدی کی تہذیب دنیا میں منادی کر رہی ہے کہ حق و انصاف احمقوں کے ہتھیار ہیں اور عقلمندی کی دلیل پنجہ آہنی و بازوئے فولاد ہو۔ اگر ترک دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اسی عقلمندی کی دلیل سے کام لیں۔ (نقاش)

مصر کے قصبہ طنطا کے متصلہ علاقہ کے مقدمہ بلوہ کا فیصلہ ہو گیا۔ عدالت نے چار ملزموں کو سزائے موت دی۔ چار کو حبس دوام و جلا وطنی کی۔ اور بہت سے ضرب بید کی سزایاب ہوئے۔ ۳۱ بری کئے گئے۔ جبوقت اس سزا کا حکم شایع ہوا۔ تو مصر میں یا دیگر ممالک عالم میں تو خدا جانے کیسا شور برپا ہوا ہوگا۔ خود انگلستان میں یہ کیفیت گذری کہ تمام منصف مزاج انگشت بدندان رہگئے۔ اور بجز چند ایک کے کل آزادمنش انگریزی اخبارات نے باتفاق یہ رائے ظاہر کی کہ حکومت برطانیہ کو اپنے چند افسروں کی ہلاکت و جراحت کی پاداش میں سزا دیتے ہوئے وحشیانہ انتقام سے محترز رہنا چاہئے۔ اخبارات کے علاوہ کئی ممبران پارلیمنٹ نے بھی علانیہ یہی رائے ظاہر کی۔ اور حکومت کو بزور کہا کہ وہ اس حکم کی تعمیل سر دست ملتوی کر دے۔ اور وزیر خارجیہ ذاتی طور پر اس معاملہ کی تنقیح اور پڑتال کرے۔ مگر اس کے مقابل کنسرویٹو اخبارات خاصکر ٹائمز اور اس کے ہمشربوں نے جو سینہ زوری اور تحکم کو ہی حکومت کا لازمہ تصور کئے ہوئے ہیں۔ انصاف کے حامیوں کے واویلا کی بڑی زور سے مخالفت کر کے لکھا کہ سزا کی فوراً اور بجز فہا تعمیل ہونی چاہئے۔ ورنہ ہمارے رعب کو سخت صدمہ پہنچیگا افسوس آخری فریق غالب رہا۔ اور حکومت نے پہلے دبی زبان سے جو تھوڑا سا وعدہ دیا تھا اوسے بھی واپس لے لیا۔

مال و خزانہ ۵- اپریل ۱۸۸۰ء کو خدیو نے ڈگری (حکم) صادر کر کے مصر کی مالی حالت کا امتحان کرنے اور مصر اور اوس کے قرضخواہوں کی تعلقات باہمی اور نیز دایرہ ثانیہ و دایرہ خاص اور اونکے قرضخواہوں کے درمیانی تعلقات کی درستی و ترتیب کے لئے قانون کا مسودہ تیار کرنے کے واسطے تصفیہ حساب و کتاب کی ایک انٹرنیشنل کمیشن مقرر کی- اوس کمیشن نے بمشورہ مصری

اور صاف کہدیا کہ ہم اس معاملہ میں دخل نہیں دے سکتے- چنانچہ جن اشخاص کے حق میں سزائے موت اور ضرب بید صادر ہوئی تھی وہ سب موقعہ فساد پر ایک پھانسی پر پیچھے بعد دیگرے لٹکائے گئے- اور وہیں ٹکٹکی کھڑی کر کر بید لگائی گئی- اور اس طرح دونوں قسم کی سزاؤں کے پانے والے انصاف کی تلافی کی دسترس سے جسکی کو پہلے ہی کوئی اُمید نہ رہگئی تھی ہمیشہ کیلئے نکل گئے- ٹائمز وغیرہ متکبر و مرفع اخبارات نشہ شہ زوری کی سرمستی کے علاوہ اس بنا پر بھی سختگیری کے موید تھے- کہ انکے خیال میں یہ فساد عمداً کیا گیا تھا- اور محض جوش تعصب و عناد نے جو معاملہ طابہ سے پیدا ہوا مصریوں کو اس کی تحریک کی تھی- حالانکہ اصلیت عین برعکس ہے- مگر حسب معمول اس معاملہ کو بھی ان بھلے مانسوں نے اپنا ہم آوسیدہ کر کے جس قالب میں چاہا ڈھال لیا-

اصل حالات ناظرین کی اطلاع کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں- جن کے متعلق یہ شروع ہی میں بتا دینا ضروری ہے کہ انکا ماخذ صرف مصری اسلامی اخبارات ہی نہیں- بلکہ مصر کا واحد انگریزی اخبار ایجپشن گزٹ بھی جسے ٹائمز وغیرہ سے کسی طرح بھی اپنی قوم کی کم پاسداری منظور نہیں- اس قصہ کو اپنے ایک انگریزی نامہ نگار موجود موقعہ کی سند پر اس پیرایہ میں شایع کرتا ہے- جو یہ ہے:-

کچھ گھوڑچڑہی گورہ فوج قاہرہ سے اسکندریہ کو جارہی تھی- ہر جگہ مصری حکام اوسکی رسد رسانی اور آسایش کا ویسی ہی سرگرمی اور مستعدی سے انتظام کرتے رہے جیسی کہ ہندوستان کے عمال دکھلاتے ہیں- طنطا کے قریب اس فوج نے مقام کیا تو اوس کے چند افسر شکار کو روانہ ہوئے- کچھ فاصلہ ریل پر طے کیا- اسٹیشن پر ایک مصری رئیس نے گاڑیاں پہلے سے بھیج رکھی تھیں اوسپر سوار ہو کر وہ علاقہ میں گئے اور پھر دو جماعتوں میں ہوگئے- ایک مقام مرسنا کو گئی اور دوسری مقام دنشادی کو- کبوتروں کو عام مصری دیہاتی اس لئے بھی عزیز رکھتے ہیں کہ ان کی بیٹ اونہیں قیمتی کھاد کا کام دیتی ہے- اور خاص طنطا کے قرب و جوار میں تو یہ جانور ایک طرح سے مذہبی حرمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے- کیونکہ اکثر کا بسیرا وہاں کی مشہور ولی کی خانقاہ میں ہوتا ہے- بنا بریں کبوتر کے شکار پر گورہ سپاہیوں اور افسروں کے پہلے بھی مصری رعایا سے کئی دفعہ فساد ہو چکے ہیں- لیکن ایسا سخت فساد اب پہلی مرتبہ ہوا ہے- دہقانوں کے جرمن ابھی باہر پڑے تھے- جو جماعت دنشادی کو گئی تھی- اونہوں جب کبوتروں پر بندوقیں چھوڑنی شروع کیں تو ایک دہقان نے انکو منع کیا- کہ بندوق نہ چلاؤ- ہمارے

گورنمنٹ ملک کی سالانہ آمدنی کا حسب ذیل اندازہ لگایا:-

آمدنی کس طرح خرچ ہو	سال ۱۹۰۸ء	سال ۱۹۱۲ء اور سالہائے مابعد
آمدنی جو قرض پہ خرچ ہو	۳۴۶۳۷۳۴ پونڈ مصری	۳۵۱۳۷۳۴ پونڈ مصری
آمدنی جو گورنمنٹ مصر کو ملے	۴۸۹۷۸۸۸ "	۴۸۹۷۸۸۸ "
میزان	۸۳۶۱۶۲۲ "	۸۴۱۱۶۲۲ "

نوٹ۔ مصری پونڈ ساڑھے بیس شلنگ انگریزی کا ہوتا ہے۔

خرمن جل جائیں گے۔ انگریز افسر گو ممکن ہے کہ زبان سمجھنے پہ بھی باز نہ آتے۔ مگر اسموقعہ پر انکو باز نہ آنے کی ایک یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ دہقان کی ہائے پکار کا کچھ مطلب نہ سمجھ سکتے تھے وہ اپنے کام میں لگے رہے اتنے میں اتفاقیہ ایک گولی دہقان کی بیوی کو جا لگی اور وہ چبوترہ سے نیچے گر گئی۔ اور ساتھ ایک اور گولی سے خرمن بھڑک اٹھا۔ دہقان سمجھا کہ بیوی مرگئی۔ اور سال بھر کی کمائی خاک میں مل رہی ہے۔ وہ دیوانہ ہو گیا اور باواز بلند دہائی تہائی مچانے لگا جسے سنکر اردگرد کے دہقان بھی پہونچ گئے۔ اور ایک پولیس کی چوکی سے سارجنٹ بھی معہ کنسٹبلوں کے آگیا۔ سارجنٹ افسروں کیطرف لپکا تو اس غرض سے کہ انکو کسی طرح کی اذیت دہقانوں کیطرف سے نہ پہونچنے پائے۔ اور سمجھا بجھا کر بندوقیں لے لے اور انکو اپنی پناہ میں وہاں سے لیجائے۔ مگر ادہر افسروں کو یہ خیال گذرا کہ وہ حملہ کرنے کو دوڑا آرہا ہے۔ نتیجہ یہ کہ فایر ہوا اور سارجنٹ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ لوگوں کا غضب ناقابل ضبط ہو گیا۔ اور لاٹھی چل پڑی۔ جس سے ایک میجر کی پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ایک لفٹنٹ خفیف زخمی ہوا۔ اتنے میں سرپنا والی جماعت بھی آگئی۔ اسمیں سے ایک کپتان کو زخم آیا۔ مگر وہ اس کی پرواہ کرکے ایک وٹرنری افسر کے ہمراہ مدد لینے کو دوپہر کی جلتی دہوپ میں اٹھ دوڑا اور آٹھ میل تک بے تحاشا دوڑا آیا ایک زخم کی تکلیف۔ دوسرے غضب کی تمازت اوسپر یہ دوڑ۔ وہ منزل مقصود پر پہونچتے ہی بیدم ہو کر گرا اور راہی ملک عدم ہو گیا۔ دہقانوں میں سے بھی چند ایک زخمی ہوئے۔ کپتان کے ہمراہی افسر نے کل واقعہ سنایا۔ اوسی وقت تار دوڑ گئے۔ اور پولیس و فوج کی کافی جمعیت موقعہ پہ پہونچ گئی۔ اور دار و گیر شروع ہو گئی جسمیں ماخوذ ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ سزایاب اشخاص کی تعداد سے ہو سکتا ہے۔ انگریز افسر باحتیاط تمام واپس لائے گئے۔ اور غالب قیاس ہے کہ متوفی کپتان کے علاوہ اور سب صحتیاب ہو گئے۔

ان حالات سے صاف ظاہر ہے کہ جوش تعصب یا عناد کا اسمعاملہ میں قطعاً کچھ لگاؤ نہ تھا۔ نہ انگریز افسر عمداً اس واقعہ جانکاہ کا باعث ہوئے قضا و قدر کا کھیل تھا جسنے مصری دہقانوں کی شامت اور بدبختی سے یہ خونی تماشہ کھڑا کر دیا۔ مصر میں قانون ہے کہ گورہ فوج اور رعایا میں اگر کوئی فساد ہو تو اسکی سماعت ایک

کمیشن نے (۱) دین مقدم کے سود وغیرہ کے لئے ریل و تار کی آمدنی اور بندر اسکندریہ کے محاصل کو علیحدہ کیا۔ اور

(۲) مجتمعہ قرضہ کیواسطے چار صوبوں کے ٹھیکوں اور آمدنی محصول درآمد و برآمد کو۔ دین مقدم کے لئے ایک سالانہ رقم مقرر کر دیگئی۔ جو ۵ فیصدی سالانہ کے حساب سے سود ادا کرنیکے اور رقم سالانہ جزوی

خاص عدالت کرے۔ اس عدالت میں مصر کا وزیر عدالت۔ اوسکا نائب۔ عدالت مختلطہ کا ایک جج جسے وزیر نامزد کرے۔ اور ایک جج جسے برٹش قونصل جنرل پسند کرے اور ایک افسر انگریزی سپہ سالار کیطرف سے ہوتا ہے اسموقعہ پر ایسی ہی عدالت قایم کی گئی جسمیں صرف ایک مسلمان جج تھا۔ باقی یورپین یا مصری عیسائی تھے۔

تمام محب وطن مصری اخبارات بھی اس واقعہ پر صدق دل سے اظہار رنج و افسوس کر رہے ہیں اور گو وہ انگریز افسروں کو بھی خطاوار نہیں سمجھتے مگر ویسے ہی مصری دہقانوں کو بھی بری الذمہ بلکہ کسیقدر مظلوم تصور کرتے ہیں۔ اور واقعات اسی نتیجہ کے موید ہیں۔ البتہ اس حکم سزا پر جسکو خود ہزار ہا انگریز ہمدردوں نے وحشیانہ انتقام سے تعبیر کیا ہے۔ وہ ضرور مشتعل ہو رہے ہوں گے۔ انگریزی حکومت نے اب صرف اسقدر وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنی فوج کے افراد سے شکار کبوتر کی عام آزادی چھین لے گی۔ انگلستان میں ابھی تک اس ناواجب سزا پر سخت ناراضی پائی جاتی ہے۔

سر ایڈورڈ گرے نے ان اخبارات اور ممبروں کو جو طنطا کی سزاؤں کو وحشیانہ بتا رہے تھے یہ کہکر مطمئن کرنا چاہا کہ نہ صرف مصر بلکہ تمام شمالی افریقہ میں کچھہ عرصہ سے غیر معمولی مذہبی جوش پھیل رہا ہے۔ اور یہ فساد اوسی کا نتیجہ تھا۔ انگریزی قوم ناعاقبت اندیشانہ رقیق القلبی سے بچا اور ان سزاؤں کے معاملہ پر جو واقعی مناسب تہیں زیادہ جرح و قدح نکرے ورنہ سلطنت کے مقاصد کو ضعف پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ قرین مصلحت یہی ہے کہ حکومت کے افعال کی پوری پوری تائید کیجائے جس سے شاید جلد ہی اس جوش و تعصب کے انسداد کے لئے زیادہ سنگین تدارک کرنا لابد ہو جائے۔ لارڈ کرومر اس تقریر کے وقت پارلیمنٹ میں موجود تھے اور کہا جاتا ہے کہ تقریر مذکور کا مصالح۔ مواد۔ آپ ہی نے وزیر خارجیہ کو بہم پہونچایا تھا۔ اس تقریر کے چند دن بعد اسکندریہ کے قریب ہی ایک گورہ پٹ گیا۔ اس سے انگریزی اخبارات اور حکومت کو مذہبی پر جوشی کیوجہ سے مصر کی موجودہ حالت کو نہایت خطرناک ظاہر کرنیکا مزید بہانہ اور موقعہ ملگیا اسباب یہ خبریں مشہور ہو رہی ہیں کہ مصر میں انگریزی فوج بہت بڑہادی جائے گی۔ اور مالٹا و جبل الطارق کی انگریزی فوج کو ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے دوش بدوش طنطا کے معاملہ میں انگریز افسروں کو بالکل بیخطا بنایا گیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ دہقانیوں نے بلا وجہ اور بلا کسی غلط فہمی کے عمداً محض بدمعاشی سے انگریزی افسروں پر حالانکہ اونہوں نے مجمع کو دیکھتے

ادائیگی کے لئے کل قرضہ ۱۹۴۱ء تک بیباق ہوجائے کافی تھی۔ اگر دین مقدم کے لئے علیحدہ کیگئی مدات کی آمدنی اس سالانہ رقم کے لئے کفایت نہ کرے۔ تو کمی اوس آمدنی سے پوری کیجاوے جو مجتمعہ قرضہ کے لئے مختص کیگئی۔ مجتمعہ قرضہ کا سود چار فیصدی مقرر کیا گیا۔ اور گورنمنٹ مصر نے ذمہ اوٹھایا کہ اگر مکفولہ آمدنی ناکافی ہو تو کمی اپنی گرہ سے پوری کردے گی۔ اور اگر وہ آمدنی سود کی مقدار سے زیادہ ہو تو فاضلہ رقم قرضہ کی بیباقی میں صرف کیجاوے۔ جس کے تمسک یا نوٹ نرخ بازاری پر واپس خرید لئے جاکر تلف کر دیئے جاویں۔ ستمبر ۱۸۸۰ء میں گورنمنٹ نے اس فاضلہ کا کچھہ حصہ خود لے لیا کمیشن مذکور نے مصر کے اخراجات سالانہ ذمہ واری انکا اندازہ حسب ذیل کیا۔

(۱) گورنمنٹ کے اخراجات۔

	پونڈ مصری	پونڈ مصری
خراج جو ٹرکی کو دیا جاتا ہے	۶۸۱۴۸۶	
مقابلہ کی سالانہ رقم یعنی اسمٰعیل پاشا اور دیگر لواحقین کے سالانہ وظیفے	۱۵۰۰۰۰	
نہر سویز کے حصونکی بابت انگلستان کو سود۔	۱۹۳۸۵۸	
دائیرہ خاص کے اخراجات۔	۳۴۰۰۰	
انتظامی اخراجات۔	۳۶۴۱۵۴۴	
اخراجات غیر مترقبہ۔	۱۹۰۰۰۰	
میزان		۴۸۹۰۸۸۸

ہی بند دقیں حوالہ کردی تھیں حملہ کیا۔ یہ بیان مصر کے عربی و خود انگریزی اخبارات کے ابتدائی بیانات کے بالکل متضاد ہے اور مذہبی پرجوشی کی موجودگی سے بھی تمام محب الوطن مصری اخبارات کو قطعاً انکار ہے۔ اور انکے بیان کی تائید اونکی طرز تحریر سے بھی ہورہی ہے کہ خواہ وہ بہت ہی طیش میں آکر کسی معاملہ پر کچھہ لکھہ رہے ہوں تو بھی اندازبیان میں اوس درشتی کا پچاسواں حصہ بھی نہیں دیکھا جاتا جو بنگالیوں کی معمولی معمولی تحریروں میں کچھہ عرصہ سے پائی جارہی ہے۔ ہاں اسمیں شک نہیں کہ مصری اور دیگر مسلمانان شمالی افریقہ اپنی شہنشاہی حکومت سلطنت عثمانیہ سے منحرف ہونیکی غلطی پر اب دل سے نادم ہوکر تلافی مافات کی خواہاں ہو رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خلافت سے پھر بدستور سابق وابستہ ہوجائیں۔ اس خواہش و احساس کا نام خواہ مذہبی جنون و پرجوشی رکھہ لیا جائے اور خواہ اسے ایک جائز اور معقول تمنا قرار دیا جائے۔ یہ اپنا اپنا اختیار ہے معلوم ہوتا ہے کہ تنازعہ عطابہ کے فیصل ہوتے ہی خدیو کا خون قسطنطنیہ چلا جانا بھی۔ انگریزی وزارت کو اس جدید انداز سے کچھہ نہ کچھہ تعلق رکھتا ہے۔ اسی مفروضہ پرجوشی کو پیش کرکے اسوقت اخبار انگریزی فوجکی مجوزہ تخفیف کی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔

	پونڈ مصری		
(۲) اخراجات قرضہ۔			
دین مقدم کا سالانہ خرچ۔	۱۱۵۷۷۱۸		
مجتمعہ دین۔	۲۲۶۳۶۸۶	میزان	۳۴۲۱۴۰۴
	میزان کل		۸۳۱۹۲۹۲

ان ہر دو قرضوں کے علاوہ ۱۸۸۴ء کے اخیر پر غیر تخصیص شدہ اور غیر مودودے قرضہ اسی لاکھ پونڈ مصری تھا۔ پانچ ۱۸۸۵ء میں برطانیہ کلان۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ فرانس۔ اٹلی۔ روس اور ٹرکی کے قائمقاموں یا سفرائے نے ایک معاہدہ پر دستخط کئے جس کے رو سے انہوں نے نوے لاکھ پونڈ کے ایک جدید قرضہ کی ضمانت کرنے کا ذمہ اُٹھایا۔ اس قرضہ کا لینا اس لئے منظور کیا گیا کہ ۱۸۸۲ء کی گولہ باری اسکندریہ سے جو نقصان اہالی شہر کو پہونچا تھا۔ اوس کو اور مندرجہ بالا اسی لاکھ پونڈ مصری کے قرضہ کو ادا کیا جاوے۔ اور باقیماندہ دس لاکھ پونڈ آبپاشی کے کاموں پر صرف کئے جاویں۔

معاہدہ مذکور کی اہم شرائط یہ تھیں:۔

اس ضمانتی قرضہ کی شرح سود ۳½ فیصدی سے زیادہ نہ ہو۔ اوس کے سود و بیباقی کے لئے تین لاکھ پندرہ ہزار پونڈ کی سالانہ رقم مقرر کی جاوے۔ یہ رقم مدات مکفولہ کی آمدنی سے سب سے اول نکال لیجاوے۔ سود کی ادائیگی کے بعد اس رقم سے جو فاضل بچے۔ وہ بیباقی میں صرف ہو۔ دوسرے مصری قرضوں کے سالانہ سود پر ۱۸۸۵ء میں ۵ فیصدی ٹیکس لگایا جاوے۔ ملک کی آمدنی کل اخراجات سے جسقدر زیادہ ہو وہ برابر تقسیم ہو کر نصف گورنمنٹ کو ملے۔ اور نصف بیباقی قرضہ کے فنڈ میں جمع ہو۔

رقم سود پر جو ٹیکس ۱۸۸۵ و ۱۸۸۶ء میں لیا گیا تھا وہ ۱۸۸۷ء میں واپس کر دیا گیا۔ اوسکو آیندہ کے لئے موقوف کر دیا گیا۔ اور ریزرو (محفوظ) فنڈ قایم کیا گیا۔ جسمیں اسوقت ۱۱ لاکھ ۳۶ ہزار پونڈ مصری جمع ہیں۔ معزول خدیو اسمٰعیل پاشا اور اوس کے خاندان کے بعض افراد چند املاک کے مالک تھے (جو ڈومین کہلاتے ہین) اون کے ساتھ باہمی قرارداد سے یہ تصفیہ کیا گیا۔ کہ وہ املاک مذکورہ کو گورنمنٹ کے نام منتقل کر دیں اور اس کے عوض ایک خاص میعاد تک گورنمنٹ سے مقررہ سالانہ رقم لیتے رہیں اور ان املاک کے ذمہ جو زر رہن ہے وہ بھی گورنمنٹ مصر کے ذمہ سمجھے جائیں۔ اسی سالانہ رقم کا نام رقم مقابلہ ہے۔ بعدہ خدیو معزول اور اوس کے خاندان کے ارکان کو سالانہ پنشنوں کے عوض بھی یکمشت رقم دینا تجویز کیا گیا۔

چنانچہ املاک کے [illegible] املاک اور پنشنوں کے عوض یکمشت ادائیگی کے لئے ہی ۱۸۸۸ء میں ۲۳ لاکھ پونڈ مصری کا ایک اور قرضہ جاری کیا گیا جو ۳½ فیصدی سود پر لیا گیا۔ [illegible] کی سود و [illegible] بیباقی

کے لئے ایک لاکھ تیس ہزار پونڈ مصری کی سالانہ رقم معین کیگئی۔ مگر اس سالانہ ایزد خرچ کے مقابلہ میں خدیو کے صرف خاص اور پنشنوں کے خرچ میں معتدبہ تخفیف کردینے اور املاک کے دین رہن کی سود میں بہت بڑی کمی ہوجانے سے اسیقدر بچت نکل آئی۔ اور مصر کے خزانہ پر اس نئے قرضہ سے کوئی مزید بوجھہ نہ پڑا۔ علاوہ بریں اس ۴ ۱/۲ فیصدی سود والے قرضہ کی فنڈ بیباقی میں ہر سال اسقدر رقم جمع ہوتی ہے کہ وہ جلد بیباق ہوجائیگا۔ اور اس طرح سے پنشنوں اور رہن شدہ املاک کی قسط کے دامی بوجھہ کی جگہ ایک لاکھہ ۳۰ ہزار پونڈ کا صرف عارضی بار پڑا ہے۔

خدیو نے ۶ جون ۱۸۹۰ء کو منظوری ولاے فیصدی والی دین مقدم۔ قرضہ دایرہ ثانیہ اور قرضہ املاک کے تبادلہ اور ۱۸۸۵ء کے ۳ ۱/۲ فیصدی سود والے قرضہ کی ادائگی کے لئے فرمان نافذ کیا۔ چنانچہ ایک جدید بشون مقدم جاری کیا گیا جسمیں ۵ فیصدی کا دین مقدم ۴ ۱/۲ فیصدی والا قرضہ اور ۱۳۳۳۳۳ پونڈ کی مزید رقم شامل کیگئی۔ یہ مزید رقم اراضیات جاگیر کے عوض نقد پنشن دینے اور آبپاشی کی نہروں وغیرہ کی تیاری کے لئے لی گئی۔

اس جدید مقدم دین کا سود ۳ ۱/۲ فیصدی ہے اور اوسکا سو پونڈ کا نوٹ بالمشت ۹۱ پونڈ کو فروخت کیا گیا یعنی سو پونڈ کے نام نہاد سرمایہ پر گورنمنٹ کو ۹۱ پونڈ وصول ہوئے۔ اور دایرہ ثانیہ کا ایک جدید قرضہ چار فیصدی سود پر مساوی قیمت پر جاری کیا گیا۔

دائرہ ثانیہ کا پرانا قرضہ (جو جدید قرضہ سے بیباق کیا گیا) بروئے فرمان مورخہ ۶ جون ۱۸۹۰ء اس طرح سے شمار کیا گیا۔ کہ سو پونڈ کے نام نہاد سرمایہ پر ۸۵ پونڈ ادا کئے گئے۔ قرضہ املاک ۵ مارچ ۱۸۹۳ء کو مساوی قیمت پر جدید قرضہ املاک سے بدلا گیا۔ جدید قرضہ کا سود ۴ ۱/۲ فیصدی ہے۔ ان جدید جاری شدہ قرضوں کیلئے بھی وہی رعایتیں اور ضمانتیں ہیں جو ان قرضوں کے لئے تھیں جنکی جگہ یہ قایم کئے گئے ہیں۔

دسمبر ۱۸۹۵ء کے اخیر پر مصری قرضہ کی مقدار حسب ذیل تھی:۔

قرضہ	رقم
(۱) ۳ فیصدی سود والا قرضہ عثمانی۔	۸۶۹۹۳۰۰ پونڈ
(۲) ۳ ۱/۲ فیصدی سود والا دین مقدم۔	۲۹۳۹۳۵۸۰ "
(۳) ۴ فیصدی سود والا قرضہ متحدہ۔	۵۵۹۷۴۸۴۰ "
(۴) ۴ فیصدی سود والا قرضہ دایرہ ثانیہ۔	۶۴۴۳۶۰ "
(۵) ۴ ۱/۲ فیصدی سود والا قرضہ املاک۔	۳۹۳۴۸۴۰ "
میزان	۱۰۴۹۳۶۹۰۰ "

۱۸۹۵ء اور ۱۸۹۶ء کے لئے آمدنی و خرچ کے جو بجٹ (گوشوارے) تیار کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں:-

مد آمدنی	۱۸۹۶ء پونڈ مصری	۱۸۹۵ء پونڈ مصری	مد خرچ	۱۸۹۶ء پونڈ مصری	۱۸۹۵ء پونڈ مصری
معاملہ زمین نخلستان وغیرہ	۴۸۶۰۰۰۰	۴۸۷۰۰۰۰	قرضۂ قومی کا سود وغیرہ	۳۸۰۲۶۸۳	۳۷۷۰۸۳۸
شہری ٹیکس وغیرہ	۱۳۰۰۰	۱۳۰۰۰۰	خراج ٹرکی کو	۶۶۵۰۴۱	۶۶۵۰۴۱
محصول تمباکو و درآمد و برآمد	۱۶۷۰۰۰۰	۱۶۵۰۰۰۰	خدیو المصر کا صرف خاص	۱۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
محصول چنگی	۲۰۰۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	وظائف خاندان خدیویہ	۹۷۹۲۷	۹۷۹۲۷
محصول نمک و شورہ	۱۷۰۰۰۰	۱۷۰۰۰۰	خدیو کا دیوان بخ	۵۵۹۳۴	۵۵۹۳۴
محاصل شکار ماہی	۹۰۰۰۰	۹۸۰۰۰	وزارت تعمیرات عامہ	۷۳۹۷۸۹	۷۷۵۶۵۹
محاصل جہاز رانی	۷۵۰۰۰	۷۸۰۰۰	وزارت معدلت عامہ	۳۸۷۶۲۶	۳۸۰۱۶۲
آمدنی ریلوے	۱۷۲۰۰۰۰	۱۷۰۰۰۰۰	انتظام صوبجات	۳۲۸۰۷۶	۳۲۰۶۱۹
آمدنی تار برقی	۴۳۰۰۰	۴۲۰۰۰	وزارت صیغہ مال	۸۶۰۴۱	۱۱۹۷۱۵
آمدنی بندرگاہ اسکندریہ	۱۴	۱۴۰۰۰۰	وزارت سررشتہ تعلیم	۱۰۵۴۸۰	۱۰۵۰۰۰
آمدنی ڈاک خانجات	۱۰۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	وزارت صیغہ اندرونی	۳۸۴۳۲۲	۱۱۱۷۰۷
محکمہ کشتی ہائے ڈاک	۸۵۰۰۰	۹۴۰۰۰	کونسل شوریٰ و وزارت صیغہ خارجیہ و لجسلیٹو کونسل	۲۳۳۵۸	۲۳۹۳۰
محاصل مینارہائے روشنی	۷۰۰۰۰	۱۰۳۰۰۰	انتظام وصولی محصول درآمد و برآمد	۱۵۵۸۱۰	۱۳۹۲۲۲
وزارت معدلت عامہ (یعنی اسٹامپ جرمانہ وغیرہ)	۳۸۰۰۰۰	۳۸۰۰۰۰	خرچ وصولی محصول چنگی	۴۳۴۵۰۴	۳۲۳۳۲۷
پل عسکریہ	۹۰۰۰۰	۹۰۰۰۰	ایضاً نمک و شورہ	۳۴۳۷۲۶	۴۴۲۷۸۴
سرکاری جائداد کا لگان و کرایہ	۹۰۰۰۰	۸۶۰۰۰	ایضاً شکار ماہی	۱۰۰۰۰	۹۳۷۶
ضلع سواکن	۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	ایضاً جہاز رانی	۳۰۵۸	۳۰۵۸
پنشن فنڈ	۵۶۰۰۰	۵۵۰۰۰	خرچ ریلوے	۸۳۰۸۸۸	۸۱۳۶۵
متفرق مدات جنکی تصریح نہیں کی گئی	۲۷۵۰۰۰	۲۶۹۰۰۰	خرچ تار برقی	۴۱۰۰۰	۴۱۰۰۰

مد آمدنی	۱۸۹۶ء پونڈ مصری	۱۸۹۵ء پونڈ مصری	خرچ	۱۸۹۶ء پونڈ مصری	۱۸۹۵ء پونڈ مصری
			خرچ وصولی محاصل بندرگاہ اسکندریہ و مرمت	۲۸۰۰۰	۲۳۰۰۰
			ڈاک خانہ جات	۹۶۵۳۵	۹۵۶۴۲
			کشتی ہائے ڈاک	۸۵۶۰۶	۸۴۹۵۶
			کشتی کے مینار	۲۶۹۳۴	۲۶۸۵۰
			صیغہ جنگ و خرچ انگریزی فوج تا دمیں کا۔	۴۸۱۳۳	۴۵۰۸۳۲
			سوائن	۱۲۰۴۵۶	۱۱۹۶۹۲
			پنشنین	۴۳۰۰۰	۴۳۰۰۰
			موقوفی بیگار	۲۵۰۰۰	۲۵۰۰۰
			وزارت کے مختلف خرچ	۱۳۱۳۲۹	۱۰۹۶۵۸
			قاہرہ کی صفائی	۴۲۰۰۰	۴۰۰۰۰
			اخراجات غیر مترتبہ	۳۰۰۰۰	۳۰۰۰۰
میزان	۱۰۳۶۰۰۰	۱۰۲۶۰۰۰	میزان	۹۶۳۰۰۰	۹۶۰۰۰۰

سنہ ۱۸۹۶ء میں تمام قرضوں کی بابت جو رقم خزانہ سے دیجاتی تھی۔ اوسکا اندازہ حسب ذیل کیا گیا تھا

قرضہ ضمانتی سود ۳½ فیصدی۔ سالانہ مقررہ رقم	۳۱۵۰۰۰ پونڈ
قرضہ مقدم۔ سود ۳½ فیصدی۔	۱۰۲۹۰۰۰ "
قرضہ مجتمعہ۔ سود ۴ فیصدی	۲۲۳۹۰۰۰ "
قرضہ دایرہ ثانی۔ سود ۴ فیصدی۔	۳۲۶۰۰۰ "
قرضہ املاک۔ سود ۴½ فیصدی۔	۱۸۳۰۰۰ "
دایرہ خاصہ قرضہ دایرہ ثانیہ کے کمشنروں کو سالانہ رقم جو دیجاتی ہے۔	۳۵۰۰۰ "
مقابلہ کی رقم سالانہ جو سنہ ۱۹۰۵ء تک ادا کیجاوے گی۔	۱۵۴۰۰۰ "
میزان	۴۴۲۰۰۰ "

دایرہ اور املاک کو قرضوں میں دایرہ اور املاک کی محال مکفول ہیں۔ اور قرضخواہوں کی طرف سے کمشنر انکا انتظام کرتے ہیں۔ ان اراضیات کی آمدنی اگر قرضوں کے سود کی ادائگی کے لئے ناکافی ہو تو کمی پوری کرنی گورنمنٹ کا فرض ہے۔

سنہ ۱۸۹۴ء میں واقعی آمدنی وخرچ بتفصیل ذیل ہوا۔

آمدنی ۱۰۳۲۱۸۲۳ پونڈ مصری۔ خرچ ۹۹۰۱۳۵۸ پونڈ مصری۔ فاضلہ ۴۲۰۴۶۵ پونڈ مصری۔
اس فاضلہ میں سے ۲۵۶۹۴۷ پونڈ مصری کمیشن انتظام قرضہ کے ریزرو فنڈ میں داخل ہوئے ۱۱۸۸۴۲ پونڈ مصری۔ گورنمنٹ مصر کے خاص ریزرو فنڈ میں جمع کئے گئے۔ اور ۵۰۷۴۴۴۳ پونڈ مصری جو جمع شدہ رقوم کے تبادلوں سے پس انداز ہوئی کمیشن انتظام قرضہ کو دیگئی۔ سنہ ۱۸۹۵ء کی شروع میں مختلف ریزرو فنڈوں میں مندرجہ ذیل رقمیں جمع تہیں:۔

کمیشن اہتمام قرضہ کا ریزرو فنڈ ۲۱۹۹۷۰۴ پونڈ مصری۔ مصری گورنمنٹ کا ریزرو فنڈ ۲۷۹۱۱۶ پونڈ مصری۔ تبادلہ قرضہ سے بچت ۱۴۰۱۱۶۱ پونڈ مصری۔

میزان کل ریزروں کی ۳۸۸۷۰۸۷ پونڈ مصری ٭

(انسائکلوپیڈیا برٹینکا ایڈیشن سنہ ۱۹۰۲ء) آمدنی کے بڑے ذرایع معاملہ اراضی۔ اجارہ تمباکو اور پرمٹ ہیں۔ اور خرچ کی بڑی مدیں۔ قرض کا سود وغیرہ اور ملکی انتظام کے مصارف ہیں۔ چالہ آمدنی خرچ کی جدول یہ ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ء کی رقم خرچ میں وہ رقوم بھی شامل ہیں۔ جو جنرل ریزرو فنڈ وغیرہ کو دیگئی۔ باقی سالوں میں یہ شامل نہیں۔

سن	آمدنی	خرچ
سنہ ۱۹۰۰ء	۱۱۴۴۷۰۹۵ گنی	۹۸۹۵۲۲۴ گنی
سنہ ۱۹۰۱ء	۱۱۹۴۳۹۲۹ ″	۹۹۲۳۵۴۶ ″
سنہ ۱۹۰۲ء	۱۲۱۴۸۶۵۶ ″	۱۱۴۳۲۵۲۲ ″
سنہ ۱۹۰۳ء	۱۲۴۶۳۷۰۰ ″	۱۱۷۲۰۱۰۰ ″
سنہ ۱۹۰۴ء	۱۱۵۰۰۰۰۰ ″	۱۱۴۱۰۰۰۰ ″

سنہ ۱۹۰۳ء کی فاضلہ آمدنی ۳۲۰۱۷۶۲ گنی میں سے بروئے قرارداد ۷۴۳۰۰۰ گنی مصری گورنمنٹ کو ملیں۔ ۱۲۱۴۱۳۱ گنی قرضہ کے جنرل ریزرو فنڈ میں ڈالی گئیں۔ ۲۶۵۰۳۷ گنی۔ اقتصادی فنڈ کو اور ۴۹۰۰۴ گنی فنڈ ادائے قرضہ کو ملیں۔

سنہ ۱۹۰۳ء کی آمدنی کے ابواب یہ ہیں معاملہ اراضی وغیرہ ۴۹۷۶۳۲ گنی۔ پرمٹ ۱۲۴۷۲۶۱ گنی۔

اجارہ تمباکو ۱۳۰۴۴۰۷۷ گنی - متفرق ٹیکس ۳۵۶۲۰۲ - ریل ۳۲۰۵۳۵ - تار ۷۹۹۴۷ - ڈاک ۱۶۸۰۴۲ - بنادر و بینار روشنی ۲۹۷۵۹۰ - حینیہ عدالت ۹۲۳۱۵۴ - دیگر محکمی ۱۶۰۷۳ - متفرق ۱۸۰۵۹۰ - حصہ از ریزرو فنڈ ۳۱۵۵۹۲ = ۱۲۴۹۳۷۰۰ گنی -

مدات خرچ - خدیو و خاندان خدیویہ - ۲۵۵۲۳۱ گنی - انتظام ملک ۳۸۰۲۸ - ریل ۲۳۹۹۰ - ۱۳۴۸۳ تار ۵۷۳۲۱ - ڈاک ۳۲۱۳۲ - بنادر و بینار ۵۶۹ - ۵۶۹۷ - متفرق ۱۶۷۳ - مصری فوج ۱۹۹۰۷ - ۴۰ انگریزی فوج ۸۲۵ ۴۸ (سنہ ۱۹۰۵ء علی الترتیب ۱۹۸۱ ۶۱ ۴۹ ۷۵۰۰ گنی خرچ ہوا) پنشن ۱۱۴۲۴۶۱ - خراج ٹرکی کو ۶۶۵۰۴۰ - مجلس قرضہ ۵۶ ۸۹ ۲۳۸۹ - مجتمعہ قرضہ (علاوہ دایرۂ ثانیہ و املاک) ۴۰۵۴ ۲۸۴۷ - غیر مجتمعہ قرضہ ۱۹۳۰۳۲ - تنسیخ بیگار ۲۶۴۷۵۲ - کمی آمدنی سوڈان ۲۱ - ۳۸۹۰ - ریزرو غیر متوقعہ مصارف کے لئے ۴۵۵۳ - حوض آبرسانی ۸۴۲۶۷ - تبادلہ قرضہ ۲۶۵۰۳۱ - بیباقی فنڈ ۴۶۹۰۰ - ریزرو فنڈ کو ۱۲۱۴۳ اگنی - میزان ۱۱۷۲۰۱۰۰ گنی -

مصر نے پہلے پہل سنہ ۱۸۶۲ء میں ممالک غیر سے قرض لیا - اس سال مختلف دست گردانیوں کی قرضوں کی ادائگی کے لئے ممالک غیر سے تقریبًا ۳۴ لاکھ پونڈ قرض لئے گئے - ایک دفعہ چاٹ پڑنے کی دیر تھی کہ انکا ایک سلسلہ شروع ہوگیا - اور سنہ ۱۸۷۰ء میں اجنبی قرضہ ۳ کروڑ ۳۰ لاکھ پونڈ ہوگیا - سنہ ۱۸۷۳ء میں ۳ کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ اور قرض لئے گئے - تاکہ ۱۱ کروڑ ۸۰ لاکھ کے جدید دست گردان ملکی قرضے ادا کئے جائیں سنہ ۱۸۷۵ء میں خدیو اسمعیل پاشا نے ظاہر کیا کہ وہ اس قرضہ کی بلا سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں دیکھتا نہ کچھ انتظام کر سکتا ہے - اسپر فرانس نے سنہ ۱۸۷۶ء میں مشورہ دیا کہ کل متفرق قرضوں کو ایک جگہ جمع کرکے ۹ کروڑ دس لاکھ پونڈ کی رقم کا ایک قرضہ بنا دیا جائے - ایسا کیا گیا - مگر سود پھر بھی کئی قرضوں کا ادا نہ ہوا آخر فرانس و انگلستان انتظام قرضہ کے بہانہ سے دخیل ہوئے - اور مشورہ ٔ دول وہ انتظام کیا جو پہلے درج ہو چکا ہے جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو مختلف قرضوں کی حسب ذیل مقدار باقی تھی -

نام قرضہ	مقدار	سالانہ سود و بیباقی فنڈ
ضمانتی قرضہ ۳ فیصدی	۷۷۹۰۰۰۸ گنی	۳۰۷۱۲۵
مجتمعہ قرضہ ۴ فیصدی	۵۵۹۷۱۹۶۰	۲۱۸۲۹۰۷
قرضہ املاک ۴½ فیصدی	۲۰۵۶۴۲۰	۱۰۷۹۶۲
مقدم قرضہ ۳½ فیصدی سود	۳۱۱۲۷۷۸۰ گنی	۱۰۶۲۵۵۶
دایرۂ ثانیہ ۴ فیصدی	۴۹۵۲۸۶۰	۱۹۸۱۱۴
میزان	۱۰۲۱۸۶۹۲۰	۳۸۵۸۶۶۳

سنہ ۱۸۸۷ء میں چند ریزرو فنڈ بھی قایم کئے گئے - جنمیں فاضلہ سالانہ آمدنی کا ایک حصہ جمع کیا جاتا ہے جنوری سنہ ۱۹۰۴ء میں ان فنڈوں کی میزان ۸۰۵۱۲۱۷ گنی تھی -

مصر میں سرکاری طور پر ایک نیشنل بنک بھی قایم ہو چکا ہے۔ جسکی نگرانی میں یکم جون ۱۹۰۲ء کو ایک زرعی بنک بھی کھولا گیا ہے جسکا سرمایہ ۲۵ لاکھہ پونڈ ہے۔ اسمیں سے نصف وصول کیا گیا ہے۔ سرکار نے ذمہ لے رکھا ہے کہ حصہ داروں کو اگر ۳ فیصدی سے کم منافع ہو تو کمی سرکار پوری کر دے گی۔ یہ بنک فلاحین (مزارعین و مالکان) کو نو فیصدی سالانہ (۱۲ فیصدی ماہوار) پر روپیہ قرض دیتا ہے۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ۲۰۷۶۵۴ مزارعین کے ذمہ اوسکی ۱۲ لاکھہ ۸ ہزار دو سو گنی واجب تہیں۔

۱۹۰۱ء میں ڈاکخانوں میں سیونگز بنک بھی کہولدیئے گئے۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۰۱ء کو ۷۴۹ اشخاص کی ۳۸ ہزار گنی اوسمیں جمع ہوگئیں۔ اور ۳۱ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ۱۲۵۸۷ اشخاص کی جنمیں ۸۶۹۳ مصری اور تین اجنبی تھے ۸۶ ہزار گنی جمع تہیں۔ اجنبیوں میں زیادہ تر اطالین ہیں۔

حفاظت مُلک فوج

۱۹ ستمبر ۱۸۸۲ء کو حسب الحکم خدیو تمام مصری فوج موقوف کردی گئی۔ اور اوسی سال کے دسمبر میں نئی فوجکی ترتیب و تکمیل کا کام ایک انگریزی فوج کے جرنیل کی سپرد کیا گیا۔ اور اوسے سردار کا خطاب دیا گیا۔

موجودہ سردار بریگیڈیر (اب میجر) جنرل سر ہربرٹ کچنر کے سی۔ ایم جی۔ سی۔ بی۔ ای ڈی سی ہیں۔ اور اسوقت تقریباً ۶۷ انگریز افسر مصری فوج میں کام کر رہے ہیں۔ فوج تعداد میں ۱۸۵۱۵۲ ہے ۱۸۸۲ء کی بغاوت کے وقت سے ایک انگریزی فوج قابض مصر میں مقیم ہے۔ اوسکی تعداد تین ہزار سے متجاوز ہے۔ مصر کے پاس اسوقت کوئی کارآمد جنگی جہاز نہیں ہے۔

(اناڈیشن ۱۹۰۶ء) موجودہ سردار میجر جنرل سر ریجی نالڈ ون گیٹ۔ کے سی۔ بی کے سی ایم جی ڈی ایس او ہیں۔ سوڈان کا گورنر جنرل بھی سردار ہی ہوتا ہے۔ مؤلف۔ مصری فوجمیں اسوقت ایک سو دس انگریز افسر ہیں۔ مصری فوجکی کل جمعیت ۱۶۰۹۱ ہے۔ گہوڑے اور خچر اکیس سو۔ اونٹ ۴۸۰ اور توپیں دو سو ۵۰ ہیں۔ پرانی قلاعی توپیں بھی اس تعداد میں شامل ہیں۔

انگریزی فوج قابض مصر کا کمان افسر میجر جنرل جے آر۔ سلیڈ سی بی ہے۔ اور چیف سٹاف افسر کرنل جی۔ ایم۔ ملک سی۔ بی۔ ۱۸۸۲ء کی بغاوت عربی پاشا کے وقت سے انگریزی فوج مصر میں موجود ہے۔ اوس کی جمعیت حسب اقتضائے وقت بدلتی رہتی ہے ۱۹۰۶ء کے آغاز میں ۳۰۷۲ تھی۔ مگر تنازعہ طابہ کے دوران میں بڑھا دیگئی۔ اور اب اس عزم بنا پر کہ مصر اور تمام شمالی افریقہ

لہ یہ اسوقت بنام لارڈ کچنر سپہ سالار ہندہیں فتح سوڈان کے بعد جنوبی افریقہ کی جنگ ٹرنسوال کو بھیجے گئے تھے۔ افواہ ہے کہ لارڈ کرومر کے بعد وہ مصر میں برٹش قونصل جنرل ہونگے۔ مگر یہ یقینی امر نہیں ہے۔ مؤلف

سے مسلمان اہلی فرنگ کے برخلاف جوش میں آرہے ہیں۔ اور مزید اضافہ مستقل طور پر ہونے والا ہے۔ اب تک مصری خزانہ سے انگریزی فوج کے مصارف کے متعلق ایک لاکھ پونڈ سالانہ لیا جا رہا ہے۔ مگر اب جدید اضافہ کا خرچ بھی اوسی سے لیا جائیگا۔ آخر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کو فیصلہ ہوا کہ آیندہ پانچہزار، سو انگریزی فوج مصر میں رہے۔ فوج قابض کا کل خرچ خزانہ مصر سے نہیں لیا جاتا۔ بلکہ مصر میں رکھنے سے انگلستان کی رہایش کی نسبت جو زاید خرچ ہوتا ہے۔ وہ لیا جاتا ہے۔ مثلاً انگلستان یا کسی انگریزی مقبوضہ میں ایکہزار سپاہ پر دس لاکھ روپیہ سالانہ خرچ آتا ہے۔ اور مصر میں رکھنے پر پندرہ لاکھ تو صرف پانچ لاکھ کی رقم اوس ایکہزار سپاہ کی بابت مصر سے لیجائے گی۔

پیداوار اور صنعت و حرفت — مصر کا کل رقبہ خشک و زیر آب اسی لاکھ فدان ہے انمیں سے پچاس لاکھ ۲۲ ہزار فدان سنہ ۱۸۹۱ء میں زیر کاشت تھی۔ فدان ۱ ۳/۱۰ ایکڑ کے برابر ہوتا ہے۔ زراعتی آبادی کل آبادی میں ۷۱ فیصدی ہے۔

(از اڈیشن ۱۹۱۱ء) سنہ ۱۹۰۹ء میں ۵۷ لاکھ ۴ ہزار فدان زیر کاشت تھی۔ فدان ۱.۰۳ ایکڑ کے برابر ہوتا ہے۔ زرعی زمین بلحاظ سرکاری تشخیص دو قسم کی ہے۔ خراجی و عشری۔ خراجی قابضوں کے پاس بطور موروثی و خیلکاری کے ہوتی ہے۔ اگر کوئی قابض لاولد مرے تو مالک سرکار ہو جاتی ہے۔ کل رقبہ کا ۵/۶ خراجی ہے۔ معاملہ جسے در اصل لگان سمجھنا چاہیئے۔ ہر علاقہ میں جدا جدا مقدار کا ہے۔ تاہم اوسط لگان سرکاری فی فدان ۲۵/۸ سالانہ ہے۔ عشری رقبہ کا ۱/۶ حصہ ہیں۔ یہ ابتدا عشر یعنی پیداوار کے دسویں حصہ پر سرکار نے دی تھیں۔ مگر سرکار چاہے تو عشر کو ۳۰ سالانہ فی فدان کے نقد معاملہ سے بدل سکتی ہے۔ بیگار کا قاعدہ منسوخ ہو گیا ہے۔ لیکن طغیانی کے زمانہ میں دریائے نیل کے کناروں کی حفاظت اور بندوں کے استحکام کے لئے سرکار اب بھی فوراً جب ضرورت ہو باشندوں سے جبراً کام لے سکتی ہے۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں اسغرض کے لئے تقریباً پانچہزار آدمیوں سے کام لیا گیا تھا۔ کاشتکار عموماً چھوٹے چھوٹے رقبوں پر قابض ہیں۔ پچاس فدان سے زیادہ رقبہ رکھنے والے مالک بہت کم ہیں۔ ۱۲ ہزار مالکوں کے جنکے قبضہ میں تقریباً ۲۳ لاکھ فدان ہیں۔ پونے ۹ لاکھ مالک ۵-۵ فدان کی کھاتے رکھتے ہیں۔ اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ مالک ہیں پچاس فدان تک کی کھاتے رکھتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں تقریباً ساڑھے دس لاکھ فدان دو کروڑ ۲۰ لاکھ گنی میں رہن تھی۔ کئی مرہونہ دیہات بلا ایجنٹ ہیں دیہات میں غیر مالک بھی بہت ہیں۔ جو کچھ نہیں یا پیشہ ور باشندوں کے پاس ہیں اور مالکوں اور انمیں دیرینہ موروثی تعلق آقا و ملازم کا چلا آتا ہے۔

چند سال سے مصر کا محکمہ آبپاشی بڑی سرگرمی دکہارہا ہے۔ بالائی مصر میں بمقام اسوان دریائے نیل پر ایک بڑا بند بنایا گیا ہے۔ ایک پہاٹک دار بند اسیوط میں تیار ہوا ہے۔ اور ایک اور مقام زفتا پر تیار ہورہا ہے۔ ان بندوں سے ان موقعوں پر نیل میں ایک ارب سات کروڑ مکعب میٹر پانی کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ جسکو نہروں کے ذریعہ قابل آبپاشی علاقوں میں پہونچانیکا انتظام ہورہا ہے سنہ ۱۸۹۵ء میں ۴۶ لاکہ اور سنہ ۱۹۰۴ء میں ۶۵ لاکہ قنطر روئی پیدا ہوئی۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں پونے نو لاکہ اشرفی کی مصری اور ایک کروڑ ۷۵ لاکہ اشرفی کی روئی ممالک غیر کو گئی۔ ان اعداد سے دیگر اجناس کی پیداوار کی ترقی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

مصر کے زرعتی سال میں تین فصلیں یا موسم ہوتے ہیں۔ موسم بہار (یعنی ربیع) کی بڑی اجناس تمام قسم کے خوردنی غلے ہیں۔ یہ فصلیں نومبر میں بوئی اور مئی وجون میں درو کی جاتی ہیں۔ موسم بہار کی مشہور اجناس (یعنی خریف کی) جو مارچ میں بوئی اور اکتوبر و نومبر میں درو ہوتی ہیں۔ کپاس نیشکر اور چاول ہیں موسم خزان (یعنی زاید ربیع) کی فصلیں جو جولائی میں کاشت اور ستمبر و اکتوبر میں درو ہوتی ہیں۔ چاول۔ مکی اور ترکاریاں ہیں۔ مصر البحری میں زمین کی آبپاشی نہروں سے ہوتی ہے۔ جو نیل سے نکلکر ڈلٹا کی ہر ایک سمت میں جال کی طرح پہیلی ہوئی ہیں۔ مصر الصعید میں نیل کی طغیانی سے آبپاشی ہوتی ہے۔ اسوقت زمین پر پانی پہر جاتا ہے۔ اور تالابوں میں جو آبپاشی آیندہ کے لئے ذخیرہ آب کا کام دیتے ہیں پانی بھر جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل جدول سے کپاس کی کاشت کی مقدار معلوم ہو جائے گی:۔

سال	رقبہ زیر کاشت	پیداوار	اوسط پیداوار فی فدان	سال	رقبہ زیر کاشت	پیداوار	اوسط پیداوار فی فدان
	فدان	قنطر	قنطر		فدان	قنطر	قنطر
سنہ ۱۸۸۸ء	۱۰۲۱۲۵۰	۲۹۰۰۰۰۰	۲ ۲۱/۲۵	سنہ ۱۸۹۱ء	۸۵۱۰۰۰	۴۷۶۵۰۰۰	۵ ۱/۲
سنہ ۱۸۸۹ء	۸۵۲۸۲۹	۳۶۵۸۰۰۰	۳ ۷/۱۰	سنہ ۱۸۹۲ء	۸۶۴۰۰۰	۴۹۰۷۵۰۰	۵ ۴/۵
سنہ ۱۸۹۰ء	۸۶۴۴۰۰	۴۱۶۰۰۰۰	۴ ۴/۵	فدان = ۱.۰۳۸۰۸/۱۰۰۰۰ ایکڑ کے ہے قنطر = ۹۹ ۴۹۲/۱۰۰۰ پونڈ یعنی تقریباً ۴۹ ½ سیر کے۔			

مصر میں کل دیہات ۳۷۸۱ ہیں۔ سنہ ۱۸۸۶ء میں ان میں سے ۲۴۴۴ اور سنہ ۱۸۸۹ء میں ۲۶۸۵ دیہات نے کپاس کی کاشت کی۔

مندرجہ ذیل جدول میں مصر البحری اور مصر الصعید کے ہر ایک صوبہ کی زرعتی حالت بتلائی گئی ہے۔

نام صوبہ	تعداد دیہات	تعداد مزروعہ فدانوں کی	تعداد قلبہ ان مویشی کی ہر سو فدان پر	تعداد بھیڑ بکری کی ہر سو فدان پر	تعداد پھلدار درختوں کی ہر سو فدان پر	تعداد کھجوروں کی ہر سو فدان پر
(۱) مصر البحری						
بحیرہ	۴۰۳	۴۶۷۶۶۳	۱۲	۱۳	۲۳	۲۲
شرقیہ	۴۵۱	۴۳۴۹۸۲	۱۲	۹	۲۴	۱۱۶
دقاہلیہ	۹۴۴	۴۶۲۳۹۷	۱۱	۱۳	۱۳	۲۷
غربیہ	۵۵۲	۸۴۰۰۸۹	۱۷	۱۶	۱۶	۲۵
قلیوبیہ	۱۶۶	۱۸۷۱۸۰	۱۷	۱۹	۳۲۵	۷۰
منوفیہ	۳۳۸	۳۵۱۷۱۰	۳۳	۱۸	۴۳	۸
میزان	۲۳۵۹	۲۷۴۳۹۹۰	۱۷	۱۴	۴۲	۴۰
(۲) مصر الصعید						
اسیوط	۲۹۲	۳۱۹۱۰۰	۱۰	۳۰	۳۱	۸۴
بنی سویف	۱۷۴	۲۳۱۶۱۰	۱۵	۱۶	۸	۴۶
فیوم	۸۷	۲۳۱۰۴۵	۸	۱۳	۵۴	۱۰۵
غزہ	۱۶۸	۱۸۱۱۷۶	۱۹	۳۶	۹	۱۹۵
میسنا	۲۶۸	۳۹۷۲۴۰	۶	۹	۱۷	۵۴
اشنا	۱۹۵	۱۵۰۴۵۹	۱۸	۱۱	۷	۳۴۸
جرجہ	۱۱۰	۲۳۵۹۱۵	۱۶	۵۱	۹	۹۶
قینا	۱۳۶	۲۸۰۹۲۷	۱۰	۳۴	۱۰	۹۲
میزان مصر الصعید	۱۴۲	۲۲۱۷۴۷۲	۱۳	۲۵	۱۷	۱۰۶
میزان الکل مصر	۳۷۷۹	۴۹۶۱۴۶۲	۱۴	۲۰	۱۳	۶۹

خرما کے ایسے درختوں کا جن سے پھل یا تخم حاصل ہوتا ہے کل شمار تقریباً ۴۰۲۵۰۴۵۳ ہے۔ اور شیردار قلبہ ان مویشی اور اونٹ گھوڑوں کی تعداد ۱۶۶۸۸۶۰ ہے۔

مندرجہ ذیل جدول سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ سنہ ۱۸۹۰ء و سنہ ۱۸۹۱ء میں فلاں فلاں جنس اتنے فدانوں پر کاشت ہوئی:۔

نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء
گندم	فدان ۱۱۶۵۶۷۶	فدان ۱۲۱۵۸۴۱	چاول	فدان ۴۸۰۹۵	فدان ۱۶۷۱۶۴	تمباکو	فدان ۸۶۰	فدان —

نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	نام جنس	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء
مکی اور جوار	۱۷۵۹۹۰۶	۱۵۳۰۹۸۳	جلبی دفینو گریکہ	۱۳۳۴۸۴	۱۳۹۵۶۰	مٹر وغیرہ	۸۸۱۹	۷۱۶۹
کلوراگھاس	۸۷۵۷۶۱	۸۲۰۴۶۳	آلو وترکاریاں	۳۷۲۴۴	۳۴۵۴۲	سن چیلوتیل	۶۰۵۰	۵۸۲۹
کپاس	۸۶۴۳۰۲	۸۷۱۴۴۱	نیشکر	۶۵۵۰۵	۶۴۵۳۹	ارنڈ وتیل	۱۴۱۴۳	۹۶۶۴
لوبیا وماش	۶۲۸۲۱۱	۶۴۳۷۵۱	گلبن	۳۱۲۱۱	۳۸۷۰۲	کل فصل	۶۱۳۰۷۰۱	۶۱۴۵۸۴۹
جو	۴۵۶۰۷۵	۴۶۰۳۳۰	خربزہ۔ تربوز	۴۴۰۱۲	۴۳۱۸۰	رقبہ مزروعہ	۵۰۲۲۷۰۱	-
مونگی، موٹھ، مسور	۷۷۲۱۶	۷۵۷۵۶	سنگھاڑے	۱۳۱۴۳	۱۷۳۵۵	دوہری فصل	۱۱۰۸۰۰۰	-

مندرجہ ذیل جدول سے اوس تجارت کی مالیت جو تین برسوں میں مصر کی دیگر ممالک سے ہوئی معلوم ہو جائے گی :-

نام ملک	ممالک مندرجہ ذیل سے مصر میں مال آیا				ان ممالک کو مصر سے گیا			
	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری	گنی یا پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری	گنی یا پونڈ مصری
برطانیہ کلان	۳۰۶۱۴۲۶	۲۶۸۵۵۴۶	۳۱۸۳۲۳۱	۶۹۹۰۷۸۹	۷۸۴۳۹۳۸	۷۲۴۲۴۵۵	۶۵۱۷۹۴۶	۱۰۹۰۰۲۲۸
انگریزی مقبوضات واقع بحیرہ روم	۱۳۹۲۱۲	۱۲۶۶۷۲	۱۱۳۳۵۸	۲۳۸۴۱۱	۲۳۵۵۷	۱۳۲۳۶	۱۲۰۹۰	۳۸۱۰
انگریزی مقبوضات آسٹریلیا وغیرہ	۶۰۹۹۷۴	۵۹۷۵۳۵	۴۹۳۹۳۹	۹۶۹۰۴۱	۳۴۹۳۸	۵۲۶۶۳	۵۳۰۷۰	۱۵۹۹۰۷
جرمنی	۱۷۹۰۵۸	۱۸۸۲۹۳	۲۳۰۹۴۰	۱۰۲۰۲۶۹	۳۱۱۹۷۰	۳۹۹۷۹۱	۲۵۷۸۵۲	۱۵۵۶۰۶۸
امریکا	۳۵۰۹۲	۳۷۵۰۸	۴۹۹۷۰	۲۸۴۲۲۷	۱۶۸۲۵۵	۲۴۷۰۳۴	۳۲۷۹۸۱	۶۸۹۱۶۸
آسٹریا ہنگری	۷۸۴۵۸۸	۷۲۳۰۵۱	۷۴۷۳۵۳	۱۴۵۸۵۲۴	۵۶۲۵۱۵	۴۶۷۰۳۳	۴۹۶۳۹۲	۹۰۰۷۷۴
بلجیم	۳۸۵۹۷۲	۲۳۰۵۵۷	۳۷۵۲۰۱	۷۲۴۰۸۵	۱۳۲۰۹۵	۸۵۰۶۴	۱۱۳۳۶۵	۱۹۲۱۷۱
چین و جاپان وغیرہ	۸۳۶۲۱	۸۴۷۹۷	۸۷۹۴۹	۳۰۳۹۸۲	۷۰۸	۱۲۱۰	۱۷۰۶۰	۲۰۶۱۷۸
فرانس	۸۵۵۳۳۵	۸۹۶۹۲۶	۸۸۶۳۵۲	۱۹۰۶۹۹۲	۱۰۷۹۴۰۷	۸۷۶۵۰۴	۸۸۹۲۰۵	
فرانسیسی مقبوضات بر ساحل بحیرہ روم	۲۲۸۴۴۳	۳۰۵۳۳	۳۲۰۷۲		۱۷۲۸۸	۲۴۵۶۰	۲۱۱۸۱	۱۶۰۶۱۵۰

نام ملک	ممالک مندرجہ ذیل سے مصر میں مال آیا سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء	ان ممالک کو مصر سے گیا سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۴ء
یونان	۳۴۶۰۴	۵۱۱۳۷	۵۸۹۹۸	۲۶۳۱۰۳	۱۰۵۸۱	۱۰۳۷۰	۷۷۲۵	۱۷۲۶۷
اٹلی	۲۷۷۰۲۱	۳۳۱۴۶۰	۳۳۷۹۶۷	۱۱۶۸۱۲۲	۶۱۱۷۴۶	۸۴۴۲۸۹	۵۸۷۱۴۵	۹۵۶۷۸۸
مراکو	۴۰۴۳۸	۳۷۳۸۳	۳۷۱۲۴	۴۹۲۰۳	۱۷۴۶	۱۲۱۹	۱۱۶۶	۱۷۴
ایران	۵۴۸۰۹	۴۵۹۰۳	۷۶	۴۶۲۰۳	..	-	-	۳۴۹۸
روس	۳۴۷۲۴۶	۳۸۷۰۳۸	۳۷۳۰۲۲	۷۵۰۰۴۴	۱۷۳۵۴۸۶	۱۷۸۶۶۰۲	۱۸۲۳۶۷۶	۱۳۳۹۹۶۱
ٹرکی	۱۹۰۰۶۲۱	۱۹۱۷۱۰۲	۱۸۱۲۸۳۷	۲۸۱۴۰۵۹	۴۶۸۱۵۰	۴۵۱۸۳۸	۳۴۲۳۹۱	۲۴۹۰۱۲
ہسپانیہ	-	-	-	۱۵۴۸۱۸۸	۱۵۷۳۰۰	۲۳۸۸۰۵	۲۴۸۴۸۵	۱۳۵۴۱۷۵
دیگر ممالک	۳۰۵۵۰۰	۳۴۷۲۰۰	۳۷۱۶۲۵		۱۹۰۶۳۸	۳۰۶۹۸۴	۱۷۶۲۴۵	
میزان	۹۰۹۱۴۸۱	۸۷۱۸۷۳۵	۹۲۶۶۱۱۶	۲۰۵۵۹۵۸۸	۱۳۴۴۱۳۱۸	۱۲۷۸۹۶۹۴	۱۱۸۹۲۸۶۵	۲۰۳۱۶۰۵۶

سنہ ۱۹۰۴ء کی درآمد میں سے ایک کروڑ ۱۸ لاکھ ۲۶ ہزار گنی کا مال اور درآمد میں سے ایک کروڑ ۹۷ لاکھ ۴ ہزار گنی کا مال بندر اسکندریہ کے رستہ گذرا۔

جدول مندرجہ ذیل سے یہ معلوم ہوگا کہ سالہائے مندرجہ جدول بالا میں مصر کی تجارت درآمد و برآمد کے ایک ایک ہزار پونڈ مصری میں ممالک ذیل نے اتنے اتنے پونڈوں کا لین دین کیا یعنی اس سے اوسط تجارت فی ہزار پونڈ ہر ایک ملک کی معلوم ہو جائے گی جو اوسنے مصر سے کی۔

نام ملک	اوسط مالیت فی ہزار پونڈ اوس مال کی جو ان ممالک سے مصر مین آیا سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	اوسط اوس مال کی جو مصر سے اون میں گیا سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
برطانیہ کلان	۳۳۷	۳۰۸	۳۴۴	۵۸۸	۵۶۶	۵۴۸
انگریزی مقبوضات واقع بحیرہ روم	۱۵	۱۵	۱۲	۲	۱	۱
آسٹریلیا وغیرہ	۶۷	۶۹	۵۳	۲	۴	۴
جرمنی	۲۰	۲۱	۲۵	۲۳	۳۱	۲۲
امریکا	۴	۴	۵	۱۳	۱۹	۲۷
آسٹریا ہنگری	۸۶	۸۳	۸۱	۴۲	۳۶	۴۲

نام ملک	اوسط مالیت فی ہزار پونڈ اوس مال کی جو ان ممالک سے مصر میں آیا			اوسط اوس مال کی جو مصر سے اون میں گیا		
	سنہ ۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
بلجیم	۳۹	۳۶	۴۰	۱۰	۷	۱۰
چین و جاپان	۹	۱۰	۹	۱ ۱/۴	۱/۱۰	۱ ۱/۲
فرانس	۹۴	۱۰۳	۶۶	۸۱	۶۹	۷۵
فرانسیسی مقبوضات واقعہ بحیرہ روم یعنی الجیریا، کارسیکا، ٹیونس وغیرہ	۲	۴	۴	۱	۲	۲
یونان	۴	۶	۶	۱	۱	۱
اٹلی	۳۰	۳۸	۳۶	۴۶	۴۶	۴۹
مراکو	۴	۴	۴	۱/۷	۱/۱۰	۱/۱۰
ایران	۶	۵	۸	-	-	-
روس	۳۸	۴۴	۴۰	۱۳۰	۱۴۰	۱۵۳
ٹرکی	۲۰۹	۲۲۰	۱۹۶	۳۵	۳۵	۲۹
ہسپانیہ	-	-	-	۱۲	۱۹	۲۱
دیگر ممالک	۳۴	۴۰	۴۱	۱۴	۲۴	۱۵

پچھلے تین برسوں میں مصر کی تجارت درآمد و برآمد کی بڑی بڑی اشیاء کی مالیت حسب ذیل تھی:-

نام جنس	اشیاء جو باہر گئیں			نام جنس	جو باہر سے آئیں		
	سنہ ۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء		سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری		پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری
کپاس	۸۸۳۸۰۳۴	۸۵۲۵۹۸۴	۸۱۸۱۱۷۰	سوتی پارچات	۱۵۴۱۶۰۰	۱۳۲۰۸۳۸	۱۴۸۴۹۶۵
بنولے	۱۹۲۳۷۰۰	۱۸۴۰۳۵۷	۱۴۵۷۷۹	ریشمی و اونی پارچات اور کتان ململ ٹین وغیرہ	۱۳۰۳۷۰۰	۱۱۵۰۱۲۵	۱۱۷۰۰۹۸
قند	۶۸۶۵۰۰	۷۶۰۷۹۳	۹۴۹۲۹۳	کوئلہ	۶۱۷۵۰۰	۴۰۴۸۴۷	۴۹۲۱۰۳
لوبیا وغیرہ	۶۹۳۰۰۰	۹۹۷۹۵۸	۶۸۱۰۴۶	جرابیں موزے وغیرہ	۳۷۶۵۰۰	۳۵۶۹۰۳	۳۷۱۸۶۱
گندم	۲۳۸۹۰۰	۸۲۰۹۵۷	۱۱۰۹۳۶	لکڑی	۶۸۸۳۰۰	۴۳۹۴۸۲	۵۰۷۷۶۳

اشیاء جو باہر گئیں			
نام جنس	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری
چاول	۱۳۷۱۰۰	۱۷۱۳۸۷	۹۶۳۰۷
مکی	۱۱۹۰۰۰	۵۸۲۰	۶۶۰۴۶
کچا چمڑا اور کھالیں	۸۹۱۰۰	۹۳۷۹۳	۸۲۵۲۶
پیاز	۱۱۴۱۵۰	۱۴۶۰۶۸	۱۶۰۶۶۸
اون	۳۴۱۵۰	۴۸۱۵۰	۴۷۸۴۵
سوجی چوکر	۱۳۷۰۰	۲۲۹۰	۸۲۴۴
موٹھ مونگی	۴۳۴۰۰	۲۳۷۲۶	۱۷۵۹۵
گوند	۵۶۶	۱۱۷	۳۰۱۸

جو باہر سے آئیں			
نام جنس	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء
	پونڈ مصری	پونڈ مصری	پونڈ مصری
قہوہ	۲۶۶۱۵۰	۲۹۳۴۱۸	۲۷۳۴۹۲
شراب بیر پورٹر وغیرہ	۲۹۳۸۵۰	۳۰۹۶۹۷	۲۸۳۲۳۲
تمباکو و سگار	۳۴۹۵۰۰	۴۲۴۱۷۷	۴۹۸۸۸۳
مٹی کا اور دوسرے تیل	۳۲۴۲۵۰	۲۶۴۳۶۳	۲۸۹۹۶۰
کلین	۲۷۲۵۰۰	۱۵۲۰۶۵	۲۸۷۲۵۸
فولادی و آہنی اسباب	۲۷۲۵۰۰	۳۴۳۰۹۷	۴۶۲۹۴۴
نیل	۲۴۹۹۰۰	۲۰۸۴۲۷	۲۰۰۹۵۹
تازہ و خشک پھل	۲۷۴۰۰۰	۲۴۳۰۱۰	۲۴۱۲۳۴
حیوانات	۲۴۱۶۰۰	۱۸۷۶۹۶	۱۸۰۹۱۵
گندم و سوجی	۳۰۴۶۰۰	۳۴۷۸۱۵	۱۷۸۱۹۵
چاول	۱۵۲۱۱۶	۱۲۴۵۲۵	۱۰۲۶۹۷
قند مصفیٰ	۳۰۶۰۰	۲۵۶۲۳	۲۸۵۹۷

محصول تمباکو سنہ ۱۸۹۲ء میں ۶۵۵۲۹۷ پونڈ مصری سنہ ۱۸۹۳ء میں ۷۸۸۶۶۰ پونڈ مصری اور سنہ ۱۸۹۴ء میں ۹۳۲۷۴۹ پونڈ مصری وصول ہوئی۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۲ لاکھ ۹۶ ہزار گنی اور سنہ ۱۹۰۳ء میں ۱۳ لاکھ ۴ ہزار گنی وصول ہوئیں۔

جو اسباب تجارتی مصر میں داخل ہو مصرین اوسکی پڑتال کرکے مالیت مقرر کرتے ہیں۔ مالیت کا اندازہ دو طرح سے کیا جاتا ہے۔ ایک تو بیجکوں سے وہ قیمت معلوم کی جاتی ہے جس پر وہ اپنے اصلی ملک میں خریدا گیا۔ اور اس قیمت پر کرایہ ڈھوئی اور بیمہ کی اجرت وغیرہ کل اخراجات ایزاد کرلئے جاتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جس بندرگاہ میں اسباب اترے۔ اس بندرگاہ میں ٹھوک فروشی کے نرخ سے اوسکی جو قیمت ہوا اوس میں سے دس فیصدی کم کردی جاتی ہے۔ تاہم وصولی محصول درآمد برآمد میں سہولیت پیدا کرنیکی غرض سے حکام محکمہ متعلقہ سوداگروں سے گفتگو کرکے مندرجہ بالا طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کی بنا پر [illegible] مثلاً پارچات سوتی نیل کوئلہ چاول مٹی کا تیل۔ وغیرہ۔ [illegible] مقرر کر دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا جدولوں میں جو پرمٹ خانوں کے نقشوں سے مرتب کیگئی ہیں۔ اندازہ کی گئی قیمتوں کے مطابق مالیت درج کی گئی ہے۔ اور اوسمیں محصول کی مقدار جو مالیت پر ۱ فیصدی کے حساب سے لیاجاتا ہے شامل نہیں کی گئی۔ برآمد کی تقریباً تمام اجناس کے لئے بھی محصول مقرر ہے جو بعض پر اجاری شرحوں اور بعض پر سابق اجارہ شرحوں کی مطابق جو شرحیں محصول درآمد کیطرح معین کیجاتی ہیں لیا جاتا ہے۔

اجناس کی مقدار سوداگروں کے بیانپر درج کی جاتی ہیں اور محکمہ پرمٹ خانہ اونکی پڑتال کرتا ہے۔ باہر سے لانے والے یا باہر کو لیجانے والے سوداگر مال کے آنیکا ملک اور جس ملک کو وہ لیجایا جائیگا بتلاتے ہیں اور پرمٹ خانہ کے مخبر اور تلاشی کنندگان حتی الوسع اونکے بیانوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ پرمٹ خانہ کے نقشوں سے صرف عام تجارت کی مقدار معلوم ہوتی ہے۔ اگر اوس درآمد کی مقدار معلوم کرنی ہو جو خاص مصر میں صرف ہوتی ہے تو درج شدہ مقدار اور مالیت سے اون اشیاء اور اسباب کی مالیت وضع کرنی چاہیئے جو پھر باہر چلی جاتی ہیں۔ مگر ایسے اسباب کی مالیت کوئی بہت بڑی نہیں۔ اور بمشکل ۳ یا ۴ لاکھ پونڈ ہوتی ہے جنمیں سے نصف رقم کا تو وہ تمباکو ہوتا ہے جو مصر میں داخل ہوکر پھر سگریٹوں اور چروٹوں کی شکل میں باہر چلا جاتا ہے۔ جو اسباب مصر کے رستہ دیگر ممالک کو جانیکے لئے اوسمیں داخل ہوتا ہے اوسکی زیادہ سے زیادہ مالیت چھ لاکھ پونڈ سے زیادہ نہیں ہوسکتی جسمیں ۹/۱۰ حصہ تو اوس کوئلہ کی مالیت ہوتی ہے جو بندر سعید میں داخل ہوکر ایک فیصدی محصول درآمد ادا کرنیکے بعد پھر باہر چلا جاتا ہے۔ جو اسباب عارضی طور پر بندرگاہوں میں امانت رکھا جائے یا پھر جہاز پر لادو یا جاوے وہ ایسے اسباب میں شمار نہیں ہوتا جسے تبراہ۔ یعنی ملک میں سے گذرنیوالا کہا جاتا ہے۔ درستی حساب رکھنے اور صحت کی تکمیل کے لئے حکام پرمٹ جو جدوجہد کرتے ہیں وہ اور تعین مالیت کا طریقہ ایسا عمدہ ہے کہ مصر کے تجارتی نقشوں کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ حتی الامکان درست ہیں۔

مصر اور برطانیہ کلاں کے درمیان پچھلے پانچ برسوں میں جو تجارت باہمی ہوئی اوس کی سالوار مالیت نقشہ ذیل سے منکشف ہوجائیگی۔ جو انگلستان کی مجلس تجارت کے نقشوں سے مرتب کیا گیا ہے۔

	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۲ء
مصر سے برطانیہ کلاں کو گیا	پونڈ ۸۳۶۸۸۵۱	پونڈ ۱۰۶۵۸۲۸۸	پونڈ ۱۰۵۲۵۲۳۰	پونڈ ۸۸۴۳۴۷۶	پونڈ ۹۳۸۴۸۰۱	پونڈ ۱۲۹۸۳۷۶۲
برطانیہ کلاں سے مصر کو آیا	۳۳۸۱۸۱۳	۳۷۸۹۲۲۸	۳۱۹۲۵۹۲	۳۳۶۲۷۴۵	۳۹۱۵۳۹۰	۶۴۳۹۹۳۶

نقشہ ذیل سے اون بڑی بڑی اشیاء اجناس کی مالیت معلوم ہوگی جو مندرجہ بالا سنین میں مصر سے

برطانیہ کلان کو گئیں اور وہاں سے آئین۔

سال	مصر سے برطانیہ کلان کو گئیں				برطانیہ کلان سی مصر کو آئیں			
	کپاس	بنولے	قند	لوبیا ماش وغیرہ	سوتی پارچات	کوئلہ	لوہا	کلیں
سنہ ۱۸۹۰ء	۵۳۱۶۹۳۶	۱۶۰۵۸۰۱	۱۰۴۹۹۰	۵۹۹۸۷۶	۱۵۳۰۵۶۷	۱۰۳۸۵۲۳	۱۵۲۷۱۲	۱۱۸۲۸۲
سنہ ۱۸۹۱ء	۶۴۶۸۹۸۵	۱۸۸۳۲۶۸	۱۵۸۶۷۴	۸۰۰۸۷۴	۱۷۴۵۶۶۹	۱۰۷۴۲۳۸	۲۱۶۹۲۰	۱۳۴۲۹۶
سنہ ۱۸۹۲ء	۶۷۰۰۲۴۰	۲۱۰۹۷۸۶	۲۰۱۵۴۰	۶۶۴۷۹۳	۱۳۴۹۹۹۳	۹۵۲۵۷۷	۱۷۷۰۳۴	۱۱۸۶۴۲
سنہ ۱۸۹۳ء	۵۳۶۴۸۱۷	۲۰۴۳۷۲۵	۲۵۵۳۸۱	۵۷۱۰۰۷	۱۵۶۹۱۷۶	۷۵۵۲۳۷	۱۷۴۳۰۳	۱۴۱۸۸۰
سنہ ۱۸۹۴ء	۵۷۸۵۵۳۸	۱۸۳۲۷۲۵	۱۹۰۳۸۲	۷۴۹۹۲۸	۱۷۷۳۴۰۹	۹۴۵۸۵۴	۱۶۱۰۳۴	۱۵۸۱۶۷
سنہ ۱۹۰۳ء	۹۴۴۳۲۹۵	۱۹۲۳۹۴۵	۳۶۵۱۹	۹۰۱۴۸	۲۴۱۸۲۲۵	۱۴۶۱۲۵۸	۳۷۱۹۱۲	۳۶۰۶۳۹

سنہ ۱۸۹۱ء میں ۵۲۰۰۵ ۳ پونڈ کی گندم مصر سی برطانیہ کلان کو گئی اور سنہ ۱۸۹۴ء میں صرف ۴۰ پونڈ کی +

جہازات وجہاز رانی بندرگاہ اسکندریہ میں جسقدر جہاز پچھلے پانچ برسون میں داخل اور وہاں سے روانہ ہوتے اونکی تعداد۔ وزن مجموعی اور قومیت مندرجہ ذیل دو جدولوں میں ظاہر کردیگئی ہی۔ بندرگاہ اسکندریہ میں جو بڑے لنگر گاہیں۔ گھاٹیں اور گودیاں مکمل ہوگئی ہیں۔ گورنمنٹ مصر نے ان کاموں کے علاوہ جہاز رانی کو اور زیادہ آسان کرنے کیلئے بندرگاہ میں ایک نیا راستہ تین سو فیٹ چوڑا تیار کیا ہے۔ تاکہ جہازات جو طوفانی موسم میں بندرگاہ میں بتوقف داخل ہوتے ہتی فوراً بخط مستقیم داخل ہوسکیں۔ یہ نیا راستہ ۲۶ فیٹ عمیق ہی اور جولائی سنہ ۱۸۹۴ء میں جہاز رانی کے لئے کھولا گیا تہا۔ سنہ ۱۸۹۴ء سی بعد اور بھی کئی اہم ایزادیاں اور درستیاں اس بندرگاہ میں عمل میں آچکی ہیں۔

سن	تجارتی جہازات جو بندر اسکندریہ مین داخل ہوئے		تجارتی جہازات جو بندر مذکور سی روانہ ہوئے	
	تعداد	وزن مجموعی ٹنون مین	تعداد	وزن مجموعی ٹنون مین
سنہ ۱۸۹۰ء	۲۰۱۹	۱۶۳۲۲۲۰	۲۰۲۰	۱۶۱۳۸۰۰
سنہ ۱۸۹۱ء	۲۱۶۳	۱۸۰۷۷۱۷	۲۱۵۸	۱۷۶۵۷۱۶
سنہ ۱۸۹۲ء	۲۳۱۲	۲۱۱۶۱۲۳	۲۲۹۱	۲۰۷۲۳۱۲
سنہ ۱۸۹۳ء	۲۲۷۱	۲۰۳۳۰۹۰	۲۲۳۳	۲۰۳۵۴۳۳
سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳۷۵	۲۲۲۱۱۴۵	۲۳۹۷	۲۲۰۱۸۸۲
سنہ ۱۹۰۳ء	۳۴۴۶	۲۷۸۱۹۱۲	۳۴۱۷	۲۸۰۸۸۵۸

جدول دوم۔ تعداد تجارتی جہازات بلحاظ قومیت جو سنہ ۱۸۹۴ء میں داخل اور روانہ ہوئے:-

قومیت	آمد		روانگی	
	تعداد جہازات	وزن مجموعی	تعداد جہازات	وزن مجموعی ٹنون مین
انگریزی سنہ ۱۹۰۳ء سنہ ۱۸۹۴ء	۷۱۶ ۶۹۸	۱۱۹۲۱۷۷۲۱ ۹۸۸۸۵۰	۷۱۶ ۶۹۹	۱۲۱۱۵۵۳ ۹۹۸۴۸۵
فرانسیسی سنہ ۱۹۰۳ء سنہ ۱۸۹۴ء	۱۱۵ ۱۴۱	۳۰۵۲۸۸ ۲۹۲۲۳۶	۱۱۵ ۱۴۰	۳۰۵۲۰۳ ۱۹۳۹۴۹
آسٹریا کے سنہ ۱۹۰۳ء سنہ ۱۸۹۴ء	۱۱۳ ۱۳۹	۲۴۹۴۱۴ ۱۹۶۳۰۲	۱۰۱ ۱۳۳	۲۴۵۰۹۵ ۱۹۳۹۴۹
عثمانیہ سنہ ۱۹۰۳ء سنہ ۱۸۹۴ء	۱۸۸۹	۲۲۹۰۷۴	۱۸۶۴ ۹۸۲	۲۳۳۹۸۵ ۲۳۵۴۳۸
روسی سنہ ۱۸۹۴ء	۸۴	۱۵۵۲۸۶	۷۸	۱۴۳۱۲۷
اطالین سنہ ۱۹۰۳ء سنہ ۱۸۹۴ء	۱۸۲ ۱۳۷	۳۱۰۱۱۰ ۲۲۰۲۷۵	۱۹۱ ۱۳۳	۳۲۰۹۳۴ ۲۱۱۳۴۵
سویڈن اور ناروی کی سنہ ۱۸۹۴ء	۴۲	۵۹۰۳۶	۳۹	۵۲۸۸۴
یونانی سنہ ۱۸۹۴ء	۱۵۳	۲۲۳۱۴	۱۳۶	۲۹۴۱۲
جرمن سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳	۳۳۴۷۵	۲۳	۳۳۴۷۵
ہسپانیہ کی "	۱	۹۰۱	۱	۹۰۱
بلجیم کے "	-	-	-	-
ڈنمارک کے "	۵	۶۹۳۷	۵	۱۲۲۱
ڈچ یعنی ہالینڈ کی "	۱	۱۲۲۱	۱	۱۲۲۱
پرتگیز "	-	-	-	-
یروشلیم کا جھنڈا اٹکنے والے سنہ ۱۸۹۴ء	۵	۲۱۳	۴	۱۷۶
جزیرہ سموس کے "	۲۹	۲۷۱۳	۱۶	۲۳۲۵
مانٹی نیگرو کے "	۴	۸۷۴	۷	۱۷۲۳
میزان سنہ ۱۸۹۴	۲۳۷۵	۲۲۲۱۱۴۵	۲۳۹۷	۲۳۰۱۸۸۵

نہر سویز — سنہ ۱۹۰۳ء و سنہ ۱۸۹۴ء میں بڑی بڑی قومون کے جو جہاز نہر سویز مین ہو گذرے اونکی تعداد اور مجموعی وزن یہ ہیں:-

نام ملک	سنہ	تعداد	مجموعی وزن ٹنوں مین	نام ملک	سنہ	تعداد	مجموعی وزن ٹنوں مین
برطانیہ کلان	سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳۸۶	۸۳۲۲۹۸۲۶	روس	سنہ ۱۸۹۴ء	۳۵	۱۱۹۳۶۳
	سنہ ۱۹۰۳ء	۲۲۷۸	۱۰۲۱۸۳۵۲		سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱۹	۵۰۰۵۵۸
جرمنی	سنہ ۱۸۹۴ء	۲۹۶	۸۸۷۳۶۳	ٹرکی	سنہ ۱۸۹۴ء	۳۳	۵۷۰۳۸
	سنہ ۱۹۰۳ء	۴۹۴	۲۴۶۴۴۹۳		سنہ ۱۹۰۳ء	۲۶	۴۱۶۰۱
فرانس	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۸۵	۷۱۰۹۹۹	یونان	سنہ ۱۸۹۴ء	-	-
	سنہ ۱۹۰۳ء	۲۹۱	۱۱۸۹۸۳۴		سنہ ۱۹۰۳ء	۷	۱۱۸۹۱
ہالینڈ	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۹۱	۴۸۴۵۰۰	بلجیم	سنہ ۱۸۹۴ء	-	-
	سنہ ۱۹۰۳ء	۲۳۳	۷۷۰۵۰۰		سنہ ۱۹۰۳ء	-	-
اٹلی	سنہ ۱۸۹۴ء	۶۳	۱۸۱۱۴۹	جاپان	سنہ ۱۸۹۴ء	۶	۱۷۱۴۸
	سنہ ۱۹۰۳ء	۷۲	۲۲۷۳۳۱		سنہ ۱۹۰۳ء	۵۳	۳۰۸۰۹۳
آسٹریا	سنہ ۱۸۹۴ء	۷۸	۲۷۸۷۹۹	چین	سنہ ۱۸۹۴ء	-	-
	سنہ ۱۹۰۳ء	۱۳۸	۵۶۲۰۴۸		سنہ ۱۹۰۳ء	-	-
ہسپانیہ	سنہ ۱۸۹۴ء	۲۸	۱۱۸۲۴۴	مصر	سنہ ۱۸۹۴ء	۲	۲۱۷۵
	سنہ ۱۹۰۳ء	۲۶	۱۴۱۲۷۶		سنہ ۱۹۰۳ء	۱۱	۱۶۶۱۵
ناروے	سنہ ۱۸۹۴ء	۳۱	۹۲۳۴۴	سیام	سنہ ۱۸۹۴ء	-	-
	سنہ ۱۹۰۳ء	۳۵	۹۴۴۲۶		سنہ ۱۹۰۳ء	-	-
پرتگال	سنہ ۱۸۹۴ء	۲	۱۲۰۲	امریکہ	سنہ ۱۸۹۴ء	۵	۵۴۳۶
	سنہ ۱۹۰۳ء	۳	۲۸۷۹		سنہ ۱۹۰۳ء	۱۲	۳۴۹۴۵

علاوہ برین سنہ ۱۹۰۳ء مین ممالک ذیل کے جہاز نہر سویز سے گذرے۔ ڈنمارک - ۱۱ جہاز وزنی ۵۳۷۴۹ ٹن. سویڈن - ایک جہاز وزنی ۳۴۳۲ ٹن - ایران - ایک جہاز وزنی ۳۶۰ ٹن +

پچھلے چند برسوں مین نہر سویز مین سے جو جہاز گذرے اونکی تعداد اور مجموعی وزن سالوار اور کمپنی کی آمدنی ذیل مین درج کی جاتی ہے :-

سنہ	تعداد جہازات	مجموعی وزن ٹنوں مین	کمپنی کی سالانہ آمدنی	سنہ	تعداد جہازات	مجموعی وزن ٹنوں مین	سالانہ آمدنی
سنہ ۱۸۸۹ء	۳۴۲۵	ٹن ۹۶۰۵۷۴۵	۲۷۳۵۶۷۸ پونڈ	سنہ ۱۸۹۲ء	۳۵۵۹	ٹن ۱۰۸۶۶۴۰۱	۲۹۷۸۰۹۷ پونڈ
سنہ ۱۸۹۰ء	۳۳۸۹	۹۷۴۹۱۲۹	〃 ۲۷۶۹۳۶۰	سنہ ۱۸۹۳ء	۳۳۴۱	۱۰۷۵۳۷۹۸	〃 ۲۸۲۶۶۹۶
سنہ ۱۸۹۱ء	۴۲۰۷	۱۲۲۱۷۹۸۶	〃 ۳۳۳۶۸۸۶	سنہ ۱۸۹۴ء	۳۳۵۲	۱۱۲۸۳۸۵۵	〃 ۲۹۵۱۰۷۳

(دار اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء)

سنہ ۱۹۰۲ء	۳۷۰۸ جہاز	ٹن ۱۵۲۹۴۳۵۹	۴۱۴۸۸۰۰ پونڈ	سنہ ۱۹۰۳ء	۳۷۶۱ جہاز	ٹن ۱۶۶۱۵۳۰۹	۴۱۴۴۸۱۰ پونڈ

سنہ ۱۸۹۴ء مین ۱۶۵۹۶۸ مسافر نہر سویز مین گذرے۔ سنہ ۱۹۰۱ء مین ۲۷۰۲۲۱ - سنہ ۱۹۰۲ء مین ۲۲۳۷۷۵ - اور سنہ ۱۹۰۳ء مین ۲۳۲۴۵۹۵ مسافر گذرے - یہ نہر ۸۷ میل لمبی ہے جنمین سے ۶۶ میل کھدائی ہوئی اور ۲۱ میل قدیم

جہیلیں ہیں۔ یہ بحیرہ قلزم کو بحیرہ روم سے ملاتی ہے۔ اور ۱۷ نومبر سنہ ۱۸۶۹ء کو جہازرانی کے لئے کہولی گئی تہی۔

۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء کو کمپنی نہر سویز کے سرمایہ کا حساب کہ اس قدر تمسک قایم اور اس قدر بیباق ہو چکے ہین حسب ذیل تہا:۔

		فرینک
(۱) سرمایہ ۴ لاکہہ حصص - فی حصہ مالیتی پانسو فرینک۔ ۔ ۔	۳۹۲۳۱۷ حصص قایم = ۱۹۶۱۵۸۵۰۰ ۷۶۸۳ حصص بیباق کٹی گئی = ۳۸۴۱۵۰۰	۲۰۰۰۰۰۰۰۰
(۲) غیر سودی سود کی بابت تمسک ۴۰۰۰۰۰ فی تمسک مالیتی ۸۵ فرینک۔	۳۹۵۸۳۳ تمسک قایم = ۳۳۶۴۵۸۰۵ ۴۱۶۷ تمسک بیباق کٹی گئی = ۳۵۴۱۹۵۔	۳۴۰۰۰۰۰۰
(۳) قرضہ (سنہ ۱۸۶۷-۶۸ء) ۳۳۳۳۳۳ تمسک فی تمسک مالیتی تین سو فرینک۔۔۔۔۔۔	۲۵۰۰۶۴ تمسک قایم = ۷۵۰۱۹۲۰۰ ۸۳۲۶۹ تمسک بیباق = ۲۴۹۸۰۸۰۰	۹۹۹۹۹۹۰۰
(۴) قرضہ (سنہ ۱۸۷۱ء) ایک لاکھ ۲۰ ہزار تمسک میعادی ۳۰ برس فی تمسک مالیتی سو فرینک ۔ ۔ ۔	۵۰۶۵۲ تمسک قایم = ۵۰۶۵۲۰۰ ۶۹۳۴۸ تمسک بیباق = ۶۹۳۴۸۰۰	۱۲۰۰۰۰۰۰
(۵) قرضہ (سنہ ۱۸۸۰ء) ۲۶۳۰۲۷ تمسک ۳ فیصدی سود کے مالیت مختلف۔	۲۴۰۷ تمسک فک کر دیئے گئے۔	۲۶۹۹۹۹۶۲
(۶) قرضہ (سنہ ۱۸۸۷ء) ۱۹۵۰۰۰ تمسک تین فیصدی سود کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔	۸۸۳ تمسک فک کرائے گئے	۸۵۱۲۷۸۲۰
		۴۵۸۱۲۷۶۸۲

اس سرمایہ کے علاوہ بانیان نہر کے ایک لاکہہ حصص ہین۔ جن حصون کو بپابندی چند شرائط فاضلہ منافع میں سے حصہ پانے کا استحقاق حاصل ہے۔ سنہ ۱۸۹۴ء مین بانیوں کے حصوں کو فاضلہ رقم منافع میں سے ۴۰۳۶۷۳۲ فرینک ملے۔

مندرجہ بالا چار لاکہہ حصوں میں سے ۱۷۶۶۰۲ حصے پہلے خدیو مصر کی ملکیت تہے۔ جو انگریزی گورنمنٹ نے نومبر سنہ ۱۸۷۵ء میں ۳۹۷۶۵۸۲ پونڈ کو اوس سے خرید لئے۔ مگر خدیو نے کمپنی کے چند دعاوی اور تنازعہ فیہ حساب کتاب کے تصفیہ میں اپنے ۱۷۶۶۰۲ حصص کے تمام منافع بروئے معاہدہ سنہ ۱۸۶۹ء سے سنہ ۱۸۹۴ء تک کمپنی نہر سویز کے حوالہ کر دیئے ہوئے تہے (چنانچہ انگلستان کو مندرجہ بالا رقم کے عوض جو اوس نے حصون کی قیمت کی بابت ادا کی سنہ ۱۸۹۴ء تک منافعوں کے عوض مصری گورنمنٹ ۱۹۳۸۵۸ پونڈ مصری سالانہ بطور سود ادا کرتی رہی)۔

کمپنی نے ان ۱۷۶۶۰۲ حصص کے جمیع منافعوں کی کفالت پر ایک لاکھ بیس ہزار تمسک جاری کئے کہ ان حصّون سے جو منافع ملے وہ اس قرضہ کے تمسک داروں یعنی قرضخواہون کو دیا جاوے مگر مقدار منافع مین سے اس قدر رقم سالانہ فنڈ بے باقی کے لئے وضع کرلی جایا کرے کہ ۱۹۷۴ء تک قرضہ یعنے تمسک بیباق ہو جاوین۔

کمپنی نہر سویز کے بنیادی قوانین کے روسے قرار دیا گیا ہے کہ سرمایہ کا خالص منافع اگر پانچ فیصدی سے زیادہ ہو تو فاضلہ رقم اس طرح تقسیم کی جاوے (۱) فاضلہ کا ۱۵ فیصدی مصری گورنمنٹ کو (۲) ۱۰ فیصدی بانیوں کے حصص کو (۳) ۲ فیصدی ملازموں کمپنی کو (۴) ۷۱ فیصدی ۳۹۴۶۷۷ حصص کو (۵) ۲ فیصدی مینیجنگ ڈائرکٹروں (مہتموں) کو۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں خالص منافع ۴۰۳۶۷۳۲۴ فرینک ہوا +

وسایل آمد و رفت و خط و کتابت

یکم جنوری سنہ ۱۸۹۵ء کو مصر میں ۱۰۹۸ میل سرکاری اور ۲۷ میل کمپنیوں کی کل ۱۱۲۵ میل ریل جاری تھی جنمیں سے ۹۶۴ میل ڈلٹا (مصر البحری) مین تھی اور ۱۶۱ میل مصر الصعید میں۔ انکے علاوہ ۱۳۷ میل زیر تعمیر تھے۔

یکم جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کو ۱۴۰۳ میل طویل ریلوے سرکاری ملکیت تھی۔ اور ۷۸۰ میل زرعی سبک ریلوے کمپنیوں کی ملکیت۔ ہر دو میں سے علی الترتیب ۸۸۵ - و ۵۵۲ میل ڈلٹا میں ہیں۔ اور ۵۱۸ و ۲۲۸ میل بالائی مصر میں۔ ان لنبائیوں میں قاہرہ کی مضافاتی ریل از قاہرہ تا حلوان ۱۶ میل طویل اور سوڈان فوجی ریلوے تا خرطوم شامل نہیں۔ مصری ریلوے لائین چار فیٹ ۸½ انچہ عرض پیمانہ کی ہیں۔

مندرجہ ذیل جدول سے پچھلے ۵ برسوں میں سرکاری ریلوں کی جسقدر لمبائی تھی اور دیگر مراتب معلوم ہو جائیں گے:۔

سن	لمبائی لین کی	تعداد مسافران	مقدار مال جو ڈہویا گیا	خالص بچت
	میل		ٹن	پونڈ مصری
سنہ ۱۸۹۰ء	۹۶۱	۴۶۹۶۲۸۶	۱۷۲۱۴۹۲	۷۹۸۴۱۸
سنہ ۱۸۹۱ء	۹۹۲	۵۶۱۲۲۵۶	۲۱۴۷۲۵۸	۹۳۵۰۰۹
سنہ ۱۸۹۲ء	۹۹۹	۷۰۴۷۲۹۵	۲۲۵۶۵۵۶	۹۵۱۹۲۲
سنہ ۱۸۹۳ء	۱۰۸۰	۹۳۰۱۰۸۱	۲۱۱۳۰۰۲	۹۱۸۵۸۷
سنہ ۱۸۹۴ء	۱۰۸۷	۹۸۲۷۸۱۳	۲۳۹۱۸۶۸	۱۰۰۷۰۷۰
سنہ ۱۹۰۱ء	۱۳۹۳	۱۳۰۳۹۵۷۳	۳۰۰۲۹۹۰	۱۲۲۲۳۶۱

سن	لمبائی لین کی	تعداد مسافران	مقدار مال جوڈھویا گیا	خالص بچت
سنہ ۱۹۰۲ء	۱۳۹۳	۱۲۵۶۳۵۵۱	۲۹۷۴۰۹۸	۱۰۵۹۱۰۳
سنہ ۱۹۰۳ء	۱۴۴۸	۱۴۹۵۱۷۷۶	۳۰۵۹۸۶۱	۱۰۶۳۷۹۲

سنہ ۱۸۹۴ء مین کل آمدنی ریلوی سے ۱۷۷۳۸۲۳ پونڈمصری - اورخرچ ۷۷۶۷۵۳ پونڈمصری یعنی آمدنی سے تقریباً ۴۳ فیصدی ہوا - سنہ ۱۹۰۲ء میں کل آمدنی ۲۱ لاکھ ۹۳ ہزار ۳۹۹ گنی ہوئی اور خرچ ۱۱۳۴۲۹۶ گنی یعنی آمدنی کا ۵۱،۷۱ فیصدی حصہ -

تار - سنہ ۱۸۹۴ء کے اخیر پر سرکاری سلسلہ تار برقی کی لمبائی ۲۲۶۹ میل - اور اونکی تار ونکی ۱۶۴۴ میل تھی - گورنمنٹ نے ایک ٹیلیفون کمپنی کو شہروں میں ٹیلیفون کی تارین بچھانیکا اجارہ دیا ہے - ایسٹرن (مشرقی) ٹیلیگراف کمپنی کو بھی اسکندریہ سے براہِ قاہرہ سوئیز تک - اور بندر سعید سے سوئیز تک تار بچھانے اور نیز اپنے سلسلہ ہائے تار برقی کو انگلستان اور ہندوستان کے سلسلوں سے ملانیکی اجارے عطا ہوئے ہیں - (جنکی مطابق وہ ایک کرچکی ہے - مؤلف) سنہ ۱۸۹۴ء میں ۱۹۸۸۷۶۵ - اور سال ماسبق میں ۱۷۲۱۸۷۴ - پیغام سرکاری تار برقیوں نے روانہ کئے - کمپنی کے پیغام علیحدہ رہے - آخر سنہ ۱۹۰۳ء میں سلسلہ تار ۲۵۶۲ میل اور اوسکی تاریں ۸۶۸۰ میل لمبی تھیں - قاہرہ و اسکندریہ کے درمیان ٹیلیفونی سلسلہ بھی قایم ہے جو بہت مقبول ہوا ہے - مصر میں کل ٹیلیفونی سلسلے ۳۳ ہیں جنکی لمبائی ۱۲۴ میل اور اونکی تاروں کی ۶۰۸ میل ہے - سنہ ۱۹۰۳ء میں مصری تار گھروں نے علاوہ سرکاری پیغاموں اور کمپنی کے پیغاموں کے ۱۶۶۱۹۴۶ پیغام پہونچے - اور سنہ ۱۹۰۲ء میں ۱۴۲۵۵۶۷ -

مصر کے شہروں میں ۲۵۲ ڈاک خانے ہیں - اور انکے علاوہ ۴۵ سفری اور ۳۸۳ دیہاتی ڈاکخانجات ہیں - سنہ ۱۹۰۲ء میں ۳۴۴ ڈاکخانے - ۲۵ سفری اور ۴۰۸ دیہاتی ڈاکخانے تھے مصر کے ڈاکخانوں میں اب وہ تمام کام ہوتے ہیں جوکہ دیگر مہذب ممالک کے ڈاک خانہ کرتے ہیں - سنہ ۱۸۹۴ء و سنہ ۱۹۰۲ء میں مصری ڈاکخانوں میں جو خطوط - پوسٹکارڈ - اخبارات وغیرہ گذرے اونکی تفصیل یہ ہے :-

قسم خطوط		ملکی	غیر ملکی	میزان
لفافے پوسٹکارڈ	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۰۰۶۰۰۰۰	۴۱۰۶۵۰۰	۱۴۱۶۶۵۰۰
	سنہ ۱۹۰۲ء	۱۵۵۶۰۰۰۰	۳۴۸۵۰۰۰	
اخبارات وغیرہ	سنہ ۱۸۹۴ء	۴۴۹۰۰۰۰	۲۴۱۳۵۰۰	۶۹۰۳۵۰۰
	سنہ ۱۹۰۲ء	۹۴۸۰۰۰۰	۱۵۱۵۰۰۰	۱۰۹۹۵۰۰۰
میزان	سنہ ۱۸۹۴ء	۱۴۵۵۰۰۰۰	۲۵۲۰۰۰۰	۲۱۰۷۰۰۰۰
	سنہ ۱۹۰۲ء	۲۵۳۹۰۵۰۰	۵۱۹۶۰۰۰	۳۰۵۸۶۵۰۰

سنہ ۱۸۹۴ء میں منی آرڈروں کی تعداد ۴۴۲۴۷۰۰ - اور اونکی مالیت ایک کروڑ بیالیس لاکھ پونڈ مصری تھی

اور سنہ ۱۹۰۲ء میں تعداد ۷ لاکھ ۲۶ ہزار دو سو اور مالیت ایک کروڑ ۸ لاکھ ۵ ہزار چار سو گنی۔ غیر ملکی خط و کتابت میں سوا ۲ فیصدی سنہ ۱۸۹۴ء میں برطانیہ کلان کے ساتھ ہوئی اور سنہ ۱۹۰۲ء میں ۲۷ فیصدی +

سکّے - اوزان - اور پیمانے

سکّے پیاستر طارف = ۱۰ ملیم - پونڈ مصری = ۱۰۰۰ ملیم یا ۱۰۰ پیاستر طارف کے۔ ۹۷½ پیاستر طارف = ایک پونڈ انگریزی - ۷۷$\frac{3}{20}$ پیاستر = ۲۰ فرینک یا طلائی نپولین کے۔ مصری پونڈ کا وزن ۸½ گرام ہوتا ہے۔ اوس میں $\frac{875}{1000}$ حصہ خالص سونا یعنی $\frac{7375}{10000}$ ۷ گرام ہوتا ہے۔

دس پیاستر کا نقرئی سکہ وزن میں ½۱۲ گرام ہوتا ہے۔ اوس میں $\frac{9}{10}$ حصہ یعنی ¼۱۱ گرام خالص چاندی ہوتی ہے مصر کے نقرئی سکہ میں سنہ ۱۸۸۵ء و سنہ ۱۸۸۶ء میں مکمل اصلاح کی گئی۔ اس سے پہلے یوروپ کے تمام ملکوں کے سکّے عام مروج تھے۔ مگر اب غیر ملکی نقرئی سکّے پر بٹہ لیا جاتا ہے۔ خدیو کی فرمان مورخہ یکم اگست سنہ ۱۸۷۵ء کے روسے سنہ ۱۸۷۶ء کی یکم جنوری سے مصر میں میٹریکل سسٹم کے پیمانوں اور وزنوں کو جاری کئے جانیکا حکم دیا گیا۔ اور اس قاعدہ کو پہلے سرکاری اور انتظامی بیوپاروں میں لازمی گردانا گیا۔

(اناڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) مصری سکّوں میں گنی یا پونڈ طلائی ہے۔ اور ۲۰-۱۰-۵-۲- اور ایک پیاستر مالیت کے سکّے نقرئی - اور ایک پیاستر ½ - $\frac{1}{5}$ - $\frac{1}{10}$ پیاستر کے سکّے نکل کے اور $\frac{1}{20}$ اور $\frac{1}{40}$ پیاستر کے پیتل کے۔ چاندی کے سکّے صرف دو پونڈ کی رقم تک قانوناً قرضہ وغیرہ میں پیش کئے جاسکتے ہیں۔ اس سے زیادہ رقم ہو تو طلائی سکّے میں ادا ہونی چاہیئے۔ چند سالوں سے مصری گنی مضروب نہیں ہوئی۔ نہ خزانہ سے وہ جاری کیگئی ہے۔ بنابریں مصر و سوڈان میں زیادہ تر چلن انگریزی پونڈ ہی کا ہے۔ مصری سکّے اب برمنگھم (انگلستان) کی ٹکسال میں مضروب ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۸۸۷ء سے سنہ ۱۹۰۳ء تک حسب ذیل مالیت کے مختلف سکّے دہات اور پرانے سکّوں سے مضروب ہوئے۔

سال	طلائی	نقرئی	نکل	پیتلی	میزان
	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر	پیاستر
سنہ ۱۸۸۷ء-۱۹۰۲	۵۲۰۲۴۰۰	۱۹۸۰۲۶۹۴۹	۲۵۸۳۶۶۰۲	۱۰۰۲۴۶۶	۲۳۰۰۶۸۴۱۷
سنہ ۱۹۰۳ء	-	ایک کروڑ	پچاس لاکھ	ایک لاکھ	ایک کروڑ ۵۱ لاکھ
میزان	۵۲۰۲۴۰۰	۲۰۸۰۲۶۹۴۹	۳۰۸۳۶۶۰۲	۱۱۰۲۴۶۶	۲۴۵۱۶۸۴۱۷

غلّے کے پیمانے - غلّہ کی مقدار پیمانہ اردبہ میں دیجاتی ہے جو [illegible] بشلوں کے برابر

ہوتا ہے - اردبہ کے مختلف وزن حسب ذیل ہین :-
ایک اردبہ گندم = ۳۱۵ رطل - ایک اردبہ لوبیا وغیرہ = ۳۲۰ رطل - جو = ۲۵۰ رطل - مکی = ۳۱۵ رطل - بنولے = ۲۷۰ رطل -

اوزان { اوقیہ = ۱ ۳۲۰۶/۱۰۰۰۰ اونس کے - رطل = ۹۹۰۴۹/۱۰۰۰۰۰ پونڈ کے - اوقی = ۲ ۷۵۱۳/۱۰۰۰۰ پونڈ کے
قنطر = ۱۰۰ رطل = ۳۶ اوقی = ۹۹ ۴۹۲/۱۰۰۰ پونڈ کے +

طولانی پیمانے { درع بلدی = ۲۲ ۸۳۵/۱۰۰۰ - ۱ انچہ - درع معماری = ۲۹ ۵۲۸۱/۱۰۰۰۰ - ۱ انچہ -
قصابہ = ۱۳۹ ۷۶۶۳/۱۰۰۰۰ - ۱ انچہ +

سطحی پیمانے { فدان = ۱ ۳۸۰۸/۱۰۰۰۰ - ۱ ایکڑ کے - مربع پق = ۶ مربع فیٹ ۷ انچہ - یہ پیمانہ چھوٹے چھوٹے قطعات اراضی اور مکانات وغیرہ کے ناپنے مین مستعمل ہوتا ہے +

سفرائے و ایلچیان { ملکہ انگلستان کی طرف سے قاہرہ مین ایجنٹ اور قونصل جنرل اور خاص ایلچی - لارڈ کرومر جی - سی - بی - جی - سی - ایم جی - کے سی

ایس آئی سی آئی ای - (اب بھی یہی ہیں) اور موجودہ کونسلر مسٹر فنڈلے ہین -
سکرٹریان - رنیل راڈ سی ایم جی - کونٹ ڈی سالیس - ای مچل اینس - آنریبل آر بخر سناٹلی
قونصل جنرل اوبج بمقام اسکندریہ - سر چارلس کگسن - کے سی ایم جی - سی بی - (موجودہ مسٹر گولڈ)
قونصل بمقام قاہرہ - ریلیف بارگ سی ایم جی (موجودہ مسٹر البن)
ان کے علاوہ طنطا زقازیق و میاط - بندر سعید سویز اور سواکم مین انگریزی قونصل مامور ہین - اسوقت مضون - طنطا - زقازیق - برکۃ السب - تھیبس اور بندر سعید مین ہیں) امپیریل ٹرکش کمشنر بہ مصر - ہز اکسلنسی ودلتلو غازی مختار پاشا +

صوبہ مصری و انگریزی سوڈان { (انا اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) سوڈان میں مصری اقتدار ساٹھ برس کے عرصہ مین بتدریج وسعت پاتا رہا تھا لیکن بعد سنہ ۱۸۸۲ء

مین مہدی کی بغاوت سے اڑک گیا اور علاقہ مذکورہ پر مہدی اور پھر اوسکا خلیفہ سولہ سال تک قابض رہے سنہ ۱۸۹۶ء مین انگریزی اور مصری افواج نے مکرر تسخیر سوڈان کی مہم شروع کر کے ۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو خلیفہ عبداللہ کی کامل ہزیمت پر اس کام کو مکمل کیا - نومبر سنہ ۱۸۹۸ء میں مصری افواج نے تعاقب کر کے خلیفہ کو بمقام غدیبہ جالیلہ جہاں وہ مردانہ وار لڑتا ہوا ہلاک ہوا - اور اوس کے بقیۃ السیف ہمراہی اسیر ہو گئے - ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو انگلستان اور خدیو مصر میں باہم یہ قرارداد ہوئی کہ ۲۲ درجہ عرض البلد سے نیچے کے کل علاقہ کا انتظام ایکسم

گورنر جنرل کی تحویل میں رہے گا۔ جسے مصری حکومت برضامندی انگلستان مقرر کیا کرے گی۔ اس صوبہ کے نظم ونسق کے لئے بھی چند شرائط وضع کی گئیں جنمیں سے چند یہ ہیں۔ پس صوبہ میں مصری اور انگریزی دونوں علم نصب ہوا کریں گے۔ قوانین بر توا اعلانات نافذ ہوا کریں گے۔ مصر سے آنیوالے مال پر محصول برمٹ نہ ہوگا۔ باقی ممالک کے مال مصری برمٹ کے مطابق محصول لیا جائیگا۔ غلاموں کی درآمد برآمد ممنوع کی گئی۔ اور اسلحہ۔ بارود و مخمرات کی تجارت بھی ناجائز قرار پائی۔

سودانی صوبہ مصر کی جنوبی سرحد سے شروع ہوکر جنوب میں علاقہ یوگنڈا یعنے پانچ درجہ عرض البلد شمالی تک چلا گیا ہے۔ اور شمالاً جنوباً تقریباً بارہ سو میل ہے۔ اور مشرق میں بحر قلزم سے لے کر مغرب میں وسط افریقہ کی ریاست واوای تک چلا گیا ہے۔ لیکن مغربی سرحد ابھی غیر معین ہی۔ کل رقبہ تخمیناً ساڑھے نو لاکھ میل مربع ہے۔ اور آبادی علی الحساب میں لاکھ۔ بندر مصوع جو پہلے مصر کا سودانی بندر رہا۔ اب اطالین مقبوضہ ارتیریا کے ماتحت ہے۔ اسیطرح قصبہ ہرار مصری حکومت نے وہاں کی مقامی امیر کے حوالہ کردیا۔ جو اسوقت حبش کے تابع ہے۔ بنادر زیلع و بربرا۔ انگلستان نے لے کر برٹش سومالی لینڈ میں ملا لئے۔ اطالین مقبوضہ ارتیریا اور سوڈان کی مشترکہ کلھم اور حبش و سوڈان کی مشترکہ حد کا بڑا حصہ معین ہو چکا ہے۔ بڑے شہر یہ ہیں۔ خرطوم پایہ تخت آبادی ۸ ہزار۔ آم درمان۔ مہدی کا پایہ تخت و آباد کردہ۔ آبادی ۴۸ ہزار۔ حلفہ۔ مروی۔ بربر۔ الدامر۔ سواکن۔ کسالہ۔ کاملن وادمدانی۔ دویم۔ الابیض۔ سوڈان اب تک درویش حکومت کے مظالم کے اثر سے نہیں سنبھلا جسکی جبر و تعدی سے تجارت بالکل مفقود اور زراعت تقریباً معدوم ہوگئی تھی۔ تاہم شمالی حصہ بہت کچھ سنبھل گئے ہیں۔ جنوبی حصہ میں معادن بافراط موجود ہیں۔ اور یہاں بھی زمین نہایت زرخیز ہے۔ نیل ازرق کی متصلہ زمین اسیوقت کروڑہا من روئی پیدا کرسکے گی۔ اور اس کے جنگلوں میں بھی نہایت بیش قیمت لکڑی موجود ہے۔ نیل ابیض کے علاقہ کی گو زمین چنداں زرخیز نہیں مگر وہاں کی جنگلات بھی قیمتی درختوں سے مالا مال ہیں۔ کاردوفان کے جنگل گویا گوند کا گھر ہیں۔ اور بحر الغزل کے جنگل ابر کا مخزن۔ جنوب ترین ہموار علاقہ دلالی اور مضر صحت ہے اور مقام گوداکے کے نیچے نیل کا پاٹ بھی دریائی گھاس پھوس سے تقریباً ناقابل گذر ہو رہا ہے۔

سوڈان حسب ذیل بارہ صوبوں یا مدیریہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ خرطوم۔ نیل ازرق۔ ڈنگولہ۔ بربر۔ کسلہ۔ سنار۔ کاردوفان۔ نیل ابیض۔ بحر الغزل۔ حلفہ۔ سواکن۔ بالائی نیل۔ بارہوں صوبوں کے گورنر فوج کے انگریز افسروں میں سے مقرر ہوتے ہیں۔ صوبے اضلاع میں منقسم ہیں۔ حاکم ضلع جو مامور کہلاتا ہے مصری اہلکار ہوتا ہے۔ ضلع اسوان جو پہلے سوڈان میں شامل تھا۔ ۹ ستمبر ۱۹۰۰ء سے مصر خالص کو منتقل ہو گیا ہے۔ ریاست

دارفر جو کاردوفان کے مغرب میں ہے مصری سوڈان میں شامل ہے- اور خراج ادا کرتی ہے- مگر وہاں کا اندرونی انتظام موروثی امیر ہی کے ہاتھ میں رہنے دیا گیا ہے- سوڈان کے دیوانی و فوجداری ضابطے ہندوستان کے قوانین کے مطابق ہیں- اور چار انگریز جج مقرر کئے گئے ہیں- ہر صوبہ میں فوجداری مقدمات کے لئے ایک عدالت قایم کی گئی ہے جسمیں گورنر یا جج اور دو مجسٹریٹ اجلاس کرتے ہیں- خفیف مقدمات انتظامی افسروں میں سے چیدہ اشخاص سنتے ہیں جنکو اختیارات مجسٹریٹی دیئے جاتے ہیں- دیوانی مقدمات جج یا وہ موجود نہ ہو تو گورنر یا اوسکا نائب سماعت کرتا ہے- اپیل جوڈیشل کمشنر خرطوم کے پاس ہوتی ہے- خاص اسلامی معاملات کے متعلقہ مقدمات قاضیوں کے روبرو جو مصری سوڈان کے باشندے ہوتے ہیں پیش ہوتے ہیں- سنہ ۱۹۰۴ء میں سوڈان کی آمدنی چار لاکھ ۶۹ ہزار پونڈ تھی- اور خرچ ۸ لاکھ ۴۹ ہزار پونڈ- تین لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ کی کمی مصری خزانہ نے پوری کی-

سررشتہ تعلیم قایم کیا گیا ہے- اور ابتدائی مکاتب کھل رہے ہیں- خرطوم کے پرایمری سکول میں ڈیڑھ سو اور ام درمان کے مدرسہ میں ۲۲۰ طلبا ہیں- گارڈن کالج خرطوم جو ۱۵ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے قایم ہوا ہے علمی کتابی تعلیم کے علاوہ سائنس و صنعت کی بھی کامل درسگاہ ہے- اور مکمل کارخانہ صنعتی تعلیم کا رکھتا ہے- اس کی ساتھ مدرسہ معلمین بھی ہے جسمیں سنہ ۱۹۰۴ء میں پچاس طلبا تھے- قاہرہ سے خرطوم تک ریل دنار موجود ہے- اور ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء سے آمدورفت کی عام اجازت ہو گئی ہے- سنہ ۱۹۰۳ء کے آغاز میں تار کا سلسلہ بالائی نیل کے مقام ٹانگیگیا تک پہونچگیا تھا- اور بربر سے بحیرۂ قلزم کے بندر سواکن سے متصل مقام بندر سوڈان تک اوایل سنہ ۱۹۰۶ء میں ریلوی لائن مکمل ہو گئی تھی- جو دیگر سوڈانی لائینوں کی طرح تنگ پٹڑی کی ہے- اور لائنیں بھی زیر تجویز ہیں-

مہدی کی بغاوت سے پہلے غلام- طلائی ریگ- ہاتھی دانت- شتر مرغ کے پر- گوند- چمڑہ- کھالیں بکثرت باہر جاتی تہیں- سردست گوند کی بڑی تجارت ہے سوڈان جلد ہی کپاس کی بھی بڑی ہو جائیگا- گورنر جنرل- سر فرانسس ونگیٹ- سردار افواج مصر- سکرٹری جنرل- کرنیل تاسن- انسپکٹر جنرل سر سلاٹن- ڈایرکٹر محکمہ خبر رسانی و ایجنٹ جنرل قایمقام قاہرہ کرنیل سیسل- فنانشل سکرٹری کرنل برنارڈ-

۴- بوسینا و ہرزیگووینا یہ دونوں صوبے بموجب عہدنامہ برلن ملکی انتظامی اور فوجی قبضہ کے لئے آسٹریا ہنگری کی گورنمنٹ کے سپرد کئے گئے- انکا نظم و نسق مجلس بوسینا کے اختیار میں ہے جسکا پریسیڈنٹ شہنشاہ آسٹریا کے قایمقامی کی حیثیت میں مع اپنا کا دفتر صیغہ مال ہے- شہر سراجیوو پراونشل گورنمنٹ کا صدر مقام ہے- یہ گورنمنٹ جو خاص صوبہ ہائے مذکورہ

بالا میں اعلیٰ اقتدار رکھتی اور آسٹروی زبان ہیں "لینڈس ریجی رنگ" کہلاتی ہے تین محکموں محکمہ معاملات اندرونی محکمہ مال و محکمہ عدالت عامہ پر مشتمل ہے۔ انتظامی مقاصد کے لئے یہ صوبہ چھ اضلاع (قریہ) اور ۵۴[1] تحصیلوں (بیفرک) میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ پراونشل گورنمنٹ کی امداد کے لئے ایک مجلس مشیران ہے جسمیں ساراجیو کے مذہبی عہدہ داران اعلیٰ اور بارہ قائمقام رعایا کے داخل ہیں اسیطرح کی مجلسیں اضلاع و تحصیلوں کے حکام کی امداد کے لئے مقرر ہیں۔

۱۸۹۵ء کی آمدنی کا اندازہ ۴۲۰۰۲۰۰۷ فلورن (فلورن = ۱ ۲/۳ شلنگ کے) اور خرچ کا اندازہ ۴۰۸۴۹۹۰ فلورن کیا گیا ہے۔ اور ۱۸۹۶ء کے موازنہ میں ۳۵۵۹۰۰۰ فلورن کی ایک غیر معمولی رقم بوسینا و ہرزگوینا کی فوج کے اخراجات کی بابت درج کی گئی ہے۔ ۱۹۰۵ء میں ۵ کروڑ ۱۴ لاکھ کرون آمدنی اور پانچ کروڑ ۱۳ لاکھ ۶۳ ہزار کرون خرچ ہوا۔

بوسینیا و ہرزیگووینا میں چھ اضلاع (قریہ) ہیں۔ اور انکا رقبہ ۲۳۲۶۲[2] مربع میل ہے سنجق نووی بازار پر گو فوجی قبضہ آسٹریا کا ہے مگر اوسکا ملکی انتظام ٹرکی کرتی ہے۔ ۱۸۹۵ء میں آبادی ۱۵۶۸۰۹۲ (مذکر ۸۲۸۱۸۰ مونث ۷۳۹۹۱۲) تھی۔ مذہب وار تفصیل یہ ہے:۔

گریک اورینٹیل کرسچن (مشرقی عیسائی پابند کلیسا و یونانی) ۶۷۳۱۶۱ مسلمان ۵۴۸۶۳۲ رومن کیتھولک عیسائی ۳۳۴۱۴۲ یہودی ۸۲۱۳ دیگر مذاہب ۳۸۵۹۔

باشندوں کی قومیت سروین ہے۔ صرف جنوبی اضلاع میں ارنوط (البنی) اور تمام علاقہ میں خال خال جپسی پائے جاتے ہیں۔ بڑے آباد شہر یہ ہیں:۔

ساراجیوو (صدر مقام) آبادی ۳۸۰۸۳۔ موستار ۱۴۳۷۰۔ تیجالوکا ۱۳۵۶۶۔ ودلینا ترلہ ۱۰۲۲۷۔

ان صوبوں میں ایک اعلیٰ کالج۔ دو معمولی کالج۔ چار تجارتی سکول ۴۴۲ مکاتب ابتدائیہ۔ ایک مذہبی مدرسہ کلیسائی یونانی کے پادریوں کا۔ ایک مدرسہ رومن کیتھولک پادریوں کے لئے۔ اور ایک ٹریننگ کالج معلمین کے لئے ہے۔ (سنہ ۱۹۰۳ء میں) پانچ ٹرکش صنعتی سکول۔ ایک فوجی مدرسہ۔ ایک فوجی کالج۔ دس اعلیٰ زنانہ مدرسہ۔ ۹ تجارتی۔ ۳۱۲ پرائمری۔ ۸۵۴ پرائمری اسلامی مکتب۔ ایک یونانی مذہبی اور ایک کیتھولک مذہبی درسگاہ۔ دو ٹریننگ کالج۔ اور ایک مدرسہ قضاۃ تھا۔ صنعتی و حرفتی سکول ہر قصبہ میں موجود ہیں۔ اور عملی زرعی تعلیم دیہاتی مدارس میں رائج کی گئی ہے۔ تعلیم مفت ہے۔

ساراجیوو میں عدالت عالیہ ہے۔ اور اضلاع و تحصیلوں کی عدالتیں ابتدائی عدالتیں متصور ہوتی ہیں

---

[1] اب ۵۴ ہیں۔ مؤلف [2] سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں رقبہ ۱۹۷۰۲ مربع میل بتایا گیا ہے۔ مؤلف

چار کمپنیوں کی) ہین جنمیں بوقت امن ۵۱۵۴ - آدمی ہوتے ہیں - آسٹریا ہنگری کی فوج قابض کی تعداد اسوقت ۲۸۶۴۸ ہے - دمقامی فوج اسوقت ۱۷ سو بہ تفصیل ذیل ہے :- چار پیدل رجمنٹیں - چار بٹالین بروی ریزرو - چار دستی قطار بار برداری - ایک پلٹن فوجی پولیس - آسٹریا ہنگری کی فوج قابض کی جمعیت اسوقت بیس ہزار ایکسو دس ہی جسکی مصارف کے لئے آسٹرین حکومت پچہتر لاکہہ کرون سالانہ ان صوبوں کی آمدنی سے لیتی ہے - مسلمان رعایا آسٹرین جبر و تشدد سی سخت بیزار ہی - اور ہرسال ہزارہا مظلوم تنگ آکر ممالک عثمانیہ کو ہجرت کرتے رہتے ہیں - سارا جیو میں انگریزی قونصل جنرل مسٹر ای بی فریمین ہین

۵ - جزیرہ قبرس

بحیرہ روم میں بلحاظ وسعت یہ تیسرا جزیرہ ہے - ایشیائے کوچک کے ساحل سے وہ ساٹھ میل اور شام کے ساحل سے ۱۴ میل ہے - ۴ جون ۱۸۷۸ء کے معاہدہ قبرس[1] کے رو سے جو انگلستان اور ٹرکی میں ہوا - اس جزیرہ کا قبضہ و انتظام بچندین وجوہات انگلستان کو دیدیا گیا - یہاں انگریزوں کیطرف سے ایک ہائی کمشنر مقرر ہے - موجودہ کمشنر سر والٹر جوسف سینڈل کے سی ایم جی ہیں - جو ۱۸۹۲ء میں مقرر کیئے گئے - انکی تنخواہ تین ہزار پونڈ سالانہ ہی - انکو وہی اختیارات حاصل ہیں جو نوآبادیوں کے گورنروں کے معمولی اختیارات ہیں - ہائی کمشنر کی امداد کیلئے ایک اکزکٹو کونسل (مجلس عامل) مقرر ہے جسمیں فوج کا افسر اعلی گورنمنٹ قبرس کا چیف سکرٹری - کوئینز ایڈوکیٹ اور ریسیور جنرل شامل ہیں لیجسلیٹو کونسل میں ۱۸ ممبر ہین - ۶ مندرجہ ذیل سرکاری عہدہ دار - چیف سکرٹری - کوئینز ایڈوکیٹ - ریسیور جنرل - ڈائرکٹر محکمہ پیمایش - اور نکوسیا کا کمشنر - اور بارہ ممبر (پانچ برس کی میعاد کے لئے) رعایا منتخب کرتی ہے - مسلمان ووٹر تین ممبروں کے لئے اور غیر مسلم ووٹر نو ممبرون کے لئے رائے دیتے ہین -

تمام عثمانی مرد - رعایا سرکار انگریزی اور وہ اجنبی جو ۲۱ برس سے عمر میں کم نہ ہوں - جزیرہ میں پانچ برس رہایش رکہہ چکے ہوں - اور ان ٹیکسوں میں سے جو "ویرکو" کہلاتے ہیں - کوئی ایک ٹیکس ادا کرتے ہوں - رائے دینے کا استحقاق رکہتے ہیں - بڑے بڑے شہروں میں میونسپل کمیٹیاں موجود ہیں - جن جن کے ممبروں کو سکونت رکہنے والے مالکان مکانات اور محصول ادا کنندگان منتخب کرتے ہیں - میونسپل کمیٹی کا ممبر وہ شخص ہو سکتا ہے - جو ووٹر (رائے دہندہ) ہو - اور ایسی جائیداد کی بابت محصول دیتا ہو - جس کی سالانہ آمدنی بلحاظ آبادی شہر دس پونڈ سے بیس پونڈ تک ہو *

[1] معاہدہ قبرس مفروضہ مظالم آرمینیا میں بالتفصیل درج ہے - مولف *

جزیرہ کا رقبہ ۳۵۸۰ میل مربع - آبادی - (بروئے مردم شماری سنہ ۱۸۹۱ء) ۲۸۶، ۲۰۹ ہے - جن مین سے ۱۰۶۸۳۸ مرد اور ۱۰۲۴۴۸ عورتیں ہین - فوج اس آبادی میں شامل نھیں - آبادیکی گنجانی کی اوسط فی مربع میل ۵۸ ۳۹/۱۰۰ ہے - مسلمان ۴۷۹۲۶ - اور دیگر مذاہب کی جنمین زیادہ تر گریک چرچ کے معتقدین ہیں - ۱۶۱۳۶۰ ہین - سنہ ۱۸۹۰ء مین حساب لگایا گیا تھا - کہ اوسط پیدایش فی ہزار ۳۳ ۱/۲۵ - اور اوسط اموات فی ہزار ۲۴ ...

بڑے بڑے شہر یہ ہیں :-

نیکوسیا جو جزیرہ کا صدر مقام اور گورنمنٹ کا دارالریاست ہے آبادی ۱۲۵۱۵/۱۴۷۵۲ - بندرگاہ لارناکا ۷۵۹۳/۷۹۶۴ - بندرگاہ لماسول ۷۳۸۸/۸۲۹۸ - فاملوگوسٹا معہ وروشیا ۳۳۶۷/۳۸۲۵ - پافو معہ قطیمیہ ۲۸۰۱/۳۴۴ - قرینیہ ۱۳۲۲/۱۳۳۹ -

جزیرہ چھ اضلاع پر منقسم ہے - جو مندرجہ بالا شہروں کے نام سے پکارے جاتے ہیں - دو تین برائے نام ہائی سکولوں کے ماسوا باقی تمام مدارس جزیرہ کے ابتدائی ہیں - معائنہ مدارس کے لئے سرکاری انسپکٹر مقرر ہے - اور گورنمنٹ تعلیم کی امداد کے لئے ۳۳۲۰ پونڈ سالانہ عطا کرتی ہے - سنہ ۱۸۹۷ء میں ۲۱۰ عیسائی سکول تھے - جنکی طلباء کی تعداد ۱۴۰۱ تھی - اور ۱۰۷ اسلامی مدارس بمعہ ۳۷۰۵ طلباء کے تھے - سرکاری امداد کے علاوہ باقی کل خرچ سررشتہ تعلیم پر ۱۲۵۱۱ پونڈ سالانہ ہے - یہ رقم فیسوں چندوں اور اوقاف سے حاصل ہوتی ہے یہاں دس ہفتہ وار اخبار جاری ہیں - دو انگریزی ہیں - ۶ یونانی اور دو ترکی ہیں - جزیرہ میں کل عدالتین جنکی سنہ ۱۸۸۳ء میں اصلاح ہوئی تھی حسب ذیل ہیں :-

(۱) ایک عدالت عالیہ جو دیوانی فوجداری اپیلیں سماعت کرتی ہے (۲) چھہ فوجداری عدالتین جنکو غیر محدود فوجداری اختیار حاصل ہیں (۳) چھہ عدالت ہائے ضلع جنکو فوجداری کے محدود اور دیوانی کے غیر محدود اختیارات حاصل ہیں (۴) چھہ مجسٹریٹی عدالتین جنکو سرسری تحقیقات کا اختیار ہے (۵) دیہاتی منصفونکی عدالتیں - عدالت عالیہ کے سوائے اور کل عدالتوں میں دیسی (مسلمان و عیسائی) جج شریک ہوتے ہیں - آبادی کے لحاظ سے جرائم کی مقدار بہت زیادہ ہے - اور باشندے مقدمہ بازی کے شایق ہیں

لہ سنہ ۱۹۰۶ء کے اڈیشن میں ۳۵۸۴ مربع میل - اور آبادی بروے مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء ۲۳۷۰۲۲ درج ہے - بتفصیل ذیل مسلمان ۵۱۳۰۹ عیسائی گریک چرچ ۱۸۲۷۳۹ - دیگر ۲۹۷۴+

لہ ایک اعلی تعلیمگاہ - چار مسیحی ہائی سکولز اور ایک اسلامی اعدادیہ مدرسے کے علاوہ سنہ ۱۹۰۳ء میں ۲۷۴ مسیحی پرایمری مدارس (۱۸۵۳۲ طلبا) - ۱۲۳ اسلامی مدارس (۳۳۴۴ طلبا) تین ارمنی اور دو مارونی امدادی سکول تھے - اور ۳۰ مسیحی و ۳۶ اسلامی غیر امدادی وقفی مدارس - یعنی کل عیسائی مدارس ۳۱۰ - وطلبا ۱۹۲۳۴ و اسلامی ۱۵۹ - مدارس ۵۱۶۳۹ طلبا - گورنمنٹ ۴ ہزار پانسو پونڈ سالانہ تعلیم پر خرچ کرتی ہے - یہاں آٹھ یونانی اور ایک ترکی ہفتہ وار اخبار ہے +

جزیرہ مین ۱۴۳ گورہ سپاہی بھی ہیں۔ پولیس فوجکی مکمل طاقت ۷۰۶ جوان ہیں۔ اب ۷۰۵ ہیں۔ سنہ ۱۹۰۰ء مین چار ہزار مجرم جیل خانہ میں تھے۔

پانچسال گزشتہ کی آمدنی وخرچ حسب ذیل ہے: حسابی سال ۳۱ مارچ کو ختم ہوتا ہے۔

سنہ ۱۹۰۳-۰۴ء	سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء	سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء	سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء	سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء	سنہ
پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	
۲۱۵۳۶۰	۱۶۷۰۹۳	۱۷۷۰۵۴	۱۸۹۹۳۳	۲۱۷۱۶۲	۱۹۴۹۳۶	آمدنی
۱۴۰۲۸۴	۱۱۴۷۵۶	۱۱۷۶۵۴	۱۱۱۳۹۴	۱۱۲۷۳۲	۱۰۷۵۸۹	خرچ

آمدنی کی بڑی مدین یہ ہیں:۔

پیداوار اراضی کا عشر (جو جنس میں لیا جاتا ہے) جایداد غیر منقولہ اور تجارتی منافعون کی ٹکیس ٹیکس بدل عسکریہ۔ بھیڑ بکری اور سورون کا ٹیکس۔ محاصل در آمد و بر آمد محصول آبکاری۔ اسٹامپ رسوم عدالت اور اجارہ نمک سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء مین آمدنی پرمٹ ۲۲۷۲۱ پونڈ ہوئی۔

قومی قرضہ کوئی نہیں۔ بروئے معاہدہ سنہ ۱۸۷۸ء ۹۲۸۰۰ پونڈ کی سالانہ رقم بطور خراج بابعالی کو ادا کرنی واجب ہے مگر اسے عثمانیہ خزانہ مین براہ راست داخل کرنے کی بجائے سنہ ۱۸۵۵ء کے ترکی قرضہ ضمانتی کے قرضخواہوں کو دیدیا جاتا ہے۔ (مترجم) سنہ ۱۸۹۹ء مین برطانوی حکومت نے مقامی گورنمنٹ کو ۳ لاکھ ۱۴ ہزار پونڈ تعمیر بنادر ریل رہنمائی وغیرہ کے لئے قرض دیئے۔ یہ پہلا و آخری قومی قرضہ ہے۔ برطانوی حکومت کو معمولی مصارف کرلئے بھی سالانہ کچھہ کچھہ مدد دینی پڑتی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۲-۰۳ء میں ۳۰ ہزار اور سنہ ۱۹۰۳-۰۴ء مین اوسنے ۸۰ ہزار پونڈ دیئے۔ یہ رقم آمدنی میں شامل کرکے جدول بالا مین دکھائی گئی ہے۔

انگلستان کے شہنشاہی فنڈ سے جزیرہ قبرس کی گورنمنٹ کو حسب ذیل سالانہ امداد ملی ہے۔ سنہ ۱۸۸۹-۹۰ء مین ۴۵ ہزار پونڈ۔ سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء میں ۳۵ ہزار پونڈ۔ سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء میں ۱۰ ہزار۔ سنہ ۱۸۹۲-۹۳ء مین صفر۔ سنہ ۱۸۹۳-۹۴ء میں صفر۔ سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء میں ۳۵ ہزار۔

قبرس زراعتی ملک ہے۔ بڑی پیداوارین یہ ہیں۔ غلہ۔ کپاس۔ خرنوب۔ السی۔ زیتون۔ ریشم کشمش پھل ترکاریاں۔ پنیر۔ اون۔ کچا چمڑا۔ شراب۔ قابل زراعت رقبہ میں سے ایک تہائی مزروعہ ہے۔ دہاتیں بھی بافراط ہیں۔ سواحل سے ہر سال ۲۰ ہزار سے لیکر ۴۰ ہزار پونڈ تک کا اسفنج (جو دراصل ایک قسم کا دریائی جانور ہے) پکڑا جاتا ہے۔

تجارت در آمد بر آمد اور جہازات کی آمد و رفت کا نقشہ پنجسالہ یہ ہے۔ تجارت کی مالیت مین نقدی

شامل نہیں۔

	سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء	سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۳ء
مالیت تجارت درآمد پونڈ وں میں	پونڈ ۲۷۴۱۲۳	پونڈ ۳۴۴۱۲۵	پونڈ ۳۴۶۸۲۱	پونڈ ۳۱۶۸۷۲	پونڈ ۲۵۵۴۳۹	پونڈ ۳۵۴۵۲۲
مالیت تجارت برآمد پونڈوں میں	۳۹۹۶۴۸	۴۳۲۴۱۹	۲۹۸۱۶۵	۳۱۶۵۴۳	۲۵۶۹۰۲	۳۷۴۴۳۹
وزن جہازات آیندہ و روندہ ٹنوں میں	ٹن ۱۴۴۴۷۴	ٹن ۵۲۳۷۲۹	ٹن ۵۱۵۹۲۲	ٹن ۵۴۹۳۳۲	ٹن ۴۶۳۴۷۴	ٹن ۶۵۳۳۱۶

تجارت درآمد کی مالیت وہ درج کی جاتی ہے جو اوس کی مال اُترنے کی بندرگاہ میں ہوتی ہے۔ اور اس میں ڈھوئی۔ کرایہ قیمت خرید اور تمام دیگر اخراجات شامل ہیں۔ تجارت برآمد کی وہ مالیت درج ہی جو روانگی کے بندر میں جبکہ مال جہاز پر لدنے کو تیار ہو اوسکی ہوتی ہے۔ مقدار و مالیت اسباب سوداگرون کے بیان پر لکھی جاتی ہے۔ اور قابل محصول اشیار کو واقعی وزن کر لیا یا ناپ لیا جاتا ہو جس ملک سے مال آئے یا جہاں جاتی وہ بھی سوداگروں کی بیان پر لکھو جاتی ہیں۔ اور بیجکوں اور جہاز کی بلٹیوں سے اونکے بیان کی تصدیق کر لیجاتی ہے۔ جو مال باہر سے آتا ہے وہ قبرس ہی میں کھپتا ہے۔ اسکو راستہ دوسری جگہہ نہین جاتا۔

سنہ ۱۸۹۴ء سنہ ۱۹۰۳ء میں انگلستان سے $\frac{۶۴۲۵۹}{۸۳۸۲۲}$ پونڈ کا مال قبرس میں آیا۔ اور قبرس سے وہاں $\frac{۶۴۴۹۹}{۱۳۲۴۴۵}$ پونڈ کا گیا۔

قابل محصول تجارت برآمد ۴۴۲۰۹ پونڈ اور محصول سے بری ۹۹۵۷۴ پونڈ تھی۔ آخر الذکر رقم میں ۱۹۹۷۶ پونڈ مالیت کی نقدی شامل نہیں۔

اشیار برآمد۔ گندم۔ جو۔ خروب۔ شراب۔ کپاس کشمش۔ ریشمی کوئیے۔ کچے چمڑے اور کہالیں۔ اون۔ پنیر۔ مسور۔ ماش وغیرہ حیوانات۔ پھل اور ترکاریاں بڑی بڑی اشیار درآمد سوتی و اونی پارچات۔ تمباکو ادویات۔ چاول الکحل۔ لوہا۔ چمڑا مٹی کا تیل۔ لکڑی۔ قند صابن اور مستی برتن +

مروج سکے۔ انگریزی۔ ترکی اور فرانسیسی طلائی اور انگریزی نقرئی سکے۔ قبرسی پیاسٹر۔ نیم پیاسٹر اور چہارم پیاسٹر۔ نو قبرسی پیاسٹر ایک شلنگ کے برابر ہوتے ہیں۔ امپیریل عثمانیہ بنک نے جزیرہ میں اکثر جگہہ شاخیں کہولدی ہیں۔ ترکی پیمانے اور وزن مروج ہیں۔ موجودہ گورنر سر چارلس کنگس ریان سنہ ۱۸۹۸ء میں مقرر ہوا تنخواہ تین ہزار پونڈ سالانہ۔ چیف سکرٹری کپتان ینگ تنخواہ ۸۰۰ پونڈ سالانہ۔

جزیرہ میں تقریباً سنہ ۱۹۰۳ء ۱۸۹۱ میل عمدہ سڑکیں اور ۲۳۶ میل سلسلہ تار برقی ہے۔ جو اسکندریہ اور شام سے ملا ہوا ہے۔ سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء میں جملہ خطوط و پیکٹ غیر جزیرہ میں حسب ذیل تقسیم کئے گئے مقامی [illegible] باہر سے [illegible]

آمد سنہ ۱۹۰۵ء ۲۳۷۵۸۴ / ۳۸۲۱۸۱ روپے ممالک غیر کو روانہ کئے گئے ۹۶۶۷۶ / ۲۲۹۲۷۵ سنہ ۱۹۰۵ء + سنہ ۱۹۰۷ء مین ریلکا سی تیس میل ریلوے لاین تیار کرنیکی منظوری دیگئی ۲

۶- ٹیونس[۱] } حکمران بے - سید علی بن سیدی احسن بے - پندرہ اکتوبر سنہ ۱۸۱۷ء کو متولد ہوا - اور ۲۹- اکتوبر سنہ ۱۸۸۲ء کو سیدی محمد الصدوق اپنے بہائی کے بعد تخت نشین ہوا[۲] +

یہ ملک سنہ ۱۵۷۵ء سی سلطنت عثمانیہ کی ماتحت ہی - موجودہ حکمران خاندان ابن علی ترکی باشندہ جزیرہ کریٹ کی اولاد سے ہی - جو سلاطین عثمانیہ کے زیر فرمان سنہ ۱۶۹۱ء میں ٹیونس کا فرمانروا ہوا - اسوقت سی حکومت اوس کے خاندان مین چلی آتی ہی - سلطان عبد العزیز خان مرحوم نے سیدی احسن بے کی حسن خدمات سے خوش ہوکر بروئے فرمان شہنشاہی مورخہ ۲۵- اکتوبر سنہ ۱۸۷۱ء اوسکو خراجکی ادائیگی سے معاف کر دیا - مگر اس معافی خراج کے ساتھ ہی یہ بالوضاحت قرار دیدیا - کہ بے مذکور برابر سلطان کی رعیت اور ملک ٹیونس بابعالی کا زیر فرمان اور ماتحت علاقہ ہے +

گورنمنٹ } فرانس نے سنہ ۱۸۸۱ء کے موسم بہار مین ٹیونس پر (غاصبانہ) حملہ کر کے (جو انگلستان کے ایما سے ہوا تہا) اس ملک کو اپنی حفاظت میں لے لیا - اور اسبارہ میں ۱۲ مئی سنہ ۱۸۸۱ء کو قصر السعید مین ہر دو ملکوں کی درمیان عہدنامہ تحریر ہوا جسکی تصدیق فرمانروائے ٹیونس نے بذریعہ احکام مجریہ ۲۲- اپریل سنہ ۱۸۸۲ء کردی - فرانسیسی نائب منسٹر رزیڈنٹ کہلاتا ہے - اور دوسکرٹریونکی امداد سے فرانس کے صیغہ خارجیہ کے زیر احکام ملک پر عملی طور سی وہی حکومت کرتا ہے - صیغہ خارجیہ نے معاملات ٹیونس کی انصرام کی لئے پیرس مین ایک خاص محکمہ قایم کر رکہا ہے - سنہ ۱۸۸۳ء تک ٹیونس مین غیر ممالک کی قونصلیہ عدالتیں تہیں - جنکو یکم جنوری سنہ ۱۸۸۴ء سی موقوف کر کے اونکی جگہ فرانسیسی جج مقرر کئے گئے +

(از اڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) ملک کا انتظام فرانس کے صیغہ خارجیہ کی زیر نگرانی ایک مقامی مجلس وزراء کرتی ہی جسمیں سات وزیر فرانسیسی اور دو عرب ہین - ملک ۱۳ سول اضلاع اور دو فوجی احاطوں اور ایک فوجی چوکی میں منقسم ہے - حکام اضلاع فرانسیسی ہیں - اور ماتحت اہلکار عرب قاید و شیوخ - دیسیون کی مقدمات عرب

---

[۱] جسطرح مصر پر انگریزوں نے قبضہ کیا ہوا ہی اسیطرح ترکی کی اس ماتحت ریاست پر فرانس نے فوجی قبضہ اور ملکی تصرف کر رکہا ہی اب بظاہر ٹیونس کا ترکی سی کوئی تعلق نہیں رہگیا تاہم سلطان المعظم اوسکو برابر اپنا ماتحت علاقہ سمجہتے ہیں اور موجودہ صورت کو صرف عارضی جانتے ہیں جسکا جلدی یا دیر مین مٹجانا اور پہر سابقہ حالت کا ہوجانا شان ایزدی سی کچہ بعید نہین + مؤلف

[۲] سید علی کی وفات پر اوسکا بیٹا سید محمد الہادی ۱۱ جون سنہ ۱۹۰۲ء کو مسند نشین ہوا - اور مئی سنہ ۱۹۰۶ء مین بعمر ۵۰ سال لاولد مر گیا - تو سید محمد الناصر بک ولد محمد پاشا برادر سید علی مسند نشین ہوا - اس کی عمر بھی سنہ ۱۹۰۶ء مین ۵۱ سال کی ہوتی ڈاڑہی منڈاتا ہے +

قضاۃ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اور یورپینوں کی باہم یا یورپینوں اور دیسیوں کے فرنچ ججوں کی ساتھ
فرانس نے اپنا قبضہ تونس تمام یورپین دول سے تسلیم کرالیا ہے۔ البتہ ٹرکی نے اِسے ابتک قانوناً ورسماً تسلیم
نہیں کیا۔ فرانس نے باوجود دعویٰ تہذیب وانسانیت تونس کے لئے اسقدر آزادی بھی نہیں رہنے دی
جو ہندوستان کی دیسی ریاستوں کو حاصل ہے حکمران محض نمایشی کٹ پتلی ہے۔ کل عملدرآمد اوسی طرح
ہے۔ جیسا کہ کسی خالص مقبوضہ میں ہوتا ہے۔ سنہ ۱۹۰۶ء مین فرانس نے بھی ترکی مستعدی کو سخت تشویش
کی نگاہ سے دیکھا۔ چنانچہ ۲ اگست کو فرانس نے ایک سخت مراسلہ بابعالی کو لکھا کہ ترکوں نے طرابلس الغرب کے
جنوب میں صحرائے نخلستان جنت پر کیون قبضہ کر لیا ہے۔ بابعالی نے جواب دیا کہ وہ مقام ہے ہی ہمارا کوئی
نیا قبضہ نہیں ہوا۔ نہ کسیکو اوسپر معترض ہونیکا حق حاصل ہے[1]۔

[1] طرابلس الغرب کی موجودہ حالت اور ٹیونس میں فرانس کی غاصبانہ چیرہ دستی کی مفصل کیفیت ناظرین کو
حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری سیاح بلاد اسلامیہ کی مندرجہ ذیل تحریر مورخہ ۲۹ جون سنہ ۱۹۰۶ء سے جو الجزائر
سے آپ نے بھیجی تھی معلوم ہو جاتے گی۔

بلاد مغرب میں اس مرتبہ جب ہندوستان سے روانہ ہوا تو میری خواہش یہ تھی کہ پہلے کی طرح اپنے سفر
کو ملک مصر تک محدود نہ رکھوں۔ چنانچہ اسی غرض سے اول بغداد اور مزارات متبرکہ کی سیر کی۔ اور پھر موصل
حلب۔ دمشق۔ بیروت۔ بیت المقدس ہوتا ہوا مصر پہونچا۔ اور ساڑھے تین ماہ مصر اور وادی نیل کی سیر کرنے کے
بعد اب بلاد مغرب میری جولانگاہ ہے۔

مَیں ۱۵ مئی کو اسکندریہ سے طرابلس الغرب کو روانہ ہوا۔ چونکہ اندنوں ملک مصر میں ہیضہ کی چھیڑ چھاڑ تھی
اسواسطے ہمارا جہاز پہلے جزیرہ روڈس میں پہونچا۔ جو مصر شام استنبول اور طرابلس کا قرنطینہ بھگتنے کے واسطے ایک عمومی
مرکز دولت علیہ عثمانیہ کی طرف سے قرار پاچکا ہے۔ جہاز تین دن اسجگہ ٹھیرا رہا۔ پھر راستہ میں تمام چھوٹے بڑے
بندرگاہوں پر مثل جزیرہ کریٹ۔ بنی غازی۔ درنا مال کے اوتارنے اور چڑھانے میں ایک ایک دو دو دن ٹھیرتا
ہوا پندرہویں دن طرابلس الغرب پہونچا۔ اسقدر توقف قرنطینہ بھگتنے۔ اور باربرداری جہاز میں سوار ہونے کے
باعث تہا۔ ورنہ تیز جہاز چار پانچ دن میں طرابلس الغرب پہونچ جاتے ہیں۔

روڈس بہت آباد جزیرہ ہے۔ عمدگی آب و ہوا کے باعث دُور دُور کے لوگ موسم گرما میں یہاں چلے آتے ہیں
تجارتی ترقی کے لحاظ سے جزیرہ کریٹ بڑھا ہوا ہے۔ گھاٹ پختہ اور اوس کے کنارہ کنارہ بازار بہت خوبصورت
دکھائی دیتے ہیں۔ باشندے بیشتر یونانی۔ کچھہ ترکی اور کچھہ عرب ہیں مسجدیں بھی موجود ہیں۔ مگر آبادی کا انتظام
کم۔ دول اجنبیہ کے چار قنصل اس جگہ رہتے ہیں۔ اور ہر ایک سلطنت کی تہوڑی تہوڑی فوج بھی موجود ہے۔

تونس میں ۱۹،۴۶۰ فرنچ فوج مقیم ہے۔ جسکے ۱۹۱ افسر بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ اسکا خرچ فرانس کا خزانہ دیتا ہے۔ تونس کی اپنی فوج عملاً مفقود ہے۔ اوس کی کُل کائنات چھ سو افسر و سپاہی ہیں جو والی ریاست کی باڈی گارڈ کا کام دیتے ہیں۔ فوجی پولیس بھی محض فرانسیسی اور ۱۵۰۰ کس پر مشتمل ہے۔ دیہقانی اور شہری پولیس البتہ تونسیوں سے مرتب کی گئی ہے۔

بنی غازی خاص عربوں کی بستی اور دولت عثمانیہ کے تحت حکم ہے۔ مگر جیسے روڈس کی طرح اسکا بندرگاہ بھی خام ہے۔

طرابلس الغرب بہت بڑا شہر ہے۔ بندرگاہ پختہ اور دونوں طرف دو مستحکم قلعے بنے ہوئے ہیں۔ ۱۵ ہزار کے قریب فوج وہاں رہتی ہے۔ دولت عثمانیہ کی طرف سے رجب پاشا وہاں کا والی ہے۔ مجھے اون سے ملاقات کرنیکا اتفاق ہوا۔ فارسی زبان میں بات چیت ہوتی رہی۔ آدمی با اخلاق ہے۔ اس پاشا کے زمانہ میں بیرون شہر آبادی نے بہت ترقی کی ہے۔ ایک مدرسہ حرفت و صنعت کا ہے جسمیں غریب مسلمانوں کے بچوں اور خصوصاً یتیم بچوں کو کام سکھایا جاتا ہے۔ کھانے پینے اور پہننے کے جملہ مصارف گورنمنٹ کے ذمہ ہیں۔ منشی عبدالکریم کردی کے ذریعے جو استنبول سے میرے شناسا اور اسوقت سلطانی فوجکی امامت پر مقرر ہیں۔ اس مدرسہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ لوہار بڑھئی موچی۔ اور جولاہے کا کام سکھلایا جاتا ہے۔ لڑکوں کی بنائی ہوئی چیزیں میں نے دیکھیں۔ صفائی۔ اور خوبصورتی کے لحاظ سے بہت عمدہ تھیں۔ ایک نارمل سکول اور ایک مدرسہ ترکی زبان کا گورنمنٹ عثمانیہ کیجانب سے ہے۔ فرنچ اور اطالین گورنمنٹ کی طرف سے بھی تین چار مدرسے ہیں۔ عربی کا چرچا بہت کم ہے۔ باوجودیکہ یہ شہر خاص عربوں کا ہے۔

فرنچ گورنمنٹ کا ٹیکس مسافروں پر۔ ایام اقامت طرابلس میں معلوم ہوا کہ جو مسافر ٹیونس کو جاتا ہے۔ اوسکو لازم ہے کہ ۱۰ فرانک یا چھ روپیہ فرنچ قنصل کو دیکر جہاز میں سوار ہونے کی اجازت حاصل کرے۔ اور اسکی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ بیشمار مفلس لوگ جو زیارت حرمین کو چلے جاتے ہیں۔ اور واپسی کے وقت تکلیف دہی کا باعث ہوتے ہیں اونکو اس سے عبرت ہو۔ غالباً یہ قانون ایسا ہی ہے جیسا کہ ہندوستان کا یہ قانون کہ حرمین کا عازم کرایہ واپسی گورنمنٹ انگریزی کے ایک عہدہ دار مقرر کے پاس جمع کرے۔ میں اس سے نجات حاصل کرنیکی غرض سے برٹش قنصل کے پاس گیا۔ اور اوسکی مہربانی سے اجازت نامہ بلا ادائے معاوضہ ملگیا۔

ہندوستان کے متعدد خطوط اور اخبار جو قاہرہ سے فارورڈ ہو کر آئے تھے ڈاکخانہ سے وصول ہوئے۔ ڈاکخانہ کا پوسٹ ماسٹر نعمت اللہ تستری بغداد کا رہنے والا اور فارسی خوب جانتا ہے۔ یہ شخص بہت حسن اخلاق سے پیش آیا۔

اجازت نامہ حاصل کرنے کے بعد میں ۲۱ مئی کو ٹیونس کے جہاز پر سوار ہوا۔ جہاز رات کو سفر کرتا اور دن کو ہر بندرگاہ پر پانچ چھ گھنٹے ٹھیرتا تھا۔ اس طرح سے قابس۔ صفاقس۔ مہدیہ کی سیر کا اچھا موقعہ ملا۔ مدینہ شریف کے بعض عرب جو دیار بکر اور استنبول سے ہوتے ہوئے بلاد مغرب کے عازم تھے۔ طرابلس سے انکے ساتھ شناسائی ہو گئی۔ (ملتی اگلی صفحہ پر)

رقبہ وآبادی موجودہ حدود اربعہ یہ ہیں۔ شمال المشرق میں بحیرہ روم۔ مغرب میں فرانسیسی مقبوضہ الجیریا کا (جو نیز کئی صدیوں تک عثمانی علاقہ رہچکا ہے اور ۱۸۳۲ء میں فرانس نے اوسپر قبضہ کرلیا) صوبہ قسطنطین ہے۔ اور جنوب میں صحرائے اعظم و ترکی صوبہ ٹریپولی (طرابلس الغرب) ہے

کھانا پینا سب بک جاتا تھا۔ میں اور ایک عرب توسوسہ میں اتر گئے۔ اور باقی سب کے سب ٹیونس کو روانہ ہوئے۔ سوسہ اگرچہ کوئی تاریخی شہر نہیں مگر قیروان کا راستہ یہیں سے ہے۔

قیروان۔ قیروان وہ شہر ہے جو ۵۰ھ میں تعمیر ہوا اور بنی امیہ و بنی عباس کے عہد حکومت میں بلاد مغرب کا پایہ تخت تھا۔ عروج کے زمانہ میں اسکا محیط بارہ میل اور علوم عربیہ کا بڑا بھاری مرکز تھا۔ مگر اب اسکی حیثیت ایک قصبہ سے زیادہ نہیں۔ اور علوم کا چرچا بھی بہت کم ہے۔ اسکی موجودہ شہرت صرف اس وجہ سے ہے کہ صحابہ کرام کا آباد کیا ہوا اور بعض بزرگان دین کا مدفن ہے۔ عام لوگ اسی وجہ سے اسکو مقدس سمجھتے ہیں۔ میں ریل پر سوار ہو کر کوئی دو گھنٹہ کے عرصہ میں قیروان پہونچا۔ ریٹرن ٹکٹ مساوی ۳ یوم ایک تہائی کرایہ کی تخفیف پر لیا تھا۔ مجھے اس شہر میں جامع عقبہ بن نافع کی عمارت بہت پسند آئی۔ جو اپنی قدامت اور وسعت اور خوبصورتی کے ساتھ اب بھی دور دراز کے یورپین سیاحوں کے واسطے کشش کا باعث ہے۔ اب تک میں نے جسقدر سفر کیا یا تو پتھر کی عمارت دیکھنے میں آئی۔ یا ڈبل اینٹوں کی۔ مگر قیروان میں چھوٹی اینٹوں کی عمارت بھی نظر سے گذری جنکا طول ایک بالشت کے قریب تھا۔

ٹیونس۔ میں قیروان کی سیر سے فارغ ہو کر سوسہ کے راستہ سے ٹیونس میں آیا۔ ان دونوں شہروں میں بھی ریل کے ذریعہ سفر ہوتا ہے۔ ٹیونس بہت بڑا شہر اور افریقیہ کے تمام شہروں میں آبادی کے لحاظ سے تیسرے درجہ پر اور علوم عربیہ کی درس و تدریس کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر ہے۔ ازہر کے نمونہ پر ایک درسگاہ جامع زیتونہ کے نام سے یہاں موجود ہے اور شاید قدامت میں اوس سے بڑھکر۔ مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ اسکی تعمیر کا مادہ تاریخ "اعلم" ہے جس سے ۱۴۱ھ ہجری برآمد ہوتا ہے۔ مگر مجھے اب تک کسی کتاب سے اسکی تحقیق کا موقع نہیں ملا۔ یہاں کی علمی اور ادبی ترقیات میں سے تین چیزیں مجھے بہت پسند آئیں۔

(۱) جمعیۃ ابن خلدون۔ یہ مدرسہ ابن خلدون مشہور مؤرخ کے نام سے بنایا گیا ہے۔ اور اوسمیں خاصکر علم تاریخ کا درس دیا جاتا ہے۔ شیخ البشیر صفر جو اسوقت محکمہ اوقاف کے پریزیڈنٹ ہیں۔ ہفتہ میں تین چار لیکچر تاریخ پر دیتے ہیں۔ شیخ مذکور عربی اور فرنچ زبانوں سے خوب ماہر اور فن تاریخ پر انکی نظر بہت وسیع ہے۔ میں ان کے ایک لیکچر میں حاضر ہوا۔ دو گھنٹے کے قریب لیکچر دیتے رہے۔ خاتمہ لیکچر پر اون سے ملاقات ہوئی۔ کوئی آدھ گھنٹے تک گفتگو کرتے رہے بہت با اخلاق آدمی ہیں۔ مدارس قدیمہ کے طالب علموں کو ان لیکچروں میں حاضر ہونے اور فن تاریخ میں مہارت پیدا کرنے کی یہ ضرورت پیدا ہوئی ہے کہ محکمہ اوقاف میں وہی شخص نوکر رکھا جاتا ہے جسکے پاس اس جمعیۃ کی سند ہو۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

شرقاً غرباً اوسط عرض اکیسو میل ہے۔ اور کل رقبہ تخمیناً ۴ لاکھ ۵۰ ہزار انگریزی مربع میل ہے جسمیں صحرا کا وہ حصہ بھی جو بلد الجرید کے مشرق گدامیز تک چلا گیا ہے شامل ہے۔ آبادی کا اندازہ پندرہ لاکھ کیا گیا ہے۔ جنمیں سے سنہ ۱۸۹۱ء میں ۹۹۷۳ فرانسیسی تھے۔ آبادی کا جزو اعظم بدو عرب اہل قبایل ہیں۔

چنانچہ جامع زیتونہ اور اطراف وجوانب کی بیشمار طالب علم اس جمعیہ میں حاضر ہوتے ہیں۔

(۲) جمعیۃ قدماء تلامذہ مدرسہ صادقیہ۔ یہ کمیٹی صادق بے ایک معزز رئیس نے یادگار رئیس خیر الدین پاشا مصنف کتاب اقوام المسالک فی معرفتہ احوال الممالک کے قایم کی ہے۔ لوگ ہر ہفتہ ایک مکان میں جمع ہوتے ہیں۔ کبھی فرانسیسی زبان میں اور کبھی عربی زبان میں مختلف علوم وفنون پر تقریر کرتے ہیں۔ میرے ایام اقامت میں شیخ محمد نخیلی مدرس جامع زیتونہ کا لیکچر بنی امیہ کے زوال اور بنی عباس کی ترقی اور تقدم علوم پر رہا۔ سکرٹری کمیٹی نے ٹکٹ بھیجکر مجکو بھی مدعا کیا تہا حقیقت یہ ہے کہ شیخ محمد نخیلی بہت خوش بیان کثیر الاطلاع اور محقق شخص ہے۔ بنی امیہ کی زوال اور بنی عباس کے قیام کے اسباب اس عمدگی سے بیان کئے جن کے سُننے سے کمال مسرت ہوتی تھی۔

(۳) ایک فرنیچ اخبار جو باشندگان ٹیونس کے حقوق حاصل کرنے کی غرض سے ایک فرانسیسی نے جاری کیا ہے۔ اڈیٹر دولتمند اور عالم ہے۔ اور بڑے دھڑتے کے مضامین لکھتا ہے۔ ٹیونس کے مسلمانوں عیسائیوں اور یہودیوں کے منتخب لوگ اس اڈیٹر کے معاون ہیں۔ ایک خاص مکان ان سب کے واسطے کرایہ پر لیا گیا ہے جہاں مہینے میں ایک دو بار مجمع ہوتا ہے۔ اس کمیٹی نے شیخ عبد العزیز ثعالبی کی درخواست پر مجھے مدعو کیا۔ شیخ عبد العزیز استنبول ہی میرے شناسا ہیں۔ اُنہوں نے کہانے کی میز پر بیٹھنے سے پہلے مجھے اڈیٹر اور ممبران سے شناسا کیا۔ یہ لوگ میرے سفر کا حال سُنکر بہت خوش ہوئے۔ فرنچ گورنمنٹ کا جو سلوک ٹیونس کی مسلمان رعایا کے ساتھ مجھے معلوم ہوا تھا۔ اور اس کے مقابلہ میں جو فیاضی اور سیر چشمی انگلش گورنمنٹ کی مصر میں میری نظر سے گذری تھی میں نے مختصراً حاضرین جلسہ کے سامنے بیان کی۔ اور یہہ بھی ظاہر کیا کہ میری معلومات کے مطابق یہ پہلی مجلس ہے جسمیں مسلمان عیسائی اور یہودی باوجود اختلاف مذہب اور اختلاف ممالک کے صرف اہل وطن کے حقوق حاصل کرنے کیغرض سے ایکجا جمع ہوتے ہیں۔

ٹیونس میں عربی کے چھہ سات اخبار ہفتہ وار شایع ہوتے ہیں۔ مگر مضامین کے لحاظ سے معمولی ایک علمی رسالہ بھی خیر الدین کے نام سے چھپتا ہے۔ عربی کتابیں بیشتر مصر۔ بیروت اور استنبول کی چھپی ہوئی یہاں بکتی ہیں۔ ٹیونسیونکی توجہ کتابوں کے چھاپنے پر کم ہے۔ ایک کتبخانہ جامع زیتونہ میں بہت پُرانا ہے۔ میں چند مرتبہ جامع زیتونہ میں جاکر کتابونکو دیکھا۔ واقعی بعض کتابیں ایسی ہیں جو اب تک ہندوستان میں نہیں پہنچیں

رانزا ڈیشن سنہ ۱۹۰۶ء) رقبہ ۵۱ ہزار میل مربع ہے - اور آبادی ۱۹ لاکھ - یہودی ۶۰ ہزار ہیں - اور فرانسیسی سنہ ۱۹۰۱ء میں ۳۸۸۸۹ تھے جنمیں ۱۴۶۸۸ بحری وبری سپاہی تھے - دیگر یورپین بہ تفصیل ذیل ۸۲۶۶۷ تھے - اطالین ۶۷۴۲۰ - مالٹی ۱۲۰۵۶ - دیگر اقوام ۳۱۹۱ - پایہ تخت تونس کی آبادی ایک لاکھ ۷۰ ہزار ہے جنمیں ۱۲ ہزار پانسو فرانسیسی - ۲۷½ ہزار دیگر یورپین اور باقی عرب - مور حبشی اور یہودی ہیں -

باشندگان حرمین کے حقوق حرمین کے باشندوں کے واسطے ٹیونس میں خاص رعائتیں ہیں جس شخص کے پاس مکہ یا مدینہ میں پیدا ہونیکی سند ہو - اوسکو ٹیونس میں ایک برس تک ستائیس فرانک ماہوار کے حساب سے معاش ملتا ہے (۲۷ فرانک قریباً ۱۶ روپے کے برابر ہوتے ہیں) اور اگر وہاں کے مشاہیر میں سے ہو تو اوسکو دو چند اور چلتے وقت چار پونڈ کے قریب زادراہ - جو شخص ایک دفعہ ٹیونس میں آئے - جبتک اوسکو چھہ برس نہ ہولیں دوبارہ معاش لینے کا مستحق نہیں - اس معاش کیوجہ سے بیشمار مکّی اور مدنی ہر سال یہاں آتے رہتے ہیں -

بردو شہر سے باہر کوئی میل بھر کے فاصلہ پر ایک عمارت بارحد و (بردو) کے نام سے مشہور ہے - جہاں ٹیونس کا حاکم کبھی کبھی اجلاس کیا کرتا ہے - شہر سے باردو تک ٹرےمیوے جاری ہے - مَیں اور میرے ساتھی مدنی عرب اس کی دیکھنے کو گئے - اور جانے سے پیشتر فرنچ قونصل کے دفتر سے اجازت نامہ لیا جسکا معاوضہ کچھہ نہیں دینا پڑا - یہ عمارت بہت وسیع اور ایک منزلہ ہے - تمام کمرے اعلیٰ قسم کے فرش سے آراستہ ہیں - ایک کمرہ میں مختلف مشاہیر کی تصویریں آویزاں ہیں - دو تین کمروں میں حاکم ٹیونس کے جلوس کی جگہ ہے - کرسیاں طلائی ہیں - اور دیوار پر طلائی پتری جڑکر خاص قسم کا کام کیا ہے - چونکہ ایشیائی وضع کا کام ہے - یورپ کے سیاح اسکو بہت شوق سے دیکھتے ہیں - مگر جسنے ہندوستان کے کسی راجہ یا نواب کا محل دیکھا ہو اوس کے واسطے کچھہ دلچسپی نہیں -

قرطاجنہ ٹیونس سے آٹھ دس میل کے فاصلہ پر قرطاجنہ کے کھنڈرات ہیں - جسکو پُرانی تاریخوں میں کارتھیج لکھا ہے ٹیونس اور قرطاجنہ میں ریل جاری ہے - میں اور سیٹھہ ہری رام جو حیدرآباد سندہ کے معزز سوداگر - اور ٹیونس اور الجزائیر میں اونکی تجارتی دوکانیں ہیں - قرطاجنہ کی سَیر کو گئے - ریل چونکہ روانہ ہو چکی تھی - اسواسطے ایک دو اسپہ گاڑی کرایہ پر لیگئی - قرطاجنہ کے اردگرد کئی آبادیاں ہیں - فرانسیسیوں نے قرطاجنہ کی مٹی کھودکر آثار قدیمہ برآمد کئے ہیں - اور وہیں ایک بلندی پر عجائب خانہ بناکر جملہ چیزوں کو اوسمیں حفاظت سے رکھا ہے - اس سیر کے مصارف سیٹھہ ہری رام نے اپنی جیب سے ادا کئے - اور چونکہ وہ فرنچ زبان جانتے ہیں - اسواسطے مجھے کسی ترجمان کی ضرورت نہیں رہی - عجائب خانہ کا ایک ملازم جو سیر کرانے کی غرض سے ہمارے ساتھ ہو لیا تھا - وہ فرانسیسی میں حال بیان کرتا تھا - اور سیٹھہ صاحب اُردو میں ترجمہ کرتے تھے - میں سیٹھہ صاحب کی اس مہربانی کا ممنون ہوں -

باقی اگلے صفحہ پر)

اکثر باشندے مسلمان ہیں۔ جو شیخ الاسلام کے تابع ہیں۔ تونس میں وقف کو حبس کہتے ہیں۔ جبسی املاک کی آمدنی مذہبی تعلیمی و خیراتی امور پر خرچ ہوتی ہے۔ ملک میں ۳۵ ہزار رومن کیتھولک ہیں۔ جو کارتیج کے آرچ بشپ اور بزاطہ و سفاکس کے بشپوں اور دیگر ۲۵ پادری عہدہ داران کے تابع ہیں۔ گریک چرچ باشندے چارسو ہیں۔ اور انگریزی کلیسیا کے معتقد و فرانسیسی پروٹسٹنٹ بھی کچھہ ہیں ۲۳۔ انگریزی پادری ملک میں اپنا مذہبی فرض ادا کر رہے ہیں۔

والی ٹیونس اور فرانسیسیوں کا انتظام | اب مجھے صرف یہ بیان کرنا باقی ہے کہ ٹیونس کا ملک فرانسیسیوں کے سیاسی قبضہ میں ہے۔ جسکو احتلال کہتے ہیں۔ والی ٹیونس کو ایک مقررہ تنخواہ ملتی ہے۔ ملک کے انتظام میں اسکو کچھہ دخل نہیں۔ وہ مجبور ہے کہ کونسل جو تجویز پیش کرے اوسپر دستخط کردے۔ وہ کسی اجنبی سے مل نہیں سکتا۔ شہر ٹیونس سے باہر نہیں جا سکتا۔ کونسل کے کل ممبر فرانسیس ہیں مسلمان ایک بھی نہیں۔ تمام بڑے بڑے عہدے فرانسیسیوں کے قبضہ میں ہیں مسلمانوں میں سب سے بڑا عہدہ شیخ البشیر صفر کا ہے جسکو ۷۰۰ فرانک ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ جو انگریزی سکہ میں ۲۸ پونڈ اور ہندوستانی سکہ میں چارسو بیس روپے ہوتے ہیں۔ اور چند عہدہ دار تین تین سو فرانک یعنے ۱۲ پونڈ ماہوار کے ہیں۔ کلرکوں اور دیگر کارکنوں کی تنخواہ ۵۰ فرانک یا سو فرانک ہے۔ فرنچ گورنمنٹ مسلمانوں سے اسقدر بدظن ہے کہ ڈاکخانہ کے کل اہلکار فرانسیس ہیں۔ صرف ایک مترجم عربی دان ملازم ہے۔ جو مسافروں کے سوال و جواب میں مدد دیتا ہے۔ میں جب مصر میں تہا اور مصریوں کی زبان سے انگریزوں کی شکایتیں سنتا تہا تو میرا خیال انگریزوں کی نسبت کچھہ اور تہا۔ مگر ٹیونس کے حالات دیکھنے سے میری وہ رائے بدل گئی۔

مصر پر بھی انگریزوں کا قبضہ سیاسی ہے مگر کونسل میں مسلمان موجود ہیں۔ تمام بڑے بڑے عہدوں پر مسلمان ہیں۔ خدیو کو اختیار ہے کہ ملک میں دورہ کرے۔ ملک سے باہر کہیں آمدورفت کرے۔ چنانچہ ہرسال خدیو کا یورپ جانا اسکی دلیل ہے۔ خدیو بھی دستخط کرنے پر مجبور رہے۔ مگر کونسل میں مسلمان موجود ہیں۔ وہ مسلمانوں کی بہتری پر غور کرسکتے ہیں۔ اور جس تجویز کو مسلمانوں کے لئے مضر سمجہیں۔ اونکو اختیار ہے کہ انگریزی ممبروں سے اتفاق نہ کریں۔ اخبارات آزاد۔ اور ہمیشہ تخلیہ مصر پر رائے زنی کرتے ہیں۔ مگر ٹیونس میں ان چیزونکا نام نہیں۔

قسطنطینہ | میں پندرہ دن ٹیونس میں رہنے کے بعد ریل کے ذریعہ قسطنطینہ کو روانہ ہوا جو بلاد الجزائر کا ایک مشہور شہر اور اسلام سے پہلے کا آباد ہے۔ یہ شہر پہاڑ پر آباد ہے۔ اور اس کے گرد ایک پہاڑی نالہ قدرتی فصیل کے طور پر واقع ہوا ہے۔ جسکا عمق اسقدر ہے کہ اگر کم ۔۔۔ نہ ہوگا۔ پہاڑی نشیب و فراز کے لحاظ سے اسکی آبادی قسطنطنیہ یعنی استنبول کے مشابہ ہے۔ جب سے فرانسیسیوں کا قبضہ ہوا ہے۔ اونہوں نے شہر کے باہر ایک اور آبادی قایم کی ہے۔ اور پہاڑی نالہ پر دونوں آبادیوں میں حایل ہے پل باندہکر آبادی قدیم اور جدید کو ملا دیا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

سنہ ۱۹۰۳ء میں ۸۴ فرنچ پرائمری مدارس معہ ۱۹ ہزار طلبا کے تھے۔ طلبا میں ۱/۲ لڑکیاں تھیں۔ تونس
کی جامع زیتونیہ میں جامع ازہر کیطرح بڑا مذہبی اسلامی مدرسہ ہے۔ پایہ تخت میں مزید برآں اور ۹۶-
اور دیگر شہروں میں ۱۳۲۸ پرائمری اسلامی مکتب ہیں۔ جنمیں سے بعض کو سرکاری مدد ملتی ہے۔ علوی
کالج میں ایک نارمل سکول معہ ۱۲۵ طلبا ہے اور ایک پرائمری سکول معہ ۴۴۰ طلبا۔ تونس کے ہائی مدرسہ
کارنات میں سنہ ۱۹۰۳ء، ۷۰۰ طلبا تھے جو عموماً فرنچ یا یہودی تھے۔ خاص تونس اور سفاکس مین کی پرائیویٹ
مدرسے حال میں کھل گئی ہیں۔ فرانس کیطرح تونس کے فرنچ مدارس میں بھی مذہبی تعلیم کی ممانعت ہو گئی
ہے۔ اطالین مشنوں کے بھی بہت سے مدرسے تونس اور دوسری بڑی شہروں میں ہیں۔

شہر بہت آباد۔ اور عمارتیں نہایت عمدگی اور خوبی سے بنائی گئی ہیں۔ یہاں دو تین عالموں سے ملاقات ہوئی
دو جگہہ علوم دینیہ کا درس ہوتا ہے۔ ایک مدرسہ عربی اور فرانسیسی خاص مسلمانوں کے طالب علموں کیواسطے گورنمنٹ کی
ہے۔ مگر عربی کا مطبع نام کو نہیں۔ ٹیونس کی اخباریں۔ اور مصر و بیروت کی چھاپہ شدہ کتابیں یہاں فروخت ہوتی ہیں۔

الجزائر۔ قسن طینہ سے چلکر الجزائر پہونچا۔ یہ سفر بھی ریل ہی کے ذریعہ تھا۔ اگرچہ ٹیونس سے الجزائر تک جہاز
کا کرایہ ریل کی نسبت نصف ہے۔ مگر قسن طینہ کی سیر کے شوق اور آرام نے ریل کے سفر پر توجہ دلائی۔ الجزائر بڑا
بھاری بندرگاہ اور شہر بہت آباد اور خوبصورت ہے مگر مشرقی علوم کی ترقی اسمیں کم ہے۔ اوقاف پر گورنمنٹ
فرانس کا قبضہ ہے۔ اور وہ حسب ضرورت ابنیہ مساجد وغیرہ کی آبادی میں اسکو صرف کرتی ہے۔ باشندگان حرمین کی
واسطے یہاں کوئی معاش نہیں۔ بلکہ فرنچ گورنمنٹ رعایائے دولت عثمانی سے اسقدر بدظن ہے کہ کوئی شخص
بغیر خاص وجوہات کے یہاں داخل نہیں ہوسکتا۔ مکی اور مدنی عرب جو ٹیونس میں میرے ہم جلیس تھے۔ چاہتے
تھے کہ الجزائر میں داخل ہوں۔ مگر چونکہ انکو معلوم تھا کہ ایسے اشخاص کے ملک میں داخل ہونے کے ساتھ ہی
فرنچ پولیس گرفتار کر کے حوالات میں لے جاتی ہے۔ اور بڑی مشکلوں کے بعد اوسکے بچاو کا موقعہ ملتا ہے
اسواسطے اونہوں نے اپنا عزم ترک کر دیا۔

قسن طینہ سے الجزائر تک جدہر دیکھو انگور کے درختوں سے کھیتیں سرسبز ہیں۔ اس سے میرا خیال
کیا تھا کہ الجزائر کے مسلمان کاشتکاری میں بہت اچھی حالت میں ہیں۔ مگر الجزائر میں دریافت کرنے سے معلوم
ہوا کہ یہہ تمام کاشتکار فرانسیسی ہیں۔ اور دن بدن بذریعہ خرید اراضی اونکی کاشت ترقی پر اور مسلمانوں کی کاشت تنزل پر ہے
ٹیونس قسن طینہ اور الجزائر کے مسلمانوں کا لباس ہندوستان کے مسلمانوں سے بہت کم ہے۔ صرف ایک
قسم کا کپڑا کلکتہ سے منگواتے ہیں جو عمامہ کا کام دیتا ہے۔ اور وہ سیر ریشم کے بیل بوٹے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اسکو
آغاخانی کے نام سے پکارتے ہیں۔ ان ملکوں کا منی آرڈر بہت بمبئی۔ کلکتہ کے سوا اور کہیں نہیں جاتا۔

دار السلطنت کا نام بھی ٹیونس ہی جسکی آبادی مع مضافات ایک لاکھ ۵۳ ہزار ہے۔ انمیں سے ۴۰ ہزار یورپین ہیں باقی مور۔ عرب حبشی اور یہودی ہیں ۱۸۹۳ء میں سمندر سے بندرگاہ ٹیونس تک ایک وسیع و عمیق نہر تیار ہوکر کھولی گئی۔ جسکی راستہ سمندر میں چلنے والے بڑے بڑے جہاز بخط مستقیم ٹیونس پہونچنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

لوگ بنک کے ذریعہ روپیہ بھیجتے ہیں اور یہ چک دراصل لنڈن بنک کے نام ہوتا ہے۔ براہ راست کسی بنک سے بھی ان کا لین دین نہیں۔

الجزائر میں مسلمان بچوں کے واسطے خصوصیت سے ایک مدرسہ ہے۔ عربی کا اوستاد مسلمان۔ اور تاریخ جغرافیہ حساب وغیرہ علوم کیواسطے اوستاد فرانسیسی ہیں۔ فرانسیسی زبان کے مدارس متعدد ہیں۔ میڈیکل کالج۔ لاء کالج۔ انجنیرنگ کالج۔ یہ سب فرانسیسی میں ہیں۔ علوم قدیمہ ایک جامع میں پڑہائے جاتے ہیں۔ ہر اوستاد ایک ایک مضمون پر درس دیتا ہے مجھے ایکبار درس تفسیر اور ایکبار درس فقہ میں شامل ہونیکا موقعہ ملا۔ پڑہانے کا طریق بہت اچھا تھا۔ ان دونوں اُستادوں کے علاوہ عربی فرانسیسی مدرسے کے اوستاد اور چند دیگر اہل علم سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ یہاں کی علماء علی العموم روشن خیال معلوم ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہہ سب شیخ محمد عبدہ مرحوم مفتی کی تحریروں کا نتیجہ ہے۔ شیخ مرحوم و مغفور انتقال سے پیشتر ٹیونس اور الجزائر میں آئے تھے۔ بلاد عرب کے لوگوں میں اونکی ویسی ہی عزت ہے جیسی ہندوستان میں آنریبل سر سید احمد خان مرحوم و مغفور کی۔

تعلیم عمومی کی نسبت لوگوں نے بیان کیا کہ زیادہ رواج نحو معانی۔ ادب اور انشاء اور توحید و فقہ کا ہے کہ ان علوم کے جاننے سے قضاء کا عہدہ اور دیگر سرکاری عہدے ملسکتے ہیں علم تفسیر کا مدار جلالین کی تعلیم پر ہے۔ بخاری کا درس ایام رمضان میں ہوتا ہے۔ اور وہ بھی تبرکاً۔ اُستاد اسقدر جلدی سے حدیث کو ختم کرتا ہے۔ جیسا ہمارے ملک کے بعض حافظ تراویح کی قرأت میں جلدی کیا کرتے ہیں۔ تلامذہ کی طرف سے کوئی سوال نہیں ہوتا۔ اور نہ اوستاد کسی امر کی تشریح کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس روا روی میں کیا ہو سکتا ہے۔ تمام الجزائر میں صرف قسنطینہ۔ الجزائر۔ اور تلمسان تین شہر ایسے بیان کئے گئے جنمیں علوم عربی کا چرچا ہے۔ فقہ میں تلمسان کے علماء اور ادب میں قسنطینہ کے علماء کو ایک خاص قسم کا امتیاز حاصل ہے۔ اور الجزائر میں بھی علوم بقدر توسط کے موجود ہیں۔ مگر ان تینوں شہروں میں عربی کا کوئی اخبار نہیں۔ عربی کا مطبع بھی صرف الجزائر میں ہے جو احمد بن مراد ترکی نے سالگذشتہ جاری کیا ہے۔ ہر قسم کی کتابیں مصر۔ بیروت اور استنبول سے آتی ہیں۔ اور کچھ کتابیں تونس اور الجزائر میں بھی چھپی۔

فرینچ گورنمنٹ کا نام بدنام (مگر فرینچ گورنمنٹ کی جو بے اعتدالی اوقاف پر قبضہ کرنے سے ہوئی ہے وہ باقی اگلے صفحہ)

سنہ ۱۸۹۲ء میں ۱۸ سرکاری اور نو غیر سرکاری ابتدائی مدارس تھے جن کے طلباء کی تعداد ۱۲۱۵ (منجملہ انہیں ۵۲ ۱۴ لڑکیاں تھیں) تھی۔

قبضہ فرانس کیوقت سے قصبہ کارتھیج کو رومن کیتھولک نے ہیئت مذہبی علاقہ کا صدر مقام بنایا گیا ہے۔ مذہبی اقتدار اعلیٰ الجیرز کے آرچ بشپ کو حاصل ہے اور وہی اپنے نائبین ان مذہبی عہدہ داریجی مقرر کرتا ہے۔ کل آبادی باستثناء ذیل مسلمان ہے۔ یہودی ۵۸ ہزار۔ رومن کیتھولک ۳۵ ہزار۔ گریک کیتھولک چار سو۔ پراٹسٹنٹ ۲۵۰۔

اور جو بے اعتنائی مسلمانوں کو بڑی عہدوں سے محروم رکھنے میں ظہور پذیر ہے۔ وہ فرانسیسیوں کی جمہوری حکومت اور مساوات حقوق کے دعوی کے بالکل خلاف ہی۔ گو مسلمانوں پر اس ملک میں فوجی خدمت جبری نہیں مگر اس سے مسلمانوں کو کوئی فایدہ نہیں۔ بلکہ اونکا ضعیف کرنا مقصود ہے۔ فوجی خدمت کیواسطے فرانسیسی تاجر اور زمیندار جو تجارت اور زراعت سے دن بدن مالا مال ہو رہے ہیں۔ اونکی اولاد مستفید ہوتی ہے۔ عرب بھی فوج میں بھرتی ہیں۔ مگر اکثر سپاہی۔ تہوڑے لفٹنٹ۔ اور ایک یا دو کپتان۔ ہاں تنخواہیں فرانسیسیوں اور عربوں کی برابر ہیں۔ چند باخبر اشخاص نے بیان کیا کہ فرانس کا قانون ملک فرانس کے واسطے اور ہے اور مقبوضات کیواسطے اور۔ باوجود ان امور کے جو چیز مجھے فرانسیسی عملداری میں دلچسپ معلوم ہوئی وہ فرانسیسیوں کی عمیم الاخلاقی ہے۔ تکبر اون کے مزاج میں نام کو نہیں۔ راہ چلتے ہوئے بڑے سے بڑا عہدہ دار اس امر کا محتاج نہیں ہے کہ قلی تک کو راستہ خالی کرنے کیواسطے کہے۔ پبلک گارڈن کی بنچوں پر ایک فرانسیس بیٹھا ہوا ہے۔ ساتھ ہی اوسکی میم ہے۔ اور اوسی جگہ ایک عرب آکر بیٹھ جاتا ہے۔ کبھی کسینے خیال نہیں کیا کہ میم کے برابر ایک عرب کیوں بیٹھتا ہے۔ غرض حاکم اور محکوم کا جو تفرقہ انڈیا میں ہے اوسکا ان ممالک میں نام تک نہیں۔

لباس اور زبان کی نسبت اونکی خیالات

طرابلس۔ سوسہ۔ قیروان۔ ٹیونس۔ قسنطینہ۔ اور الجزائر میں یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ جو شخص اون جیسا لباس نہ پہنتا ہو اوسکی مسلمانی میں شک کرتے ہیں۔ اور جو ان جیسی عربی نہ بولتا ہو اوسکا عرب ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ ان صوبوں کا لباس اور زبان بالکل جداگانہ ہے۔ عربی انکی اسقدر غلط اور اصلیت سے محرف ہے کہ اسکو عربی سے کچھ مناسبت نہیں۔ بلکہ ایک صوبہ کے باشندے دوسرے صوبہ کے باشندوں کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔

ٹیونس کے لوگوں کا پاجامہ گھٹنوں تک اونچا ہوتا ہے۔ بعض کی پنڈلیاں برہنہ ہوتی ہیں اور بعض لمبی جرابوں سے اس برہنگی کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ الجزایر کے لوگ ترکی ٹوپی پر دو گز سفید ململ کا رومال لپیٹتے ہیں جو سر اور کانوں اور ٹھوڑی کے نیچے تک۔ چکر کھاتا ہے۔ پھر اس کے اوپر ایک بل دار پگڑی لپیٹتے ہیں جو کبھی کلکتہ کی ساخت اور کبھی بھیڑ بکری کے بالوں کی اور کبھی ململ کی ہوتی ہے۔ یہ پگڑی ٹوپی کے محیط پر باندھی جاتی ہے۔

صیغہ مال ۱۸۹۴ء اور ۱۹۰۵ء کی آمدنی ۲۳۲۳۱۰۰ / ۳۰۱۲۴۷۵۵ فرینک اور خرچ ۲ کروڑ ۳۱ لاکھ ۵۲ ہزار ۹ سو ۵ / ۲۰۰۲۲۹۳۲ فرینک اندازہ کیا گیا تھا۔ ۱۸۹۵ء و ۱۹۰۳ء کے موازنے یہ ہیں۔

چندوا بالکل خالی ہوتا ہے۔

ان ممالک میں کھجور کے پتوں سے ایک ٹوپی بنائی جاتی ہے۔ جو انگریزی ٹوپی ہیٹ کے مشابہ ہے۔ مگر اس کا چھجہ یعنے محیط کبھی کبھی وسعت میں سینی کے برابر ہوتا ہے۔ یہ لوگ اس کے پہننے کو ایام گرما میں ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اگر کوئی انگریزی ہیٹ پہنے تو اوسکو کافر قرار دیتے ہیں۔ میں نے قسن طینہ کے ایک عالم سے کہا کہ تمہاری ٹوپی یوروپ کی نقل ہے اسکا پہننا بھی مثل ہیٹ کے حرام ہوگا۔ اونہوں نے کہا کہ یہ ٹوپی خاص اہل افریقہ کی ایجاد ہے میں نے کہا بہرکیف دونوں ٹوپیاں یکساں ہیں۔ عالم نے کہا نہیں یہ اسلامی ہے اور وہ کافرونکی ہے ذرا اس عقلمندی کو دیکھیے!

مسافر نوازی کا نہ ہونا پیشتر اس سے کہ بلاد مغرب کے حالات ختم کروں۔ مجھے یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مصر۔ طرابلس۔ قیروان۔ ٹیونس۔ قسن طینہ اور الجزائر کے مسلمانوں سے مسافر نوازی کا جوہر قریباً قریباً معدوم ہو چکا ہے یہ لوگ مسافر سے صرف اسقدر پوچھنا کافی سمجھتے ہیں۔ "اُنت مسلم" جب اوس نے ہاں کی تو کہتے ہیں الحمد للہ اس کے بعد مابخیر و شما بہ سلامت۔ ایک کو دوسرے سے کچھ سروکار نہیں۔ اس عادت کا برتاؤ عام ہے۔ عرب ہو یا عجم۔ البتہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں سید ہوں۔ یا مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ سے آیا ہوں۔ تو اوسکو کھانا دیں گے۔ زادِ راہ بھی بہم پہونچائیں گے۔ خواہ وہ جاہل ہو یا عالم۔ اسقدر کافی ہے کہ وہ ان اوصاف کا مدعی ہو۔

اہل علم اس سے زیادہ مخاطب ہوتے ہیں ملک کے حالات اسلام کی کیفیت۔ حدود شرعیہ کا اجرا۔ گورنمنٹ انگریزی کا سلوک پوچھتے ہیں اور قہوہ کی ایک پیالی اور سگرٹ نذر کرتے ہیں۔ اور بار بار یہ الفاظ کہتے ہیں تشرّفنا۔ حلّتِ البرکۃ۔ ان کی ملاقات سے یہ فایدہ ہے کہ لوگوں کی شناسائی اور بعض جگہ ترجمانی میں مدد دیتے ہیں۔ مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ چلو! ہمارے مکان میں ٹہیرو۔ یا ایک وقت کی دعوت قبول کرو۔

اس خصوصیت سے ہندوستان اور ترکوں کی سرزمین خصوصاً استنبول قابل تعریف ہے۔ صدہا تکیئے ملک ملک کے مسافروں کے واسطے استنبول میں موجود ہیں۔ اور جہاں کسی ترک کو مسافر کی قابلیت کا حال معلوم ہوا تو مہینوں اوس کو اپنے ہاں مہمان رکھتے ہیں۔ اور اس عرصہ میں اوس کے جملہ مصارف کے متکفل ہوتے ہیں اور چلتے وقت زادِ راہ بھی دیتے ہیں۔

میرا سفر بلاد مغرب کا جو حقیقت میں بہت دلچسپ رہتا وہ اب قریباً خاتمہ پر ہے۔ کیونکہ اب میں مارسیلز جانے کو تیار ہوں جو فرانس کا مشہور بندر اور الجزائر سے ۲۸ گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ وہاں انددنوں ایک عظیم الشان نمایش قایم ہے۔ مگر جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ مارسیلز کے تمام باشندے نصرانی اور اونکی زبان فرنچ ہے تو خیال گذرتا ہے

مدات آمدنی	فرنیک	مدات خرچ	فرنیک	مدات آمدنی	فرنیک	مدات خرچ	فرنیک
محاصل بلاواسطہ	سنہ ۱۸۹۵ء [illegible] سنہ ۱۹۰۲ء [illegible]	محکمہ ادائے سود وغیرہ قرضہ	۱۱۴۳۹۰۰	محکری املاک	سنہ ۱۸۹۵ء ۱۸۷۶۰۰ سنہ ۱۹۰۲ء ۱۱۶۴۲۰۰	فوج	۶۰۸۶۷۰
محصول کلپرمٹ وغیرہ	سنہ ۱۸۹۵ء ۵۱۱۰۰۰ سنہ ۱۹۰۲ء [illegible]	انتظامی محکمہ	۳۱۵۲۱۵۲	مختلف	سنہ ۱۸۹۵ء ۹۸۲۳۰۰ سنہ ۱۹۰۵ء ۱۱۲۳۹۰۰	متفرقات	۲۶۶۲۷۰۲
اجارے	سنہ ۱۸۹۵ء ۵۱۷۵۸۰۰ سنہ ۱۹۰۲ء ۶۵۹۹۲۰۰	تعمیرات عامہ	۴۲۷۹۵۰۰	میزان معمولی آمدنی	۲۲۴۸۲۰۰	میزان اخراجات معمولی	[illegible]

سنہ ۱۸۸۴ء مین کل قومی قرضوں کو ۵۷۰۲۰۰۰ پونڈ کی ایک قسم مین مجتمع کیا گیا اور اسکو ۱۱۵۳۰۹ تمسکوں میں تقسیم کر کے ہر ایک تمسک کی نام نہاد مالیت پانسو فرنیک رکھی گئی اور یہ قرار دیا گیا کہ یہ قرضہ دوامی ہوگا یعنی اصل کبھی ادا نہیں کیا جائیگا اور صرف سود سالانہ دیا جاویگا۔ شرح سود ۴ فیصدی مقرر کیگئی اور اسکی سالانہ مقدار ۲۵۲۲۳۰ پونڈ یا ۶۳۰۷۵۲۰ فرنیک معین کیگئی۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں اس قرضہ کو دوسری ہیئت میں تبدیل کر کے شرح سود کی بجائے ۳½ فیصدی کر دیگئی۔ اور قرار دیا گیا کہ سالانہ جزوی اداگیوں سے کل قرضہ ۹۹ برسوں میں بیباق کر دیا جاوے سنہ ۱۸۹۲ء میں اس ۳½ فیصدی سود والے قابل انفکاک قرضہ کو ۳ فیصدی سود کے قرضہ میں متبدل کر دیا گیا سنہ ۱۹۰۱ء سے تقریباً ۳ کروڑ فرانک سالانہ تعمیر ریل کے لئے قرض لیا جا رہا ہے۔

کسب و روزگار — عام کسب کاشتکاری ہے۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں گندم ۵۰۴۰۶۴ ہیکٹیر پر اور جو ۲۹۹۶۰۷۴ ہیکٹیر یعنے کل مزروعہ رقبہ کے چھٹے حصہ پر کاشت تھی۔ انگورستانوں کا رقبہ ۶۵۵ ہیکٹیر یعنی ۹۴۸۵۹

سنہ ۱۹۰۳ء کی آمدنی میں ایک مد ڈاک و تار کی بھی ہے جسکی رقم ۱۱۶۹۱۰۰ فرنیک بتائی گئی ہے اور غیر معمولی آمدنی ۲۶۹۵۸۵۶۴ جملہ ۱۲۳۹۶۱۴۱۵ فرنیک خرچ کی مدیں یہ دکھائی گئی ہیں۔ وظیفہ حکمران و ارکان خاندان ۱۲۰۰۰۰۰۔ محکمہ مال و سود وغیرہ ۲۴۳۲۱۲۳۸۰۔ تار و ڈاک ۱۵۶۵۱۱۳۔ انتظامی صیغہ ۲۸۱۰۰۷۶۔ زراعت و جنگلات ۴۹۹۲۰۷۔ تعلیم ۱۰۸۹۹۱۱۔ تعمیرات عامہ ۲۴۲۶۸۷۸۶۲۔ فوج ۱۵۰۶۹۵۰۔ مختلف ۲۳۷۸۱۵۷۔ میزان ۴۵۴۰۲۶۱۵ فرانک ٭

ہیکٹر فرانسیسی پیمانہ سطحی ہے اور ۲٫۴۷ ایکڑ کے برابر ہے ٭

مجھے اس نمایش سے کیا فائدہ ہوگا۔ بہرکیف مارسلیز کے بعد ہسپانیہ داخل ہو کر قرطبہ۔ غرناطہ کے آثار قدیمہ کے دیکھنے کا ارادہ ہے۔ پھر [illegible] اس کے بعد جو کچھ قرار پائیگا اوس سے اطلاع دی جائیگی۔

ہندوستانی۔ ایرانی۔ افغان۔ بخاری۔ جو تمام عراق شام اور مصر میں ملا کرتے تھے۔ بلاد مغرب میں کہیں انکا نام نہیں۔ صرف سیٹھ ہیری رام سندھی تاجر سے دن میں ایک دفعہ ملاقات ہو جاتی ہے۔ اور اونکی گفتگو سے تھوڑی دیر کیلئے ہندوستان کے خیالات تازہ ہو جاتے ہیں۔ حیدرآباد کے ہندوؤں کی ایک دکان پوپلیل کے نام سے بھی اسجگہ موجود ہے۔ سنا ہے کہ پنجاب کے مدتین اول بلاد مغرب میں آنکھوں کا علاج کرتے ہیں مگر میری نظر سے کوئی نہیں گذرا ٭ (۲۹ جون سنہ ۱۹۰۶ء)

ہیکٹو لیٹر[1] پیداوار ہوتی ہے - جو زیادہ تر مقامی طور پر ہی صرف ہو جاتی ہے - سنہ ۱۸۹۳ء میں ۹۶ لاکھ ۱ ہزار ہیکٹو لیٹر روغن زیتون پیدا ہوا - ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء / سنہ ۱۹۰۲ء کو تعداد مویشی یہ تھی - گھوڑی ۵۱۶۴۴ / ۲۰۳۴۰ گدھے اور خچریں ۱۱۹۶۰۶ / ۱۰۸۰۹۴ گائے بیل بھینس - ۲۳۲۷۳۶ / ۲۰۰۲۰۰ بھیڑیں ۱۲۲۳۴۸۱ / ۷۱۹۶۱۰ - بکریاں ۶۸۱۶۳۶ / ۵۰۹۴۲۸ - اونٹ ۱۲۲۶۹۴ / ۱۴۶۸۹۹ - سور ۱۰۹۲۳ / ۷۸۵۵ سنہ ۱۹۰۳ء میں سولہ کانوں پر کام جاری تھا - اور ۸ سو آدمی کام کر رہے تھے - گفا کی کان فاسفیٹ کو جدید دو میل لمبی ریلوی سے بہت مدد ملی ہے -

ماہی گاہوں کے ٹھیکے بالعموم اطالین لوگوں کے ہاتھ میں ہیں - سنہ ۱۸۹۴ء میں مچھلی کا شکار بہ تفصیل ذیل ہوا سارڈین مچھلی ۶۱۳۰۵۶ کیلو گرام[2] مالیتی ۲۲۱۷ پونڈ - بچھوی مچھلی ۹۵۶۲۴ کیلو گرام مالیتی ۲۱۶۷۸ پونڈ - اسفنج وسیپ ۹۹۶۲۰۱ کیلو گرام مالیتی ۱۲۲۶۹۴ پونڈ - دیسی دستکاری اونی پارچات - قالین - زردوزی - سراجی کفار شعلہ دوزی - مگٹوی و باغت و ریشمی پارچات ہیں -

تجارت پچھلے دو برسوں میں ٹیونس اور دیگر ممالک میں جو تجارت ہوئی اوسکی مالیت ملک وار حسب ذیل ہے -

نام ملک	سنہ ۱۸۹۳ء درآمد اس ملک سے	سنہ ۱۸۹۳ء برآمد اس ملک کو	سنہ ۱۸۹۴ء درآمد اوس ملک سے	سنہ ۱۸۹۴ء برآمد اس ملک کو	سنہ ۱۹۰۳ء درآمد اوس ملک سے	سنہ ۱۹۰۳ء برآمد اوس ملک کو
	فرینک	فرینک	فرینک	فرینک	فرینکس	فرینک
فرانس و الجیریا	۲۳۳۳۸۷۵۰	۱۹۴۱۳۷۲۵	۲۴۸۹۷۲۰	۲۵۹۱۲۰۸۸	۴ کروڑ ۹۳ لاکھ	۵ کروڑ
برطانیہ کلان و مالٹا	۵۲۲۰۷۵	۳۰۷۸۴۵۰	۷۶۵۹۰۱	۴۶۹۳۰۴۰	۹۰ لاکھ ۲۰ ہزار	۹۳ لاکھ ۱۰ ہزار
اٹلی	۴۱۱۸۵۰	۴۵۴۰۳۰۰	۴۱۹۸۲۲	۳۱۶۳۴۵۴	۶۳ لاکھ	۴۵ لاکھ ۴ ہزار
آسٹریا	۱۳۴۶۶۰۰	۱۴۷۴۷۵	۴۱۰۰۹۳	۱۹۲۳۹	۲۴ ہزار ۵ سو	۶۶ لاکھ ۱ ہزار
بلجیم	۹۹۸۱۲۵	۴۶۵۸۲۵	۱۴۸۰۷۵۳	۱۲۹۳۶۴۶	۲۳ لاکھ	۱۸ لاکھ ۱۹ ہزار
روس و دیگر ممالک	۳۴۶۷۸۲۵	۲۰۳۹۵۵۰	۳۲۷۶۵۲۶	۱۹۷۳۲۹۹	۰	۰
میزان	۳۸۳۸۳۲۲۵	۶۹۶۸۵۳۲۵	۴۱۹۲۷۱۵	۳۶۹۳۲۷۶۶	۷۱۳۹۸۶۴۳	۸۳۶۱۲۸۷۷

سنہ ۱۸۹۴ء میں بڑی اشیاء درآمد یہ تھیں :- سوتی پارچات ۵۶ لاکھ فرینک - سیمولینا ۴۴ لاکھ نو سو فرینک - دھاتی اشیاء ۲۸ لاکھ فرینک - قند ۱۸ لاکھ فرینک - گندم ۱۸ لاکھ فرینک - ملبوسات ۱۲ لاکھ فرینک - قہوہ دس لاکھ فرینک بڑی اشیاء برآمد یہ تھیں :- گندم ۶۳ لاکھ فرینک - جو ۳۹ لاکھ فرینک - روغن زیتون ۶۹ لاکھ فرینک - مویشی ۵۲ لاکھ - الفا دو ین پندرہ لاکھ - اسفنج بارہ لاکھ فرینک - رنگنے کی چھال بارہ لاکھ فرینک - جست ۱۱ لاکھ فرینک پچھلے پانچ

[1] ہیکٹو لیٹر سیال اشیاء اور اجناس کا پیمانہ ہے - خشک پیمانہ ۲ ۳/۴ بشلوں کے برابر اور سیال اشیاء کا پیمانہ ۲۲ گیلن کے برابر ہے -
[2] کیلو گرام ۲.۲۰۵ / ۱.۰۰۰ پونڈ کے برابر ہوتا ہے -

برسوں میں ٹیونس اور برطانیہ کلان میں بڑے نقشجات مجلس تجارت اسقدر تجارت ہوئی۔

	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۸۹۳ء	سنہ ۱۸۹۴ء	سنہ ۱۹۰۳ء
ٹیونس سے برطانیہ کلان کو جو مال گیا	۲۲۶۷۱۸ پونڈ	۱۱۲۴۰۳۰ پونڈ	۱۳۱۸۵۸ پونڈ	۸۴۷۰۵ پونڈ	۸۸۵۲۸ پونڈ	۲۵۲۸۲۱ پونڈ
برطانیہ کلان سے جو ٹیونس میں آیا	۱۶۴۶۱۷	۱۶۳۷۴۵	۱۱۱۲۸۹	۱۱۲۹۹۹	۲۲۶۶۸۸	۳۶۲۵۰۸

سنہ ۱۸۹۴ء میں برطانیہ کلان کو بڑی اجناس یہ گئیں:۔ کاغذ بنانیکا دیگر مصالحہ اور اسپرٹو گھاس ۱۹۵۴۵ پونڈ مالیت کا۔ اور انگلستان سے بڑی جنس سوتی پارچات تھی ۱۹۵۸۹۳ پونڈ کے گئی۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں ٹیونس کے بندرگاہوں میں ۹۰۸۸ جہاز ۲۰۱۰۶۸۹ ٹن کے داخل ہوئے۔ انمیں سے ۵۴۵ جہاز ۱۰۹۱۷۹۵ ٹن کے فرانسیسی ۵۴۸ جہاز ۳۰۳۵۲۵ ٹن کے۔ اطالین اور ۱۸۲ جہاز ۱۱۲۴۹۶ ٹن کے انگریزی تھے۔ ریلوے لائنوں کی لمبائی ۲۶۰ میل ہے اور کئی نئی لائنیں زیر تعمیر ہیں سلسلہ تار برقی کا طول ۱۵۲۵ میل ہے جسکی تاروں کی لمبائی ۴۰۰۴ میل ہے۔ ۷۳ تار گھر ہیں سنہ ۱۸۹۴ء میں انہوں نے ۵۱۰۲۴۲ پیغام روانہ کیے۔ اسی سال ۱۲۱ ڈاکخانہ تھے جنہوں نے ۲۶۲۴۹۴۳ ملکی خطوط وغیرہ اور ۲۰۷ لاکھ ۱۸ غیر ملکی خطوط وغیرہ روانہ و تقسیم کیے۔

دائرہ ادیش سنہ ۱۹۰۶ء سنہ ۱۹۰۳ء میں تونس کی سولہ بندرگاہوں میں ۲۴۴۱۵ جہاز وزنی ۳۰۷۵۹۲۲ ٹن داخل ہوئے انمیں ۱۹ سو جہاز وزنی ۱۴۲۸۱۶۹ ٹن فرنچ تھے۔ ریلوے کا طول ۴۳۳ میل تھا۔ جو کلہم فرنچ کے ہاتھ میں ہے ۲۰۵۰ میل سلسلہ تار برقی کا طول ہے اور اسکی تاروں ۵۷ سو میل۔ ۱۲۵ تار گھر ہیں۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں ۷۰۴۳۴۳ برقی پیغام بھیجے گئے۔ اسی سال ۹ ٹیلیفونی سلسلے شہروں کے اندر ۲۸ میل طویل تھے جنکی تار ۲۰۴ میل تھی۔ اور مختلف شہروں کے مابین ۷ سلسلے ٹیلیفونی تھے۔ جنکی تار ۵۸۰ لمبے تھے۔ اور پانچ لاکھ ۸۶ ہزار پیغام بھیجے گئے سنہ ۱۹۰۲ء میں ۷۴۳ ڈاکخانہ تھے جنکے ذریعہ ملکی خطوط وغیرہ ۱۴۱۲۶۹۰۶ اور غیر ملکی ۵۸۸۲۰۴۸ تقسیم ہوئے۔

سکے اوزان اور پیمانے

پہلے سکہ پیاستر مروج تھا جو ۱۶ اقروب یا چھ پنس کے برابر ہوتا تھا۔ اب سرکاری مضروبات فرانسیسی سکوں کے مشابہ ہیں اور فرانس میں مضروب ہوتی ہیں عام مستعمل وزن اونس ہے جو ۹۴ء ۳۱ گرام کے برابر ہے۔ رطل میں ۱۶ اسی طرح ۲۴۔ اونس تک ہوتے ہیں۔

پیمانہ غلہ۔ قافی = ۱۶ ویبی = ۱۶ انبل + ایک ویبی = ۱۲ اصاع۔

طولانی پیمانہ جات بیق عربی برائے ململ = ۵۳۹۲ء گز کے + بیق ترکی برای ریشم = ۷۰۵۵ء گز کے + بیق اندلسی برائے پارچات ۷۰۹۴ء گز کے۔

انگریزی قونصل جنرل متعینہ ٹیونس۔ ڈبلیو ایچ ڈی ہیگرڈ موجودہ قونصل جنرل مرید کلی نائب قونصل تونس۔ مسٹر جانسٹن۔ بزاطہ۔ سفاکس۔ سوسا اور قیروان میں بھی انگریزی نائب قونصل ہیں۔

ترکی بجٹ ۹۸-۱۸۹۷ء اور مالی حالت

ترکی کی مالی حالت گو ایسی اچھی اور عمدہ نہیں ہے۔ تاہم جیسا کہ اوسکے دشمنوں کا خیال یا آرزو ہے وہ دیوالیہ بھی نہیں ہے۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ ۱۸۷۶ء میں جب اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین عبد الحمید مسند خلافت پر متمکن ہوئے اوسوقت ترکی مالی صیغہ کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد جنگ کے شروع ہو جانے اور پھر اوس کے نتیجہ میں زرخیز صوبوں کو قبضہ سے نکلجانے اور ان حادثات کے لازمی نتائج یعنی بد امنی و بد نظمی سے اور بھی ابتر ہو گئی۔ مگر جنگ سے فارغ ہوتے ہی جس محکمہ کی اصلاح کیطرف سب سے پہلے حضور ممدوح متوجہ ہوئے وہ صیغہ مال تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ملک کی ترقی و خوشحالی زیادہ تر اسی محکمہ کی اصلاح پر مبنی ہے۔

یہ امر بیشک قابل افسوس ہے کہ عیسائی رقیب یا دشمن سلطنتوں کی بیجا دست اندازی اور عیسائی رعایا کی شورہ پشتی اور خود سری کیوجہ سے یا مسلمانوں کی کاہلی۔ لاپرواہی اور بیفکری سے اعلیحضرت کو اپنی مساعی جمیلہ میں جیسی کہ چاہئے ویسی کامیابی نہیں ہوئی۔ ہر سال اخراجات غیر معمولی کی بھرمار سے جو انہی عیسائیوں کی مہربانی سے ضروری اور اٹل ہو گئی ہیں آمدنی سے خرچ زیادہ ہوتا رہا ہے۔ مگر یہ انہی کی ذاتی کوشش و جانفشانی کا نتیجہ ہے کہ آمدنی کم ہو جانے پر معمولی اخراجات و آمدنی کا موازنہ برابر قایم رکھ سکتے رہے ہیں۔ اور غیر معمولی اخراجات کے لئے ممالک غیر سے قرض لینے کی بجائے اپنے قرضدار ہی کی بدولت سے اشد مجبوری کی صورت میں خود اپنے ہی ملک سے قرض لیکر کام چلاتے رہے ہیں۔ آرمینیوں کی مسلسل دو سال کی بغاوت سے کئی صوبوں کی آمدنی میں لازمی طور پر کمی واقع ہوئی اور اسکے انتظام اور قیام امن کے لئے کئی لاکھ زاید فوج کئی مہینوں تک تیار رکھنی پڑی۔ اور ساتھ ہی مخالف سلطنتوں کی دھمکیوں کے باعث ملک کی حفاظت اور ضروری مقامات کی مورچہ بندیوں وغیرہ کی بھی ضرورت لاحق ہو گئی۔ ان سب پر اسقدر [illegible] نہیں [illegible] سلطنت عثمانیہ کو پورا یقین تھا کہ سلطان المعظم کو اب بہر حال ممالک غیر سے [illegible] قرض لینا پڑیگا۔ اور اس ضرورت کیوجہ سے اونپر جو کچھ دباؤ ڈالا جاویگا وہ بہ مجبوری اوسے تسلیم کریں گے۔

یہ امر کہ سلطان المعظم کو قرضہ کی ضرورت تھی یا نہیں۔ اور اگر ضرورت تھی تو کیا اونکا ارادہ قرض لینے کا تھا یا نہیں یہ خود معلوم ہو گا۔ لیکن یہ امر واقع ہے کہ اس سال کے بجٹ کی شایع ہونے سے مخالفین کے منصوبے خاک میں [illegible] اور اونکو یقین ہو گیا ہے کہ اعلیحضرت ایسی کارروائی سے حتی الامکان ہمیشہ بچتے رہیں گے جس سے غیروں کو اونکی سلطنت میں اور زیادہ مداخلت کرنیکا موقعہ ملنے کا احتمال ہو۔

بجٹ کو درج کرنے سے پہلے ناظرین کو یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ سلطنت عثمانیہ کی آمدنی کو یورپ کی دول عظام کی آمدنیوں سے بہت کم پائیں گے۔ حتیٰ کہ اٹلی کی آمدنی بھی جو وسعت و زرخیزی میں

در آنحالیکہ جن مدوں کا انتظام کمیشن قرضہ قومی کے سپرد ہے …نمیں ان میں ترقی ہوئی ہے۔ مگر وہ ملازم…
کو بھی ایک طرح سے معذور سمجھتے ہیں جنکی سات سات آٹھ آٹھ مہینے … بقایا میں ہو اون سے دیانتداری جانفشانی
کی امید رکھنا فضول ہے۔ اسکا علاج وہ یہ بتاتے ہیں کہ ایک خاص کمیشن … تمام ملازمونکی تنخواہ کے برابر ایک سال …
رقم اوس کے لئے خاص کیجائے اور اس رقم کا بارہواں حصہ ہر مہینے ا… جاوے تاکہ ادنیٰ سے ادنیٰ ملازم کو
بھی اوسی باقاعدگی سے تنخواہ ملے جسطرح کہ اعلیٰ عہدہ داران سلطنت کو …

اضافہ آمدنی کی ایک تدبیر یہ بتائی گئی ہے کہ تمباکو کے اجارہ کا … پورا انتظام کیا جاوے۔ ٹرکی کو تقریباً
کل باشندے یا کم از کم دو کروڑ ترک تمباکو کے سخت عادی ہیں۔ مگر اس اجارہ سے صرف گیارہ لاکھ پونڈ ترکی محصول
ہوتے ہیں حالانکہ مصر میں بھی جسکی آبادی اس سے تیسرا حصہ ہے اسیقدر … وصول ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ٹرکی
میں اس اجارہ کا ٹھیک انتظام نہیں مصر میں معقول انتظام کے طفیل اس … آمدنی پچھلے آٹھ برسوں میں دس گنی بڑھ
گئی ہے۔ سر ایڈگار دنسنٹ کی رائے میں شرح محصول درآمد کو بھی جو اسوقت … فیصدی ہے۔ اور یونان،
بلگیریا، سرویا وغیرہ ممالک متصلہ کی شرح سے بہت کم ہے۔ ممالک غیر سے نئے تجارتی معاہدے کر کے بڑھا دینا چاہیئے۔
اسکے بعد صاحب موصوف عثمانیہ بنک کی ضمانت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور آخرکار ٹرکی کی مالی مشکلات کی نسبت حکم لگاتے ہیں کہ
وہ مصر کی مشکلات سے … جن میں وہ ۱۸۷۶ء میں مبتلا تھا … کم ہیں ٹرکی میں خرچ کم کرنے اور آمدنی کو بڑھانے کی بڑی گنجائش ہے۔ اگر مصر
کی مالی مشکلات کا مسئلہ اسیقدر پیچیدہ ہوتا جتنا کہ ٹرکی کا ہے۔ تو مصر کے دیوالیہ پن … انکی جان توڑ کوششیں چھ برس کی بجائے
چھ ہی مہینے میں کامیابی کیساتھ ختم ہو جاتیں۔ ٹرکی میں آمدنی و خرچ کا موازنہ قائم … کے لئے فقط توجہ اور دیانتداری کی
ضرورت ہے خاتمہ پر وہ سلطان المعظم کی خدمت میں حسب ذیل سفارشیں … کرتے ہیں
(۱) جنگی خرچ کو کم کیا جاوے (۲) خیانت و بددیانتی کی بیخکنی کیجائے (۳) … رونکو عہدہ کے لحاظ سے (اور نہ
کسی ذاتی لحاظ سے) مقررہ اندازہ و پیمانہ کے مطابق باقاعدہ تنخواہیں تقسیم کیجاویں (۴) انتظامی عملہ میں ملازمونکی
تعداد کم کیجائے (۵) ذمہ داری کے عہدوں کی تنخواہیں بڑھائی جاویں (۶) محاصل … کو بڑھایا جاوے (۷) آمدنی خرچ
کے ماہواری اور سالانہ نقشے تیار اور شایع کئے جائیں (۸) وزیر ضبط مال کو بیقاعدہ … ہوا کو سزا دینے اور ایسے غیر…
اخراجات کو منظور کرنے سے جنکے لئے باقاعدہ طور پر اجازت نہ لیگئی ہو انکار کرنیکا اختیار دیا جاوے۔

اوس خاص کمیشن نے جو بجٹ کی تیاری کے لئے مقرر ہوئی تھی اور اس رپورٹ کو نشا کے مطابق تیار کر کے
اعلیحضرت کی خدمت میں پیش کیا تو اونھوں نے نہ صرف کمیشن کی سفارشوں کو فی الفور منظور فرما کر محکمہ پرتال حسابات کے
پریسیڈنٹ توفیق پاشا کو نگرانی و ضبط انتظام کے کامل اختیارات عطا فرمائیے بلکہ ملک کی بہتری و فلاح اور
خوشحالی و بہبودی کو اپنی ذاتی آسائش پر مقدم رکھنے کے طرح وصف کے تقاضا سے جسکی نظیر دوسری فرمانرواؤں